فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذوالجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام باتمام کار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

حصہ اول

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مؤرخ محقق مولوی ابو تراب

محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی

صدر مدرس عربی فارسی مدرسہ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری

در مطبع رحمانی مطبوع گردید

جملہ قیمت ...

حصہ اول (عہ)
حصہ دوم (عہ)

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مؤلفہ مولوی محمد عبدالجبار خان صاحب

۱ محبوب الزمن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول - در بیان سلاطین بہمنیہ - عہ۵ حالی

۲ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ صمہ حالی

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۲۶) صفحہ - صمہ حالی

۳ محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن - قریب نصف طبع شدہ (زیر طبع)

۴ محبوب الیمن تذکرہ امراء و وزراء دکن -

۵ محبوب نو و کہن تذکرہ آثار دکن -

۶ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

۷ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ سوم در بیان سرکار عالی نظام خلد

المشتہر صدر الاسلام خان مولف

فہرست حصۂ اول محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱	۲	حمد و نعت
		حرف الف
۲	۳	آصف اول - عالیجناب میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ اول بانی ریاست دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن
۳	۹۴	آصف ثانی - اعلیحضرت قدر قدرت نواب میر محبوب علیخان بہادر مرحوم مغفور
۴	۱۵۸	آذری - اسفراینی
۵	۱۶۶	الفتی - مولانا یزدی
۶	۱۷۴	اسیر - مولانا کمانچہ گر لاری
۷	۱۷۵	اوحدی - شیخ معین الدین بن محمد
۸	۱۷۸	ادائی - میر مومن یزدی
۹	۱۷۹	اختری - مرزا اختر
۱۰	۱۸۰	ایجاد - مرزا علی نقی خان
۱۱	۱۹۲	افصح - میر محمد علی
۱۲	۱۹۵	امین - امین الدین علی
۱۳	۱۹۶	انسان - شیخ غلام مصطفی مرادآبادی -
۱۴	۲۰۱	انصاف - علی نقی خان
۱۵	۲۰۴	ایما - میر بخشی عاشق علیخان
۱۶	۲۰۵	افتخار - سید عبدالوہاب دولت آبادی
۱۷	۲۰۹	انور - نور الدین خان کرناٹکی -
۱۸	۲۱۱	ارسلان - مولانا قاسم مشہدی
۱۹	۲۱۲	امداد - شیخ غلام حسین برہانپوری -
۲۰	۲۱۵	اقدس - میر رضی شوستری
۲۱	۲۱۸	امیر - سید امیر حیدر بلگرامی نزیل اورنگ آباد
۲۲	۲۲۰	ارشد - میر غلام علی اورنگ آبادی -

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۲۳	۲۲۴	امید - قزلباش خان
۲۴	۲۲۷	امیر - امیر احمد مینائی
۲۵	۲۳۳	امتیاز - میر محسن علی رہی کرناٹکی -
۲۶	۲۳۴	آثم - سید ابراہیم حیدرآبادی
۲۷	۲۳۵	اشک - سید جمال الدین لکھنوی
۲۸	"	افسر - سید احمد حیدرآبادی
۲۹	۲۳۶	الفت - محمد جمال الدین مدراسی
۳۰	۲۳۷	احسان - میر عباس علیخان حیدرآبادی
۳۱	۲۳۹	آزاد - ابوالحمید لکھنوی
۳۲	"	ادا - میر حسن علی خان اورنگ آبادی
۳۳	۲۴۰	ادیب - مولوی محمد سیف الحق دہلوی -
۳۴	۲۴۲	اعزاز - مرزا دین محمد بیگ کابلی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۳۵	۲۴۷	آفاق - محمد عیسی خان دہلوی -
۳۶	۲۴۸	ایمان - شبیر محمد خان حیدرآبادی
۳۷	۲۵۰	افسر - میر باقر علی خان
۳۸	۲۵۱	اختر - مولوی لطیف احمد صاحب
۳۹	۲۵۴	آزاد - میر غلام علی الحسینی البلگرامی -
۴۰	۳۰۲	آگاہ - مولوی محمد باقر نائطی مدراسی
۴۱	"	امین - محمد امین
		حرف بائے موحدہ
۴۲	۳۰۳	بدیع - ملا بدیع
۴۳	"	بسمل - میر محمد یوسف خان
۴۴	۳۰۴	بینش - سید مرتضی مدراسی
۴۵	۳۰۶	بہار - سید علی مدراسی
۴۶	۳۰۷	بلیغ - محمد عزیز الدین فتحپوری

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۴۷	۳۰۸	بیان - خواجہ احسن اللہ دہلوی
۴۸	۳۰۹	بندہ - میر محمد بیر اورنگ آبادی
۴۹	۳۱۰	بیان - آقا مہدی اصفہانی
۵۰	۳۱۱	بیجان - لالہ جگ کشن داس اورنگ آبادی
۵۱	۳۱۲	باقی - راجہ گردھاری پرشاد حیدرآبادی
		حرف بائے فارسی
۵۲	۳۱۵	پروانہ - شاہ ضیاء الدین برہانپوری
۵۳	۳۱۹	پناہ - محمد پناہ اورنگ آبادی
۵۴	۳۲۰	پنچھی - نجم الدین بلگرامی نزیل حیدرآباد
		حرف تائے فوقانی
۵۵	۳۲۱	تجلی - محمد حسین کاشی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۵۶	۳۲۲	تابع - خلیفہ اسد اللہ تتوی نزیل برہانپوری
۵۷	"	تسلیم - محمد قلی برہانپوری
۵۸	۳۲۴	تجلی - شاہ تجلی علی حیدرآبادی
		حرف ثائے مثلثہ
۵۹	۳۲۷	ثاقب - محمد احسان اللہ خان بدایونی -
		حرف الجیم
۶۰	۳۲۸	جانی - میرزا جانی ترخانی
۶۱	۳۲۹	جرات - میر محمد ہاشم
۶۲	۳۳۲	جویا - محمد فاضل سرہندی
۶۳	۳۳۴	جولان - میر حسن علی احسان حیدرآبادی
۶۴	۳۳۵	جرأت - سید رضوی خان
۶۵	۳۳۶	جلیل - مولوی حافظ جلیل حسن صاحب استاد اعلیحضرت مرحوم مغفور کے

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۶۶	۳۴۵	جعفر۔ مرزا جعفر بیگ قزوینی۔
		حرف حاء حطی
۶۷	؍؍	حشمت۔ محتشم علیخان
۶۸	۳۵۰	حقیر۔ مہا سنگھ اورنگ آبادی
۶۹	۳۵۱	حامد۔ محمد خان المخاطب بحامد علیخان دولت آبادی
۷۰	۳۵۲	حفیظ۔ شیخ حفیظ دہلوی
۷۱	۳۵۴	حنا۔ مہدی حسین خان لکھنوی۔
۷۲	۳۵۵	حبیب۔ محمد کاظم صاحب کنتوری
۷۳	۳۵۶	حشمت۔ میر حشمت علی حیدرآبادی
۷۴	۳۵۷	حسیب۔ محمد حسیب حیدرآبادی
۷۵	*	حسن۔ امیر حسن دہلوی
۷۶	۳۶۷	حاکم۔ حاکم بیگ خان لاہوری
۷۷	۳۷۵	حیا۔ کاشی مرزا حیاتی
۷۸	۳۷۷	حافظ۔ خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی
		حرف الخاء
۷۹	۳۸۶	خلیل۔ مرزا خلیل خان لاہوری۔
۸۰	۳۸۸	خواجگی۔ خواجہ بابا خان بخاری
۸۱	۳۹۰	خوبن۔ شیخ غلام حسین برہانپوری
۸۲	۳۹۲	خواجہ۔ خواجہ ایوب المخاطب بہ جمیل بیگ خان اورنگ آبادی
۸۳	۳۹۴	خاکی۔ حیدر بیگ بدخشانی الاصل
۸۴	۳۹۵	خلیل۔ اصالت خان حیدرآبادی
۸۵	۳۹۶	خان۔ محمدی خان دکنی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۸۶	۳۹۶	خاص - شاہ خاص حیدرآبادی
		حرف الدال المہملہ
۸۷	۳۹۷	درگاہ - درگاہ قلیخان سالارجنگ
۸۸	۴۱۵	دانش - میر نبی مشہدی
۸۹	"	دانش - میر دلاور علی
۹۰	۴۱۷	داغ - نواب مرزا خان دہلوی
۹۱	۴۲۱	دولت - میر دولت علی آسیری
۹۲	۴۲۲	دانا - نصیر الدین خان
۹۳	۴۲۳	درسی - سید محمد درویش براری -
۹۴	۴۲۶	داؤد - مرزا داؤد اورنگ آبادی
۹۵	۴۳۰	دردمند - محمد فقیہ دگیری
۹۶	۴۳۳	داغ - لالہ نہال کاین اورنگ آبادی
۹۷	"	دارا - خواجہ بہاء الدین حیدرآبادی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۹۸	۴۳۴	دبیر - لالہ دولت رائے برہانپوری
۹۹	۴۳۵	دوست - سید خواجہ حیدرآبادی
		حرف الذال المعجمہ
۱۰۰	۴۳۶	ذکا - میر اولاد محمد خان
۱۰۱	۴۴۲	ذکا - دوارکا پرشاد فتحپوری
۱۰۲	۴۴۲	ذکا - محمد حبیب اللہ مدراسی
۱۰۳	۴۴۶	ذہنی - ملا حیدر کاشانی
۱۰۴	۴۴۷	ذہین - روپ نرائن
		حرف الراء المہملہ
۱۰۵	۴۴۸	رازی - میر عسکری المخاطب بعاقل خان خوافی
۱۰۶	۴۵۲	راز - میر میران اصفہانی اورنگ آبادی
۱۰۷	۴۵۷	رنگین - نورالدین علیخان
۱۰۸	۴۶۰	روشن - قاضی محمد صالح

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۰۹	۴۶۱	رسا - جان محمد مرزا حیدرآبادی
۱۱۰	۴۶۵	روشن - محمد روشن خان حیدرآبادی
۱۱۱	۴۶۷	رفیقی - آملی
۱۱۲	۴۶۸	رونق - عارف الدین خان برہانپوری
۱۱۳	۴۷۰	رائے - کنول کشن
۱۱۴	”	رضا - محمد رضا بیگ اورنگ آبادی
۱۱۵	۴۷۲	رنگین - لعل چند اورنگ آبادی
۱۱۶	”	راز - نوازش خان اورنگ آبادی
۱۱۷	۴۷۳	ربط - بالا پرشاد حیدرآبادی
۱۱۸	۴۷۵	رضا - محمد رضا خان مدراسی
۱۱۹	۴۷۶	راز - مولوی احسان الحق دہلوی -
۱۲۰	”	رسا - محمد وجیہ الدین خان حیدرآبادی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۲۱	۴۷۷	رشید - محمد شکر اللہ خان لکھنوی
۱۲۲	۴۷۸	رضا - حسین رضا اکبرآبادی
۱۲۳	۴۷۹	رائق - حکیم باقر حسین خان
۱۲۴	۴۸۰	راقم - محمد حسین قادری
۱۲۵	”	رام - لالہ رام پرشاد
۱۲۶	۴۸۱	راغب - میر مبارک اللہ خان
		حرف سین مہملہ
۱۲۷	۴۸۲	سراج - سید سراج الدین حسینی اورنگ آبادی
۱۲۸	۴۹۲	سالم - محمد کریم بخش
۱۲۹	۴۹۴	سالک - مرزا سالک یزدی -
۱۳۰	۴۹۶	سبقت - لالہ سکھراج لکھنوی -
۱۳۱	۴۹۹	سجاد - میر سجاد علی خان بہادر حیدرآبادی -

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۳۲	۵۰۰	سوز - میان عالم خان
۱۳۳	۵۰۱	سخن - سید محمد خان بہادر اصفہانی
۱۳۴	۵۰۲	سید - سید علیخان
۱۳۵	۵۰۳	سرخوش - محمد علیم الزمان
۱۳۶	۵۰۴	سخی - میر جرأت علیخان حیدرآبادی
۱۳۷	"	سامی - سید عبد القادر اورنگ آبادی
۱۳۸	۵۱۰	سالک - مرزا قربانعلی بیگ
۱۳۹	۵۱۳	سرمد - حکیم سعید المعروف بہ صوفی سرمد
۱۴۰	۵۱۶	سنجر - مرزا سنجر
۱۴۱	۵۱۸	سالک - سید غلام حسن القادری الرضائی
		حرف الشین المعجمہ
۱۴۲	۵۲۲	شوریدہ - شیخ سلطان الدین برہانپوری
۱۴۳	۵۲۲	شوریدہ - شیخ سلطان الدین برہانپوری
۱۴۴	۵۲۳	شورش - مرزا محمد منعم نذرباری -
۱۴۵	۵۲۴	شرافت - سید شریف الدینخان اورنگ آبادی
۱۴۶	۵۲۵	شہید - ملا باقر
۱۴۷	۵۳۰	شریف - مرزا شریف کاشانی -
۱۴۸	۵۳۲	شیفتہ - محمد کاظم حسین کنتوری -
۱۴۹	۵۳۳	شوق - غلام محمد حیدرآبادی
۱۵۰	۵۳۴	شکیب - نواب مرزا دہلوی -
۱۵۱	"	شعلہ - محمد عبد الوہاب خان مدراسی
۱۵۲	۵۳۵	شادان - راجہ راجایان راجہ چندولعل بہادر

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۵۳	۵۵۴	شاد - راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام سرکار عالی نظام
۱۵۴	۵۶۹	شہید - مولوی غلام امام
	۵۷۲	شہید - میر محمد علیخان
	۵۷۵	شہیر - حکیم عبداللہ خان صاحب
	۵۷۹	شفیق - لچھمی نرائن اورنگ آبادی
	۵۸۲	شعلہ - میر کاظم علیخان دہلوی -
		شہیدی - مرزا شہید قمی

تمام شد حصہ اول محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق ذو الجلال والاکرام دریں ایام فرخندہ فرجام

باعانت سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمٰی بہ

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مؤرخ محقق مولوی

ابوتراب محمد عبدالجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری براری

حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ

در مطبع رحمانی واقع محلہ بائولی گوڑہ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِنْسَانَ اَشْرَفَ الْمَخْلُوْقَاتِ بِالْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ وَکَرَّمَہٗ عَلَی الْحَیْوَانَاتِ بِالنُّطْقِ وَالْبَیَانِ ۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی اَفْضَلِ الْمَوْجُوْدَاتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ الطَّاہِرِیْنَ الْکِرَامِ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ الرَّاشِدِیْنَ الْعِظَامِ اَجْمَعِیْنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد احقر العباد محمد عبد الجبّار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی ارباب سخن کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ میری مؤلفہ تاریخ دکن المسمّٰی بہ محبوب التواریخ متعدد مجلدات پر مشتمل ہے اور اُسکی ہر ایک جلد بذاتہٖ مستقل ایک ایک کتاب یگانہ ہے اور ہر ایک کے مضامین بھی جداگانہ۔ ایک کو دوسرے سے تعلق نہیں ہے بناءً علیہ میں نے ہر ایک جلد کو الگ الگ نام سے نامزد کیا۔ چنانچہ یہہ جلد شعرائے دکن کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔ اسکا نام بھی دوسری جلدوں کیطرح عالیجناب فلک انتساب خورشید رکاب جمشید قباب صاحب جود و کرم بلند حوصلہ و عالی ہمم رعایا پرور فیض گستر قدردان علم و ہنر مربی شعرائے سخنور اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی میر محبوب علیخان

فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم خلد اللہ ملکہ کے نام نامی سے معنون کرکے محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن رکہا۔ اس تذکرہ مین وے شعرا درج کئے گئے جو دکنی المولد والمنشا ہین۔ یا وہ شعرا جو دکن مین آئے۔ خواہ یہان فوت ہوے ہون یا دیگر بلاد مین۔ اور مین نے اس تذکرہ مین شعرا سے اُن شعرا کو درج کیا جو مشاہیر سے گذرے خواہ وہ متقدمین سے ہون یا متاخرین سے بترتیب حروف تہجی لکہا تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے حال دیکہنے مین دقت نہو۔ بتوفیق اللہ المستعان وعلیہ التکلان

باب الالف

آصف

عالیجناب میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر اوّل بانی ریاست دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن

آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے پہنچتا ہے۔ اور حضرت کا سلسلہ خلیفہ امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے جد مادری عالیجناب سعد اللہ خان بہادر صاحب قران شاہجہان بادشاہ ہند کے وزیر اعظم ہے اور جد پدری حضرت شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب بہ قلیچ خان بہادر ہے۔ آپکے جد بزرگوار شاہجہان کے آخر عہد مین سمرقند و بخارا سے بتقریب زیارت حرمین شریفین ہند مین آئے۔ شاہجہان سے ملاقات کی۔ بادشاہ نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی نہایت عزاز و اکرام کے ساتہہ ملا۔ لب فرش تک مسند سے اُٹہہ کے استقبال کیا۔ اول ہی ملاقات مین چہہ ہزار روپیہ بطور نذر قدم و دستبر پیشکش فرمایا۔ اور مہمان عزیز کو بادشاہی منزل مین اوتارا۔ اور مہمانی کا اہتمام

از حجۃ الذاکرین ۱۲

نہایت تجمل و شان سے ادا کیا گیا۔ آپکے ہمرکاب مریدین و طالبین تقریباً ایک سو سے زیادہ تھے۔ تمام کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ پھر شاہجہان نے دوسری ملاقات میں آپسے درخواست کی کہ آپ یہاں تشریف رکھیں۔ اور اہل ہند کو اپنے فیض سے سرفراز فرمائیں۔ آپ عالم فاضل و فقیہ کامل جامع علوم معقول و منقول تھے۔ اور بخارا میں شیخ الاسلام و صدر الاسلام کے لقب سے ملقب تھے اور بخارا میں مدت تک نذر محمد خان اور اسکے فرزند سبحان قلی خان کے عہد میں صدر عدالت رہے۔ آپنے بادشاہ کے اصرار سے ہند میں سکونت اختیار کی منصب چار صدی سے سرفراز کرکے شاہزادہ عالمگیر کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ آپ شاہزادہ کی رفاقت میں رہے۔ شاہزادہ صوم و صلوۃ کا پابند تھا۔ اور خواجہ صاحب بھی دین و اسلام کے آشفتہ۔ شاہزادہ آپکی مصاحبت سے بہت خوش ہوتا تھا۔ آپکی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا تھا۔ جب شاہزادہ دکن میں آیا آپ بھی ہمراہ آئے۔ خواجہ صاحب باغ فرمان باڑی برہانپور میں باضافہ دو صدی خطاب خانی سے مشرف ہوکے فراغت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ ۱۰۶۷ھ ہجری میں دارا شکوہ بسبب بیماری بادشاہ وکالتاً امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ اور عالمگیر کے وکیل عیسیٰ بیگ کو جو حضور میں رہتا تھا قید کیا اور اسکا گھر ضبط کرلیا۔ اور جسونت سنگھ اور قاسم خان کو عالمگیر کے روکنے کیلئے بھیجا۔ عالمگیر دکن سے مع جمعیت بہ بہانہ عیادت پدر بزرگوار روانہ ہوا۔ دار الفتح اجین میں دونوں سے مقابلہ کیا۔ عالمگیر کامیاب ہوا دونوں شکست پاکے چلے گئے۔ آپنے جسونت کے مقابلہ میں دلیرانہ کام کئے۔ اور مخالفین کو بھگا دیا منصب ہزاری پانسو سوار سے سرفراز ہوئے۔ پھر اجین میں باضافہ ہزاری و دو صد سوار دو ہزاری ہفتصد سوار سے سربلند ہوئے۔ پھر آپ ۱۰۶۸ھ ہجری میں بجائے شیخ میرک صدر کے

صدر ہوئے۔ خواجہ کی پارسائی و پرہیزگاری مشہور تھی۔ عوام الناس خواجہ کے
عدل وانصاف سے بیحد خوش تھے۔ پھر آپ سنہ پنجم عالمگیری مطابق ۱۰۷۲ھ ہجری میں با
ضافہ و اصل اضافہ بمنصب ہزاری پانصدی ہزار و دو صد سوار سے سرفراز ہوئے
اور ۱۰۷۷ھ ہجری میں باضافہ ہزار و شش صد سوار و خلعت و فیل صوبہ داری اجمیر سے
ممتاز ہوئے۔ اور سنہ چہاردہم عالمگیری م ۱۰۸۲ھ ہجری میں صوبہ داری ملتان پر سربلند
ہوئے اور ۱۸ عالمگیری م ۱۰۸۵ھ ہجری میں ملتان سے حضور میں بلائے گئے۔
اسی سال میں آپ امیر حاج ہو کے حج و زیارت کیلئے حرمین شریفین روانہ ہوئے اور ۱۰۹۰ھ ہجری
میں غائبانہ مخاطب بہ قلیچ خان ہوئے۔ اور بادشاہ نے ایک اسپ تازی باساز
طلا میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروزجنگ کے سپرد کیا کہ بندر سورت
میں خواجہ کے پاس بھیجو۔ پھر سنہ مذکورہ میں سورت سے آنیکے بعد خلعت صدارت سے
سربلند ہوئے اور ۱۰۹۳ھ ہجری میں خلعت خاصہ و اسپ نقارہ سے بلند آوازہ
ہو کے عالمگیر کے ہمراہ دکن میں آئے۔ خافیخان نے لکھا کہ سنہ مذکورہ میں عالمگیر نے
خواجہ صاحب کو ابو الحسن تانا شاہ کے پاس سفارۃً بھیجا تھا۔ پھر آپ ۱۰۹۶ھ ہجری
میں ظفرآباد کے صوبہ دار ہوئے۔ قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ میں پدر و پسر دونوں
عالمگیر کے ہمرکاب تھے۔ گولکنڈہ کے معرکہ میں نمایاں کام کئے۔ آخر
۱۰۹۸ھ ہجری میں قلعہ مذکور کے محاصرہ میں خواجہ کے دہنے ہاتھ پر زنبورک کا
گولہ پہنچا۔ خواجہ باستقلال تمام گھوڑے پر سوار خیمہ میں آئے۔ ایسے مستقل
مزاج و قوی دل تھے کہ ضرب گولہ کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔ جملۃ الملک اسدخان وزیر
حسب الحکم بادشاہ آپکی عیادت کیلئے آئے۔ اسوقت جراح استخوان شکستہ کے ریزے زخم سے چن رہا تھا

خواجہ صاحب فراغت سے مسند پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مقربین سے باتین کر رہے تھے
قہوہ کا دور چل رہا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ جراح ٹانکے لگا نیوالا ہوشیار ملگیا ہے
دو تین روز کے بعد بتاریخ چہارم ربیع الاول ۱۰۹۸ھ ہجری مین اس دار فانی سے
عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ گولکنڈہ کے قریب حیدر آباد سے تین کوس کے فاصلہ
مدفون ہوئے۔ بزار و متبرک ہر سال آپکا عرس ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب سخی المزاج تھے
مکہ و مدینہ مین بیشمار روپیہ مجاورین و شرفا کے لئے بہیجتے تھے۔
اور آپ کے والد یا جد یعنی میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر
باپ کی رحلت کے بعد رفتہ رفتہ منصب ہفت ہزاری تک ترقی کی۔ اور غازی الدینخان
فیروز جنگ عالمگیری امرامین اکبر الامرا شمار کئے جاتے تھے۔ عالمگیر آپ کو بڑی
عظمت و محبت سے دیکھتا تھا۔ دکن کے معرکون مین آپکی جان نثاری عرق ریزی
و دلیری دیکھہ کے فرزندون سے زیادہ چاہتا تھا۔ جب آپکی کوشش و جان فشانی سے
بیجاپور کی فتح حاصل ہوئی۔ اسوقت آپکے خطاب کے ساتھہ فرزند ارجمند کا فقرہ
اضافہ فرمایا۔ رقعات مین لکھتا ہے (فرزند بے ریو و رنگ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر)
بیجاپور کے معرکہ مین دکنیون نے عالمگیری لشکر مین رسد کی آمد و رفت بند کردی تھی
لشکر مین بسبب عدم غلہ و دانہ کے کھلبلی پڑی ہوئی تھی۔ تمام بیقرار و جان بلب
ہو رہے تھے۔ عالمگیر رسد کے نہ پہنچنے کی خبر سے نہایت ہی بیچین و بیقرار تھا۔ رات کے
آٹھہ بجے فیروز جنگ کو بلایا اور رسد پہنچانیکی بابت کہا۔ فیروز جنگ بہادر اسیوقت
مستعد ہوئے مع جمعیت رسد ہمراہ لیکر عالمگیری لشکر مین مخالفین سے قتال و جدال
کرتے ہوئے قریب چار بجے صبح کے پہنچے۔ رسد لشکر مین تقسیم کرکے فی الفور عالمگیر کے پاس آئے۔

از فتحیہ ۱۲

اور عالمگیر کو رسد پہنچانیکی خبر دی ۔ اُسوقت عالمگیر بہت ہی خوش ہوا ۔ اور فیروز جنگ
کی تعریف و تحسین کی ۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا ۔ اور دو رکعت شکرانہ ادا کر کے
دعا چاہی ۔ خدایا آج تیموریہ خاندان کی جسطرح غازی الدینخان فیروز جنگ نے عزت
و آبرو بچائی ۔ اُسیطرح تو اُسکے خاندان کی عزت و آبرو قیامت تک قائم رکھہ
دیکھو عالمگیر کی اس دعا سے کسقدر آصفیہ خاندان کی عظمت و بزرگی ثابت ہوتی ہے
آپ عالمگیر کی رحلت کے بعد شاہ عالم کے عہد میں گجرات کی صوبہ داری پر
مقرر ہوئے ۔ آخر آپ نے سنہ ۱۱۲۲ ہجری میں اس دار فانی سے عالم جاویدانی کیطرف
رحلت کی ۔ آپ کے ع خلف الصدق عالیجناب فلک انتساب فردوس آرامگاہ حضرت
آصفجاہ بادشاہ دکن ہیں ۔ آپکا اصلی نام میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر
خطاب ہے و آصف تخلص ہے ۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۰۸۲ ہجری میں ہندوستان میں
واقع ہوئی ۔ ولادت کی تاریخ بحساب جمل (نیک بخت) سے برآمد ہوتی ہے ۔ آپ کا
نشو و نما آسائش و آرام کے گہوارہ میں ہوا ۔ ناز و نعم کیساتہہ آپکی تربیت ہند کی
آب ہوا کی آغوش میں ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے آغاز میں آپکی تعلیم
و تربیت عرب عجم و ترک و ہند کے علمائے افاضل و فضلائے اکابر سے شروع
ہوئی ۔ آپکے والد ماجد عالیجناب میر شہاب الدین المخاطب غازی الدینخان بہادر نے
تعلیم و تربیت کا عمدہ اہتمام کیا تہا ۔ اور اخلاق و آداب کی درستی کیلئے برگزیدہ
و پسندیدہ ہوشیار و تجربہ کار عمر رسیدہ اتالیق و ادب آموز متعدد مقرر کئے تہے
خلد مکان عالمگیر بادشاہ بہی آپکے حالات و آثار دیکہہ کے سمجھتا تہا کہ یہہ ہونہار ہے ۔ تاکید مزید
کرتا تہا ۔ کہ تعلیم علوم کا انتظام عمدہ طرح سے ہونا چاہئے ۔ اور حکم کیا کہ میر قمر الدین کو

ع از احکام البلاد والحکام ۱۲

ہر ہفتہ مین ایکبار سلام و کورنش کیلئے ہمارے پاس بہیجتے رہین۔ چنانچہ فیروز جنگ بہادر
ہمیشہ فراغ تحصیل تک حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ جب آپ عالم شباب مین علوم
و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوے اور بزرگان سلف کی طرح معقول و منقول و فقہ
و اصول مین ایسی لیاقت و مہارت حاصل کی کہ اقران و امثال سے فائق
و لائق ہوئے۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تہے۔ عربی فارسی و ترکی و ہندی زبان مین
استعداد کامل رکہتے تہے۔ فاضل ادیب و عالم لبیب تہے۔ ہر ایک زبان مین نظم و نثر لکہنے
مین ملکۂ تامہ و مدرکۂ کاملہ رکہتے تہے۔ فتوحات آصفیہ کے مولف نے تعلیم و تربیت
کے محل مین لکہا کہ مولانا احمد یار خان مخاطب بہ ترکی خان آپکے اتالیق تہے
ترکی زبان آپکو سکہلاتے تہے۔ مرآت الصفا کے مولف نے لکہا کہ آپ موزون الطبع
تہے شعر گوئی و شاعری کے آشفتہ تہے۔ مرزا عبد القادر بیدل سے اصلاح کلام فرماتے تہے
ذکاوت و سنجیدگی طبع خداداد تہی جو کچہہ آپکے زبان و قلم سے کلام موزون و مضمون
بلاغت مشحون نکلتا تہا۔ نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا تہا۔ اصلاح غیر کا محتاج
نہین ہوتا تہا۔ اس فن کے اساتذہ آپکا لوہا مانتے تہے۔ بجز تحسین و آفرین کچہہ نہین کہتے تہے
واقعی آپکے دو دیوان فارسی ضخیم جو مطبع سرکار آصفیہ مین اعلیحضرت بندگانعالی متعالی کے
حکم سے مطبوع ہوئے ہین اُن سے ہمارے معززین مورخین کے کلام کی تصدیق ہوتی ہے
مولف فقیر کے پاس دونون دیوان موجود ہین اُن کے مطالعہ سے محظوظ ہوتا ہون
ناظرین کیلئے بطور نمونہ ہر ایک دیوان سے اشعار انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین
آپکے تبحر علم و مذاق شاعری سے واقف ہو جائین اور اُن کو اسبات کی پوری تصدیق
ہو جائے کہ آپ عالم و حکیم و صوفی تہے۔ آپ ابتدا مین شاکر تخلص اشعار مین لکہتے تہے

اس دیوان کے اشعار تقریباً دو ثلث تصوف و معرفت کے مضامین مین ڈوبے ہوئے ہین
ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہین - اور ہر ایک فقرہ سے فقیری
و خاکساری کے کنوز عیان ہین - اور بعض اشعار سے اولیاء کرام و اتقیاء عظام کے
ساتھہ آپکی حسن عقیدت و ارادت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے نصائح و پند و حکم
و امثال پائی جاتی ہین - اور ہمدردی و رحم دلی غربائے بی سر و سامان کے ساتھہ
معلوم ہوتی ہے - علی ہذا القیاس دوسرے دیوان کے اشعار بھی جسمین آپ صنف تخلص
فرماتے ہین مضامین متفرقہ علی الخصوص تصوف کا خزینہ ہے) اور آپنے معشوق حقیقی کے
خط و خال و ابروئے رشک ہلال چشم غیرت غزال و رخسارہ مہ پارہ کی توصیف
و تعریف مین عالم عالم مضامین رنگین گلشن گلشن معانی شیرین سے صفحات کتاب کو
رشک فردوس برین بنادیا [illegible] استعارات و تشبیہات کے لباس رنگین سے ایسا
آراستہ کیا کہ ارژنگ چمن کر دیا - آپکے دونون دواوین کی عبارت فارسی سلیس
بامحاورہ مثل اہل زبان ہے - میرے نزدیک ایک گلستان دگر بوستان ہے - مدعیان
این زمانہ میرے کلام پر تو بقہ [illegible] اور کہین گے کہ مولوی صاحب نے تملقاً مبالغہ
کیا ہے - واقع مین مبالغہ نہین ہے غور سے ملاحظہ کرین منصفانہ داد دین -
آپکے دونون دواوین کی [illegible] سے جو کچھہ لکھا اور یہ بھی ہر ان دو اولیا کا احتیاج نہین
آپ [illegible] یہان سے آپکی جھگڑی و کامرانی و عطیہ سلطانی و تعلق سلاطین تیموریہ
گورگانی وغیرہا کی کیفیت کچھ شمارہ شے نمونہ از خروارہ گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین آپکے مجمل حال سے واقف ہو جائین - یہان تفصیل و تشریح کا محل
و موقع نہین ہے - جن نے آپکا تفصیلی حال شرح و بسط کے ساتھہ محبوب الوطن

تذکرہ سلاطین دکن کی تیسرے حصہ مین پورے طور سے لکہا ہے جو شائق ہوگا وہان
ملاحظہ کریگا - احوال الخواقین کے مولف نے لکہا کہ آپ خلد مکان عالمگیر کے عہد مین
عالم شباب مین چین قلیچ خان خطاب و منصب پنجہزاری سے سربلند ہوئے - اور بادشاہ
موصوف کے آخر عہد مین بیجاپور کی صوبہ داری پر سرفراز اور شاہ عالم کے زمانہ مین
خانہ وران بہادر خطاب و صوبہ داری اودہ سے ممتاز ہوئے - پہر آپنے چند روز بسبب
ناواقفیت امرائے سلطنت منصب و امارت ترک کرکے درویشی اختیار کی گوشۂ عافیت مین
معتکف ہوئے - یہہ امر آپنے حکمت علمی و دانائی سے اسلئے اختیار کیا تہا کہ اسوقت
شاہزادگان عالمگیر مین فتنہ و فساد برپا تہا - ہر ایک سلطنت کا مدعی بن رہا تہا - امرا
اغراض نفسانی کے سلاسل مین بندہے ہوئے تہے - کوئی کسیکی بات نہین سنتا تہا - فتنہ کا
بازار گرم تہا - ایسے ہنگامۂ بیجا مین آپ درویشی و گوشہ نشینی اختیار کرتے تو کیا کرتے
آپ گوشہ مین بیٹہہ کے تاک رہے تہے کہ کیا کرنا چاہئے - آپ اگرچہ ظاہر گوشہ نشین
و فقیر لباس بنگئے تہے - لیکن منتظر تہے کہ اونٹ کروٹ بدلے - پہر آپ جہاندار شاہ
کے امارت سے گوشہ ترک کرکے حضور مین آئے - اصلی منصب و خطاب سے سرفراز ہوئے
اور محمد فرخ سیر کے سنہ جلوس کے ابتدا مین فتح جنگ نظام الملک بہادر خطاب و ہفت ہزاری
منصب صوبہ داری دکن سے سربلند ہوئے - چند روز کے بعد دکن کی صوبہ داری
امیر الامرا سید حسین علیخان کے تفویض ہوئی - آپ دارالخلافہ مین پہنچے - مرادآباد کی
حکومت پر مقرر ہوئے - پہر آپنے رفیع الدرجات کے عہد مین مالوہ کی صوبہ داری پائی
آخر آپ نے امرائے حضور سے نفاق و کینہ کی بو قوت شامہ سے محسوس کی بیدل
و پریشان ہوئے - اور دل مین عزم بالجزم کیا کہ ملک دکن کو جو ایک قطعہ زرخیز ہے -

اور امرائے حضور کی باہمی ناموافقت کی وجہ سے ملک زرخیز مین غنیم مرہٹہ کی مداخلت ہو جائیگی۔ ایسا زرخیز ملک ہمارے اہل اسلام کے دست قدرت سے چلا جائیگا تسخیر کرنا چاہیے تاکہ اسلام کے قبضہ مین رہے۔ بناءً علیہ آپ سنہ گیارہ سے بتیس ۳۲ ہجری مین مالوہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے۔ وردہا سے عبور کرکے اولاً قلعہ آسیر پر پہنچے۔ اسوقت سید طالب علیخان سادات بارہ سے قلعدار تہا۔ آپنے قلعہ کو سید موصوف سے صلحاً مسخر کیا کشت و خون کی نوبت نہ آئی۔ اسیطرح شہر برہانپور کو محمد انور خان صوبہ دار سے تسخیر فرمایا۔ دونون مقامون سے بیشمار زر و سامان رسد بدست ہوا۔ پہر تیرہ تاریخ ماہ شعبان سنہ مذکورہ مین آپنے سید دلاور علیخان برادر زادہ حسین علیخان امیر الامرا سے جو آپ سے محاربہ کے لئے بہ ترغیب سادات بارہ دار الخلافہ سے مقرر ہوکے آیا تہا موضع حسن پور علاقہ سرکار ہنڈیہ مین قتال و جدال کے بعد فیروزی و کامیابی پائی۔ دلاور علیخان مقتول ہوا سادات بارہ کی فوج درہم برہم ہوگئی۔ آپنے کامیابی کے بعد بلدہ برہانپور مین مراجعت کی۔ پہر چہٹی تاریخ ماہ شوال سنہ مذکورہ مین سید عالم علیخان برادرزادہ امیر الامرا حسین علیخان سے جو صوبہ دکن کا نائب تہا۔ بالا پور ضلع برار کے اطراف مین سخت معرکہ ہوا۔ بفضل خدا اس معرکہ مین بہی آپکو فتح و فیروزی حاصل ہوئی۔ اور عالم علیخان مقتول ہوا۔ سادات بارہ کا طبقہ درہم برہم ہوگیا۔ ان کے اقبال مین زوال آیا۔ انہین ایام مین اعتماد الدولہ محمد امین خان جو سادات کے بعد محمد شاہ بادشاہ کا وزیر ہوا تہا فوت ہوا۔ سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین آپ حضور مین بلائے گئے۔ آپ حسب الطلب دار الخلافہ مین پہنچے۔ پانچوین تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے۔ حاسدین از رشک حسد کی آگ سے جلنے لگے۔ اور آپ جو انتظام کرنا چاہتے

اُسکے مخالف ہوئے تھے اور بادشاہ کو غیر واقع سمجھا کے آپ کے نسبت بدگمان کرتے تھے
بعض نے رشک سے وزارت سست تاریخ کہی۔ آپ نے سنتے ہی فی البدیہہ جواب میں
تاریخی نظم کہا کہ وزارتم بتحمل۔ انہیں ایام میں معز الدولہ حیدر قلیخان اسفرائنی
ناظم گجرات نے بغاوت اختیار کی۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ نے صوبہ داری گجرات
و مالوہ کو وزارت و امارت دکن کا ضمیمہ کر کے آپ کو سرفراز فرمایا۔ اور حیدر قلیخان کا
مہم آپکے سپرد کیا۔ آپ حسب الحکم فی الفور جہا بودہ قریب گجرات میں پہنچ گئے۔
حیدر قلیخان مقابلہ کی تاب لا کے مجنون بنگیا مقابل نہیں ہوا۔ پھر آپ اپنے
عم بزرگوار حامد خان بہادر کو نیابتاً صوبہ داری گجرات پر مقرر کر کے صوبہ مالوہ میں
آئے۔ مالوہ کی صوبہ داری پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے پھوپوزاد بھائی کو نیابتاً معین کر کے
دار الخلافہ میں مراجعت کی۔ بادشاہی امرا آپکی وزارت کے مخالف تھے۔ لہذا بادشاہ کو
خلاف واقع سمجھا کے ورغلایا اور آپکے جانب سے بدگمان کیا۔ بادشاہ نے دکن کی
صوبہ داری آپ سے تغیر کر کے مبارز خان ناظم حیدرآباد کے تفویض کی۔ اُس وقت
آپنے حضور میں عرض کیا کہ دار الخلافہ کی آب و ہوا میری مزاج کے مخالف ہے۔ اور
مرادآباد کی ہوا موافق ہے۔ مرادآباد جانیکی رخصت عطا کیجئے۔ آپ کی درخواست
حضور میں منظور ہوئی۔ آپ سرعت و عجلت کے ساتھ دکن کے طرف روانہ ہوئے
تھوڑی مدت میں دکن پہنچ گئے۔ سنہ ۱۱۳۷ ہجری محرم کی تیسری تاریخ مقام شکر کھیڑہ
برار میں مبارز خان صوبہ دار دکن سے مقاتلہ و مقابلہ ہوا۔ مبارز خان مع فرزندان
مقتول ہوا۔ تمام ملک دکن آپکے قبضہ اقتدار میں آ گیا کوئی مانع و مزاحم نہیں رہا
بادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی صوبہ گجرات پر مبارز الملک سربلند خان تونی۔

اور صوبہ مالوہ پرگردہر بہادر کو مقرر فرمایا۔ پہر چند ایام کے بعد فردوس آرامگاہ محمد شاہ
آپ کی دلجوئی و دلداری کرنے لگے۔ سنہ ۱۱۳۸ گیارہ سو اڑتیس ہجری مین آصفجاہ خطاب سے
سرفراز فرمایا۔ پہر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین دوبارہ بمبالغۂ تمام دار الخلافہ مین بلایا۔ آپ حسب الطلب
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ خلف الصدق کو نیابتاً دکن مین مقرر کرکے بادشاہ کے
حضور مین روانہ ہوئے۔ آخر ربیع الاول سنہ مذکورہ مین دار الخلافہ مین داخل ہوئے
دو مہینہ کے بعد بادشاہ نے آپ کو غنیم کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ اور اکبرآباد و مالوہ
کی صوبہ داری عطا کی۔ آپ اکبرآباد آئے محی الدین قلیخان کو جو سعد اللہ خان
وزیر کے بہانجے اور آپ کے قرابتدارون سے تہے۔ اکبرآباد کی صوبہ داری پر نیابتاً مقرر فرمایا
اور آپ عازم مالوہ ہوئے۔ راستہ مین دریائے چنبل کے کنارے بہت تکلیف سہنی پڑی
پائین اکبرآباد دریائے جمنا سے عبور کرکے مشرقی جانب روانہ ہوئے۔ اٹاوہ ہوتے ہوئے
پائین کالپی دوبارہ دریائے جمنا سے گذر کے ملک بوندیلہ مین آئے۔ بوندیلہ کا
راجہ مع جمعیت ہمرکاب ہوا۔ منازل طی کرتے ہوئے بہوپال مین پہنچے۔ باجی راو
مرہٹہ با فواج سنگین دکن سے برآمد ہوا۔ ماہ رمضان سنہ مذکورہ مین بہوپال کے
اطراف مین باہم جنگ جدال کی آگ مشتعل ہوئی۔ طرفین مقابلہ مین برابر ہم پلہ
تہے کسیکی شکست و کشائش نہین تہی۔ کہ نادرشاہ کی آمد آمد کی خبر گرم ہوئی۔
آپ نے ایسے وقت مین صلح کو جنگ پر ترجیح دی باہم عہد صلح کرکے دار الخلافہ
مراجعت کی۔ نادرشاہ سے معرکہ ہونیکے بعد آپ ہی کے توسل سے باہم صلح ہوئی
بہ نسبت امرائے دیگر نادرشاہ نے آپ کے ساتھہ بہت حسن سلوک فرمایا۔ آپ کی
بزرگی و دانائی کی تحسین کی۔ دہلی کا قتل عام آپ ہی کی عذر خواہی و سفارش سے

معاف ہوا ۔ امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران کے مقتول ہونیکے بعد امیر الامرائی
کا منصب آپکے دیگر مناصب کا ضمیمہ ہوا ۔

اُنہیں ایام میں نواب نظام الدولہ ناصر جنگ نے مفسدین کے ورغلانے سے خلاف
و بغاوت کا راستہ اختیار کیا ۔ آپ حضور بادشاہ سے رخصت لیکر فرزند دلبند کی
اصلاح کے لئے سنہ ۱۱۵۳ ہجری میں وارد دکن ہوئے ۔ بیسوین تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۵۴ ہجری
مین اورنگ آباد کے اطراف مغربی جانب پدر و پسر کے فیما بین جنگ واقع ہوا ۔
نظام الدولہ زخمی ہوکے پدر مہربان کے ہاتھہ آیا ۔ پند و نصائح کے بعد قصور معاف
کیا ۔ سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین کرناٹک کی تسخیر کا عزم بالجزم کیا ۔ اول ترچناپلی کے قلعہ پر
محاصرہ کرکے فتح کیا ۔ اور ملک ارکاٹ کو قوم نوائط سے مسخر فرمایا ۔ سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین
قلعہ بالکنڈہ علاقہ حیدرآباد پر محاصرہ کرکے مقرب خان دکنی کے ہاتھہ سے مسخر کیا
آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین برہانپور مین آئے ۔ بیمار تھے سنہ مذکورہ مین فردوس برین روانہ ہوئے
نعش مبارک کو برہانپور سے روضہ خلدآباد مین لاکے حضرت شاہ برہان الدین غریب
کے پائین قبر دفن کئے ۔ یزار و یتبرک ۔ آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے ۔ فقرا و مشایخ کو
طعام دیا جاتا ہے ۔ اسی سال محمد شاہ بادشاہ و اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر
نے عالم بقا کو رحلت کی ۔ میر غلام علی[۱] آزاد بلگرامی نے تاریخ موزون کی ؎

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند — فتاد حیف سہ دُر یگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ — نماند شاہ زمان و وزیر و آصف دہر

آپ[۲] دولت تیموریہ کے اعاظم امرا سے تھے ۔ عالمگیر کے تربیت یافتہ ۔ عالمگیر کے
زمانہ سے محمد شاہ کے آخر زمانہ تک ارث وزارت کی صدارت پر صدر نشین رہے

[۱] از سرو آزاد بلگرامی ۱۲ ۔ [۲] از تاریخ تحفۃ الخواتین ۱۲

تقریباً تیس برس تک شش صوبجات دکن کی حکومت پر حکمران رہے۔ محمد شاہی دربار مین اکثر امرا آپکے قرابتدار تھے۔ تمام آپکی خدمت مین نیازمندانہ تسلیم بجالاتے تھے۔ دربار شاہی مین عقیل و فہیم و متین باوقار و تمکین اگر تھے تو آپ ہی تھے۔ آپکا نظیر کوئی نہین تھا اکثر امرا آپ سے رشک و حسد کرتے تھے۔ آپ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے دوست و دشمن کے ساتھ ہمدردی و مساعدت کرنے مین کوتاہی نہین فرماتے تھے۔ علما و صلحا و فقرا کی بہت ہی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ہر ایک آپکے عطیۂ عام سے بقدر قسمت پاتا تھا۔ عرب و عجم و ماوراء النہر و خراسان و سمرقند و بخارا و ہندوستان سے آپکی خدمت مین آتے تھے۔ آپکے خوان کرم سے سیراب تازہ ہوتے تھے۔

آپ کے یادگارون مین متعدد عمارات ہین۔ برہانپور کی شہرپناہ جو آپنے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین تیار کی۔ دوم اعظم آباد کی آبادی۔ و مسجد و کاروان سرا و دولتخانہ۔ و پل وغیرہا تعمیر کیا کہ رب اجعل ھذا بلداً آمناً سے تاریخ ختم تعمیر و آبادی برآمد ہوتی ہے یعنی سنہ ۱۱۴۲ ہجری۔ سوم حیدرآباد کی شہرپناہ کی تکمیل کی۔ چہارم ہرسول کی نہر جو شہر کے زمانہ سے جاری تھی از سر نو اسکی ترمیم و تعمیر کرائی۔ بعض مورخین نے لکھا کہ آپنے سنہری نہر کے سوا علیحدہ ایک نہر تعمیر کی۔

فہرست امراء آصفجاہی جو دہلی سے دکن مین ہمرکاب آئے ہین

[1] معز الدولہ صلابت جنگ نواب حامد خان عم آصفجاہ۔ [2] نصیر الدولہ عبدالرحیم خان عم دوم [3] عوض خان منصور الدولہ قسورہ جنگ شوہر عمہ آصفجاہ۔ [4] رعایت خان ظہیر الدولہ برادر محمد امین خان اعتماد الدولہ وزیر محمد شاہ۔ [5] متوسل خان رستم جنگ بہادر داماد آصفجاہ

[1] از تاریخ فتحیہ ۱۲

۶ هدایت محی الدین مظفر جنگ آصفجاه بهادر اول - ۷ قادرداد خان عرف شیخ نورالله انصاری
۸ حرز اسدخان نبیره سعدالله خان وزیر برادر علامی متوسلخان - ۹ طالب محی الدینخان
نبیره سعدالله خان وزیر برادر متوسل خان - ۱۰ حسن محی الدین بن محی الدینخان
۱۱ حفیظ الدینخان - و ۱۲ محمد سعید خان پسران عنایت خان نبیره لطف اللهخان مرحوم
۱۳ محتشم خان بهادر - ۱۴ حشمت اسدخان - ۱۵ ارادت خان بن میر هدایت الله خان
۱۶ هدایت اسدخان - ۱۷ میر حافظ خان بن هدایت اسدخان - ۱۸ خدابنده خان نبیره
شائسته خان امیرالامرا - ۱۹ محمد عنایت خان - ۲۰ رحیم اسدخان بن عنایت خان
۲۱ عزیز بیگ خان - ۲۲ خواجه عبدالله خان - ۲۳ خواجه سعدالدین - ۲۴ ابتدا خان مرزا مهدی
۲۵ شیخ عاقل خان کنبوه - ۲۶ محمد انورخان - ۲۷ میر مرزا خان - ۲۸ میر سیف الدینخان - ۲۹ [illegible]
۳۰ میر اسمعیل المخاطب میر مسافر خان - ۳۱ برقنداز خان - ۳۲ رای رنچند دیوان - ۳۳ مرزا محمد
۳۴ حکیم عبدالحسین خان - ۳۵ صف شکن خان مجاهد جنگ - ۳۶ میر اعظم ارادت خان
۳۷ هاشم قلیخان عرف میر محمد هاشم جرأت تخلص - ۳۸ شیخ محمد انور مرادآبادی - ۳۹ محمد عاقل خان
عاقل تخلص - ۴۰ محمد امین خان متخلص مطلع - ۴۱ حکیم محمد امین الدین اصفهانی
۴۲ حکیم محمد جعفر شیرازی - ۴۳ حکیم محمد اصفهانی - ۴۴ حکیم جعفر ثانی - ۴۵ [illegible] -
۴۶ محمد نیابت - ۴۷ مرحمت خان بن امیر خان - ۴۸ طالب علیخان - ۴۹ سید محمد تقی خان
۵۰ رحیم خان مغل رفیق قدیم - ۵۱ فتح اسدخان بهادر عالمگیری - ۵۲ شهامت خان برادرزاده
فتح اسدخان - ۵۳ راو رنبها نبالکر - ۵۴ سید جمال خان بن قسور جنگ - ۵۵ شیخ ابوالخیر خان
۵۶ محمد غیاث خان بهادر - ۵۷ علی اکبر خان - ۵۸ فدوی خان - ۵۹ سیادت خان - ۶۰ ریاست خان
۶۱ اسدالله خان بن عمدة الملک میرخان - ۶۲ عنایت اسدخان - ۶۳ اسمعیل خان خویشگی

کنور رجانچند[64] بہادر بن راجہ ستر سال - خواجم قلیخان[65] - بہادر دلخان[66] قلماق - راجہ[67] گوپال سنگھ - ہمت یار خان[68] - بایزید خان[69] - منور خان[70] خویشگی - ترکتاز خان[71] باجیراو[72] - راجہ ساہو[73] - سید غضنفر علیخان[74] - رائے سلطانجی[75] نبالکر - عبدالمجید خان[80] عبداللہ خان[81] - طاہر خان[82] - عطایار خان[83] - محمد یوسف خان[84] تورانی مولف تاریخ فتحیہ عبدالفتاح خان[85] - عبدالعزیز خان[86] - میر عبدالرزاق خان[87] - میر صفی اللہ خان[88] میر شمس الدین خان[89] - لشکر خان[90] - سید شریف - + مین نے ان تمام امرا کے حالات چوتھی جلد محبوب الزمن تذکرہ امرائے دکن مین لکھے ہین -

مشائخ وقت معاصر آصفجاہ مرحوم

شاہ نظام الدین اورنگ آبادی - میان شیخن - شاہ محمود نقشبندیہ - شاہ سلیمان شاہ نور اللہ - شاہ محمد علی - میر محمد ماہ - غلام حسن قادری - شاہ یونس درویش سید شاہ علی - میان یار محمد - شاہ محرم وغیرہم قدس سرہم اجمعین -

آپ کی اولاد

شش پسر - پنج دختر - کل (۱۱)

محمد پناہ[1] المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ ثانی - میر احمد[2] المخاطب نظام الدولہ ناصر جنگ - میر محمد خان[3] المخاطب صلابت جنگ - میر نظام علیخان[4] اسد جنگ خواجہ شریف خان[5] بہادر بسالت جنگ - میر مغل علیخان[6] بہادر - دختر اول[1] مسمی خیر النسا بیگم منکوحہ متوسل خان - دوم[2] منسوب با خلاص خان بن سعد اللہ خان سوم با میر ابراہیم خان بن میر کلان خان قلعدار بیدر -

ناصر جنگ کی دو ہمشیرہ حقیقی کی نسبت کس سے ہوئی - معلوم نہین ہوا -

انتظام مملکت

آپ جب دکن مین دلاور علیخان و عالم علیخان و مبارز خان کے مقابلہ و مقاتلہ سے فارغ ہوئے۔ تب انتظام مملکت کے طرف متوجہ ہوئے۔ اُسوقت دکن کے تمام بلاد و قصبات و دیہات مین محمد شاہی امرا و افاغنہ کرنول و شاہنور۔ و بدنور و کڑپا وغیرہا بلاد مذکورہ پر قابض و متصرف تھے۔ مالکانہ تصرف کرتے تھے۔ اگرچہ اونکو ملک سے دیہات و قصبات بصیغہ جاگیر دئے گئے۔ لیکن وے اُسکو جاگیر التمغا یعنی جاگیر نسلاً بعد نسل تصور کرتے تھے۔ اور بادشاہ کو سالانہ بطور پیشکش و نذرانہ کسیقدر رقم بھیجدیتے تھے۔ اور امرا و وزرا کو بھی تحائف و نذرانہ معقول دیکے فراغت سے من بہاے حکمرانی کرتے تھے۔ بیچارہ رعایا اُن کے تابع و مطیع تھی۔ رعایا مظلوم کی داد رسی و فریاد رسی کی کوئی سبیل نہین تھی۔ افاغنہ سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ آپکو باوجود کامیابی دکن مین امرائے بادشاہی و افاغنہ مرفوع القلم کا تابع کرنا دکن کے معرکون سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ آپنے دانائی و حکمت عملی و بردباری کا طریقہ اختیار کیا۔ ہر ایک فرد امرائے افاغنہ کے ساتھہ خوش خلقی و حسن لطف سے پیش آتے تھے۔ اور اُنکی دلجوئی و دلداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تھے۔ اور اُن کے خواہش کے موافق کاربند ہوتے تھے۔ اور آپ ہر ایک سے یہی فرماتے تھے کہ اے برادران من! مین نے ملک دکن جو زرخیز ہے اس غرض سے تصرف مین لیا۔ کہ اہل اسلام کے ہاتھہ سے غنیم مرہٹہ کے تصرف مین نجاوے۔ آپ خوب جانتے ہین کہ امرائے بادشاہی اغراض نفسانی کے شکنجہ مین مبتلا ہین۔ اور حضرت بادشاہ عیش و عشرت مین مصروف ہین۔ علاوہ اِسکے امرائے دربار مین باہم اتفاق نہین۔ نفاق کا بازار گرم ہے۔ افاغنہ و امرائے بادشاہی

آپ کی جادو بیانی سے مسحور ہوئے۔ اور آپکے مُطیع و مُعین ہوئے۔ جو نذرانہ و پیشکش بادشاہ کو دیتے تھے۔ آپکی خدمت مین پیش کرنے لگے۔ آپ بھی ہر ایک کو بحسب منصب و خلعت و انعام و خطاب عطا کرتے تھے۔

کرنول و کڑپہ کے افاغنہ اولاً آپ کی اطاعت سے انکار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم اور آصفجاہ ایک ہی بادشاہ کے ملازم ہین۔ ہم باہم مساوی درجہ مین۔ ہان ہم اس شرط پر اطاعت کرین گے۔ اور آصفجاہ کے مُعین و مددگار رہون گے۔ کہ آصفجاہ ہم سے مساوی طریق سے ملین۔ اور ملاقات کیوقت ہمارا استقبال کرین۔ اور ہم کسیقدر جُھککے سلام کرین گے۔ اور دربار مین بازو مین بیٹھین گے۔ آپنے افاغنہ کی تمام شرائط قبول کین۔ اور اونکو اطاعتکے دائرہ مین لیا۔ افاغنہ نہایت خوشی سے مطیع و فرمان بردار ہوئے۔

[1] اسیطرح مچھلی بندر کے صوبہ دار خواجہ عبداللہ خان و خواجہ رحمت اللہ خان دونون بھائی بھی آپ کے حسن اخلاق و اشفاق دیکھکے صلحاً تابع ہوگئے۔ تخمیناً ایک کرور زر نقد نذرانہ و پیشکش دیا۔ آپ خواجگان عالیشان سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور خلعت فاخرہ و انعام وافرہ و جاگیر معقول سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے خاندان کی ایک دختر نیک اختر سے شادی کردی۔ خواجگان تا بہ زندگی آپکے مطیع و تابع رہے۔ اور خدمات جلیلہ پر فائز المرام ہوتے رہے۔ چوک کی مسجد خواجہ صاحب کی یادگار ہے۔ مینے خواجگان عالیشان کا حال محبوب انجمن تذکرہ امرائے دکن مین مفصل لکھا ہے۔

علی ہذالقیاس جب آپ دورہ مین نکلے۔ شاہنور پہنچے۔ وہان عبدالمجید خان میانہ حکمران تھا۔ آپ بیرون بلدہ میدان پر فضا مین فروکش ہوئے۔ آپکے ہمراہ

[1] احکام عالم البلاد ۱۲

جمعیت پیادگان و سواران ایکہزار سے زاید تہے - علاوہ این نقبا و چوبداران
و خدم و حشم بہی تہے - آپنے خانصاحب کو یاد فرمایا - خانصاحب غرور و رعونت
مین ڈوبے ہوے تہے - ملاقات کے آنے مین پس و پیش کرنے لگے - لیکن آپکی
لطف و مدارات جادو کا اثر کرتی تہی ملنے کیلئے راضی ہوا - اور کہا مین آصفجاہ سے
اس شرط پر ملونگا کہ انکا صاحبزادہ میرے لینے کے لئے آئے - اور عند الملاقات آصفجاہ
میرا استقبال کرین - آپنے خانصاحب کی درخواست قبول کی - فی الفور ناصر جنگ
کو مع جمعیت سواران و پیادگان خانصاحب کے پاس بہیجا - خانصاحب خوشی کے مارے
پہولے کہ جامہ مین نہ سمائے - ناصر جنگ کے ہمراہ آپکی خدمت مین آئے - آپنے نہایت
خندہ پیشانی سے چند قدم استقبال کرکے خانصاحب سے معانقہ و مصافحہ کیا -
خانصاحب آپکی مدارات و خاطرداری سے ممنون و مشکور ہوئے - اور اپنی غلط فہمی
کی معافی چاہی - اور پیشکش نذرانہ پیش کیا - آپنے نہایت ہی مہربانی کے ساتھ
منظور فرمایا - اور خانصاحب کو خلعت و جاگیر و منصب پر بدستور سابق بحال کیا
اسیطرح آپنے آہستہ آہستہ کل سے تمام امرائے بادشاہی و ناظمان و راجگان و
نایکان کو مسخر فرمایا - آپکے مزاج مین تحمل و حلم زاید تہا - تالیف قلوب لطف و مدارا
سے کام لیتے تہے - اور سرکاری امور مین عجلت نہین فرماتے تہے -

مالگزاری کا انتظام

جب آپ ملک کی کشائش و امرائے محمد شاہی کی تسخیر سے فارغ ہوئے - تب زمین
مزروعہ و غیر مزروعہ و محاصل کی کمی بیشی کے طرف رجوع ہوئے - دکن مین زمین کی
پیمایش و غلہ کی تقسیم کا کوئی دستور العمل قانون مقرر نہین تہا - ایک جوڑی بیل کی زراعت پر

تہوڑا سا محصول مقرر کر لیتے تہے - پرگنات و بلاد مین مختلف طور سے لیا جاتا تہا غلہ کی آمدنی کی کمی و بیشی کی کچہہ باز پرس نہین ہوتی تہی - اور سلاطین چغتائی و راجگان دکن کے فیما بین معارکے و محاربے ہونیکی وجہ سے دکن کے اکثر پرگنات و دیہات ویران و خراب ہو گئے تہے - بے چراغ و بے نمکین پڑے ہوئے تہے - رعایائے مالگزار فرار ہو گئی تہی - کوئی زمیندار وطن کیطرف رخ نہین کرتا تہا - روز بروز ویرانی بڑہتی جاتی تہی - مرشد قلیخان صوبہ دکن عالمگیری نے جو سیاق دان ہوشیار و متصدی پیشہ تہا دکن مین تودرمل اکبری کے طرح ایک دستور العمل مرتب کیا - ملک کی آبادی مین کوشش کرنے لگا - ہر ایک ضلع مین امنائے فہمیدہ و متدین مقرر کئے - اور زمین کی پیمائش شروع کی - زمین پیمائش شدہ کو رقبہ کے نام سے ملقب کیا - اور زمین کو دو حصون پر تقسیم کیا - ایک قابل زراعت دوم غیر قابل یعنے زمین کوہ و نالہ و ان - ہر ایک گانو و پرگنہ مین پٹیل مقرر کیا جس مقام مین اصلی مقدم سابق سے وارث ہوتے تہے تو انکو بحال کرتا تہا - اور جہان مقدم قدیم مفقود الخبر ہو تو وہان متدین شخص کو جدید مقدم کرتا تہا - اور زمینداروں کی تالیف قلوب مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا - زمینداران نادار کی بیلون اور با یحتاج زراعت سے بطریق تقاوی اعانت و امداد کرتا تہا - اور موسم فصل پر مقدم کے ذریعہ سے قسط قسط وصول کرتا تہا -

محصول کے وصول کے طریقے

محاصل کے وصول کے تین طریقہ تہے ایک یہہ غلہ کا تودہ تخمینہ کر کے - ثلث یا نصف لیتے تہے - یا ثلث و نصف غلہ کی قیمت اندازہ کر کے وصول کرتے تہے -

دوسرا یہہ تہا غلہ کی تقسیم یعنی بٹائی تین قسم پر تہی - اولاً جو غلہ بارش کے پانی سے پیدا ہوا ہو اوس سے نصف لیا جاتا تہا - ثانیاً جو غلہ کوئین و باولی کے پانی سے پیدا ہوا اوسمین سے ثلث لیا جاتا تہا - اور غلہ کے سوا جو چیز مثلاً انگور و انجیر و نیشکر و خشخاش و ہلدی و زیرہ وغیرہ پیدا ہو اُسکا نوان حصہ لیا جاتا تہا - مولف فتحیہ نے لکہا کہ نوین حصہ سے چوتہی تک لیتے تہے - ثالثاً جو چیز ندی و نل و چشمہ کے پانی سے پیدا ہو اُسکا قاعدہ مقامات کے لحاظ سے نوان حصہ یا اُس سے کم و بیش مقرر کیا جاتا تہا - تیسرا طریقہ علیجات و بقولات کے ہر ایک جنس سے ربع لیا جاتا تہا - مزروعہ کا مقدار نرخ مشخص کرکے فی بیگہ دستور العمل مقرر کیا تہا - پیداوار کے بعد ہر ایک جنس سے بخلاف طور پر تحصول لیا جاتا تہا - یہہ قاعدہ دکن کے تین چار صوبجات مین جاری ہوا تہا - اسکو مرشد قلیخان کا دہارہ کہتے تہے

اعلیحضرت آصفجاہ قدس سرہ کے

عہد[۱] میمنت مہد مین بموجب دہارہ مرشد قلیخان عمل درآمد رہا - بعد مین مختلف طریقے رہے - اکثر تعلقدارون کو ایک ضلع بالمقطع دیا جاتا تہا - تعلقدار سے ایک معتدبہ رقم سالانہ مقرر کی جاتی تہی - علاوہ این سالانہ پیشکش و نذرانہ حسب موقع و مقتضائے وقت لیا جاتا تہا - تعلقدار ضلع کے سفید و سیاہ کا مالک مختار ہوتا تہا - جسقدر چاہتا تہا رعایا سے وصول کرلیتا تہا - اسوجہ سے رعایا تنگ حال رہتی تہی - اکثر زمیندار تعلقدارون کی سختی و بیرحمی سے جلاوطن ہو جاتے تہے - دیہات و مواضع ویران و بیچراغ پڑے رہتے تہے - سرکاری محاصل پر نقصان پہنچتا تہا - کوئی اس نقصان کیطرف توجہ نہین کرتا تہا - جاگیرات مین بہی اس قسم کی بدانتظامی

[۱] از روزنامچہ آصفی مولفہ لچہمی نراین ۱۲

رہتی تہی۔ جاگیرداروں کے نائب جو چاہتے تہے کرتے تہے۔ رعایا کے لئے کوئی قانون و دستور العمل نہین تہا جسکی پابندی ہو۔ اسیطرح سے عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر مرحوم اول کے زمانہ وزارت تک پریشانی رہی۔ پہر عالیجناب نے از سر نو پیمایش کرائی۔ خراج و محاصل کے قوانین و دستور العمل مرتب کرائے۔ بالمقطع دینا بالکلیہ موقوف کیا۔ سرکار انگلشیہ کی طرح زمینداروں کو قول و پیمان سے زمین دینے لگے اور محاصل واجبی مقرر کئے۔ تاکہ کسیکو موقع شکایت نرہے۔ مین نے عالیجناب مدار المہام کی سوانح عمری تفصیل کے ساتہہ محبوب انجمن تذکرہ وزراء دکن مین لکہی ہے۔ یہان اُسکا موقع و محل نہین ہے صرف بطور نمونہ لکہدیا۔ میرے پاس تین روزنامچے بطور گزیٹیر ایک اورنگ آباد۔ دوسرا بیدر۔ تیسرا برار موجود تہے۔ اُنمین محاصل زمین کی کیفیت تشریح تمام تر تہی۔ افسوس صد افسوس وہ تینوں روزنامچے میرے کتب خانہ نوادر کے ساتہہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگئے۔

فہرست خدمات مفوضہ خانساماں یعنی دیوان خانگی

۱ تفریق اہل خدمات شاگرد پیشہ	۲ جواب محاسبات و درخواست مطالبات	۳ دستور کارخانجات و خزانہ
۴ فرمائش حضور	۵ تصفیہ کرایہ و اجرت	۶ ضبط محصول باغات و کرایہ کالین و چلیمان
۷ جواب التماس متصدیان کارخانجات	۸ افراد عرض کارخانجات	۹ دستک انعام و متصدیان
۱۰ روزنامچہ صوبجات و روزنامچہ کتاب	۱۱ دستخط بر عرائض	۱۲ تمسکات مال خانگی شاگرد پیشہ
۱۳ تصدیقات حاضری داروغہ و اسناد و شرح تحویلداران	۱۴ عرض کارخانجات	۱۵ تشخیص قیمت جنس پیشکش
۱۶ نذر خیرات و سوغات	۱۷ تصدیق انعام جنسی و انعام بصاحب رسالہ تعلقدار	۱۸ جانوروں کا یومیہ خوراک مقرر کرنا۔

۱۹	۲۰	۲۱
باربرداری کارخانجات کو تقسیم کرنا۔	دستکات اجناس مستعار جو کارخانہ سے دیتے ہین	بادشاہ زادونکی شادی کا انتظام واہتمام
دستک راتبہ طعام بہ نسبت کمی واضافہ بدفتر خانسامان	طلوامیہ تحصیل محاسبات بخشیان بدفتر خانسامان	ضبط اموال بالتعلق خانسامان
طرح عمارات	تعین مقامات روا۔	سرانجام کارخانجات
نرخ اجناس		

خدمات مفوضہ میرآتش متعلقہ توپخانہ

جماعت امیدواران بندگی از ہر کہ اسپ بکار آید وسقطی شود و برای ہر کہ اضافہ باید گرفت ایستادہ نماید۔ پیش کند	بہ قندازان تیراندازی ودستخط چہرہ ملاحظہ کند
دستک داغ وتصحیحہ چوکی برقندازان از دفتر میرآتش نوشتہ شود	دستک متصدیان توپخانہ وافواج وصوبجات ومتصدیان داغ تصحیحہ از دفتر میرآتش نوشتہ شود
مطالبہ عرضی عرض کند	دستک تنخواہ اجناس توپخانہ وافواج وقلعجات بمہر میرآتش
سوال تنخواہ حاضری ودیگر مقدمات بدستخط میرآتش	روزنامچہ داغ وتصحیحہ بدفتر میرآتش

آپنے دارالخلافہ مین وزارت کے بعد انتظامات ذیل محمد شاہ بادشاہ کی خدمت مین خیرخواہانہ عرض کئے

حاسدین نے بادشاہ کو آپکے جانب سے بدگمان کیا - وہ انتظامات خارج مین موجود ہونے نہین پائے

آپ دل مین کشیدہ و رنجیدہ ہوئے ۔ اسی قسم کے اسباب ہان یعنی دربار شاہی سے نکلنے کے مہیا ہوئے ۔

تفصیل انتظامات

اول ۔ محال خالصہ کا اجارہ موقوف کرنا چاہئیے ۔ اس لئے کہ اجارہ و مقطع ملک کی خرابی و تباہی کا باعث ہے ۔

دوم ۔ رشوت جو نامزد پیشکش ہے اوسکو موقوف کرنا چاہئیے ۔ اسطرح سے لینا بادشاہون کی شان کے خلاف ہے ۔

سوم ۔ جزیہ ہنود پر بدستور مثل زمانہ خلد مکان عالمگیر جاری رکھنا چاہئیے

چہارم ۔ عرض کیا کہ ہمایون بادشاہ شیرشاہ کی وجہ سے ایران گیا تھا ۔ اور شاہ ایران نے اعانت کی تھی ۔ فی الحال افاغنہ ایران پر حملہ کر رہے ہین ۔ اسوقت کر شاہ ایران کی اعانت کی جائے تو آئندہ تیموریہ خاندان کی نیک نامی ہمیشہ تک باقی رہیگی محمد شاہ نے فرمایا کسکو روانہ کرون ۔ آپنے فرمایا آپ جسکو تجویز کرین وہ حکم کی تعمیل کریگا ۔ ورنہ اس خانہ زاد کو تجویز کرین بدل و جان کوشش کرے گا ۔

ایضاً

آصفجاہ[2] مرحوم نے ۱۱۳۵ ہجری مین دکن کا پورے طور سے بندوبست کیا ۔ اور رعایا کو زمینداران مفسد و مقدمان ظالم و نایکان سرکش کے شکنجہ ظلم سے رہا کیا ۔ تمام سرکشون کو مطیع و مسخر کیا ۔ اور واکنکیرہ و پرگنات گدوال و سرکار ایلگندل وغیرہا کے راستون و جہاڑیون کو رہزنون کی تاخت و تاراج سے پاک و صاف کیا ۔ کوئی راہزن باقی نہین چھوڑا ۔ آپ کے اہتمام سے تمام راستے جاری ہوئے ۔ مسافرین تجار کو

[1] از صفحہ ۱۲ [2] از خافیخان جلد دوم ۹۷۲ صفحہ ۱۲

امن و آرام ملا - فراغت سے آمد و رفت کرتے تھے - کسیکا مال و اسباب تاراج و غارت نہیں ہوتا تھا نہ کسیکی جان ہلاک ہوتی تہی - تمام رعایا آپ کے عدل و انصاف سے خوش تھے -

ایضاً

ساداتِ [۵] بارہ نے مرہٹہ کو دکن کے محاصل سے چوتہہ کی سند عطا کی تہی - اور جاگیردار چوتہہ سے مستثنیٰ تھے - لیکن مرہٹہ کے گماشتے جاگیرداروں سے بھی ظلماً چوتہہ لیتے تھے - اور علاوہ چوتہہ فی صدی دس روپیہ حق دیسمکھی بھی رعایا سے وصول کرتے تھے - رعایا پر سخت ظلم و ستم ہوتا تہا - آپ جب دکن میں حکمرانی کرنے لگے - تب آپ نے ایسا بندوبست کیا کہ چوتہہ کا معاوضہ زر نقد صوبہ حیدرآباد کے خزانہ سے دیا جائے - اور مرہٹہ رعایا و جاگیرداروں سے کچھ تعلق نہ رکھے - اور آپ نے حق دیسمکھی کو موقوف فرمایا - اور چوتہہ وحق دیسمکھی کے متوسلین کو برخاست کیا - تمام رعایا و جاگیرداران دکن آپکے حسن انتظام سے خوش و خرم ہوئے - اور مسافرین بھی آپکے شکرگزار ہوئے - سردیسمکھی پاہداری کے گماشتے مسافرین تجار کو بہت تنگ کرتے تھے - مرہٹہ کے ظلم سے تجارت کا بازار سرد تہا - آپ کے عہد میمنت میں تجارت کا بازار گرم ہوگیا - سوداگران دولت سے مالا مال بنگئے -

اس دیوان کے اشعار منتخبہ جسمیں آپ آصف تخلص فرماتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں

آصف

حرف الف

اشتیاقِ دیدنِ آن بیوفا داریم ما	گو کدورت در دلش باشد صفا داریم ما

[۵] از خافی خانی جلد دوم ٦٣٩ صفحہ ١٢

از پناه دیگران باشد پناه ما قوی
هر کس اینجا گر کسی دارد خدا داریم ما

در حضورش راست استادن عیار سروریست
این غبارا در نگاه او بها داریم ما

از یکی ده میشود نقدی که کس را میدهیم
در میان کیسهٔ خود کیمیا داریم ما

توتیای در ضیا بخشی ازین بهتر کجاست
در فضای چشم خود آن خاک پا داریم ما

سر شبها روزی دنیاپرستان باد و بس
در دل خود شیوهٔ تسلیم و رضا داریم ما

از تصور کردن روی چمن پیرای او
در نظر آصف چه باغ دلکشا داریم ما

وله

گریه و نالهٔ شبینهٔ ما
هست مفتاح گنج سینهٔ ما

در نوا صبح نشان رفعت هست
پستی ما شده است زینهٔ ما

وله

با صاحب آنی سرو کار است دلم را
با سرور وانی سرو کار است دلم را

شد سینهٔ من چاک ز عشق رخ صافی
با ماه وکتانی سرو کار است دلم را

شد شهرهٔ عالم دل بیتاب بهجرت
با نام و نشانی سرو کار است دلم را

آصف شده ام کشتهٔ گفتار نگاری
با تیغ زبانی سرو کار است دلم را

وله

در کار ها رعایت اسباب لازم است
باشد کمان تیر جدا تیرزن جدا

شبهای ماه تیره شد از دود آه ما
ناگشته ایم آصف ازان سیمتن جدا

وله

در درد و سوز و وجد و ذوق دل بود سامان ما
عشق نازل کرد این آیات در شان ما

میکند آن مه جفا و ما تحمل میکنیم
شد باحسانش مقابل صورت احسان ما

در جدائی گرم بیتابیست اعضا یک قلم
می طپد دل در ره و مهلت برنگ جان ما

میرویم آصف بکوی او سبکتر از نسیم
هیچ ننشیند غبار راه بر دامان ما

وله

رونقی دارد ز عشق ماه زینت کار ما
همسری با عرش جوید گوشهٔ دستار ما

بسکه یکرنگیم با نیرنگ حسن از عشق تو
کمتر از زلفت نباشد رشتهٔ زنار ما

صرف کن ای بوالهوس فهمیده نقد خویش را
جز متاع درد عشقی نیست در بازار ما

هرچه می باید ز رشک عنبر سارا درست
زلف خوشبوی تو باشد طبلهٔ عطار ما

حیف آصف عشق با یک لحظه پنهان نماند
آشکارا می کند فریاد دل بر یار ما

وله

دعا گفتم از شور جنون امروز طاقت را
که ما دیدیم در جولان آن قامت قیامت را

نه آسانست عاشق گشتن ای دل غم بخور چندی
در آیین محبت جلوه پروازیست محنت را

ز میدان وفا ننگست سر برداشتن رفتن
از این شیران هزل کس نفهمید این قباحت را

ضرور افتاد طالب را ذکائی در سبق خواندن
ندارد گر کسی همت چه فهمد رکاکت را

نمایانست آصف را به نقشها نمازی
غنیمت دان برای سود خود امروز فرصت را

وله

بود از موجها چین جبین محفل دریا
هوائی گر نباشد حل نشود این مشکل دریا

اگر بود انکسار لجهٔ هستی پدید آید
ز بی [illegible] باد آماده باشد ساحل دریا

[illegible] عشق و بحر شوق باشد دل آدم
که شد از خاکساریها در اینجا محمل دریا

علاج از بحر بیگانه همین [illegible] را
حباب گوهرست و قطره آصف حاصل دریا

وله

[illegible] فکر دنیا می کشی ای دل چرا
چون قناعت صندلی داری شدی غافل چرا

خودنمائی می کند کس از معنی بی نصیب
همچو خط موج دریا گشته باطل چرا

[illegible] بی [illegible] چون سراب بگو
گشت زار سبو دریا گشت بی حاصل چرا

حرف التاء

وله

چندان نبود معتقد محض توکل
تا بر کمر خویش کسی زاد سفر بست

چون رواج بد درین دوران بود
اغنیا را تشنه [illegible] دریا چه گر نیست

هر کرا باشد نظر انسان بود ‌ ‌ هر که بشناسد گهر را جوهریست
مغز هر کار ست محو او شدن ‌ ‌ ورنه کار هر دو عالم سرسریست

وله
بود مراد دل آصف بنکه حافظ گفت ‌ ‌ سلامت همه آفاق در سلامت تست

وله
بعجز کوش که مقصود یابی ای دل زار ‌ ‌ که دام صید مرادت ز خاکساری تست
ابر عفو تو امروز کرد آصف را ‌ ‌ گناهگار بامید پرده دارئیست

وله
پاس مهمان داشتن آمد ضرور ‌ ‌ هر نفس خود میهمان دیگر است

حرف دال مهمله

در حال گرد نرسد شخص بجائے ‌ ‌ مانده است بره هر که نگاهے به قفا کرد

وله
عاشق ز موج گریه دلے شاد میکند ‌ ‌ بر روے آب خانه آباد میکند

وله
سزاوار صحبت نیست قطع دوستی کردن ‌ ‌ نپرسد یار ما گر بیش می باید کمی پرسد
یاران زمانی نیست امید وفا هرگز ‌ ‌ خوشا یارے که در شادیها یاد و در غمی پرسد

وله
بر رگ غفلت تواند نشتر تیزی زدن ‌ ‌ هر که مژگان را ز آب اشک ندامت تر کند
میرسد از صحبت نیکان بدان را فیضها ‌ ‌ عاقبت آمیزش اکسیر مس را زر کند
فیض چشم اشکبار آصف تماشا کردنیست ‌ ‌ آب در گوهر چو باشد قدرش افزونتر کند
عاصیان هم قائل حدت چو بیگانان می شوند [?] ‌ ‌ هر عرض پیش نظرها جلوهٔ جوهر کند

حرف راے مهمله

وله
تقدیرے کن و افزائے جانفشانی ما ‌ ‌ که کار پیش نماید بخوشدلی مزدور

〃
هیجان کز انجا جام دلم لبریز است [?] ‌ ‌ کیسهٔ طبع نگار از نقد استغناست پر
عفوست گل تازهٔ افضال الٰهی ‌ ‌ از شرم عرق ریخته در دامن تر گیر

وله

بجلوه گاه تو بیگانه گشت دل ز شعور — غبار راه تو گرمی شود بود معذور

چنانکه دل نفسی نیست غافل از یادت — تغافل تو کند کار را برین دستور

بکینه داشت چو رنگینی لبش شهدی — دمید سبزهٔ خط همچو جستن زنبور

ز گرمی که کشید ست در جوانی طبع — سفید گشتن ریش است شربت کافور

قوی ز شیوهٔ تدبیر گشته است ضعیف — ز اتفاق چو زنجیر میشود صف مور

ظهور راحت و رنج ست در فضای جهان — ز آتش ست و زبان پر تمام صحن تنور

تعقدی کن و افزای جانفشانی ما — که کار بیش نماید بجوش دل مزدور

بچیزیم ز قرب و بعد جلوهٔ او — که یار با ست نزدیک و نیست از ما دور

محیط آن نشد چشم ما نمی بینیم — بهار حسن تو در غیبت ست و هم بحضور

بسمع قامت او عرض می کند آصف — که بهر سوختنم در تو روشنی ست ضرور

وله

دل سرا نه ز خیال آن بت زیباست پر — از فروغ صورتت و چشم این شده است پر

شیشه های باده میگردد ز می خوردن تهی — چشم او بینا ولی همواره این میناست پر

نازها چون قطرهٔ دریا موج حسن دلبر است — از هجوم قطره صحن خانهٔ دریاست پر

نیست پای جستجو را مانعی در راه عشق — گرچه خار مغیلان دامن صحراست پر

در دل روشن ندارد جای آصف غیر یار — از فروغ جلوهٔ او دیدهٔ بیناست پر

وله

درمیان گلرخان دارد تبسم آن دگر — کعبهٔ مقصود من دارد ازو شان دگر

گوی بازی گرچه این خوبان بچوگان می کنند — گوی دلها میبرد خوبم بچوگان دگر

چون زبان با دل یکی شد لذت توحید یافت — من نگیرم چاشنی را از نمکدان دگر

گرچه درمان طبیبان سودمند آصف نشد — میرساند دردمندیها بدرمان دگر

وله

اے چه میپرسی ز ما از درد دوریهای یار — در پریدنهای رنگ ماست مطلب آشکار
استقامت کی کند بر شعله یک ساعت سپند — لیک دل در عشق خوبانست بر آتش سوار
گرد تشویشی نمی یابیم ما در راه عشق — در نگاه ما نمی آید بجز خطش غبار
اے بهار خوبی جاوید یک آن جلوه کن — تا کجا آصف کشد از بهر دیدن انتظار

وله

چون بر آرد از میان غرقه خود یار سر — دانه سان بهر تماشا سر کشد بسیار سر
دیدنت مقصود چشم و الفتت مطلوب دل — جامه را تن خواست ما خواستیم دستار سر
میدمد صبح امیدت کمتر از شبنم مباش — گر ترا سودای خورشیدش بود دیدار سر
رفع موذی کردنت لازم بود مشکل اگر نه — تو فلک باید چو پیش کس نیارد مار سر
دور کن سودای دنیا از سرت آسوده زی — موی چون گیرند از سر می شود هموار سر
آصف از درد محبت چیست آخر رو چه شد — ناله بلبل کشد در محفل گلزار سر

وله

از رنگ گل آینه رخسار تو بهتر — وز ماه بود پرتو دیدار تو بهتر
خوبان دل و جان برده ز عیاری دیدن — زان جمله بود دیده عیار تو بهتر
نقشی که زمانیست درین صفحه عالم — زان سبزه خط لب پرکار تو بهتر
اے دل کشش از رهبری خضر تو منت — یا رش بود امروز بره یار تو بهتر
اے برهمن از رشته تسبیح ربائی — در پیش نظر رشته زنار تو بهتر
بی لطف بود رفتنت از پهلوی آصف — در آمدنت خوبی رفتار تو بهتر

وله

از گل هزار جا رخ یار است خوبتر — رنگینیش ز رنگ بهار است خوبتر
جز دل مکن تو روی سوی صید آهوان — صید دل از تمام شکار است خوبتر
از سرمه گرچه روشنی آید بچشم کس — در جلوه گاه یار غبار است خوبتر

آصف بهار پستهٔ خندان اگرچه خوب — سنجیده ام ازان لب یار هست خوبتر

وله

دل از تو چه دید یاد میدار — بر جان چه رسید یاد میدار

ابروی تو روز وصل ای شوخ — تیغی که کشید یاد میدار

تیر تو رسید بر دل و جان — هر جا که رسید یاد میدار

صید خم زلف تست آصف — دامت چه کشید یاد میدار

وله

حلقهٔ زلف بتان را دام گیر — در خمش ای صید دل آرام گیر

کار لقمان و فلاطون عشق نیست — پیش عشق این پختگان را خام گیر

کارها کردن بموقع خوشنماست — دامن رخ صبح و زلفش شام گیر

در عتاب گلرخان لطفی بود — لذتی از دادن دشنام گیر

گر هوای سیر باغ آصف تراست — دامن عشق بت گلفام گیر

وله

لب پر خنده و خال و خدش آید بنظر — نخل امید دلم کرد گل و ورد و ثمر

تنگدل می شود آنکس که کند ترک تلاش — دست و پا چون بزند قطره بدریا گهر

وله

بی ثبات است آشنائی یار — مغتنم هر قدر که هست شمار

مزرع وصل سبز اگر خواهی — عرق افشان براه تخم بکار

جهد کن تا مراد دل یابی — مقصد آئینه ایست در کف کار

گفت خذ ما صفا الی آخر — جز محبت ز غیر دل بردار

فرصت خویش را ز دست مده — که بود هر نفس ببرق سوار

وله

این کن و آن مکن نمیگوید مجال آرزو — هر چه خواهی کن تو ای امروز صاحب اختیار

عالم ایجاد باشد نعمتی از خوان حق — شکوه ناشکری بود از کار و بار روزگار

جائے نامحرم بفضای محفل اسرار نیست — هرچه آصف غیر یاد اوست از خاطر برآر

ولہ

پرده ستاریش جرم مرا افشا نکرد — عفو او در گوش میگوید که باش امیدوار

بسکه از توفیق او یاری دما دم می شود — هر نفس با نفس سرکش هست را کارزار

میکند آماده عجز ای دل حیات تازه — خاکساری پیشه کن بار دگر هم سر برآر

اصل در اشیاست ملیت غرض ساز و حرام — شرط در شطرنج چو بندند می گردد قمار

دل بدست تست هرجا خواهی ای دلبر ببر — در کفش آصف نمی بیند عنان اختیار

ولہ

آن علامت ز خاک راه آمد — هر کجا مے شو و بلند غبار

ولہ

نقش قدم ببین و قدم بر قدم بنه — از رفتگان براه نشان هست در نظر

از خوف و رجا ایشان هست در نظر — کیفیت بهار و خزانست در نظر

ولہ

پشیمانی کند ستر گناهان — درین پرده خطای من نگهدار

ولہ

بعد محنت میرسد راحت بیابان غم مخور — عسر دارد آفتاب یسر تابان غم مخور

آشنائیها مبدل شد چو بیگانگی — ای دل غافل ز بهر آشنایان غم مخور

مانع فیض مربی هست اسباب حجاب — سائبان بردار موج باران غم مخور

آصف گلرخ پریوش در صدف چون گوهر است — گر نشیند در درون پرده پنهان غم مخور

ولہ

در صحبت و محبت یک [illegible] هست فرشته — ز آرزوے عاشقان راه است غبار دگر

ولہ

در محفلے نیست این جائے تو — همخانه باشد جهان دگر

ولہ

محسوس به بیند کس ناگزیر لیکن — دنیا بجنبم آرا دآید بسے مختصر

ولہ

از فیض خاکساری سوز است و دل ها — خاکستر نیست هرجا پنهان در دانگر

ولہ

متاع محبت ببازار نیست — خریدار شو از دکان دگر

ردیف حرف زای منقوطه

بناز گشت مرا یار و شد پشیمان ناز
که بعد ازین زرگه گیرد سر گریبان ناز

بهار ناز نگارم ز عالم دگرست
ندیده ام بجهان یک نگار با آن ناز

نشسته تابت زلفت به عیش عارض تو
کنند نثار بره هر گل فروش لمعان ناز

ز روز عید بود بیش در نشاط آصف
زهی که در نظر شوق کرد جانان ناز

وله

دست عشق از لوث دنیای دنی آزاده است
نیست جز اعجاز چیزی در ید بیضا ناز

عالم از صوت و صدای گیر و دار او پرست
شور محشر کند در یوزه از غوغای ناز

از نیاز آصف بی تاب ای رشک پری
باید ت بسیار قدر بی نیاز بهای ناز

وله

در راه طلب تمام حیرت شده بودی
ای دل تو درین بحر چه لنگر زده باز

ای دل پی دلدار شدی گرم نزد
پا را تو درین راه بر انگیخته باز

قطع طمع از هوش کند مستی آصف
از دیدن چشم تو که ساغر زده باز

وله

صبح شد پیرد رخ مه ندیده است هنوز
دل افسرده گل وصل نچیده است هنوز

از ره عشق خبر دار دل او نبود
او چه داند که درین ره نه دویده است هنوز

چشم او طرفه بلائیست که صد رنگ درست
نگهم از گل این فتنه چه دیده است هنوز

وله

گر بود تیغ بدست کسی با مداد ریا
دانه تسبیح سازد رشته زنار سبز

چون همه فیع به چه مقدار از ندمت سالم است
نیست بد باشد گر آب تیغ جوهر دار سبز

موج بار هست آصف تا مگر بینی بهار
کشت امید دلم را کرد آن دلدار سبز

وله

بهار آمد و دلدار چون بهار امروز
برای باده کشی چیست انتظار امروز

گذشتم از خود و گشتم با دو چار امروز
برور شور جنون کرده ام دو کار امروز

بیا بیا که ز هر قطرهٔ اشک چشم ترم — پر است دامنم از گوهر نثار امروز

دلم بدام سر زلف یار می گوید — که صید را نبود هیچ اختیار امروز

بهار چهرهٔ رنگین او نگر آصف — شگفته است چه گلها بباغ یار امروز

ردیف السین المهمله

عاقلان را یک اشارت هم کفایت میکند — گر درون خانه فهم است کس یک حرف بس

هرکه را توفیق باشد احتیاج پند نیست — تازیانه نیست حاجت چست باشد گر فرس

ولہ

تا کسی کاری سے کند معمور دل — خانه ها بر پا ز دیوار است و بس

از سماجت جان من آگاه نیست — در دلم مقصود اظهار است و بس

دانش آصف بود تا [illegible] است گیر — زندگی یعنی همین کار است و بس

ردیف الشین المنقوطه

از خط [illegible] بود [illegible] — دریا دلیست شکر فراموش

آصف نرود ز [illegible] — کرده ست درد گر فراموش

ولہ

هزار بار فراق تو قدم شد [illegible] خم — از قامت موزون خود امر عصا بخش

ای جاذبهٔ عشق تو فزا [illegible] حسرت — ما ایم خریدار تو این قبله نما بخش

چون ما نبود هیچ گنهگار بعالم — چون تو نبود هیچ کس امروز خطا بخش

آصف نکند تا [illegible] دل [illegible] — او را ز کرم چاشنی خوف و رجا بخش

ولہ

بسم از [illegible] نیست خاموش — بجز یادت ز دل جمله فراموش

[illegible] یار [illegible] — بهار آمد [illegible] خوش

[illegible] دل ز [illegible] بر آید — گر [illegible] مهر [illegible] آغوش

زستاریش چون جوئے مرائے
برون از دام گیسویش نمی بینم صیدے را
زگلزار نگارم نیست واقف غیر دل دیگر
خوبی آزادگی آزاد بیند روشنش
جلوه گاه ناز شوخ ما فضای دل بود
بسالک ره عشقش نبخشد سود نزرائے
زخاموشی براحت بود هم آغوش جان آصف
گرد از برق خلعت میند از دور شمشیرش
لبش شیرین وشیرین تر از ان اقبال و تقریرش
فضائے نامه یکسر شعله زد شوق آن اش
دمی که تیغ کشد غمزهائے بیباکش
چو کار و بار جهان جلوه کرد بیشش نظر
گل همت دنیا نیابد دشت نے
چو اختیار زمین کرد عجز را آصف
به بندد خدا وشد کافر و گبر و مسلمانست
دل می برد و می کند انکار زبردن
خاک قدم پاکدلانست چو آصف
برگ بهر خدا طعام دهد
بردرش پاشمرده بگذاریم

اگر بینی تو آصف عیب کس بپوش
وله
تعلق دار این دنیا و مافیها بگوشش
صبا می پرسد از من تا کجا باشد سرکویش
وله
سرکشیها شعله را باشد ز اوج گردنش
آن پری آمد ولی بی شیشه نتوان دیدنش
وله
گر همت درین وادی ببند در کمر زادش
بیاد جور آن بدخو فغان و ناله امدادش
وله
گر خونریزی بسیار او گردد عنان گیرش
بود هر حرف دام و دلم آنجاست نخچیرش
ندارد [illegible] طاقت بر زند دامان تحریرش
وله
خورد و دار زخم بی دست چالاکش
محبت [illegible] کرد اختیار در اکش
بباغ دهر [illegible] چو خار و خاشاکش
بهار رتبه والا شگفت از خاکش
وله
بهر مذهب موافق نیست شاید خال هندویش
وله
جهان نیست به تن تا که [illegible] باشد
ببخشد از این راه گر جرم گناهش
وله
فلک کم بود ز یک قالبش
که دهد بار پاس اوباشش

بقدر طاقت خود از بدان گریزان باش		زکرده هائے خود ونت انکه پشیمان باش
زهرچه خوب نکردی ازان پشیمان باش		برائے به شدن خود بفکر درمان باش
چو سرو شیوهٔ آزادگی درین گلشن		اگر مراد تو باشد به بند احسان باش
کم نسازد مایهٔ دولت نمود بخششت	وله	مشک باخود دارد و بیرون ز خود هم بوئے خویش
آشیانے بهر هر طایر درین گلشن بود		نیر او را جائے بنمائیم در پهلوئے خویش

ردیف صاد مهمله

گل خوشبوے کجا بوے وفائے تو کجا		نیست عطرے که بود همدم بوئے اخلاص
چشمهٔ خضر چسان دم زمساوات زند		آب کوثر چو برد رشک بجوئے اخلاص

ردیف طاء مهمله

گرد[illegible] چشم عدو کار [illegible]	وله	شد [illegible] معنای لبت پامال خط
بیگانه گشت [illegible] دلم می [illegible]	وله	رفت آشنا زکار کجائی تو ارتباط
بیگانگی [illegible] که [illegible] یار را		رهم نما که رهنمائی تو ارتباط
کم دارو ے طبیب بود موجب شفا	وله	بخشد شفائے تازه به بیمار احتیاط
بیمار را [illegible]		مانند تندرست سبکسار احتیاط
در گلشن [illegible] دلم را [illegible]	وله	شد جلوه گر در آئینه ام چهرهٔ نشاط
[illegible]		جان ملک سایه بود نقد در بساط

ردیف ظاء منقوطه

در اتفاق کار جهان راست رونقے		دل برد حسن معنی خوب نگار لفظ
در لفظ معنی چو نباشد مکدر است		گردد بلند بیش نظرها غبار لفظ

ردیف حرف عین مهمله

حرف هر یک لب بت با هم مشابه بوده ست — گفتگوی دلبر ما هست بر لب مخترع
هر یکی را مطلب آسودگی در دل بود — در دل عشاق محنت جوست مطلب مخترع

ردیف حرف غین منقوطه

کی توان برون به پیش تنگ خوبان نام باغ — رنگ می بازد ز رشک چهرهٔ گلفام باغ
فرق باشد در میان ناقص و کامل عیان — میوه‌های پخته خوبست و نقص خام باغ

ولہ

گذشت عمر با مید وصل یار افسوس — نیامده ست بدست شوخ در کنار دریغ
بجستجوی تو فرسوده شد سراپایم — مدد نکرد یکی هم به وقت کار دریغ
سخن ز لعل لبش سر نزد هزار افسوس — بپای او سر اگر نیست در بهار دریغ
بغیر آه ز ما جز لای ما نماند اثر — نشد رفیق بما کس هزار بار دریغ
ز هم فراق ندیده ست چشم خونبارم — نکرد سیر گل و موج آبشار دریغ
رسید بر تن بیجان و دل نگار آصف — کنون که نیست بکف این گل نثار دریغ

ردیف حرف فا

آن مژه سینه زند ناوک که هر طرف — ای دل غمزه چو سینه خود نما هدف
دل چه بجز صبر نیست واکن قدر خود نگر — نیست نگه بری عیان نیست بیش در صدف
ناوک غمزه اش چه شد کز وی جان ما گذشت — هر مژهٔ سیاه او هست بجای او خلف
حاصل عمر و زندگی دیدن یار آشناست — بی تو وی که بگذرد ضایع و حیف و هم تلف
جنبش دست در دعا گر ز تو هست بی ریا — گوهر مراد تو بود مه دهد بهر دو کف
[illegible] نقد جان ما یکتا [illegible] این سخن — یا بکسی ست هر کسی جا می [illegible] نجف

وله

عالم ز دل پر است ولی آگهی کجاست ‌‌ آئینه هست و جلوهٔ دیدار نیست حیف

میشد عیان که کیست مسلمان که کافر است ‌‌ در دست یار رشتهٔ زنار نیست حیف

در جلوه هست یار و ندارد کس آگهی ‌‌ وقت سحر که دیدهٔ بیدار نیست حیف

آصف ز اذن آمدنم یار منکر است ‌‌ خود گفته است و قائل اقرار نیست حیف

وله

جمال معنی چون دید چشم روشن یوسف ‌‌ نشد آرایش حسن زلیخا رهزن یوسف

فضای عالم از شادی و غم خالی نمی باشد ‌‌ که در زندان و چاه و تخت آمد مسکن یوسف

ندارد کار دنیای دنی خیر افترا آصف ‌‌ از آن رو پاک از تهمت نیامد دامن یوسف

حرف ردیف قاف

آن دل که زنده نیست بود بی نیاز عشق ‌‌ در عالم حیات بود امتیاز عشق

نسبت گل بلند رتبه است که در جهان ‌‌ صوت و صدای تازه بود دیار ساز عشق

از زیب لفظ رتبهٔ معنی بود زیاد ‌‌ انسان چو لفظ و معنی آن سرفراز عشق

آصف به شش جهت که نجستیم در دل ‌‌ جز درد نیست پیش نظر کارساز عشق

حرف ردیف کاف

از نور رخ ماه می باشد کلف رنگ ‌‌ ماهتاب از چهرهٔ یارم کند پیدا نمک

در ادای شکر آصف بنده لذت می دهد ‌‌ بر لب هر یک بود در خامشی گویا نمک

وله

در دو عالم تو بی [illegible] عینک ‌‌ دیدن تست مدعا عینک

[illegible] انتظار تو کشم ‌‌ نور چشمی بیا بیا عینک

از برای [illegible] ‌‌ بر زبانم بود خدا عینک

[illegible] آصف در انتظار تو ماند ‌‌ مردم چشم ما بیا عینک

حرف ردیف کاف فارسی

محمود از صفات پسندیده است ذات		بخشد به برگ نازک گل اعتبار رنگ
گر بنگری به آصف گوئی سخن بجاست		بوئے خوش است در گل و هم در کنار رنگ

حرف ردیف لام

کامل آن است که نقصان نپذیرد گاہے		ماہ ہم نیست درین دائرہ از اہل کمال
شده است نشو و نما آصفے درین گلشن	ولہ	که دیده است خزان از ریا بہار قبول
عمل ز دیدہ اغیار چون بود مستور		ز بی ریائی خود دارد اشتہار قبول
دولت بدست تو سررشته عمل بدہد		اگر برشته تسبیح تست تار قبول
سخن چگونه شود سبز در جهان آصف		اگر به ہمدمیش نیست اعتبار قبول
خنده گل لب گل ہمن گل خوبی گفتار گل	ولہ	در جهان جز باغ صحبت نیست یکجا یار گل
بوئے مقصود آصف در مشام آنجا رسد		بیشکی شہ باشد صحبت یار گل
کس کس نیست در ادا بجز صاف ضمیر	ولہ	آید از آئینه امروز مددگاری دل
آرائش ظاہر کجا مقبول اہل باطن است	ولہ	رنگ روئی امرد نادیم نہان در بغل
پیوسته در آغوش ما دل می طپد در یاد حق		تعظیم را واجب بود داریم قرآن در بغل
ترا چون آشنائی نیست با کار	ولہ	اگر علم جہان دانی چه حاصل
اگر راحت بدلہا نیست از تو		بدولت گر تو خاقانی چه حاصل
برو چون عاقبت باشند خاکی		اگر خورشید تابانی چه حاصل
قبول آصف تمنا بخشش لہاست		جز این گر سبحه گردانی چه حاصل
بلا وقت زبیده کرمان که دارد		تو آخر رزق کرمانی چه حاصل

چو نعمتهائے دنیا نیست پایدار — تو بر این خوان که مهمانی چه حاصل

وله

شوخی که بر نجد ابلا می — مشغول دعا شدن مشکل

خواهی که پیش تو بیایم — راضی برضا شدن مشکل

ردیف حرف میم

فریاد میکنم چو دلم اوست با دلم — افتاده است کار من امروز با دلم

از فیض عشق نیست غم از گرم و سرد دهر — تا آشیانه ایست بروے هوا دلم

وله

تا شود واروئے الفت کارگر دردم را — برنگین خاطر خود نام جانان می کنم

کندن جان در وفایش عمر جاوید آمده است — این زمین را از برائے آب حیوان میکنم

وله

حرف شد او وفات در باطل تمام — حیف عذر زندگی نشناختیم

وله

دل را جنون بدامن صحرا رهنمون — امروز هم بخاطر یاران نشسته ایم

آصف ز درد عشق چو شد کار ما تمام — آسوده دل ز خواهش دوران نشسته ایم

وله

بهر آن گل از دو عالم بیخبر گردیده ام — آشنائے یکدلی با زین هنر گردیده ام

بشوق منزل با مراعات رفیقان گشته ام — شد فراهم [illegible] تا [illegible] گردیده ام

شبنم در گلستان از حقارت [illegible] — همسفر [illegible] من هم دیده ور گردیده ام

وله

[illegible] آن نگاه [illegible] — موج گل رنگ چمن [illegible] آید بچشم

[illegible] آصف ستمش [illegible] نور آفتاب — هر طرف نظاره ام [illegible] آید بچشم

وله

دل میکشد بسیر گل [illegible] کجا روم — [illegible] تن تنها کجا روم

سامان عیش زندگی [illegible] — [illegible] کجا روم

وله

دارد نه مروت و نه وفا هم — بر ما کند ستم جفا هم

بر لطف تو هست چشم آصف | چون در دو تو میدهی دوا هم

وله

دیدن کجا که نیست صدا در حرام و | در گوش هم اثر شنیدن نیافتم

وله

هر چند که ما روی تو امروز ندیدیم | لیکن همه جا صوت صدای تو شنیدیم
آصف نگران رشک پری برق حرام است | هر چند دویدیم بگردش نرسیدیم

وله

شعلهٔ عشق سر کشید ز دل | روز روشن چراغ می بینم
نیست محروم بد که در گلشن | رنگ طاوس زاغ می بینم
در چمن چون رسید یار آصف | خرمن گل بباغ می بینم
وضع او شوخ و شنگ می بینم | وسعت کار تنگ می بینم

وله

یافتم زانسان چشم نشو و نما | وا دا این چشمه آب حیوانم
میکنم بحث با فلاطون لیک | با تو گفتن جواب نتوانم
آصف امروز دعوت سیفی | پیش روی یار میخوانم

وله

صدق بود هر طرف جانب آن میریم | بر روش تیر راست سوی نشان میپریم
گر نرسد دست ما هیچ بدامان او | از پی دلدار خود نعره زنان میپریم

وله

نیست جز آرزوی بوس رت | زاد راهی که در کمر داریم
از وفا و محبت و الفت | هر چه خواهی تو بیشتر داریم

وله

تیرم به نشان رسد به پیری | بر زور قضا ده این کمانم
لب شکوه او نکرد آصف | بیرون بود از حد بیانم
نه روی گل نه بوی گل درین گلزار میرنگم | چه هستی گر بپرسی من به هستی بر سر جنگم
نمی گویم که با یارم نمیگویم که بی یارم | خموشی پیشه از راه ادب رو است آهنگم

وله

بجست و جوی تو گر جان رود چه باک بدل | که جان تازه از شوق استعاره کنم
گذشته ام ز خودی بی تاملی آصف | بکار خیر چه حاجت استخاره کنم

وله

درجهان تحصیل دنیا تا نگاهم می دوید | عبرتی از هرچه میدیدم که بر میداشتم
گر نمیرفتم ز خود در دوریت مرو زمین | در دولت از ناله امید اثر میداشتم
سرمه چشمم که آصف راه طاقت بسته است | نالها میکردم آوازی اگر میداشتم

وله

نشان غفلت دل را بود موی سفید | دمید صبح نمایان دگر چه خواب کنیم
ز لغزشی که به پیری کنیم از ره حرص | چو ریش گاو شدن حمل بر شباب کنیم
کار را بر خویش از آه آسان می کنم | غنچه دل زین نسیم فیض خندان میکنم
گرچه طوفان میکند پیش نگاهم دوریش | طرح طوفان دگر از چشم گریان می کنم

وله

خاکساریهای ما بر نفس غالب گرده است | با زبردستی نفس از زیردستی میکنم
نشا از بس میکند آصف ز هستی بیخبر | ما بجای خود پرستی می پرستی میکند

وله

رفتار تو چون خاک کند دانه دل را | گر سرمه کشم در پی ادراک توانم
تا مرتبه عجز بمن گشت نمایان | دل خاک شود در رهت امروز بر آنم
بر غفلت خود چو زدم جان دلم جست | آئینه بیداری خواب دگرانم
پیوند کند آصف اگر دل شکند یار | گر شیشه شکن اوست من آن شیشه گرانم

وله

صید دل بسکه بود محو جمال دانش | آشکارا بنظر جلوه کند صیادم
تابع جنبش دامانش بود شعله دل | در ره عشق چو او خواست بپا استادم
فهم هر رمز ترا می کنم از دولت عشق | نکته نیست که تعلیم نکرد استادم
چون سمندر که ز آتش نکشد رنج آصف | در جهان هستم و از فکر جهان آزادم

گر خم می بی رخت چو شد بفضل نوبهار
از غمش گشتم ضعیف و ناتوان پیر لیک
دلم پسند کرده است شیوهٔ محبوب
دلم که هست در آزادگی علم چون سرو
در عضو عضو پیکر من جلوه پرست
ناز و نیاز هر دو بکار خود اند گرم
در اعتدال وضع بود مژدهٔ نجات
بحمد الله برآمد از لب لعل بتان کام
بحمد الله که ایام بهار جلوه [...] آمد
و مدبر روی امید دلم صبح مراد آصف
تا رشتهٔ تسبیح من از دل تو گفت
تا نرگس او داد ز کاکل زنگارش
در دوری آن صاف دل از چشم آصف
پیش خوبان که تا امد نظر بسته‌ام
در وقت چو زدم آه و اثر کرد تیرا
همتم اوج رسائی بدرا [...] دارد
آصف از مهر مه رو و لب شیرینی
دهنت غنچه نجا موشی و در حرف گل است
دادیان رنگ نو و تازه بلعل لبت

چون تنگ آبی زنم از چشم بی جوشش کنم
قامت خم گشته خود حلقهٔ گوشش کنم
وفا بورزم و من کار نیکنام کنم
بذوق حلقهٔ زلفش نه بند دام کنم

وله
چون دل از انکه سر بسر آئینه خانه‌ام
گر ناوک است آن مژه من هم نشانه‌ام
آصف براه خوف و رجا در میانه‌ام

وله
لبم ز خنده گلشا دران شکر خنده‌ها ام
کام دل بهر آغوش طرب گردیده ام
خبر [...] آمد ان [...] گریه [...] ام

وله
من [...] بسته زنار [...] شم
[...] ناشم
[...] گهر بار [...] ناشم

وله
دل بحزن و سستی از همه بر [...] شته ام
شکر [...] کده و دین نخل ثمر داشته ام
[...] از قوت دل تا بکمر داشته ام
در بساط دل خود شیر و شکر داشته ام
به بهار چمن آرای دهان تو قسم
میتوان خورد به رنگینی پان تو قسم

وله

گر غبار ما بدامان تو بنشیند چه باک   شرط عجز و خاکساری را بجا آورده ایم

دور بودیم از درت گشتیم خاک درگهت   ما کجا بودیم خود را تا کجا آورده ایم

در جمیع کارهای مشکل آصف ما بصدق   رو بفضل و لطف و تایید خدا آورده ایم

وله

گر بسحر آن ناظر امید دل جا میکنم   دولت جاوید وصلت را تمنا می کنم

در تلاش وصلت وجویت گر بکار آیدم   خاک راهت را در آن دم جزو اعضا میکنم

اینکه می بندم دل خود را بمهر این بتان   شیشه را من آشنا با سنگ خارا می کنم

وله

خاک پا داری بیا دو بر سمی گویدت   من ز شیدای لبت خط غبار آورده ام

نوبهارم گفت می آید نگارت شاد باش   من نشان جلوه آن گلعذار آورده ام

چیست آهنگ ترحم ای بیابان جنون   دامن خود را برای خیش خار آورده ام

وله

سرمه چشمش برای ماست اکسیر مراد   ما نگاه مست او را کیمیا دانسته ایم

دوستی کردن بجان ما چه حیف شد غلط   آصف این بیگانه را ما آشنا دانسته ایم

وله

نسبت گیسو و زلفت را بسنبل میکنم   لاله گل را تماشا به من بکاکل می کنم

بیشتر پنهان تا صورت نمی بیند دلم   چون ستمهای تو می بینم تحمل می کنم

وله

بیش ازین ثابت کار ما بوده است در جنون درست   مانند غنچه دل از چاک گریبان خوانده ایم

گر سخن گفتیم از حال خود آصف پیش یار   قصه از درد دل پیش دربان خوانده ایم

وله

اگر نیکم و گر بد و اینم او را   از و هستم در ینجا هر چه هستم

چه میپرسی که آصف پرستی   بتی دارم که او را می پرستم

وله

می طپید دل در برم بگذار و ستم بر دلم   منتشر گردد و گرنه در جهان آب و گلم

از بیابان گرد ویم صیاد تیش آزاد ساخت   گرد آسان دام ز نخ بدارش مشکلم

بماه نو چو ببیند خلق من روی تو می بینم
که همشکل هلال عید ابروی تو می بینم

نشان مسجد آمد دیدن محراب مردم را
چو خواهم قبله را جویم بابروی تو می بینم

وله

زعصیانم عجائب خوفها در دل بود پیدا
رجای هست از جان پشیمانی که من دارم

ندامت پیشه کن ای دل اگر داری شفا مقصد
جز این مرهم ندارد داغ عصیانی که من دارم

وله

ای بهار زندگی تا حسن رویت دیده ام
بهر عیشت طالب عمر خضر گردیده ام

حکمت العینت نه فهمد جز شهید ناز تو
از انشار تهای ابرو درس آن فهمیده ام

زعفران را زیست رنگ زرد من از درد عشق
از نشاط عشق او همرنگ گل خندیده ام

کاروان عمر می بندد چو محمل هر نفس
آگهی تا گم نگردد چون جرس نالیده ام

هر بلا را سروری آصف نزیبد در جهان
درمیان گلرخان آن شوخ را گزیده ام

وله

چو رسیده درد و سوزت بدل شکسته گفتا
چه بجبری تو اینجا که بمقصدت رسانم

هنوز لطف و قهرت غرضی بجز رضا نیست
نه بسود هست میلی نه ز نقص از زیانم

زغم تو چشم آصف همه بخت اشک خونین
چو عیان فتاد جانم چه کنی تو امتحانم

وله

بشنو تا خود را سلامت دیده ام
جان و دل را غرق خجلت دیده ام

حرمت بیعت داده ام با شیخ جام
تا گشائش در ارادت دیده ام

من شباب عمر را دمتیا دوار
در کمین صید فرصت دیده ام

دیدم آصف گر عتاب یار را
لیک در عین لطافت دیده ام

وله

حرف لب نازکش نغمه داود بیب
تا ز سماع عشق او جد رقص کنان می پریم

نام خدا در نظر هست نشان نبی
تا بسوی کشور نام و نشان می رویم

شعله شوق بپرواز در آمد شب هجر
شمع افروخته در راه طلب بال و پرم

خاک گشتم بهر بهشت اوج مرا سیر نما
در پی تا فلک هست نمایان اثرم

هر کجا می نگرم موج ظهور دریاست
قطره در بحر نموده‌ست و بخشکی گهرم

رهبری کرد ز بس کار توکل همه جا
خطری چهره نیفروخت بره در سفرم

نیست جز رنگ رخ یار بچشمم آصف
محو نظارهٔ گلزار بوجه دگرم

وله

بغیر درد محبت که دائم است بپا
بنای کار جهان را خراب می بینم

چه خوش بود که کنم عبرتی بدل حاصل
که کار عمر عجب در شتاب می بینم

وله

غرض بود ز وطن راحتی و آرامی
بذوق وصل براه تو من وطن دارم

زبان گشاده پی وصف خوبی قره ایست
نشان هر سر موئی که من بتن دارم

در دل خود محبتش دارم
در جدائی حضور دلدارم

سوز و درد و محبت و شفقت
بهزار آرزو خریدارم

ای صبا از من بگو آن ماه را
یوسف عهدی خریدار توام

گوید آصف کای دکان نازیار
طالب هر جنس بازار توام

وله

در زاهدان ز درد نشانی نیافتیم
تصویر بود و گرمی جانی نیافتیم

پیری ز رنج هرزه دویدن نجات داد
مثلش لطیف راحت جانی نیافتیم

وله

از تارکان دنیا هرچند ما نباشیم
لیکن بکوی ایشان ما نقش بوریائیم

درد محبت او هردم شفای جان ماست
بگذر طبیب از ما کی طالب دوائیم

فرشند خاکساران فهمیده زن قدم را
هرجا که در خرامی ما خاک زیر پائیم

سودای یار آصف افزود قسمت ما
از دولت محبت ما جنس بی بهائیم

وله

یاد ایامی که یار مهربانی داشتیم
در بهار سرو قدش آشیانی داشتیم

با ماه تو چو بینند خلق من از روی تو می بینم — که همشکل هلال عید ابروی تو می بینم
نشان مسجد آمد دیدن محراب مردم را — چو خواهم قبله را جویم بابروی تو می بینم

وله

ز عصیانم عجائب خونها در دل بود پیدا — ز جای بهشت از جان پشیمانی که من دارم
ندامت پیشه کن باید اگر داری شفا مقصد — جز این مرهم ندارد داغ عصیانی که من دارم

وله

ای بهار زندگی تا حسن رویت دیده ام — بهر عیشت طالب عمر خضر گردیده ام
حکمت العینت نه فهمد جز شهید ناز تو — از اشارتهای ابرو درس آن فهمیده ام
زعفران را زیست رنگ زرد من از درد عشق — از نشاط عشق او هم رنگ گل خندیده ام
کاروان عمر می بندد چو محمل هر نفس — آگهی تا کم نگردد چون جرس نالیده ام
هر بلا را سروری آصف ز بیداد جهان — در میان گل رخان آن شوخ را گزیده ام

وله

چو رسیده درد و سوزت بدل شکسته گفتا — چه بجز تو ای نوا نجا که بمقصدت رسانم
نبود ز لطف و قهرت غرضی بجز رضایت — نه بسود هست میلی نه تنفر از زیانم
زغم تو چشم آصف همه بحث اشک خونین — چو عیان فتاد جانم چه کنی تو امتحانم

وله

هیچ تا خود را سلامت دیده ام — جان و دل را غرق خجلت دیده ام
حرمت بیعت داده ام با شیخ جام — تا کشاکش در ارادت دیده ام
من شباب عمر را صنیاد وار — در کمین صید فرصت دیده ام
دیده ام آصف گه عتاب یار را — لیک در عین لطافت دیده ام

وله

حرف لب نازکش نغمه داود سبب — باز سماع عشق بود جد رقص کنان میپریم
نام خدا در نظر هست نشان نبی — تا بسوی کشور نام و نشان میرویم
شعله شوق بپروازد در آمد شب هجر — شمع افروخته در راه طلب بال و پریم

خاک گشتم بر بهت اوج مرا سیر نما — در پی تا فلک ات هست نمایان اثرم
هر کجا می نگرم موج ظهور دریاست — قطره در بحر نموده ست و بخشکی گهرم
رهبری کرد زبس کار توکل همه جا — خطری چهره نیفروخت بره در سفرم
نیست جز رنگ رخ یار بچشم آصف — محو نظارهٔ گلزار بوجه دگرم

وله

بغیر درد محبت کردانم است بیا — بنائے کار جهان را خراب می بینم
چه خوش بود که کنم عمرتے بدل حاصل — که کار عمر عجب در شتاب می بینم

وله

غرض بود ز وطن راحتے و آرامی — بذوق وصل براه تو من وطن دارم
زبان کشاده پی وصف خوبی تره است — نشان هر سر موئے که من بتن دارم
در دل خود محبتش دارم — در جدائی حضور دلدارم
سوز و درد محبت و عشقت — بهزار آرزو خریدارم
اے صبا از من بگو آن ماه را — یوسف عهدے خریدار توام
گوید آصف کای دکان ناز یار — طالب هر جنس بازار توام

وله

در زرا بدان زر در نشانی نیافتیم — تصویر بود گرمی جانی نیافتیم
پیری ز رنج هرزه دویدن نجات داد — مثلش لطیف راحت جانی نیافتیم

وله

از تارکان دنیا هرچند ما نباشیم — لیکن بکوی ایشان ما نقش بوریائیم
درد محبت او هردم شفاے جان ماست — بگذر طبیب از ما کی طالب دوائیم
فرشند خاکساران فهمیده زن قدم را — هرجا که در خرامی ما خاک زیر پائیم
سودائے یار آصف فزود قسمت ما — از دولت محبت ما جنس بے بهائیم

وله

یاد ایامی که یار مهربانی داشتیم — در بهار سرو قدش آشیانی داشتیم

یاد آن صحرا که پیش شوخی صیاد خود | ما دل از صید گشتنها گمانی داشتیم
یاد آن آهی که همرنگ جرس آواز داشت | بود تا بر لب نفس ما کاروانی داشتیم
یاد آن سودا که در کوچهٔ زلف بتی | جنس دل را چیده بودیم دوکانی داشتیم
تشنه لب مردیم در هجران او با آنکه ما | در فضای چشم خود آب روانی داشتیم
یاد آن ساعت که سودا بود آصف رهنمون | تا سر خود را بخاک آستانی داشتیم

وله

ز حال دل که درد محبت چیست پرسیدم | نمود آئینه نامحرم اسرار گردیدم
چو او در عالم و بیرون ز عالم هست از شوقش | درون پیرهن بیرون از آن من نیز بالیدم
اگر باور نداری متن نسخه خوان الی آخر | بجائی میرساند رهنمائیهای تقلیدم

وله

نه از جوش مستی از الست و از بلی آگه | از این دانی که امروز ای صنم عشق تو ورزیدم
تماشائی بود تکلیف آزاد جهان آصف | لباس عافیت تا دل بحیرت رفت پوشیدم

وله

بعشق آن پری رو خویش را دیوانه میسازم | دلم را گرد شمع قامتش پروانه میسازم
بدل توحید تا بخشید از ابلیتم سوزی | باهل خانقاه و کعبه و بتخانه میسازم
رسائی نیست آصف در فراقش جز بفریادی | بیاد چشم او با نعرهٔ مستانه میسازم

وله

بشارت اشک را داده چشم پرنم شبنم | که هر برگ گلی در بوستان شد جام شبنم
بهر شاخی که گل وا کرد چشم عبرتی بر خود | جهانما گشت در بزم چمن جام جم شبنم
عرق از بسکه بر روی تو باشد صاف نازکتر | توان عکس دُر بین گلزار او در آب شبنم
دلم قمری است بر سرو قدش آصف بیا خاکی | زمین و آسمان وارد خبر ز عالم شبنم

وله

در آئین نیازم جبهه سائی نقش امید است | بهر جا یار پا بگذاشت بهر سجده رو کردم
ظهور کار ما را جوش طاقت می کند یاری | لقا الله بود تا جانم بره بهر جستجو کردم

دل صدچاک می گوید که عشرت نیست بی رنجی — برنگ شانه سیر زلف خوبان مو بمو کردم

وله

به بند نامه شوق این دل بیتاب بپارد — که بال و پر نبود موجود در کار طپیدن هم

درین گلشن سراسر شادی و غم پهلوی هم باشد — بود گل غنچه گاهی گاه سرگرم شگفتن هم

وله

چون برات عاشقان بر شاخ آهو گفته اند — پاک زین تهمت دل ما شد که ما پروانه ایم

ناتوانی را ز جوش باده کم نتوان شمرد — در ره کوی تو گرم لغزش مستانه ایم

وله

در نفی خودی جلوه اثبات نگار است — آگاه ز هستی نیم و محو جمالم

پیوسته تویی بسکه بدل حاضر و ناظر — کفر است که گویم که سوی یار خیالم

وله

شکر احسان نیست جز اعلان نمودن مثل آن — بر لب شیرین او دستی برای شکر زدم

تا عرق در گرمی جولان بخاک افشانده — دانه موران در زیر پای نازکش بردم

وله

سرو مراد آصف است در چمن راستی — آنکه بتعظیم خلق خوی کند یا قیام

وله

گرد عالم همدم باد صبا گردیده ایم — همچو روی او گل خوشبوی ما کم دیده ایم

در گلستان محبت رتبه باشد بلند — تا به بندیم آشنایانه بر سر او بالیده ایم

آصف از درد سر دنیای دون ما را چه غم — صندلی بر جبهه از خاک درش مالیده ام

وله

لطف کن لطف کن که در پیش تو باز آمده ایم — با کف باز برای نقد نیاز آمده ایم

پیش آن سه بقا ختم شده آصف چه رسید — گفت آن ماه که با ناله نواز آمده ایم

وله

عشق بازی نبود سهل که مشکل کاریست — هر کجا پای نهی من سر خود را بازم

وله

در دل آزادگان دنیای دون را جا نیست — نقش خود ننشاند هرگز بر سر دریا قدم

اتفاق آیینه مقصود روشن میکند — جذب یار و نفس در راه او از ما قدم

وله

ز درد دم یار آگاه نیست افسوس — که محو دم نمیداند ایازم

شود مقبول کس از خاکساری — کنم گر خدمت محمود ایازم
چو یک کس بی رعونت نیست آصف — بود در خاکساری امتیازم

وله

اختلاطی نیست پیدا لیک در راه وفا — انتظار گرم جوشیهای یاران می کشم
گر بود کاری کند حیرانی نیرنگ حرص — دست خود از مهر این دنیا چه آسان می کشم
سینهٔ گل چاک می بینم چو خود آصف بباغ — تا سر خود را در آنجا از گریبان می کشم

وله

حرص دنیا هیچ کمتر از گزند مار نیست — تا بجنبیم آمد از فرگانش عصا برداشتیم
از پی درد سرم کبر و رعونت ره نیافت — تا ز زیر پای او خاک شفا برداشتیم

وله

صید دل تا رسید در کویت — از حرم حرف دویم زحل گفتنیم

وله

هر کجا باشد طلوع آفتاب مهر یار — میزند در گم شدن دنیا و ما فیها قدم
همچو عیسی هر که در تجرید باشد سرفراز — می گذارد بی سخن بر عالم بالا قدم

وله

دارد این دنیای دون بر لب پیغام غم — خودنمائی کرد در آئینهٔ او نام هم
کام آگاهان بود شیرین ز عیش معرفت — غفلتش بسیار و آگاهیست در ناکام کم
در تلاش شهرتش حاصل جز این چیزی نشد — بر جبین خویش دارد از عرق گمنام نم
از نصیب خویش هر یک را بود شکر بلب — برد فیض از آئینه اسکندر و از جام جم
پختگان را سربلندی در نظر هرگز نیست — میشود از بار محنت قامت هر خام خم
بی مضرت کی بود گر حرمتی در نغمه است — میکند بی نشه تاثیر در اجسام سم
بند با شد که میخ دولتت محکم شود — کامیابیها بود در شیوهٔ خود کام کم
تا هنگ ساز خون عاشقان رنگین کند — می کشاید حلقهٔ آن زلف عنبر فام فم
قطرهٔ از آبرو بهتر بود آصف بحر — در بساط عزتش دارد سر پا نام نم

در جهان ظلم است بیش و عدل کمتر در نظر
خاک کم باشد بکوه آصف هجوم سنگ بیش

وله

رسان ای طپش بر کف پای یارے
نیابم دگر غیر جانبازی آصف

وله

مسلمان کی در حلقهٔ گیری او افتد
کند نامه بهمان کارے که فریاد مغیث آنرا
بت سنگین دلم آصف نپرسد هیچ از حالم

وله

دمی که طالب آن یار بیوفا شده ام
ز سوز در صحبت چه شد که سوخت دلم
بهار لاله ز خاکم دمد که جا دارد
ز ناتوانی تن رشته ایست هر رگ من
بمحفلش نظر افتد مگر ز دور آصف

وله

به نیک و بد خبر کردیم از درد
لب از شکر و شکایت پر زیار است

وله

دل آئین خاکساری گفت
نیست گر طاقتی بدل آصف

وله

نه همین گرد و غباری دیدم
شب چو بیدار نشستم آصف

وله

تا تراز اشک مژه جانب بالا زده ام

تا اُلِ کار خرابی هر یک است و معمار کم
بی ترحم در جهان خلقی بود غمخوار کم
درین خون فشانی حنائے که دارم
براه وفا رهنمائی که دارم
ندارد کافری ره در حرم زلفش برهمن هم
چو آن مه میکند پامال را نعل تو سن هم
که آزار دوست رحمی بر چنین زاری دشمن هم
بخلاف عادهٔ هر روزه مبتلا شده ام
هنوز قابل عشق بتان کجا شده ام
شهید خنجر مژگان سرمه سا شده ام
لباس پوشش که چون صرف قبا شده ام
غبار وار پی یار بر هوا شده ام
بهر مست و بهر هشیار گفتیم
ز گل حرف و سخن از خار گفتیم
مثل آن قطرهٔ چکیده رسم
بر آن دلربا طپیده رسم
شکر شد که سوارے دیدم
صبحدم چهرهٔ یارے دیدم
پنجه بر آبروے درد هویدا زده ام

اے رہ کوئے محبت مکن از من گلہ
ہر قدم را بسر آبلۂ پا زدہ ام

شب چو آخر شود از شمع اثر کی ماند
سر دشمن نہ بہ تیغی بدارا زدہ ام

وله

دل صیاد پارہ ام بیاد آمد
سبحہ را تا شمار می کردم

پیش تیغ دو آبرو پیش آصف
وصف آن ذو الفقار می کردم

وله

تا نظر بر چہرۂ آن شوخ و شنگ انداختیم
با جنون و عقل کامل طرح جنگ انداختیم

تا بہ بزم آن گل رخسار غیرے سر کشید
ما درون کاسہ آتش قدرے رنگ انداختیم

وله

بجبر تند نویسندگان اعالم
گر اشک چشم تر ما شستہ می شود گنہم

سر من است و ہمان خاک آستانۂ تو
در ترا بہ بہشت برین بہ کف ندہم

وله

اگر درد سے بود سر را بر آن در زیرین نالم
ز خاک پاک آن گلزار صندل بر جبین مالم

بگویم از لب شیرین او تا حرف شیرینی
ز نشان شوق آصف بر لب خود انگبین مالم

وله

ما قصہ ہائے درد ز لبہا شنیدہ ایم
یک شب درد فراق کہ شبہا شنیدہ ایم

فردائے محشر است مگر روز وعدہ ات
ہر روز از زبان تو فردا شنیدہ ایم

وله

نظر بر مہر مکتوب در اسناد باید کرد
کہ از نقش نگین در ہر دو عالم نام میخواہم

پی اسباب بنیاد و تعب کے افگنم دل را
کہ جان کندن نگین آسا برائے نام میخواہم

ردیف حرف نون

نقش نیکی بعد مردن ہم نخواہد شستہ شد
مردگان را می کند این نقش احیا چون نگین

جز نگین ہر نقش آصف می تواند شستہ شد
نقشہا بسیار دیدم نیست ما چون نگین

وله

حفظ آوا ہم بمنبر لگاہ معصوم رساند
راہ گردیدہ است طی زیرپا کشیدہائے من

گوش ہوشم می کند تفریق کذب و صدق را
بر کف آئینہ دارد شنیدہائے من

هست در پرواز بیتابی رسید نهای من   بال و پر افشانده در راهست طپیدنهای من

ابنه دعوی بالب شیرین خوبان کرد و گفت   میبرد دل چون لب پاکش مکیدنهای من

در مقام کوشش آصف این ترنم می کند   برق را افکند در خجلت دویدنهای من

وله

الفت ما از رمیدنهای او گردد فزون   گوهر نایاب باشد بها از حد برون

در عروج اهل دنیا نیست اینجا اعتبار   میشود خورشید هم هنگام مغرب سرنگون

وله

جلوه پیرائی کند گر آن گل رعنای من   در تماشا محو او گردد ز سر تا پای من

شور محشر نیست گرد پیش هاهوی عشق   سربلند از دولت دردش بود غوغای من

وله

صفای نام در ینجا ز آب پیدا نیست   بدست کار سیاهیست شست و شوی نگین

اگر نصیب کس آصف ز نام نیک بود   روان بود بر خش آبرو ز جوی نگین

وله

رحم و لطف ساز یارم یا محمد تاج دین   از عنایت سازگارم یا محمد تاج دین

دانه تسبیح باشد دل بدست شوق من   نام پاکت می شمارم یا محمد تاج دین

جبهه سائیدن بخاک در گه تو را نیست   میفزاید اعتبارم یا محمد تاج دین

چهره نورانی خود را نما خورشید وار   بر دورت در انتظارم یا محمد تاج دین

خاک راهت گشته ام در آرزوی پابوس   در هوای تو غبارم یا محمد تاج دین

گر تو صیادی بود صید دلم در دام تو   در خم زلفت شکارم یا محمد تاج دین

پیش لطائف تو آصف قایل از جان و دلست   جز تو دیگر من که دارم یا محمد تاج دین

وله

بسیار در فراق تو خواهم گریستن   دل را طول پیش کند کم گریستن

در وصل آفتاب جهانتاب آن نگار   تدبیر صائب است چو شبنم گریستن

آصف مزاج خلقت عالم همین بود   بر بیش خنده کردن و بر کم گریستن

وله
گرد هستی ز عشق برخیزد نیست غیر از هوا غبار شکن
غیر تسلیم نیست زیر فلک گردن سخت این سوار شکن

وله
چه غم دارم اگر طوفان کند موج ترددها که باشد همدم و مونس رفیق ره خدا امن

وله
بباد میرود از جنبش ریا کردار ازین به است پشیمانی گنه کردن

وله
همتی باید که در آغوش مقصد جا کند بگذر از جهان کامشکل است آسایش همین
دل اگر در یاد او تسبیح گردانی کند برفراز تخت متبولی سلیمانش نگین

وله
جزای یک حسنه میدهند ده حسنه چه لطف هست که یک را حساب ده کردن

وله
میدهد حسنت بشارت از عروج دولتم در زنخدان تو دیدم همچو یوسف جاه من
آسمان مدارج بلندیهای بخت ولعبت ما تا نظر کردم بسرو قامت آن شاه من

ردیف حرف واو

وله
بعرصه گاه جهان راه و جاده بسیار بجز طریق محبت به هیچ راه مرو

وله
ای چه محجوبی ز دنیای دنی آرام دل نیست جز تشویش خاطر الفت اسباب او
نفعی ز باغ دهر اگر هست مقصدت چون شاخ باردار ز پیچ احمیده رو
آخر نتیجه بخشش بود کوشش تمام باقی است تا نفس بپا این عقیده رو

وله
دلم در سینه دارد مهر گیسوی چو دام تو که از روز ازل نقش نگینم گشته نام تو
بملک دیده و در عالم دل ای صنم خواهم بود دایم چو حکم حاکم عادل نظام تو

وله
نام من زیر فلک عمر درازی یابد دیده ام زلف بتی نقش نگین دارم ازو
دل یکی یار یکی اوست چو آئینه فکر نه بدل فکر ز دنیا نه ز دین دارم ازو

وله
تا دیده ایم دلبری چشم مست او رفت از کف اختیار جان و دل ما بدست او

ردیف حرف هائے هوز

تا مشام دهر را ای گلچهره خوشبو کرده / بهر صید عالمی پنهان تکاپو کرده
تا بسنجی نیک با اعجاز و حسن قیمت داده اند / ای چرا خود را تو غافل زین ترازو کرده
اشک می سازد نمازی ساحت سجاده را / مژده بادت گر وضوئی زآب این جو کرده

وله

می تواند آشنا گشتن به پشت پا زدن / گر دلت را آگه از نیرنگ دنیا کرده
میتوان گفتن از آن اسرار با ما شمه / نرگس حیران چه در گلشن تماشا کرده

وله

جز فیض نسیمت نبوده حاصل گفتار / از برگ درختان که شنیدیم ترانه
گر بشنوی ای محتسب از ما سخن خوش / بشنو ز رباب نی و هم چنگ چغانه

وله

نمک زان لب شیرین خود بجان زده / که تا کباب کنی آتشی دران زده
چه سنگ های ملامت به ره فتادن / تبارک ملزمن جان ناتوان زده

وله

دل چه سنجید بمیزان گل رعنائی تو / چشم بد دور که از پیش و چندان شده
در رمندی من اسباب نشاطت فزود / گریه ها کرده ام ای یار که خندان شده
غیر احسان نبود در دولت آصف چو مرد / پیش سردار تو شایسته احسان شده
از اشارات دو ابروی دو چشم بیمار / نکته دان گشته ای یار و شفادان شده

وله

روشن بود که گوهر کان مروت است / سر را براه الفت حباب داده
در نظر ها سبحه گردانی نباشد جز ریا / اینقدر خود را تو زاهد چه رسوا کرده
چون ذو الفقار عدو افکن است دردستش / بدر نمای ما یا علی ولی الله

وله

تا کجا ها بار دنیا می کشی / گر ببندی از هوی زین بار به
گر عمامه بندی از بهر ریا / سر برهنه بودن از دستار به

از ریا اعمال باطل می شود | از چنین تسبیحها زنار به

ردیف حرف یای تحتانی

مشکل نباشد یافتن حال فی الطبع را | باید تامل کردنت در کار دنیا اندکی
با عسر یسر آید مگر ناخواندهٔ ران بگذاشته | بسیار کردی جور ها رحمی بفرما اندکی

وله
بتدبیری کنی عالم مسخر | بخاطر شکر بسیاری نداری
همین بندگیست جمله آزاد | ازین صنعت گرفتاری نداری
بخاطر کینه آصف هیچ یاران | هزاران شکر کن یاری نداری

وله
چیزی به بساط دو عالم | بهتر نبود ز آشنائی
از زشت جهان هر چه بینی | بدتر نبود ز خودنمائی

وله
ای دل آغشتهٔ دنیای دنی چون شده | در نظر آنچه خوابست تو هم میدانی

وله
رنج سفرت چهره نمای برکاتست | اینجاست عیان راحت جاوید چه پرسی

وله
از گنج قناعت نبود هیچ نصیبت | تا در دل جانان نفت درویش نیابی

وله
منمای صرف بیجا توشب عزیز خود را | بجهان دگر نیابی ز متاع زندگانی

وله
دردت اگر نصیب دل و جان ما نشدی | جان بخشی ز آب حیات دوا نشدی

وله
ای دوست کجائی بوطن باز کی آئی | در راه نگرانم بر من باز کی آئی

وله
بدست آویز آصف پیشت آمد | سلیمان وار چون عالیجنابی

وله
مکن در فعل بد تعجیل هرگز | بکار نیک آصف شتابی

وله
دل رمیده کجائی که یار در بر ماست | جمال بینی اگر باز در وطن آئی

وله
راحت جاوید ایدل روزیت خواهد شدن | گر پی آسوده گردنهای مهمان میشوی

ایدل از رمز محبت گر بیانی بشنوی / درمیان عاشقان از اهل عرفان میشوی
در بهار وصل آصف سبز گردد کشت دل / در فراق یار اگر چون ابر گریان میشوی

وله

تعب کش در سفر گردد حریفش / بکار اینجا نیاید میرزائی

وله

جهان پر گشت از نور تو لیکن / نه بیند کس که در عالم کجائی
غنیمت بشمر ای غافل که فرصت حاصل عمراست / بود خرمن عالم همین امروز و فردائی
فروغ جلوه اش پیداست اما کس نمی بیند / بود خالی تماشاگاه او از چشم بینائی
متاع زندگی آن به که حرف آشنا گردد / سر ما را بفتراکت چو بندی هست سودائی

وله

دلست آئینه و از صیقل او / نمی بینم بجز یاد الهی
مکن در مو سفیدی خواب غفلت / ز جائے خویش خیزد کس پگاهی

وله

وارسته نیستی اگر از خویش نگذری / آگه نه ز غفلت اگر از پیش نگذری
تفریق نیک و بد ثمر آگهی دهد / ای مه درین میانه ز تفتیش نگذری
سیر بهار گلشن وحدت بود محال / تا در دولت تو از کم و بیش نگذری
آصف درین بساط بود نقش اینکه تو / خدمت نکرده از بر درویش نگذری

وله

محبت میدهد هر دم گواهی / که دل را میبری خواهی نخواهی
اگر پرسی تو حال ما ز مردم / دو عالم میدهد پیشت گواهی
در اصلاح گناهم دخل دارند / پشیمانی ندامت عذرخواهی
علامت هائے فیروزی فتح است / نشانهائے دعا و طلوع و ماهی
بحال خاکساران محبت / تفقد کن که صاحب دستگاهی
دهد آئینه را اعزاز صیقل / دل آصف شد از یادت مباهی

وله
دل حیرت زده را بده حیران مددی   شرط یاریست بهر کار زیاران مددی
دل بظلمت کده فکر جهان افتاده است   شمع روشن تو لی ای پرتو ایمان مددی
گنج و معموری عالم متصور نبود   تا بشاهان ننماید گدایان مددی
درد عشق است که منت روائی نکشد   دردمند تو نخواهد ز طبیبان مددی
یکدگر بود از ربط فوائد بسیار   تا بخورش یافته در لذت زبان مددی
آصف از یاری ما یار تنفر دارد   کی طلب میکند از مور سلیمان مددی

وله
بحر دامست ندارد صید دل ما آن رامی   بنای خانهٔ عاشق ز زلف حلقه‌نما می
نشان پخته کاریهاست بر جوش شدن خامی   امید از لطف او بیرون بود اندیشه نامی
اگر سوی حرم روی تو چه هست حاجی را   بطوف زلف مشکین آصف بسته احرامی

وله
دامن خواهش نیا چه دراز افتاده است   وقت آنست که ای خار مغیلان مددی
آصف از گاو و خر امداد نه نیاد صورت   کند افسان همه با انسان مددی

وله
برنگ رو یم از عشق ستارزوی   دلم دیوانه شد آیا چه کردی
نخواهی یاد ورد آن کرد آید ل   اگر محرم بجو بهای دروی
برود بد گلشنی از خاکت آصف   بزیر پای مژگان گر تو گردی

وله
برخاست من از دل تا روبره نهادی   نظاره ماند قایم هر جا که ایستادی
زین بوستان خرم در باب فتنی هست   آواز پا بگوشت هر دم زند منادی
گر ممکن است آصف میگوش و رزندارک   فرصت غنیمتی بود از دست چیف دادی

وله
تجاوز کردن از حد نیست و ستو ادب هرگز   تعرض با تو می پیچد چو بی دستور بنشینی
نشست و خاست باید کرد باید لب در حنای او   بحکم یار برخیز ز جا مامور بنشینی

چنان ز غیر آصف بنجه جز یار باید شد
مروت تو اگر چند عام است چه سود
ز پخته هیچ صدائی نمی‌رسد در گوش
باشد بلند همچو علم در صف نماز
در رتبه اش تنزل دیگر نمی‌رسد
هر جا که میروی هست آصف گزیده است
اگر نقاب ز رخ لحظه‌ای بر اندازی
سخن بلند ز لب همچو سرو شد آصف
در نظر زلف سیه شب رنگ بداند که
معنی مجوش ندارد لفظ غیر زشتی
لذت افزایش نعمت نصیب کام تست
شکر تنک چشم غیری همچو ما رویت ندید
بنویسند شرح حرفی بس اگر زنهار یکسر باشد
کند پرواز شهرت در فضای عالم دلها
دل میبرد آن دلبر طناز نهانی
در دست توانائی ما نیست جز افسوس
در باغ جهانست خزان آفت پیری
با این همه ستم که تو دلدارم آمدی
در هیچ مذهبی نبود این ستم روا

که روی آن پری بینی اگر با جور بنشینی
وله
ز حال خسته ما هیچگه نمی‌پرسیدی
بکار عشق تو ئی خام چون خروشیدی
وله
در گوش اهل سجده اذان محمدی
عیسی چو گفت بمن اسم احمدی
تو مقتدای فنی و ماییم مقتدی
شوم چو مهربان تو گرم مهربازی
بیا د سعدی شیرین زبان شیرازی
وله
تا رشکیش نگر در چنگ آید که
این لغت پیدا نه در فرهنگ آید که
وله
گر تو شکاری بزبان از زرق زنان ببری
ای پری خود را نهان از پیش نمرون ببری
اثر در آشنا خواهد نمود از دوستان حرفی
اگر دارد ز جوش معنی برجسته جان حرفی
وله
داغی بجگر مینهد از بهر نشانی
تا همدم برق شده ایام جوانی
پیداست ازین رو که بهارست جوانی
وله
صد شکر می‌کنم که خریدارم آمدی
زینسان که چون نهنگ تو خونخوارم آمدی

چیست راز دل نمیداند کسی حل این مشکل نمیداند کسی
عالمی در جستجوی ساحلند کیست بر ساحل نمیداند کسی

وله

شدیم خاک و ز هستی همین بود کافی گواه سجدهٔ کویت زمین بود کافی
گواه درد محبت چه شد که نیست کسی به پیش یار دل پر حزین بود کافی

وله

چه بودی آن پریرو یک نفس همراه من بودی زمانی همدم و از لطف با من هم سخن بودی
نبودی جز همین پروانه گشتن شیوهٔ جانم شبی قد موزون تو شمع انجمن بودی
ایدل فدای غمزهٔ خونخوار کیستی ایدل بدام کاکل پرکار کیستی
تنها نمیکشی تو که صد پاره می کنی در بسملان بگوی که در کار کیستی

وله

دیده ام از تو من امروز نگاه عجبی که دلم هست بتیغش گواه عجبی
بدعا دست برآری اگر از دل آصف در خطر با تو خطر هست پناه عجبی

وله

ای یار شگفته رو کجائی ای شوخ فرشته خو کجائی
دل بستهٔ موی تست آصف ای کاکل مشکبو کجائی
ما بیخبریم در جدائی ما هم کجا و تو کجائی

وله

تا ته نشین چو خاک بدریا نمی شوی جوهرشناس گوهر یکتا نمی شوی
هرگز حضور دل بتو روئی نمی کند یکسو اگر ز مردم دنیا نمی شوی
حرص مزخرفات جهان دارد حزین تا آشنا بترک تمنا نمی شوی
آزاد تا نمی شوی از پابند خودی آصف سرو ریاض گلشن عقبی نمی شوی
ز رو تنهای تو عام است و ما ممنا در شهرت هزار افسوس قدر الفت ما نمیدانی
بحیرت رفته است آصف به پیش جلوهٔ نازت نمیدانم که میدانی ز حالم یا نمیدانی

بی روئے تو یک ذره نداریم قرارے | با صبر نباشد دل ما را سروکارے

وله

روزیکه دو چار تو شدم این عرض نمودم | آنکس که دلم برد توئی گفت که آرے

وله

دهد گو سرمه جائے خود غبارم را بجا باشد | که دارد آشنا از آشنا امید اعزازی
محبت نیست محتاج محرک در طلب آصف | بغیر بال و پر دل میکند سوی تو پروازی
زخاکساری ما بوی خوش جهانگیر است | زپائے همچو گل خود که بزمین داری

وله

نگشته خاک بآن گرد آستان نرسی | برون زخود نشوی تا بآنجهان نرسی
بغیر جنس تو اسرار دل مگو آصف | خموش باش تو تا پیش همزبان نرسی
داد مدتزا دیده بینا ز ازان هم | از جام جم روشن جمشید چه پرسی
رنج سفر چه زنائے برکات ت | اینجاست عیان راحت جاوید چه پرسی
جز با ... ل مدمه تابان مرا | ای دل خبرم او که نه پرسید چه پرسی
از نو ... رسید عنایت بعالم | آصف خبر مطلع خورشید چه پرسی

وله

ای پری رخسار تو آینه روشن بود | دیدم چو قرص ماه را در حسن ازان بالاتری
خورشید و مه را کی رسد همسری با حسن تو | طره طرار خود از بسکه صاحب افسری

وله

در روت اگر نصیب اش جان ما شدے | جان بخش تر ز آب حیات دوا شدے
آصف کسے چو چشم گشادے بعبرتے | هر مشکلے نماندی و هر عقده وا شدے

وله

همرهان را چون قفا بگذاشتی | پرده از رو بعد ازان برداشتی
ای برآصف چون نکردی اعتماد | بر طریق دیگران پنداشتی

وله

دل را نشد ز جلوه انشای یار آگهی | حیران ندارد از روش کار آگهی
در گلشن مراد سرافراز می شود | بر نخل تا سنے که بود بار آگهی

میدهد دولت جاوید بما سایهٔ حسنت   که بفرق سر ما بسکه ایماه همائی
طالب بدین روبت نبود از چه دل زار   درد مندتو بود آصفهای پارشفائی

وله
ای شوخ چیست سوی گلستان نمیری   گلها شگفته ست به بستان نمیروی

وله
بعهد خویش نگار استوار بایستی   انیس جان و دل بیقرار بایستی
چه سود از ینکه بهار آمده است و سبزه دمید   که یار گلرخ ما در کنار بایستی
بهتر از وضع ملائم نیست جانرا حامیی   آب آسیبی ندید از صدمهٔ سنگ کسی

وله
آهن زنجیر برما شد زر کامل عیار   سنگ سخن خوبان هندی هست پارسی
جلوه گلزار دنیا هست آصف همچو برق   نیست جا کمتر ز رنگ گل درینجا فارسی

وله
فریاد و ناله است و صدا و فغان یکی   مقصود از شور جهانست آن یکی
چون یک می منفعل سرانجام کار هاست   غم نیست گل را اگر آمد شبان چیکی

وله
از رنج خار راه اگر جبهه چین ندید   گلهای ناز رشد بدامان کند کسی
نقشی بر آب میزند آهنگ معصیت   آندم ز نفس خود اش پشیمان کند کسی
پیری ربود خواهش عیش و طرب زدل   آخر خزان چه سیر گلستان کند کسی

وله
می کند هوش و داغم چو جدا میگردی   عهد بستی نروی باز جدا میگردی
نیست امید که از دست تو بینم آرام   گر شود خاک تو اے شوخ هوا میگردی

وله
بوسه گاه لب افلاک بود جای علی   اوج امید گرفته ست چو آسن پای علی
نیست جز دو جود ش ز کرامت خالی   حل مشکل شود از ناخن زیبای علی
الفت اوست چو ارکان مسلمانی من   شده ام شیفته و واله و شیدای علی
بیش و قیمتش افزون ز دو عالم آصف   بی بها هست بگو هر یکتای علی

حریص را نبود روز حشر قدرت نطق / دهان پرست ازان در جواب معذوری
ولہ
جمال یار ز خورشید نیست کم آصف / اگر به پیش رخش نیست تاب معذوری

دیوان دوم کے اشعار منتخبہ جسمیں آپ شاکر تخلص فرماتے ہیں مندرج ذیل ہیں

ردیف الف

صبح دم میبرد باده ده ناله عذرخواه را / پاک از زنگ جهل کن آئینه گناه را
اوج مقام جاه او کرده ز چرخ برتری / سرمه بینشی کشم دیده اشتباه را
گشت دلا منکر است چه ترا که بهره / گوش نمیکند کسی زمزمه گواه را
غنچه گل میشود زنگ زدای کلفتم / شاکر اثر بود بسی گریه صبحگاه را
ای داغ سینه دل خسته سودای ترا / گل بود ساغر خون بحرم مینای ترا
چشم دل وا شده سامان گره حسرت می گردد / دیده تا سرو قد سرکش رعنای ترا
دوش شنیدم که ملائک تسبیحا میخواند / بر فلک شاکر بشنود غزلهای ترا
ولہ
رونق بازار خط صفای حسن افزون میشود / آب دیگر میزند بر رخ غبار آئینه را
از حدیث مهر و کین پیش منافق دم مزن / تا نه بیند راز پنهانی بیار آئینه را
ولہ
در فراقش هر سر مو شعله آهست آه / میرود از عرش برتر ناله و فریاد ما
راستیها رهبر آزادی شاکر شود / قامت سروی درین فن گر بود استاد ما
ولہ
بسکه تصویر کشی هیهات انسانی را / تا تماشا کنی این انجمن فانی را
گر ز انصاف بمعموری عالم کوشد / شاه در خواب نه بیند غم ویرانی را
خار و گل پیش نگاهش همه یکسان گردید / هر که پوشید بخود جامه عریانی را

زلف مشکین به کجا فطرت مانی ز کجا
قلم صنع نوشت این خط ریحانی را

محرم معنی خویش است درینجا شاکر
هرکه در سجده نخواند خط پیشانی را

وله

نگاه میفروشش بر گنبد مینای خالی را
رخش از خون تری بخشد بهار پرتگالی را

نه هر صورت بود لازم که معنی آشنا باشد
شکوه پنجه صولت نباشد شیر قالی را

ز شور میکشان تا واعظ از بد فرقها باشد
بحرف صوت کی نسبت بود اشعار حالی را

بچشم همت خود در بنارد وضع درویشی
نه طاق مشرقی شاکر نه ایوان شمالی را

وله

مدعی از رشک میسوزد چو شمع
گریه بیند گر کسی بازار ما

خار فکر باطل از دل بر کشم
گر بود صاحب دلی غمخوار ما

وله

جنابش آستان بی‌نیازیست
گدا در سجده و سلطان هم آنجا

ز محنت میرسد هر کس براحت
الم هرجا بود درمان هم آنجا

شکر خواهی بشکرش کوش شاکر
گر باشد لطف هم احسان هم آنجا

وله

هر سو رویم پا ز مقیم خیال‌هاست
او را چه غم که رنج سفر می‌کشیم ما

از حال ما چو آینه اینجا گراست غم
گر زحمت خود بملک گرمی کشیم ما

وله

در بیابان طلب راه حرم گم کرده‌ایم
یک مدد از خواجه احرار می‌خواهیم ما

نیست در از حاصل گیتی چه باید خواستن
آه گرم و دیده خونبار می‌خواهیم ما

وله

بستر آسودگی در خاکساری یافتم
بر زمین پهلو چو نقش بوریا داریم ما

جام ما از درد و صاف عرض طلبها تهی است
شاکریم از خود دل بیمدعا داریم ما

وله

تو درینجا فسرده همه گرداب گوهری
بطبیعتش ببند رخت دل بجهان گر گشا

نبود جز جنون دوا مرض کار بسته را
همه در بند بر رخت ز دل چاک در گشا

ولہ

آه درد آلودهٔ باید مرا — نغمهٔ داودی باید مرا

شکر لله فارغم از نیک و بد — نی زبان بی سودمی باید مرا

ولہ

سوخت تا داغ محبت دل دیوانهٔ ما — شمع گردید بگرد سر پروانهٔ ما

چهره بنماید واز شاکر اگر دل طلبد — نیست جز دادن جان تحفهٔ شکرانهٔ ما

ولہ

خوش ندارم صحبت عاقلان — صحبت مجذوب می باید مرا

ولہ

نیست از دشمن غمی چون دستگیر ماست پیر — در جناب حضرت والنجا داریم ما

ولہ

محو آن زلف پریشان چکند سامان را — بر در خانه نگر جای دهد طوفان را

ولہ

یکساعتی بحرص مده اختیار را — محرم مکن بدیدهٔ هوش این غبار را

شاکر چو شرع پاک نبی حکم ایزد است — بی رخصت رسول مکن هیچ کار را

ولہ

کار جهان برشتهٔ تدبیر بسته اند — وابستهٔ عنایت او کارهای ما

ما را چه میشود که دران حلقه بشمرند — شاکر رسان بخلوت یاران دعای ما

ردیف بای موحده

صفای عارض گلرنگ یار را دریاب — چمن طرازی این نوبهار را دریاب

زیاده دوست مشو یک نفس جدا شاکر — بکنج خلوت دل آن نگار را دریاب

ردیف تای فوقانی

ز سرد و گرم جهان فارغند آزادان — گذشتن از سر او نام کار مرد است

ز جان گذشته بجانان سپرده ام شاکر — متاع وصل باین لفظ سخت ارزان است

ولہ

محتسب را بر در میخانه هرگز بار نیست — منکر آنرا با تماشاگاه جنت کار نیست

دامن هر عشرت و را بدست محنت نیست — عمرها گشتم درین گلشن گلی بیخار نیست

حاصل هستی اگر باشد حضور وصل اوست / بی جمال یار یکدم زندگی در کار نیست

گریهٔ گوهر فشان تنها که بهار دیگر است / همچو سیل آشوب چشم ابر دربار نیست

وله

موسم عیش است و جای دلکش و دلها جوان / در چنین هنگامهٔ عشرت هوای قهوه است

وله

در دل ما اثری از طرب عالم نیست / غیر درد تو درین خانه کسی محرم نیست

می‌رود عمر ز کف تا دلت آگاه شود / غنچه تا چشم گشاید بچمن شبنم نیست

وله

چمن عشق و محبت گل درویشانست / پردهٔ راز آگهی دل درویشانست

جلوهٔ همت ایشان متعالیست بلند / منزل خلد کجا قابل درویشانست

جوهر آزادی ما را فروغی دیگر است / هر کجا داغ جهان گردید از گردش تر است

کیمیای بی نیازی همت درویش است / کبریای فقر از ما واین کیمیا گستر است

سوز جگر و دل قبول عبادتست / آن زهد کافریست که در وی نیاز نیست

بی‌غرض راه اصل یاران نمی شود / تنها گر بود دلیل حقیقت مجاز نیست

وله

هر یکی را علمی و فکر و حالی دگر است / رنگ گفتار دگر صورت حالی دگر است

گر شکوهٔ زمانه کنی مختصر بس است / عیش دوام رستن ازین درد سر بس است

در باغ آرزو و هوس تاک بر پر است / ما را خیال آن گل خوش در دو بر بس است

وله

دل ز خیال تو بکشهر خرمی دارد / همین لطف تو اینخانه دولت آباد است

بود فزونی نعمت تنها گر مسکین / شکر دامنش نعمتی خدا داد است

وله

اینخانه تن پرستی و نی آرمیدنست / از ساغر عمر نغمه نامی شنیدنست

تنها گر ز عیب خلق بعبرت شو آشنا / این ساز دیدنی که نو داری ندیدنست

وله

الفت او تا بروز حشر زنجیر منست / مهربانیهای افسون تسخیر منست

نصرت دین باورم گردید شاکر شکر کن	آب از لطف علی در جوی شمشیر من است

وله

پیرو عقل است هر کس نامی گلفام نیست	عالمی گمراه میگردد چو شیخ جام نیست
از طراوت دستگاه رنگ دارد هر گلی	هر که شاکر نیست در رو بوی از اسلام نیست

وله

مست الفت را شراب دیگری در کار نیست	گردش چشم تو دیدم ساغری در کار نیست
هر کرا باید سفر کردن اقامت آفت است	کشتی طوفانیم را لنگری در کار نیست

وله

عیش اگر در وطن بود شاکر	ناتوان هر کجا فتد وطن است
دردمندان را زبانی دیگرست	هر طپش در دل بیانی دیگرست
گلشن ایجاد را گلها ز رنگها ست	تربیت از باغبانی دیگرست

وله

حب وطن باعث آزار ماست	شوق سفر پیشرو کار ماست
الفت دنیا بدل ما نیز ز	این مدد از خواجه احرار ماست

ردیف ثاء مثلثه

یار رنجید ز ما باز چه باشد باعث	یار رقیبان شده همساز چه باشد باعث
شمع این بزم جهان پرتو نازش بر خاست	مانده پروانه ز پرواز چه باشد باعث
مدتی دلبر بی رحم بما بود رحیم	باز گردد آن ستم آغاز چه باشد باعث
ناله ها کردم و زین کوه صدائی نرسید	همچو یخ بسته شد آواز چه باشد باعث
شاکر آن راز که دلدار ز ما می پوشید	خود بخود گفت بما باز چه باشد باعث

ردیف الجیم

مستی عشق نباشد بهاران محتاج	نبود شور قیامت به نمکدان محتاج
فکر آراستن خود شیوهٔ آزادان نیست	گردن سرو نباشد بگریبان محتاج

از دل چاک منت اوج غرورش شاکر		نیست با شانه چو زلف پریشان محتاج

ردیف حای حطی

هر کس کجاست محرم آب و هوای صبح		داغ است آفتاب بذوق صفای صبح
انجام هر نفس بود آغاز جلوه اش		در ابتدای صبح ببین انتهای صبح
میدوزد آفتاب بصد تار زر نگار	وله	تا چاک شد ز غفلت عالم قبای صبح
بهر علاج مرگ گران خواب غافلان		شاکر بود مسیح دم جانفزای صبح

ردیف خای

نکرده ست بت سبز من از پان سرخ		شده ز خوردن خونهای عشقبازان سرخ
بپاس گردنش از خون من خطی دارد		غریب نیست اگر باشدش گریبان سرخ
مگر ز خاک شهیدان گذشته امروز		که شد لباس تو از گرد این بیابان سرخ
قبول فیض بدان جز بقدر استعداد		بنوبهار نشد رنگ باغبانان سرخ

ردیف الدال مهمله

آن کیست بر سفر نگذارد بنای خود		هر کس خوش است در غم شادی بجای خود
هر چند دل ز درد غم هجر داغ شد		شاکر شگفته ایم بکس ماجرای خود
عارفان را رغبت شوق تماشا تهمت است	وله	دیده عبرت بروی اینجهان وا کرده اند
بیخبر از سیر دل نگذر که خوبان جهان		انجمن در خلوت آئینه ما کرده اند
از نسیم صبح توفیق رسا صاحبدلان		کار دنیا را چو گل شاکر بسر وا کرده اند
بر سر خاک شهیدان گذری خواهی کرد	وله	در دولت گر هوس بدین گلها باشد
شمع کاشانه بفریاد دل ما نرسد		آتش افروز جنون دامن صحرا باشد

زناوکی که ازنگه او بما رسید
صدرنگ نو بهار گل مدعا رسید

جان و دل و جگر صیدگاه اوست
هرجا رسید ناوک شوخش بجا رسید

بر آسمان رسوز جنونم فسانهاست
کارم بعشق او زکجا تا کجا رسید

وله

چه حالتست درین عصر کز تغافل چرخ
دعای خسته دلان کارگر نمی آید

نظام کار دو عالم باختیار کسی ست
زدست کوشش ما هیچ بر نمی آید

وله

بدوستی چشمت می و ساغر نمی ارزد
بان رنگینی عارض گل احمر نمی ارزد

نسیم طره اش دل نمی رباید ترک سودا کن
ببوی گیسوی او طبلهٔ عنبر نمی ارزد

کجا مجذوب با سالک تواند همسری کردن
بذوق قطرهٔ یک تشنه صد گوهر نمی ارزد

وله

یک گل ازین بهار بآرزو نمی رسد
سنبل خوش است لیک بگیسو نمیرسد

وله

عنان بدست نویسندگان تقدیرست
باختیار کسی را کجا گذاشته اند

بلاکشان محبت بسجدهٔ تسلیم
چه نقشها بمقام رضا گذاشته اند

وله

ناز صد بیگانه بهر آشنا باید کشید
رنج کوشش ها برای مدعا باید کشید

دامن مقصود تا افتد بدست آرزو
در بیابان طلب بس رنجها باید کشید

وله

محبت پیشه دل از جور الفت برنمیدارد
حبابم سر زپیش موج تیغت برنمیدارد

چو شبنم از زمین سر برنخواهد داشتن شاکر
نقاب از رخ گران خورشید طلعت برنمیدارد

وله

دوستیها که بیریا باشد
همچو عنقا و کیمیا باشد

فارغم زینجهان بیگانه
یار می باید آشنا باشد

نتوان درحساب آوردن
الفتی راکه انتها باشد

شاکر از طالبان مخلص را
هرکه دل بستهٔ وفا باشد

نگاهی سوی مستان می توان کرد | بمژگان تیر باران می توان کرد
بنور شمع حسن عالم افروز | شب ما را چراغان میتوان کرد
چه از نیکی نباشد هیچگاهی | بدشمن نیز احسان می توان کرد
درین گلشن ز رنگ و بوی اخلاق | گلی شاکر بدامان می توان کرد

وله

مغنیان رهی بحالم کرده اند | باده نوشیها حلالم کرده اند
مست جام اشتیاقم دیده اند | سرخوش ذوق وصالم کرده اند
کوشش یاران غمم افزوده است | گرچه تدبیر ملالم کرده اند
در گلستان محبت اهل دل | از کرم شاکر نهالم کرده اند

وله

بمحفلی که مراد شه و گدا بخشند | چه میشود که دل زنده بما بخشند
بشکر کوش ز اخلاص روز و شب شاکر | که گنج نعمت جاوید ازین ادا بخشند

وله

بهر کشادن در میخانه شیخ جام | در دست ساقیان ز منه کلید داد
شاکر بعیش کوش که ساقی بروی گل | ما را نوید شوق بجام نبید داد

وله

ای آنکه نا امید شدی از گناه من | یارب ببین که فضل الهی چه می کند
آگاه نیست زاهد خود بین ز حال ما | این بیخبر خیال تباهی چه می کند

وله

بنور روی تو خورشید شد بجا شاگرد | اگر بغیر جهالت شود کرا شاگرد
عنان خدمت استادگی ز دست بده | شود شهنشاه معنی گر آشنا شاگرد

وله

دلم از درد پیش آشنا خالی شد و پر شد | برنگ جام می کی جا بجا خالی شد و پر شد
بهاری و خزانی روز و شب در کار می بینم | ز رفت و آمد خلق این سرا خالی شد و پر شد
کلام عالیست این از صفا شاکر اثر دارد | دل پاکان از هر مدعا خالی شد و پر شد

گوشه گیری قطره را گوهر کند — کامل آنکس کز جهان پا می کشد

شاکر آگاه هم ز شکر آرزو — در کمندم مهر دنیا می کشد

وله

شاکر از گنج قناعت هرکه فیض اندوز شد — منت احسان کی از ارباب دولت می کشد

وله

هر کمالی را زوالی در قفاست — غفلت آخر ها پشیمانم کند

زنده ام شاکر باین امید و بس — درد مندیها مسلمانم کند

وله

چون می دیرینه در آفاق شهرت میکند — منزوی شد هرکه در یکرنگی یکسان ماند

وله

بی برگ ز آفات جهان باک ندارد — رنجست نخلی که ثمر داشته باشد

از عالم راحت طلبی بهره ندارد — آن شخص که در پیش سفر داشته باشد

وله

کم کن سخن که حرف تو بی آب میشود — این شیوه تنگ صحبت احباب می شود

وله

درد مرا بهار مداوا نمی کند — سعی نسیم غنچهٔ دل وا نمی کند

وله

نقش جهان بغیر سبب نیست جلوه گر — آئینها و آئینه ساز آفریده اند

ز آغاز کار رسید گیسو دراز را — دشمن گدا ز بنده نواز آفریده اند

شاکر بمعنی تو و من وا رسیده را — صد بار هست کرده و باز آفریده اند

وله

ندارد زیب حسنت حاجت مشاطه دیگر — جهان را بی سپاهی شاه عالم گیر میگیرد

ز رنگ بی نیازیهای نازاو چه پردازم — بصد تقصیر می بخشد بیک تقصیر میگیرد

بلند و پست ما از عشق گردد در نظر یکسان — زسیلاب این بنا ها صورت تعمیر میگیرد

دل میرود ز دست و ندارم اختیار — مطرب درین بساط چه آهنگ ساز کرد

دستش ز دامن مقصود کوته است — هرکس که بر بساط ادب پا دراز کرد

وله

تمیز کامل و ناقص نماند در عالم — درین زمانه رواج گهر خزف دارد

فلک مددگر خلق ست لیک شاکر ما | امید گوشهٔ چشم از شه نجف دارد

وله

نعمت ز خاکسار محبت دریغ نیست | اکثر فروغ مهر بدیوار می رسد

ای غرهٔ فریب هوسهای زندگی | غافل مشو که مرگ بیکبار می رسد

افزون کنیم شکر و بهر حال شاکریم | هر چند غم ز دست تو بسیار می رسد

وله

تدبیر عزیزان چه کند با من محزون | دل کی شود آراسته زین شیشه‌گری چند

خوردیم بسی غصه درین بحر بامید | شاید که بگیریم بدامن گهری چند

وله

دارم امید گوشهٔ چشم از عنایتش | حافظ که خاک را بنظر کیمیا کند

وله

در ابروش اشارهٔ تحقیق مدعاست | در پیش طاق قبله نما جلوه می کند

وله

نیستم ممنون احسان بهار | دامنم پر گل تو گل می کند

هر که شد گریخت دل ریز ز چشم | دامن مقصود پر گل می کند

وله

بفکر خستن من نیست حاجت کوشش دشمن | نفس چون خار پائی نیشتر در آستین دارد

وله

کشتیم باک ندارد ز شکست طوفان | کار درویش اگر چو ناخدا ساز شود

وله

جوش غم و نشاط جهان پایدار نیست | بیدل مشو که اندک و بسیار بگذرد

برگشته عالمی ز مریدان شیخ جام | کو محتسب که بر در خمار بگذرد

وله

طینت اهل کرم از آفت مرگ ایمن است | نیکنامی تا قیامت کار هستی می کند

هر که شاکر آشنائی معنی تحقیق شد | گرچه در بتخانه باشد حق پرستی می کند

وله

آنها که در حمایت همت سفر کنند | اندیشه کی ز وادی خوف و خطر کنند

دانا دلان که نسخهٔ آداب خوانده اند | هر چند قرب بیش حذر بیشتر کنند

وله

وصل کمال پیروی کامل است و بس | در منزل آن رسد که پی پیر میرود

ز دنیا در لباس دوستیها / فریب دشمن جانی به بیند

وله

بر اوج فلک سایه کند طرف کلاهم / از گوشهٔ چشمش نگهی گر بمن افتد

وله

جای گله اش نیست که نعم البدلی یافت / از کشور هند آنکه بملک دکن افتد

ایمان بدل از حب وطن ریشه دوانده / خوشوقت غریبی که بفکر وطن افتد

تا خاک شدن دیگرش از کف نگذارم / کو بخت که دامان تو در چنگ من افتد

وله

گر شاه نرا سیاستی نیست / کی کار جهان نظام دارد

وله

پیری ز سینه جوش شباب هم نمی برد / ذوق شراب و میل کباب هم نمی برد

وله

مرا از ذکر محمود و ایاز این نکته شد روشن / که صید عشق خوبان عاقبت محمود میگردد

وله

صلاست باده پرستان که یار می آید / بچشم مست و سر پر خمار می آید

وله

نصل گل ست امروز دیوانه می توان شد / با لیلی جنونی همخانه می توان شد

حرف الذال المعجمه

در فراق تو نهادم چو قلم سر بکاغذ / تر شد از اشک من از سر بسر کاغذ

رقم نامه ام از بسکه دل شوق بست / یافت زین تار رسا رشتهٔ مسطر کاغذ

خط شناکر طفلش دل بیتابی بار / نیست محتاج بپرواز کبوتر کاغذ

حرف الراء المهمله

دل برده میکند طلب از من دلی دگر / با زلف او فتاده مرا مشکلی دگر

با یاد جانفزای تو سرسبز گشته ام / در کشت عمر کو به ازین حاصلی دگر

وله

من ندارم جز تو دلسوزی و غمخواری دگر / غیر مهرت در دل من نیست دلداری دگر

بهر زاهد سبحه و زنار بهر برهمن / بر سر و سودای دیگر هر کس و کاری دگر

میفزاید قدر مرد از بردباری بیشتر — آدم با حلم باشد اعتباری بیشتر
می‌شود سرسبزتر گر دانهٔ امیدوار — چون زمین در هر که باشد رازداری بیشتر

وله

شود رنگت فزون طبع چون گهر دلگیر — برنگ آب روان نیست از سفر دلگیر
چرا از اهل محبت ملول میگردی — که طبع سخن نگردد از خطر دلگیر

وله

ای محبت اشک گرمم بر سر مژگان ببر — یعنی از دل شیشهٔ نذر پریرویان ببر
نیست حاجت اینقدر سختی کشا گر بردنت — جان عشق چون نفس بر لب بود آسان ببر

وله

نقش و نگار منظر اقبال دیده گیر — عرض مکرر از لب دولت شنیده گیر
هر جا و هر مقام که قصدت رسید نیست — منزل گزیده گیر و بانجا رسیده گیر
دنیاست زهر مار قناعت فسون او — نیشش ار گزد آفتش افسون دمیده گیر

وله

باغ امکان مظهر رنگ است از ایوان یار — صبح هستی نیست جز گل کردن فرمان یار
مصرع برجسته هرگاه موزون میکنم — انتخاب بیت ابرو نیست از ایوان یار

وله

ساغر چشم تو دارد بادهٔ ناب دگر — موج خیز نشاء او هست سیلاب دگر
خواب مخمل فرش راه غفلت آرائی بود — جسم او دارد درین راحت سر خواب دگر
در خم ابروی او مذهب پرست عشق را — بهتر از تسلیم گشتن نیست آداب دگر

وله

جز روی یار نیست گلی خوشرنگ دگر — این گل یقینی است درین نیست شک دگر
ممتاز هست ابر بهاری ز هر نسیم — همرنگ او کجاست بحسن نمک دگر

وله

چشم ابر نوبهاری در سراغ دانه هاست — جز متاع دل نمی‌جویند در دوران یار
نیست موجودی درین گلشن که بی داغش بود — ابر و رعد و شعله و دود است از مستان یار

وله

رنگ شهرت گل را خودنمائی بیشتر — بالد از اظهار الفت آشنائی بیشتر

دست از تدبیر دنیا هوش نتواند کشید — ببخشد از کار جهان غفلت های [illegible]

وله

نمی شود بفراق تو آشنا که آخر — ز سعی جان بلب آمد گذشت راه آخر

مکن ملامتم ای مدّعی که عارف پاک — نوشته است خط نسخ حسب جاه آخر

وله

یکدم بیا و بر سر این خفته کن گذر — ببینیم سیر یکدمت آهسته کن گذر

شایسته نیست پای ترا گلشن دگر — در باغ دل بصورت شایسته کن گذر

وله

محبت تو بدل می کنم بجان اظهار — مفید آنچه بود کرده ام همان اظهار

رسانده عرض محبت بیار خاموشی — فضول نیست که سازیم با فغان اظهار

از نگاه عالم عقل و هوش و جان ببر — چون دلم آخر تو خواهی برد با سامان ببر

تا به گلزار دلت درد محبت گل کند — نقش خواهشها ز لوح سینه درمان ببر

ردیف الزاء المعجمه

دل عاشق ز درد آسود هرگز — که دید این شعله را بی دود هرگز

ز دل فاش است اسرار محبت — نشد پوشیده بوی عود هرگز

دل شاکر که از هجر تو تنگ است — کشاید نغمهٔ داؤد هرگز

وله

صبا به آن بت شیرین ادای صبر گداز — بگو سلام من خستهٔ دل از روی نیاز

بیا که خانهٔ دل بی غبار رنگ دوئیست — صفای آئینه در راه تست پا انداز

ز صبح فیض عنایات محی الدین — صفای قلب طلب میکنم بعجز و نیاز

وله

برون نداده فغانم نوای پردهٔ راز — شکسته رنگی من گشته اینقدر غماز

قبول بندگی درگهم کند چه شود — جناب سید گیسو دراز بنده نواز

دل شکسته ارادت بشیخ جام آورد — کشاد کار نه در روزه بود نی بنماز

رسید موسم گل ساز عیش کن آغاز
بجام و شیشه و نقل و کباب و می درساز

بهمین همت آن پیشوای اهل سخن
نموده ام غزلی نذر حافظ شیراز

وله

خرمی گل کرد جز با غم نمی سازم هنوز
در چمن آمد بهار و رنگ میبازم هنوز

داغ انجام وفا شاکر کجا باید شمرد
دیده محرم نشد از رنگ آغازم هنوز

درد عشقش را ز چاک سینه خود چاره ساز
گر گشاد کار میخواهی گریبان پاره ساز

صید دل کردی بوجه احسن و روی سفید
سیر این مهتاب در آئینه رخساره ساز

اجتماع لفظ بد تاثیر دارد در کلام
نفس را گر زور باشد دور از اماره ساز

وله

از جوش بهار قدمت گشت چمن سبز
بلبل بنوا آمد و گردید سخن سبز

در فصل خزان سیر چمن نیز توان کرد
زا نروی که گردید بدل یاد وطن سبز

از باد خزان نخل بهشتی نبرد رنج
از فیض حق و لطف نبی هست لگن سبز

شاکر نتوان خانه نشین ساخت جنون را
امروز که صحراست نه از طرف چمن سبز

وله

داد ندا بدست بتان اختیار ناز
رنگین تر از بهار گل آمد بهار ناز

شاکر چو وضع نشئه محفلش بود صواب
جز گوهر نیاز نزیبد نثار ناز

وله

ز هستی کی شوی واصل بدلدار
غبار ره توئی از راه برخیز

بلطف مولوی رومی و جامی
ببین شاکر جمال شمس تبریز

ردیف سین مهمله

آشیان در هر کجا بستیم بیرحمت نبود
گوشه آرام ما چاه زنخدانست و بس

کسی از خوان قسمت روزی خود می خورد
رزق غفلت پیشگان اندوه و حرمانست و بس

وله

بباغ دهر مگو نیست بار و زر نرگس
شده گدا همه دل بسته اند بر نرگس

درین چمن دلی از حب جاه خالی نیست		تهی نساخته پهلو ز سیم و زر نرگس
فروغ باغ ز نرگس بود از آن شاکر		که هست از همه گل صاحب بصر نرگس

ردیف شین معجمه

آسوده ز اندیشهٔ هر سود و زیان باش		چون آینه از عالم حیرت زدگان باش
هر کجا رنجست راحت میرسد	وله	دردمند و خسته و بیمار باش
تلاش معرفت خویش از آن و این غلطست	وله	مرو بهیچ طرف گوشه گیر دامان باش
غافل مشو ز خاک نشینان چو آفتاب	وله	ای صدر آستان خبرے می گرفته باش
ایدل چنین به بستر راحت چه خفته		از غم کشتگان خبرے می گرفته باش
چون عاقبت ترا بته خاک رفتن است		غافل ز آنجهان خبرے می گرفته باش
طالب درد بیم درمان نباشد گو مباش	وله	پرسش جوئی از طبیبان گر نباشد گو مباش
ای سخن در وصف خوبان بر لب امید باش	وله	از فروغ این معانی کوکب امید باش
جز محبت نیست امید دگر در خاطرم		ای محبت در دل من مطلب امید باش
تا بفهمی معنی اشک محبت را که چیست		همچو طفلان روز و شب در مکتب امید باش
بشوق کوی محبت نزدی داریم	وله	شبے بود که بیاید بچشم ما سحرش
فغان که یار بفریاد ما دمے نرسید		هزار ناله کشیدیم و نیست یک اثرش
ز فیض نقش فزون تر بود از و یمنے		کسی نام محبت نکند بر جگرش
نهالے صبر نشانی اگر بدل شاکر		بقدر حوصله یابی حلاوت از ثمرش
خاکسار رهہائے من ببوسید نقش پای یار		خواب راحت می کنم در سایهٔ دیوار خویش
طرح گلشن ریزد از خندیدنش	وله	غنچه ها را وا کند بالیدنش

نیست رنج شور و شر در آبشار عاشق آسوده است از نالیدنش

ولہ

سیر عالم نیست پابند همین پاسودنی گر خیال تو رسائی میکند سیار باش

گر خبر داری ز را قرار سان تصدیق قلب در چمن زار بیان گفتار با کردار باش

ردیف حای مهمله

در محبت خلوص می باید می کند جست و جو وفا اخلاص

جز محبت کجاست درمانی درد بیمار را شفا اخلاص

فرق باشد در آسمان و زمین زاهدان در کجا کجا اخلاص

ولہ

بی نصیب از وجد و حال افتاده اند این صوفیان می نماید جای اینها گوشهٔ دستار رقص

غافلان را نیست تدبیری بغیر از وجد و حال میکند خوابیده را از های و هو بیدار رقص

ردیف ضاد معجمه

با مقدم بهار نداریم ما غرض در دل بود رسیدن آن آشنا غرض

تن پروران با گل و شمرند مبتلا زاهد که آشناست با آب و هوا غرض

بر در گهش که نیست غباری جبین ماست شاگر کجا فتاده و باشد کجا غرض

ردیف طاء منقوطه

تا بنازم سر به تیغ ابروت جان را چه حظ کفر زلفت گر نزد راه دل ایمان را چه حظ

عیش ما جز پرسش و جوی لطف تو آماده نیست گر نباشد میزبان خوش خلق مهمان را چه حظ

ولہ

در دولت تا غم نباشد غمگساران را چه حظ بی امید یاریت امیدواران را چه حظ

رخت بیماری ز تن افکند بیرون احتیاط ای ز درد عشق تو پرهیزگاران را چه حظ

چون رود افسردگیها از چمن بی لطف ابر جلوه پیرا گر نگردی خاکساران را چه حظ

لذت احسان ز نا شکران نمی یابد کریم … گر ببارد بر زمین شور باران را چه حظ
وز دو عضوے میبرد اعضائے دیگر را زکار … گر بود یاری سیر رنج یاران را چه حظ
تا نماند غنچهٔ دل تنگ ساغرے از زمین … زمین روا رود در جهان باد بهاران را چه حظ

ردیف عین مهمله

دلها چو عجب ساخت خم زلف یار جمع … مردم شوند بهر امان در حصار جمع
تا دل علم بعشق شد از خویش میبرود … کی مانده هست میوه سر شاخسار جمع
کز پر تو جمال و سواد نگاه … در چشم خلق آمد لیل و نهار جمع
چون موج کز جدائی بحر ست مضطرب … در دوری تو نیست دل بیقرار جمع
شاکر امید شد که کشد دامن علم … تا کرد یار از مژه اشک زار جمع

وله

سراپایش بهار کفر و ایمانست در واقع … کجا زلف و چه رخ زنار و قرآنست در واقع
چراغ عالم افروز ست شاکر عارضش بیشک … جبینش بیگمان خورشید تابانست در واقع

وله

پیش آن رخسار تابان گر بسیم نام شمع … آتش خاموشی فتد در زبان و کام شمع
نیست جز بر باد رفتنها در اینجا حاصلے … غفلت ما را اشارت می کند انجام شمع

حرف غین معجمه

تازه شد از زخم گیسوی تو سودائے دماغ … فکر من شمع دل افروخت از بن دو چراغ
وچشم تو را هبر بادیه گمنامی ست … که دران بادیه گرد پر عنقاست سراغ

وله

بهوس چون سحر آمدم که رسیدیم بباغ … پیرهن بیرخت از پاس دریدیم بباغ
چون گل آخر ز جهان قطع تماشا کردیم … ساغرے چند بهر رنگ دویدیم بباغ
باغبان گرچه ز ما از چمن پنهان داشت … روغن از مغز دل غنچه کشیدیم بباغ

شاکر از خاطر ما رفت خیال دو جهان — دلربا نالهٔ امروز شنیدیم بباغ

حرف فا

نالهٔ زارم نشد همدم بگوش یار حیف — می‌سزد گفتن بجای ناله‌ها صدبار حیف

درهوای ابر و جوش سبزه و فصل بهار — جلوه سیرائی ندارد قامتش بسیار حیف

بر هنرور می کند تعطیل ظلمی آشکار — ناوک مژگان او باشد اگر بیکار حیف

جز بدل شاکر نباید راز عشق او — آشنا گردد اگر گوشی باین اسرار حیف

ردیف قاف

گر شود شوق طلب یار رفیق — می توان رفتن منزلها رفیق

بهتر از شوقش رفیقم نیست کس — ورد جانم شد ازان رو یا رفیق

پاس انفاسم درینجا شد ضرور — تا دمی همراه شود آنجا رفیق

وله

نظر بلطف تو دارند یک جهان مشتاق — همین منم بجفاهای تو بجان مشتاق

زمان زمان بسرت سایهٔ شوقش ندارد — تو هم شوی ز سر انصاف یکزمان مشتاق

مرنج گرچه رقیب از درش ترا راند — که نیست هیچ کسی میهمان مشتاق

وله

یار شمع است و دل سوخته پروانهٔ عشق — داغ کافیست همان چارهٔ دیوانهٔ عشق

بر در دوست گدائیست ز شاهی بهتر — گنج دولت همه در نیست بویرانهٔ عشق

وله

گر شود تشویش دنیا خار دامنگیر شوق — قطع اسباب موانع می کند شمشیر شوق

خضر باید اقتدا اینجا بصد منت کند — تا شده من شده شب رهبر شبگیر شوق

ردیف کاف تازی

رسید غم ز دلم شد چو او بمن نزدیک — ز شب اثر نبود چون شود سحر نزدیک

وله

زقرب وعدهٔ او جوش عشق افزاید
ببال کسب هوا چون فتد سفر نزدیک

ورین جهت سخنم سبز گشت در عالم
که آه خسته دلانست با اثر نزدیک

دعای صاف دلان مستجاب میگردد
دران زمان که شود شیر با شکر نزدیک

وله

دماغ نازک یارم ز بوی گل گیرد
بناله گرم مشو ای جرس نداری باک

بجوم خلق بخلوت گزین زبان نکند
شکر نصیب تو شد از مگس نداری باک

فدای مصرع برجسته ام که شیخم گفت
هزار جان بلب آری ز کس نداری باک

وله

سخن ز مینا زهی ز بهر شکستم دل سنگ را
گرده این بیضهٔ فولاد را حاصل ز سنگ

با وجود سخت جانی نیستم بیجوش اشک
در محبت کرده ام آئینه حاصل ز سنگ

وله

زیاد عاقبت کار در بدایت حال
برنگ غنچه درین باغ مانده ام دل تنگ

فغانم آن بت بیرحم هیچگه نشنید
گداز درد رهی وا نکرد دل سنگ

اگر بعشق شهادت طلب کنی نشا کر
گواه درد دلم نیست جز پریدن رنگ

وله

باین نشاط که داد هوای کرناتک
کجاست خلد چو عشرت سرای کرناتک

چه شرح آب و هوایش دهم نمیدانم
که صبح جامه درد بر صفای کرناتک

کشاد بستگی طبع عالمی دارد
سواد گلشن بهجت فزای کرناتک

ز آبیاری حسن بتان ماه جبین
چو جوی شیر بود کوچه های کرناتک

غبار راه همه زر بخش تر ز اکسیرست
چه گویم از عمل کیمیای کرناتک

عروس ملک باین زیب بی بدلی دارد
که دوختند ملائک قبای کرناتک

زکوس نصرت دین محمدیست بلند
اذان بمنبر بتخانه های کرناتک

ز فیض سایهٔ عدل محمدی امروز
گرفته خواب عدم فتنه های کرناتک

گر از تجمل کونین در نظر آید — دمی که سایه فگن شد همای کرناتک
کشودن در فردوس هم همین باشد — وگر چه وصف کنم غنچه‌های کرناتک
ز عاشقان نظرباز میبرد دل و دین — برنگ خط بتان سبزهای کرناتک
ببین بچشم بتان میبرد چه سرمه بکار — غبار کشور گوهر صفای کرناتک
فزون بود بمراتب ز خسروان عجم — بطمطراق تجمل گدای کرناتک
عجب مدار گر از شوق بسته‌ام زنار — دلم ربوده بت خوش ادای کرناتک
دل شکسته درو های تازه گلجوست — باین صفت چمنی کو سوای کرناتک
ز سینه تا بهشت آرزو چه بهره برد — مگر دو باره چشند ابنهای کرناتک
کسی نیافتم اینجا ستم کش افلاس — فگنده سایه بعالم همای کرناتک
درین طربکده آثار غنچه نتوان یافت — که یک گلست سراسر فضای کرناتک
گلی درین چمن از رنگ تازه خالی نیست — پریست جلوه گر از شیشه‌های کرناتک
یکی ز صد نتوان گفتن و صدی ز هزار — بدور لیل و نهار از ثنای کرناتک
ز جنس تافتهای و مشجر زرباف — کشیده سر بفلک خیمه‌های کرناتک
زکشتزار کرم میبرد بجیب امید — بجای دانه گهر خوشه‌های کرناتک
نشاه طرب انبساط شاکر ما — فزون ز باده بابست لای کرناتک

ولہ

ظلم ست وضع هر شیء در غیر موضع او — عرفان چو رو نماید بر اهل آن مبارک
آئینه حضوری جای حضور حسن است — دیدار دیدن او بر حاضران مبارک
آشفته شد نه تنها جانم بآن دو گیسو — بیدار بودن ما بر پاسبان مبارک

ردیف لام

در بهاران میفزاید رونق بازار گل
موج آبی تازه می آید بروی کار گل

جلوهٔ حسن خزان کم نیست از جوش بهار
میرباید هوش بلبل شوخی رفتار گل

برنجها باید کشیدن راحت اینجا مفت نیست
گل توانی چید اگر بینی جفای خار گل

نیست آسان محرم راز وسنجان شدن
هست هر برگی زبان خامش گفتار گل

فکر گلرویان کند تا اگر جا در سرم
میشود دستار من رنگین تر از دستار من

وله

شور جنون فکنده در آفاق بوی دل
تسخیر کرده هر دو جهان های و هوی دل

جولان کس بعالم معنی نمیرسد
سعی قدم کجا و کجا جست و جوی دل

مینا ز می تهی کن و ساغر بسنگ زن
لبریز راز کن ز محبت سبوی دل

غنچهٔ ما انتظار آن تبسم میکشد
کی نسیم صبح بکشاید گره از کار دل

ای خریدار محبت از متاع درد و داغ
هر قدر خواهی مهیا گیر در بازار دل

وله

تا خیال آن پریرو تنگ دارد در بغل
شیشهٔ دل صد هزاران رنگ دارد در بغل

از دل زاهد کجا سختی برون خواهد شدن
شیشهٔ قلبی است کاین بی ننگ دارد در بغل

فاضل همعنی این عصر از بهر جدال
خشت جای نسخهٔ فرهنگ دارد در بغل

تا کند وضع با اهل عالم اندک ارتباط
گل بجای خشت بهر جنگ دارد در بغل

وله

بخوبی نیست چون رویش دگر گل
کجا این رنگ و بو باشد بهر گل

درین گلزار بی آن مهر تابان
جمال آب و رنگی نیست در گل

بدنیا بسکه دل بستند یاران
شگفته نیست یک خاطر مگر گل

چو شاکر گشت تسلیم رضایش
برنگ شاخ گل شد بهر سر گل

وله

باتفاق نوان عالی سخر کرد
بر آر گرچه به آئین باید صحبت گل

برنگ و بوی دو عالم مسخر است اینجا | بدوش شاه و گدا می‌برد رایت گل

وله

گر الفت علی است بجانت چو آینه | از کوثر قبول کنی شست و شوی دل

وله

طبع یارم گلشن است و صفحهٔ رخسار گل | بلکه در پیشش خجالت می‌کشد صد بار گل

گر ز مستی نرگسش ساغر نگیرد در چمن | می‌نشیند گوشه چون زاهدان بیکار گل

از دوام رنگ دارد حسن او نسبت به حق | جلوه گر شاکر بسالی می‌شود یکبار گل

حرف میم

خاطرم دارد هوس تا حرف مشکل بشنوم | از لب آیینه یعنی چیزی از دل بشنوم

آرزو دارم که رمزی از لب جان‌بخش یار | با ادب از دور بنشینم مقابل بشنوم

واعظ بیدرد از افسونهای پوچم می‌کشد | پند جان‌بخشی مگر از صاحبدل بشنوم

بیدل صاحبدل شاکر چه خوش فرموده است | هر چه لیلی گویدم باید ز محمل بشنوم

وله

بی جمالت ز چمن جام تمنا نکشم | گر نماید بهشتم سری آنجا نکشم

تیغ و خنجر نشود سد ره الفت من | محو تسلیم توام گردن از اینها نکشم

عشرت زندگی اینست که دلدار اینجاست | ورنه زین یک دو نفس منت بیجا نکشم

بچه کار آیدم این دست معطل فردا | شاکر امروز اگر دامن او را نکشم

وله

وقت آنست که دل محو پریزاد کنم | گوشهٔ حیرتی از آینه ایجاد کنم

جست و جوی حرم پایهٔ جامی دارد | کو جنونی که بطور خودش شاد کنم

ای تمنا با ادب باش که آن محرم راز | حرف دل می‌شنود بهر چه فریاد کنم

وله

بسکه شوقت بدل رقم زده ایم | نفسی غیر آه کم زده ایم

نسخهٔ دل نقوش او دارد | بر خیال دگر قلم زده ایم

لباس آن پری پرواز پر طاوس می بافم
درین گلشن ز شرم تنگ رنگ همتی دارم
تماشای بهار همیشه سالی میکنم
مخمل و دیبا بخواب خاکساری کی رسد
خانهٔ بهتر درین جا از بنای عجز نیست
در وصف خط او سخنم سبز شد مدام
جز درد نام او نبود آرزو دگر
شاکر درین دکان هوس محو آئینه
تا یار دیار را بهر خود گرفته ام
در کیش خاکساری عاشق دمی کجاست
از جوش فیض دیدهٔ بیدار شاکرم
هر شبنم بیدار دارد حیرت افزا جلوهٔ
میسر نی از برم لب شوخ و بیت می سازم
شاکر از رهبری با دما پیوست کرد
سراغ راحت منزل درین وادی نمی دانم
آئینه محو آن رخ گلفام کرده ام
شاکر بغیر شکر ندارم وظیفه
یاد آن رخسار کردم گل دمید از پیکرم
با وجود گریه نومید از محبت نیستم

وله
ز داغ بشمعش کرتهٔ فانوس می بافم
همین نام و پیراهن ناموس می بافم

وله
خانهٔ دل را ز فکر غیر خالی میکنم
زین قماش از بهر تارش فرش قالی میکنم
ظرف دل از خاکساری بها سفالی میکنم

وله
چون خضر یافت ز آب بقا لبم
با دل موافق است درین مدعا لبم
جنبش سنجیده است ز یک مدعا لبم

وله
خوش میوهٔ ازین شجر خود گرفته ام
از نقش پای او اثر خود گرفته ام
فال مراد ازین سحر خود گرفته ام

وله
سینه ام چشمک چو انجم پاس دار بیستم

وله
چه شود باز بیابی بسرت جان بازم
شوق از انروست که شد بال و پر پروازم

وله
تلاش هست و جو بیهوده چون ریگ روان دارم

وله
خیل پری بشیشه ازین دام کرده ام
تا دل اسیر آن بت خود کرده ام
نو بهار تازه جوشید امشب از برم
گوهر افشانست در راه بتان چشم ترم

آشنای شکوه کی گردد لب تسلیم من ‏‏ در جفا و جور خوبان از ته دل شاکرم

وله

آگه از رمز محبت شد دل دیوانه ام ‏‏ گشت لبریز زلال معرفت پیمانه ام

وله

دل را بسیر دیدهٔ خونبار می بریم ‏‏ دیوانه را بدیدن گلزار می بریم

مست عشقیم و باسرار جنون پی برده ایم ‏‏ ما عنان دل بعقل دوربین نسپرده ایم

وله

نامهٔ بیرنگ کرا قاصدی درکار نیست ‏‏ هست بر بال نگه پیغام از خود رفتنم

شاکر از سپهر جهان بند نگاه نارسا ‏‏ دوخت از طول امل صد رشته بر پیراهنم

وله

زدرد و داغ وفا سوختم کرا گویم ‏‏ رنگی ندارد این هوس فکر کار خود خرم

وله

رسته ام از غم دلبستگی کار جهان ‏‏ بستهٔ سلسلهٔ کاکل پیچان توام

گر غبارم نرسیده است بکامی اینجا ‏‏ روز محشر برسد دست بدامان توام

وله

سوختن از بس در جدائیها سراپا پیکرم ‏‏ عالمی گردید نهان در دل خاکسترم

دانهای اشک اگر از هجر میریزم بخاک ‏‏ پای بر تاج شهان دارد زغیرت گوهرم

می نگارد بسکه نقش طرهٔ او خامه ام ‏‏ کوچهٔ زنجیر باشد سطرهای نامه ام

حرف نون

کیست گوید با تو آن کن این مکن ‏‏ جز ترحم بر من مسکین مکن

مخمل و کمخواب رنگ اعتبار ‏‏ دستگاه بستر و بالین مکن

راه و رسم کجروی را دل مده ‏‏ پادشاه خویش را فرزین مکن

وله

هست دنیا زراعت عقبی ‏‏ غافل امروز کار فردا کن

وله

خاک درگاه ترا مالیده ام تا بر جبین ‏‏ می گذارم چون فروغ مهر بر هر در جبین

صورت تدبیرها میدید و تمثال هوس ‏‏ داشت بر آئینه زانگر اسکندر جبین

بدیدن دل بود مائل چه دیدن دیدن یاران / الهی دور کن ظلمت چه ظلمت ظلمت هجران

حرف واو

جسم هیچا بینیم ما را دستگاه ناز کو / بال ناپیداست دیگر شوخی پرواز کو

رنگ گلزار جهان شاکر ز فیض اولیاست / غافلست آن که گوید حافظ شیراز کو

وله

از گفتگوی بیهده باید به بست لب / شاکر دران بکوش که آید بکار تو

وله

در ملک دلبری همه جا سکات زدند / صاحب توئی بکشور و خوبان غلام تو

بر روے نیک و بد در آئینه هست یار / روشن برنگ صبح بود فیض عام تو

هر که شد مبتلائے تمنا کو / جان نبرد از بلائے تمنا کو

سوخت خود را بآتش دوزخ / هر که شد آشنائے تمنا کو

حرف هاء هوز

زلف تو تا دل برد از گره / بهر همین بست مرا هر گره

ابروت ای شوخ گره گر زند / لطف نمائے از دل من بر گره

عقده بکار تو ز ترو امنیست / وانشود هیچ چو شد تر گره

هر گرهے نیست ندامت طلب / چشم تامل که بود بر گره

زد بسر زلف تو شاکر بشوق / از دل صد پاره مکرر گره

جز روے تست روی دگر دیدنم گناه / یارب مرا نمای بسویت ز لطف راه

خم گشت پشت زاهد و آهش اثر نداشت / چون حلقهٔ کمان که شود چله اش تباه

جز درد دل بیار نگفتیم مطلبی / شاکر سخن زیاده کسی چون کند تباه

وله

دل براه انتظار جلوه ات بیچاره / بینوا ان بر حال کردن ترحم پاره

دردمند بها نیامد خالی از آسودگی
شب بسر بردیم در فکر دل را وانساخت
از دعایم چون دل احباب فارغ شد زغم
می کند سیر لوح و کرسی و عرش
شور عالم کجا بود بیجا

وله

شد طپیدن های ما از بهر دل گهواره
پشت چشمم او در انتظارتن بود چون سیاره
زینجهت نا شاکر نباشد حاجت غمخواره
آنکه گردید خاک پائے همه
داشتی گوش بر صدائے همه

ردیف یاء تحتانی

نیست دردے در دل از عاشقی دم میزنی
بگذر از تشویش دنیا اندکی آسوده شو
بمکتوبی دلم را شاد کردی
دل از نقش دورنگی پاک کردند
خراب آباد ملک بیخودی را
نمی آید زما کز غیر شکرت
بخط جادهٔ تسلیم پا از خود رفت
بسیر این گل و گلزار کی شوم مائل
مردان هم هوس ست از عزیزان بر نمیدارد
کجا دوری شود شاکر حجاب ره که مجنون را
یک قلم روئے زمین زیر نگین عاجزیست
سرکشیها دوزخست و خاکساری‌ها بهشت
گوشت آمد مرا موز حق شنود

نقش بر با دست این آبی که بر هم میزنی
تا بکی غافل نفس زین بیش و از کم میزنی

وله

محبت خانه آباد کردی
ز زنگ آئینه را آزاد کردی
بجوا هم آمدی آباد کردی
گر انعام و اگر بیداد کردی

وله

عنان کار نباشد در اختیار کسی
دلم فریفته ست لغت بهار کسی

وله

گشوده مردهٔ صد ساله از حرص کفن چشمی
نیش عشق لیلی گشته سرگ و ریشهٔ تن چشمی

وله

یاد می باید گرفت از بوریا افتادگی
آرزو هم عاجزی و مدعا افتادگی

وله

که بفریاد بینوا برسی

گر او آرام جان بودے چہ بودے   انیسم یکزمان بودے چہ بودے
گل روئے نواے گلزار جانی   جہان عاشقان بودے چہ بودے

وله

نہال نالہ می کارم گل سودا بر دارم   اسیر شوق دیدارم تو ہم ای شوخ میدانی

وله

صبح گاہے از دل صد چاک من   سیر کن گلزار و گل چین اندکے

وله

ترا از حیرت دل آگہی نیست   طریق پاکبازان را چہ دانی
نسوزد تا دلت از آتش عشق   حدیث جانگدازان را چہ دانی
ز استغنائے حسنت آگہی نیست   مزاج بادشاہانرا چہ دانی
تو خوناب جگر ناخوردہ شاکر   بہائے لعل خوبان را چہ دانی

وله

درینجا اختر کاہش بہاست مسجود جہان گشتن   مہ نو گر ببینی شکل محراب است پنداری
بنرمیہائے دشمن سخت نتوان شد درین دنیا   گلو را گر بگیرد قطرہ گرداب است پنداری

وله

اگر از لطف بکاشانۂ ما می آئی   دل و جان ما فدایت کہ بجا می آئی
بر سر خاک شہیدان گذرت افتادہ ست   کہ تو امروز چنین لعل قبا می آئی

وله

جہان زتن خواہد رمیدن فکر کار خویش کن   گر سلیمانی کہ روزی داغ این خاتم شوی
از دو عالم گوئے اقبال سعادت بردہ   گر بہ نیکان یکنفس از صدق دل ہمدم شوی
چون نباشد کار و بارت بیریا شاکر چہ سود   گر بہ بخشش شہرۂ آفاق چون حاتم شوی

وله

قصر جہان ندارد بنیاد پائداری   در گل نشستہ نیمی رفتہ بآب نیمی
آسودنت درینجا با اعتدال بایست   یعنے بسایہ نیمے در آفتاب نیمی
زین بہر قطرہ ہا را یکسان نمی توان یافت   چون گوہرست نیمے ہمچو حباب نیمی
معموری جہان بود چون شیشہائے ساعت   آباد گشتہ نیمے تا شد خراب نیمی

زان اشکها که در هجر شما گردیده ریزد / چو شعله هست نیمی همرنگ آب نیمی

وله

خاک ما برباد خواهد داد آخر آسمان / دانه چون بشکست دارد زحمت پرویزنی

همچو عیسی نیست ممکن رو بمقصد بردنش / هر که با خود دارد از اسباب دنیا سوزنی

وله

همنشین حضور گردد دولت از فروغ حیرت / اگر از ادب بمانی بصفا رسیده باشی

وله

شمع بزم ماست امشب روئے تابان کسی / باده در جامیم از لعل درخشان کسی

عمرها شد از بد و نیک دو عالم فارغیم / نیست ما را از خیال کفر و ایمان کسی

فارغیم از خلد رضوان در خیال عارضش / نیست ما را آرزوئے باغ و بستان کسی

وله

قدم بردار ازین گلزار کلفت سوئے صحرائے / مگر بوئے بری دل را ز گل خود روئے صحرائے

ز اسباب تعلق خویش را بیگانه کن شاکر / اگر وارستگی خواهی نشین پہلوئے صحرائے

وله

جهان را بیک چشم اگر دیده باشی / بد و نیک هستی چه فهمیده باشی

ندیدی سرانجام احوال خود را / چه حاصل دو عالم اگر دیده باشی

وله

دوریت نیست کم از رنجوری / می طلبم عمرهاست از دوری

وله

الهی با طرب پاینده باشی / برنگ گل سراپا خنده باشی

از خردمندان قدم برتر زند تدبیرے / میدمد در پائے شیران سبزهٔ زنجیرے

هر دو عالم حاصل سوز محبت آمده است / نغمه با تاثیر شد تنخواه در جاگیرے

وله

ساختهٔ عاشقم باز پشیمان توئی / منتظرم بر رهت پائے بدامن توئی

باخته ام جان و دل تا عوض آمد بدست / در تن و در جسم من هم دل و هم جان توئی

عشق تو برباد داد صبر و قرار دلم / خاک ضعیف مرا رهبر جولان توئی

چون تو بتان را کجاست صد هنر دلبری / مالک لها شدی صاحب سامان توئی

از تو بود هر چه هست لیک ز روی ادب
ذره صفت شاکریست محو فروغ رخت
خوبان تمام انجم و خورشید آن یکی
کثرت منورست بجز پردهٔ خیال
دل داده ایم ما بهمان یک نگار و بس
نیرنگ اینجهان نفریبد اگر دلت
وضع خوشست اشاره بتوحید میکند
شاکر فریب ظاهر و باطن نمیخوریم
فریاد و ناله است صد آه و فغان یکی
چون یکدلی مفید سرانجام کارهاست
نقصان براستی نشود جمع هیچ جا
زکوی یار خبر باید از هزار یکی
باختیار تو کردیم کارها و نبود
احتمال صدق با کذب خبر باشد یکی
ظاهر و باطن همان یک جلوهٔ یارست و بس
محنت و آرام یکرنگانه صحبت داشتند
سعی دنیا را مکن نسبت بعیش آخرت
ز اختلاط اهل اغراض است نفرت ایمنی
دام پنهان کی نماید صید را راه امان

درد نگوییم ترا صورت درمان تویی
بر فلک دلبری مهر درخشان تویی

وله

از گلرخان بهر دلم جز بهمان یکی
در پیش چشم آمد و هفت آسمان یکی
چون ممتحن یکیست بود امتحان یکی
گردد به پیش ما بهار و خزان یکی
جز یک سخن نگوی که باشد زبان یکی

وله

با ما چو یار هست نهان و عیان یکی
مقصود ما ز شور جهان نیست آن یکی
غم نیست گله را اگر آید شبان یکی

وله

بالید پای سرو و آب روان یکی
بقصد صید جهان میکند شکار یکی
هیچ وجه از نهها باختیار یکی

وله

نیک و بد محسوس در پیش نظر باشد یکی
در خبر باشد یکی و در نظر باشد یکی
پیش تسلیم و رضا چون خیر و شر باشد یکی

وله

راحت و آسودگی با سفر باشد یکی
به بود زین آشنائیها رم بیگانگی
آفت نفس است پیش از دشمنان خانگی

گر ترا در وادی عشقش نباشد زهرهٔ — همتی در یوزه کن از عالم مردانگی

وله

می شود ز گوهر مقصود دانشش — گر پیروی بدیدهٔ گریان کند کسی
پیری ربود خواهش عیش و طرب ز دل — آمد خزان چه سیر گلستان کند کسی
هر آفتی که هست ز گوش و دست و چشم — تا چند احتیاط ز یاران کند کسی
جز جان ناتوان چه بود در بساط مور — گر عرض هدیه اش بسلیمان کند کسی

وله

بازی دهد مرا ز گل رعنای طبع تو — گاهی چو رنگ پخته گهی خام می شوی
از سعی ما چه فائده حاصل شود بگو — از خویش میرویم که تا رام می شوی

وله

فرصت ابدیده چو آئینه بجز حیرت نیست — تا بهر رنگ درین باغ تو وا میگردی
دولت راحت اگر کس برد از سایهٔ تو — جلوهٔ پرواز پر و بال هما میگردی

وله

بوسه گاه لب افلاک بود جای علی — اوج امید گرفته است چو من پای علی
نیست یک جزو وجودش ز کرامت خالی — حل مشکل شود از ناخن زیبای علی
برگ برگ چمن امروز چراغان کرده است — چهره افروخت درین باغ سراپای علی
میشود زنده بحرفش تن بیجان بیشک — چشمهٔ آب حیات است سخنهای علی
راه مقصود باین نور به بیند همه کس — روشنی داد بخورشید و مه رای علی
میبرد قیمتش افزون ز دو عالم تا کر — بی بها هست بس گوهر یکتای علی

رباعیات

منزلگه عاشقان مکانی دگر است — در سبزنگاه شان جهانی دگر است
در دیر و حرم گر نروم معذورم — پیشانی من بر آستانی دگر است

گردید سفید مویت از پیریها
داری ز خضاب صولت شیریها
چشمت مژه ریخت در تماشا و هنوز
با هر زه نگاهیست بدل پیریها

وله

از جور تو ام بلطف نهانی دگر است
با دل ز خیالت امتحانی دگر است
هر چند میکشی ز شوق بیعت
هر دم به تنم چو شمع جانی دگر است

وله

شور دل هر کس ز جهانی دگرست
در هر که عاشقان فغانی دگرست
زین ناله و آه نتوان برون
در عالم عشق امتحانی دگرست

وله

مهرت بدل خلق بیاض بغلی است
خطش وسط است نی خفی و نه جلی است
چون آئینه روی عالمی جانب تست
وضع تو ز بسکه خوگر صاف دلی است

وله

هر چند جهان نقش نگینت باشد
یا خنگ فلک بزیر زینت باشد
هر گاه بحال خویش وا می نگری
او نیست که در سجده جبینت باشد

وله

من با تو چو شیشه با بل نزدیکم
با آب بقا ز وضع بل نزدیکم
در پیش تو ام گر چه بظاهر دورم
ای غنچه بتو چو بوی گل نزدیکم

وله

دریا ز تو ام از تو جدا نزدیکم
چون دل بخیال تدعا نزدیکم
وا یم بتو روی هر کجا خواهی بود
دایم بتو چون قبله نما نزدیکم

وله

از حسن خیالت بصفا نزدیکم
وز پرتو مهرت بضیا نزدیکم
از یاد خدا چو غفلت ممکن نیست
من در یاد تو با خدا نزدیکم

وله

ای آنکه بحسن خویشتن مغروری
بر بستر ناز و خرمی سروری
شاکر چو غبار جلوه گاهت باشد
گر بر سر رفتار نه معذوری

آصف ثانی تخلصؔ

آصف تخلص - میر محبوب علیخان نام - فتح جنگ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بہادر ششم خطاب ہے - آپ غفران منزل میر تہنیت علیخان افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ پنجم بادشاہ دکن کے صاحبزادے بلند اقبال ہین - آپکی ولادت باسعادت بتاریخ شب ششم ماہ ربیع الثانی یوم جمعہ عید المومنین ۱۲۸۳ھ ہجری شہر حیدرآباد دکن مین واقع ہوی - پیدا ہوتے ہی خوشی و مبارکبادی کے رسوم تجمل و تزک کے ساتہہ ادا ہوئے - یعنی چند توپین بتقریب ولادت سلک کی گئین - اور خوشی کے نقارے اور مبارکبادی کے شادیانے بجوائے گئے - تمام ارکان دولت و امرائے سلطنت و مشائخ دکن و علمائے زمن نے تہنیت کی نذرین پیش کین - غفران منزل فرزند دلبند کی میلاد سے بہت ہی خوش ہوئے - کثرت خوشی مین امرا و مشائخ و علما و فقرا کو انعامات وافرہ و خلعتہای فاخرہ سے سرفراز کیا - خوانق و مساجد مین فقرا و غربا کے لئے طعامہائے لذیذ و حلوائے شیرین بہیجے - و طوائف ارباب نشاط بہی صلات و انعام سے مالامال ہوئے چند روز تک راگ و رنگ کا جلسہ و آوازۂ مزامیر و چنگ کا ہنگامہ گرم رہا شعرائے زمانہ نے تاریخی قصائد پیش کئے - صب مناسب انعام اوجب سے ممتاز ہوئے - حسب معمول قدیم دستور کے موافق پیشکاری و دیوانی سے منجے تجمل و عظمت کے ساتہہ حضور مین بہیجے گئے اسیطرح امیر کبیر کے جانب سے بہی مراسم مبارکبادی ادا ہوئے - حسب الحکم حضور آپ کی تربیت و رضاعت و حضانت کے لئے متعدد اتائین اور دائین مقرر کی گئین - بقول

بعض مخبرین چار اتائین اور چار مائین خادمہ معین ہوئین۔ پس آپکا نشو نما حیدرآباد فرخندہ بنیاد کی آب وہوا کی آغوش مین ہونے لگا۔ اور راتدن خوشی کے گہوارہ مین روز بروز نونہال چمن کی طرح بڑہنے لگا۔ اور آپ کی حضانت و رضاعت کا اہتمام آپکی جدہ ماجدہ مخدومۂ جہان والا ورالنسا بیگم صاحبہ کے سپرد تہا۔ مخدومہ آپکی نگرانی عمدہ طرح سے فرماتی تہین۔ کثرت محبت سے آپ پر جان نثار ہوتی تہین آپ کو ایک منٹ بہی نظر سے جدا نہین کرتی تہین۔ حضرت مغفرت منزل آپکو کبہی کبہی دیدار کے لئے طلب فرماتے تہے۔ اتائین و مائین پیش کرتی تہین۔ حضور نور چشم کے دیکہنے سے خوش ہوتے تہے۔ اتاؤن کو بیشمار انعام دیتے تہے حضور مغفرت منزل کے ہاتہہ مین زر و جواہر مردود تہا۔ کبہی زر و جواہر کے طرف التفات نہین کرتے تہے۔ حاتم و معن بن زائدہ۔ و برامکہ کے اسماکو صفحۂ زمین سے مٹاتے تہے چنانچہ آپ کے و حضور مرحوم کے مفصل حالات و سیر و عادات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین ذکر کئے جائین گے۔ شعرا و مورخین نے آپ کی ولادت کی تاریخین فقرات ذیل سے بحساب جمل بر آمد کی تہین۔ **ہو ھذا**

ہوالمختار	چراغ دکن	امیر افضل الملک
سنہ ۱۲۸۳ ہجری	سنہ ۱۲۸۳ ہجری	سنہ ۱۲۸۳ ہجری

پس آپ سروِ تازہ کی طرح نشو و نما مین ترقی کرنے لگے۔ جب آپ دو برس آٹھہ مہینے کے ہوئے تب یکایک سترہ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ ہجری مغفرت منزل عالیجناب افضل الدولہ بہادر جو آپ کے والد بزرگوار تہے اس دار فانی سے عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ اس حادثہ سے امرا و اہل ریاست کو سخت رنج و غم ہوا

شہر مین خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ نوحہ وگریہ کا شور وغوغا بلند ہوا۔ محلسرا و شہر کے دروازے بند کئے گئے۔ نواب مختار الملک بہادر نے دفن سے قبل بمشورۂ امیر کبیر شہر مین آپ کے حکمرانی کی مناوی کر دی تھی تا کہ کوئی فتنہ برپا نہو جائے۔ منادی ہوتے ہی عام و خاص مطمئن ہوئے۔ صاحب عالیشان مسٹر سانڈرس رزیڈنٹ حیدرآباد و کرنل ٹوڑی صاحب مددگار رزیڈنٹ نواب مختار الملک کے پاس آئے۔ ملاقات کر کے فی الفور چلے گئے۔ پھر مختار الملک بہادر کے حکم سے شہر کے دروازے کہولے گئے مدار المہام و امیر کبیر و دیگر امرا و علما و مشائخ و فقرا بادشاہی محل مین جمع ہوے مرحوم کی تجہیز و تکفین کر کے نعش مقدس کو مکہ مسجد مین لائے۔ نماز جنازہ ادا کر کے مسجد کے صحن مین سکندر جاہ کے دہنے جانب مین دفن کئے۔ دفن و کفن مین نصف شب گذر گئی تھی۔

جلوس اعلحضرت

پھر ہندرہ تاریخ سوم کی فاتحہ مین کل امرا و صاحبان سیف و قلم مثلاً سر سالار جنگ مختار الملک و نواب شمس الامرا بہادر و مقدم جنگ جمعدار عرب و راجہ نرہندر پرشاد بہادر پیشکار جمع ہوئے۔ فاتحہ و ختم قرآن سے فارغ ہو کے مراسم تعزیت ادا کئے اور صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بہی مع دو افسرون کے تشریف لائے اور ماتم پرسی کر کے چلے گئے۔ پھر سولہ تاریخ ماہ مذکور دربار منعقد ہوا۔ مدار المہام و امیر کبیر و پیشکار و ارکان دولت و جمعداران ریاست و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر مع مسٹر فریزر صاحب و ڈاکٹر ونڈ و صاحب وغیرہ افسران جلیل القدر حاضر دربار ہوئے۔ اور حضور کے تخت نشینی کی تیاری ہوئی۔ اُسوقت آپکی عمر شریف

تین برس آٹھ مہینے کی تھی۔ نواب سرسالارجنگ مختارالملک بہادر حضور کو سفید لباس و دستار مع طرّہ زیب بدن کر کے گود میں لائے اور تخت نشین کیے۔ جناب عالیشان سانڈرس صاحب بہادر رزیڈنٹ نے فرمایا مبارک ہو۔ جلوس ہوتے ہی سلامی کی توپیں داغی گئیں اور خوشی کے نقارے بلند آوازہ ہوئے۔ تمام امرائے حاضرین نے تہنیت کی نذریں پیش کیں۔ اور دربار میں یہ امر قرار پایا کہ نواب مختارالملک بہادر مہمات سلطنت کے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر تا سن شعور نائب حضور رہیں۔ نواب مختارالملک بہادر نے مقرر کر دیا تھا کہ دستور قدیم کے موافق معززین امرا و اہل مناصب جمعداران وغیرہم روزانہ سلام مجرا کے لیے دولتخانہ پر حاضر ہوا کریں۔ حسب الحکم تمام حاضر ہوتے تھے۔ سلام و کورنش ادا کرتے تھے۔ اور خود نواب صاحب امیر کبیر بھی تشریف لاتے تھے۔ آداب و کورنش بجا لاتے تھے اعلیحضرت کی خیر و عافیت استفسار کر کے رخصت ہوتے تھے۔ جب آپکی عمر شریف پورے چار سال کی ہوئی۔ تب آپکی تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر میں اس جشن کے چرچے کوچہ بکوچہ محلہ بمحلہ ہو رہے تھے۔ تمام اہالی دکن اس جشن کے سراپا مشتاق تھے۔ الحمدللہ کہ وہ زمانہ آیا مشتاقان جان نثار کی مراد بر آئی۔ اور تمام کی دعاؤں نے قبولیت کا اثر پایا۔

جشن تسمیہ خوانی و تعلیم کا ذکر

جب حضور چار برس کے ہوئے۔ تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر آرائش سے سجایا گیا۔ شہر کے تمام امرا و اہل مناصب ملازمین کو توڑے و جوڑے تقسیم کیے گئے بتاریخ دہم شعبان ۱۲۸۷ھ ہجری بڑی عظمت و شان سے دربار منعقد ہوا۔ ارکان دولت

و امرائے ریاست و علما و فضلا وغیرہ حاضر دربار ہوئے۔ تسمیہ خوانی کی رسم ادا ہوئی
خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ ارکان دولت نے مبارکباد کی نذرین پیش کین
پھر آپ کی تعلیم کے لئے جامع العلوم حضرت مولوی محمد زمان خان صاحب
شہید ایک ہزار روپیہ ماہانہ سے مقرر کئے گئے۔ شہید مرحوم آپکو نہایت ملائمت
وسہولت سے تعلیم فرماتے تھے۔ جب ساتھہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین مولوی صاحب
ایک مہدویہ افغان کے ہاتھہ سے شہید ہوئے۔ تب نواب مختار الملک مدار المہام نے
بجائے شہید مرحوم برادر شہید مولوی مسیح الزمان خان صاحب کو مامور کیا۔ مولوی صاحب
کے متعلق اور بھی مہمات محلات وغیرہ تھے بناءً علیہ مولوی صاحب نے حسب الاجازت
مدار المہام اپنے دو مددگار ایک حافظ حاجی مولوی انوار احمد صاحب قندہاری حیدرآبادی
دوسرے مولوی محمد اشرف حسین صاحب سہسوانی کو مقرر فرمایا۔ یہہ دونون بزرگ
اوقات معینہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور تعلیم دیتے تھے۔ لیکن تعلیم کی نگرانی مولانا کے
سپرد تھی۔ اعلیحضرت کی طبیعت مین ذکاوت و فطانت خداداد تھی۔ آپ اردو
فارسی مین ایسے مستعد ہوگئے کہ املا و انشا درست و صحیح لکھنے لگے۔ اور سنہ مذکورہ
مین آپ کی انگریزی تعلیم کے لئے ولایت سے مسٹر کلارک صاحب بلائے گئے۔ اور
آغا مرزا بیگ المخاطب سرور جنگ۔ سرور الدولہ سرور الملک دہلوی کو کلارک صاحب کا
مددگار کیا۔ اور میرزا محمد علی بیگ المخاطب افسر جنگ افسر الدولہ افسر الملک بہادر
بن میر ولایت علی بیگ افسر رسالدار نیزہ بازی و جمناسٹک لان ٹنس و کرکٹ
و پولو وغیرہ فنون سپاہگری کے تعلیم کے لئے اور ٹیپو خان بہادر شہسوار سواری
سکھلانے کے لئے۔ اور منشی مظفر الدین خان بہادر خوشنویس۔ و مرزا نصر اللہ خان بہا

دولت یار جنگ وغیرہم مقرر کئے گئے۔ تمام اساتذہ آپ کو علوم وفنون کی تعلیم نہایت سہولت کے ساتہہ فرماتے تہے۔ آپ نہایت ہی ذہین وفہیم تہے سرعت کے ساتہہ علوم وفنون مین ترقی کرتے گئے۔ تائید الٰہی سے فارسی وعربی وانگریزی وفن سپاہ گری مین ایسی لیاقت حاصل کی کہ آپ ہی اپنا نظیر ہوئے۔ تقریر وتحریر مین بہی بے نظیر۔ انتظام وتدبیر مین بدر منیر مین۔ اللہم زد فزد

آپکی جلوسی سواری کا ذکر

سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین آپ کی پہلی سواری جلوسی دستور قدیم کے موافق دار الامارہ حیدر آباد سے نہایت تجمل وتزک شاہانہ کے ساتہہ برآمد ہوئی۔ تمام افواج عرب وحبشی وافاغنہ سوار وپیادہ جلوس مین ہمرکاب تہے۔ رعایا کا ہجوم کثرت سے تہا۔ در ودیوار پر تاشائیون کا مجمع تہا۔ تمام اپنے بادشاہ نونہال بلند اقبال کے دیدار سے خوش ہوتے تہے سواری کے مقابل ہوتے ہی تمام سرو کی طرح تعظیما ایستادہ ہوتے تہے اور اپنے مالک کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے تہے۔ اور صدق دل سے دعا دیتے تہے الٰہی اس روشن چراغ سلطنت کو تا ابد روشن رکہہ۔ سواری تجمل وشان کے ساتہہ فرمان باڑی عرف لالہ گوڑہ پہنچی۔ وہان تہوڑی دیر توقف کرکے مراجعت کی۔ مراجعت کیوقت رزیڈنسی کوٹھی مین اُترے۔ رزیڈنٹ صاحب نے استقبال کیا۔ کوٹھی مین تہوڑی دیر قیام کرکے رخصت ہوئے۔ وہان سے آکے محلسرا مین داخل ہوئے۔ آپ کی جدہ ماجدہ نے فقرا ومستحقین کو بیشمار صدقات دئے۔

دہلی کا سفر بتقریب جشن قیصری بعہد لارڈ لیٹن گورنر جنرل ہند

اعلیحضرت بتقریب جشن قیصری ۱۹ تاریخ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین مع نواب مختار الملک بہادر

و امرائے ریاست شاہانہ شان کے ساتھہ اسپیشل ٹرین پر سوار ہوکے دلّی روانہ ہوئے
۴ تاریخ ذیحجہ سنہ مذکور مین دلّی پہنچے - آپ کے پہنچتے ہی توپخانہ شاہی سے
۲۱ ضرب اتواپ سلامی سر ہوئین - دوسرے روز گورنر جنرل ہند بہی وارد ہوئے
نہم تاریخ ماہ ذیحجہ اعلیحضرت مع مختار الملک بہادر و امرائے دولت گورنر جنرل لارڈ
لیٹن صاحب کی ملاقات کے لئے گئے - لارڈ صاحب کے خیمہ گاہ مین پہنچتے ہی
۲۱ ضرب اتواپ سلامی شلک ہوئین - گورنر جنرل نے اعزاز و اکرام سے ملاقات کی
اعلیحضرت نے ایک عربی گہوڑا مع ساز و سامان تحفہ دیا - ویسرائے نے منظور فرمایا
پہر آپ نے فرودگاہ پر مراجعت کی -
۱۳ تاریخ ماہ مذکورہ مین نواب گورنر جنرل بہادر اعلیحضرت کے فرودگاہ پر بازدید کیلئے
تشریف لائے - توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب توپ سلامی شلک ہوئی - اعلیحضرت
گورنر جنرل سے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھہ ملے - تہوڑی دیر کے بعد ویسرائے
بہادر رخصت ہوئے -
۱۴ تاریخ مذکورہ کو راجہ بنارس - و راجہ جیپور - و راجہ ریوان - و راجہ ہلکر والی اندور
اعلیحضرت کی ملاقات کے لئے آئے - آپ تمام سے حسن اخلاق و محبت کے ساتھہ ملے
تمام حضور کی ملاقات سے محظوظ ہوئے -
۱۵ ذیحجہ سنہ صدر مین دربار قیصری منعقد ہوا - تمام راجے و مہاراجے و رؤسائے ہند
دربار مین رونق افزا ہوئے - اعلیحضرت بہی مع امرا پہنچے - اعلیحضرت کی کرسی
گورنر صاحب کے مقابل مین حضور کے داہنے بائین جانب امرائے آصفیہ - اور امرائے
آصفیہ کے بعد حسب مراتب راجگان و نوابان ہند تہے - لارڈ صاحب نے اسپیچ پڑہی

اُسکا خلاصہ یہہ ہے کہ (ملکہ کوئین وکٹوریہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا -)
جلسے کے بعد توپخانہ شاہی سے سلامی کی توپین سر ہوئین - جلسہ برخاست ہوا -
۱۹ ماہ مذکور کو بیگم صاحبہ والیہ بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات کی - اعلیحضرت حسن اخلاق سے ملے - تہوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئی -
۱۲ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین اعلیحضرت دہلی سے حیدر آباد روانہ ہوے - ۲۷ ذیحجہ مع الخیر والعافیہ شہر حیدر آباد مین داخل ہوئے - اُس روز تمام رعایا و اہل شہر نے بہت خوشی منائی - اسٹیشن سے شہر تک در و دیوار نقش و نگار سے اراستہ کئے تہے - جا بجا کمانین بنوائین تہی - سڑک کے دونون طرف سُرخ سبز جہنڈیان قائم کین تہین - اور رات کو تمام شہر مین روشنی کی گئی تہی - اعلیحضرت نے علما و فقرا کو بیشمار انعام عطا کیا -

اعلیحضرت کا دورہ بطریق سیر رائیچور و گلبرگہ و اورنگ آباد

پندرہوین سنہ جلوسی مین اعلیحضرت مع نواب مختار الملک بہادر اول مع مصاحبین ۲۷ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۳ ہجری مین گلبرگہ تشریف فرما ہوے - گلبرگہ مین پہنچ کے قلعہ و تعمیرات قدیمہ کو دیکہہ کے تعمیرات جدیدہ جنکو نواب اکرام اللہ خان المخاطب نواب یار جنگ بہادر نے تعمیر کی تہین - مثلاً گلزار حوض بازار آصف گنج - و باغ گلشن وغیرہ دیکہہ کر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا - اور مجلس کے دار الصنائع کو بہی ملاحظہ کیا - نواب یار جنگ نے آپکی تشریف آوری کی تقریب مین شہر کو آرائش سے آراستہ کیا تہا - اور رات کو شہر مین روشنی کی گئی تہی - آپ کی تشریف آوری کی بیحد خوشی منائی تہی - اور تین روز اعلیحضرت

گلبرگہ مین رونق افروز رہے۔ اور ۲۹ تاریخ ماہ مذکور مین تعلقہ ضلع و عدالت ضلع و خزانہ کا ملاحظہ فرمایا۔ دفاتر کی درستی و خزانہ کی حفاظت دیکھہ کے بہت خوشی ظاہر کی۔ پہر محبوب گلشن و چڑیا خانہ و مکان کلب کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی غرۂ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری گلبرگہ سے اورنگ آباد روانہ ہوے۔ وہان رونق افزا ہوکے بزرگان سلف و اولیائے کرام و جد اعلی آصفجاہ اول مرحوم بانی ریاست آصفیہ و بادشاہ عالمگیر خلد مکان کی زیارت کی ہر ایک بزرگ کی درگاہ کے سجادہ و مجاورین کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ اور بزرگون کے قبور پر غلاف چڑہائے اور اشرفیان نذر دین۔ علما و فقرا کو خیرات و صدقات سے ممتاز فرمایا۔ ۱۴ تاریخ اورنگ آباد سے مع الخیر والعافیت حیدرآباد مین داخل ہوئے۔ تشریف آوری کے روز اہل شہر نے بموجب سابق حسن عقیدت سے بہت خوشی منائی۔

اب وہ زمانہ قریب تہا کہ اعلیحضرت مہمات سلطنت و اقتدارات و اختیارات مملکت کی باگ اپنے اختیار مین لین۔ یکایک مختار الملک بہادر اول کی وفات حسرت آیات کا واقعہ پیش آیا۔ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین ڈیوک آف میکلرگ بطریق سیر حیدرآباد مین آیا۔ نواب مختار الملک بہادر نے آپکی دعوت کا اہتمام میر عالم کے تالاب پر کیا دعوت مین صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب و افسران فوجی بہی مدعو تہے اسی دعوت کے جلسہ مین یکایک دہی رات کو سوء ہضمی سے نواب صاحب کی طبیعت علیل ہوگئی۔ ڈاکٹری و یونانی معالجہ کیا گیا مگر کچھہ مفید نہین ہوا۔ آخر ۲۹ تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری بروز پنجشنبہ ساڑہے ساتہہ بجے شام کیوقت (۵۷) برس کی عمر مین عالم آخرت کو روانہ ہوئے۔ بروز جمعہ دس بجے میر دائرہ مین

مدفون ہوئے۔ اس وزیر نامور کی رحلت سے اہل دکن کو سخت رنج والم ہوا۔ اور اعلیحضرت
کو اس حادثہ عظیم کا نہایت ہی اندوہ غم ہوا۔ جب جنازہ مرحوم کا پورانی حویلی کیطرف
سے گذرا تو آپ جنازہ کو دیکہہ کے آبدیدہ ہوئے۔ مرحوم کے دونون فرزند زندہ درگور
تہے۔ جنازہ کے ساتہہ خلایق کا ہجوم تیس بچیس ہزار سے زیادہ تہا۔ شہر مین گہر گہر
کہرام مچگیا تہا۔ ہر ایک کوچہ و بازار مین محشر کا سما نمایان تہا۔ نوحہ و گریہ کا شور
و غل فلک الافلاک تک پہنچا تہا۔ مرحوم کے بعد راجہ نرہندر پرشاد بہادر منصر مانہ
مدار المہامی پر مصر رہوئے۔

سفر کلکتہ واقعہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری

حسب لطلب وایسرائے گورنر جنرل لارڈ رپن صاحب سولہ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری
روز دوشنبہ شہر حیدرآباد سے کلکتہ روانہ ہوئے آپکے ہمرکاب امرائے ذیل سے تہے
مہاراجہ پیشکار بہادر۔ نواب شمس الامرا بہادر۔ نواب فخر الامرا بہادر۔ نواب ظفر جنگ
بہادر۔ نواب میر لائق علیخان مختار الملک ثانی۔ نواب میر سعادت علیخان
منیر الملک۔ فخر الملک بہادر۔ نواب اکرام جنگ بہادر۔ نواب قدیر جنگ بہادر
نواب سرور جنگ بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ راجہ مرلی منوہر بہادر۔ راجہ
گردہاری پرشاد بہادر۔ نواب میر حشمت علی صاحبزادہ۔ و نواب میر منور علی
صاحبزادہ۔ حکیم الحکما میر وزیر علی صاحب۔ ڈاکٹر صفدر علی صاحب۔
سی کلارک صاحب بہادر۔ ولکنس صاحب بہادر۔ وڈالبس صاحب بہادر وغیرہ تہے
آپ ۲۰ تاریخ ماہ مذکور کلکتہ مین مع الخیر و العافیہ پہنچے۔ توپخانہ شاہی سے
۲۱ ضرب توپون کی سلامی ادا ہوئی۔ آپ گورنر جنرل بہادر ہند سے ملے

دیر تک باہم مکالمہ ہوتا رہا۔ گورنر جنرل بہادر آپ کی تقریر وچستی دیکھ کے بہت
خوش ہوے اور فرمایا کہ آپ تخت نشینی و حکمرانی کے لائق ہین۔ اللہ مبارک
کرے۔ آپ ربیع الاخری مین تخت نشین کئے جائینگے۔ آپنے شکریہ ادا کر کے
فرمایا آپ بہی حیدرآباد تشریف لائے۔ اور مجکو شرکت جلسہ تخت نشینی سے خوش
کیجئے۔ گورنر بہادر نے خوشی سے آپکی دعوت قبول کی۔ زبان مبارک سے فرمایا
مین ضرور حیدرآباد آونگا۔ دربار برخاست ہوا حضور رخصت ہو کے فرودگاہ پر آئے
۱۹ ماہ صفر سنہ مذکورہ مین محمد رحیم الدینخان و نصیر الدینخان حیدر مسعود یہ۔ و
جہانقدر مرزا محمد علی لکہنویہ و نواب عبداللطیف خان بہادر سی ائی اے نائبان
صدر کمیٹی انتظامی و جماعت اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ بذریعہ ڈالس صاحب بہادر
اعلیحضرت سے ملے اور تہنیت نامہ خیر مقدم پیش کیا۔ آپنے اڈریس منظور کر کے
سب کا شکریہ ادا کیا۔ اور حسب الحکم منجانب اعلیحضرت سرور جنگ بہادر نے اڈریس کا
جواب نہایت محبت آمیز فقرات مین ادا کیا۔ بعد ازین جماعت مذکور رخصت ہوئی
۱۱ ربیع الاول سنہ مذکور مین اعلیحضرت کلکتہ سے مراجعت کر کے حیدرآباد مین مع الخیر آئے
جس روز اعلیحضرت شہر مین داخل ہوے۔ اس روز شہر کا کوچہ و بازار رشک گلزار تہا
اسٹیشن سے اعلیحضرت کے محلسرا تک سڑک کے دونون طرف سرخ و سبز جہنڈیان
آویزان کئے تہے اور چند کمانی دروازے بنائے تہے۔ رات کو روشنی بہی کی گئی تہی
اس زمانہ مین روز نوروز اور رات شبرات تہی۔ یہہ تمام آرائش و تکلف اہالی شہر کیطرف
سے تہا۔ سب نے کیا امیر و کیا فقیر آپ کی تشریف آوری کی خوشی حسن عقیدت و صدق
محبت سے منائی تہی۔ اسوقت شہر کے در و دیوار سے بہلہ مزابت ہو رہا تہا کہ دکن کی عایا

اپنے بادشاہ و ممالک کے ساتھہ کسقدر جان نثار و فرمان بردار ہے ۔

تشریف آوری لارڈ رین گورنر جنرل ہند
بتقریب جشن مسند نشینی اعلیحضرت اقدس خلد اللہ ملکہ ؛

۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین لارڈ صاحب مع اپنی لیڈی صاحبہ کلکتہ سے جہاز پر سوار ہو کے برآمد ہوئے دوسری تاریخ ربیع الاخری سنہ مذکور مین مدراس پہنچے تیسری تاریخ ماہ مذکور دن کے بارہ بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین حیدرآباد روانہ ہوئے۔ اعلیحضرت کیطرف سے مہاراجہ نرہندر پرشاد بہادر منصرم مدار المہام و نواب میر لائق علیخان بہادر مختار الملک ثانی استقبالاً رائچور تک گئے۔ چوتھی تاریخ شام کے ساڑھے چار بجے گورنر جنرل صاحب بہادر مع لیڈی صاحبہ حیدرآباد مین پہنچے۔ لارڈ صاحب کے اُترتے ہی ۳۱ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی۔ اعلیحضرت پانچ منٹ پہلے اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ امیر کبیر و دیگر امرائے ریاست ہمرکاب تھے۔ کل سولہ امرائے برگزیدہ ساتھہ تھے۔ اول تعظیمی گارڈ نے سلام ادا کیا۔ اور بینڈ بجنے لگا۔ اعلیحضرت نے آگے بڑھکے ویسرائے و لیڈی صاحبہ سے ہاتھہ ملایا۔ ویسرائے نے اعلیحضرت سے ملنے کے بعد امرا سے مصافحہ کیا۔ پھر چوکڑے پر سوار ہو کے الوال روانہ ہوئے۔ ۶ ربیع الثانی سنہ صدر مین دن کے چار بجے لارڈ صاحب مع چند یورپین معززین اعلیحضرت کی ملاقات بازدید کے لئے محلسرائے آصفی مین رونق افزا ہوئے۔ الوال سے محلسرا تک سڑک پر کوتوالی کا کمال انتظام تھا کوئی آمد و رفت نہین کر سکتا تھا۔ پولس کا انتظام عمدہ تھا۔ محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال و محمد رستم علیخان نائب صدر مہتمم کوتوالی و دیگر افسران فوجی اہتمام و انتظام مین سرگرم تھے۔ جب ویسرائے بہادر محلسرائے آصفیہ مین

داخل ہوئے توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب توپون کی سلامی ادا کی گئی۔ اعلیحضرت نے دروازہ تک استقبال کیا۔ گورنر صاحب نے اعزاز کے ساتھہ ملاقات کی تہوڑی دیر کے بعد قیامگاہ پر مراجعت کی۔

جشن مہتابی یعنی راتکو لارڈ صاحب و معززین یورپین و امرا کی دعوت کا جلسہ

جشن مسند نشینی کے روز راتکو جناب گورنر جنرل ہند لارڈ ریپن صاحب بہادر و گورنر مدراس و کمانڈر انچیف بہادر ہند و غیرہم معززین یورپین و امرائے ریاست کی دعوت کی تیاری شروع ہوئی۔ دیوان عام مین فرش زرین و قالینہائے رومی و فرنگی و ایرانی بچھائے گئے دیوارون و دروازون پر زربفت و کمخواب کے پردے لٹکائے گئے۔ اور چھت رنگین و زرین طلسون سے آراستہ کیا گیا۔ اور کرسیان طلائی و نقرئی اور کوچ جنپر زربفت و مخمل کے گدے و تکئے تہے ترتیب سے جمائے گئے۔ اور روشنی کے لئے بلورین جہاڑ و فانوس لنتر و جہومر آویزان کئے گئے۔ اور دیوارون پر دیوارگیریان لگائی گئین۔ تمام شہر مین باشندگان شہر نے جوش مسرت و حسن عقیدت سے اپنے گہرون مین خوب روشنی کا انتظام کیا تہا۔ چارمنار پر چارون طرف دو دو قندیلین بجلی کی روشنی کی تہین۔ افضل گنج کے پل سے لوال تک تخمیناً پانچ کوس کا فاصلہ ہے برابر رستہ مین دو طرفہ گلاسون کی روشنی کی گئی تہی۔ شام ہوتے ہی روشنی کیگئی کثرت روشنی سے رات دن معلوم ہوتی تہی۔ اور گلزار حوض مین جو فوارے چہوٹتے تہے اہل نظر اوس سے وجد کا لطف و مزہ پاتے تہے۔ دربار عام مین نہایت ترتیب پسندیدہ کے ساتہہ کہانے میز پر چنے گئے تہے۔ شاہی باورچیخانہ مین اقسام اقسام کے کہانے ہندی و انگریزی تیار کئے گئے تہے۔ قریب آٹہہ بجے گورنر جنرل بہادر و گورنر مدراس

وکمانڈر انچیف بہادر ہند وغیرہم معززین یورپین وامرائے دولت بادشاہی محل مین رونق افزا ہوئے۔ قریب دس بجے کہانے سے فارغ ہوئے۔ پہر آتش بازی شروع ہوئی۔ انواع انواع کی آتشبازی چہوڑی گئی۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے ویسرائے بہادر کو پہولون کا ہار پہنا کر عطر دیا۔ قریب بارہ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ گورنر جنرل بہادر وغیرہم رخصت ہوئے۔ اس مجلس دعوت مین ۲۰۰ مدعو تہے۔

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے حکمرانی کا جشن

ساتوین تاریخ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ صبح کیوقت ۱۳۰۱ہ ہجری مین عظمت وشان کے ساتہہ مسند نشینی کا جشن منعقد ہوا۔ تمام شہر آرائش سے سجایا گیا تہا سڑک پر دونون طرف سرخ وسبز جہنڈیون کے پہریرے لہرارہے تہے۔ اور ہر طرف خوشی کے نقارے بج رہے تہے۔ دارالامارت مین ایک طرف جبشیون کا رسالہ دوسری طرف جمعیت بیسرم کا گروہ دورویہ ترتیب کے ساتہہ صف بستہ آراستہ وپیراستہ کہڑے تہے۔ بیرون محلسرا سڑک پر جمعیت باقاعدہ ورسالہ سوار وپیادہ حسن ترتیب سے دوطرفہ قیام پذیر تہے۔ افسران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی کردی تہی۔ سڑک پر میانہ وبگی وسواری کا گذرنا دشوار تہا۔ بلکہ پیدل بہی روکے جاتے تہے۔ ہر طرف تماشائیون کا ہجوم تہا۔ سڑکون پر پانی چہڑکا گیا تہا۔ اُسوقت شہر کیا تہا ؟ رشک ارم تہا۔ درودیوار سے سور وسرور کا عالم نظر آتا تہا۔ کوچہ وبازار مین نور علی نور دکہائی دیتا تہا۔ حسب الحکم اعلیحضرت نواب جان نثار جنگ نے دوسو جوان باقاعدہ بیسرم کی جمعیت سے بطرز جدید سلامی ادا کرنے کے لئے مع بیانڈ بیرونی گیٹ کے روبرو ایستادہ کیا تہا۔ دربار آراستہ ہونے کے بعد اعلیحضرت وتمام لارڈ صاحب کے منتظر تہے

یکایک ٹھیک دس بجے صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب مع سپہ سالار ہند آئے۔ اور
سوا دس بجے سپہ سالار مدراس مع لیڈی صاحبہ و اسٹاف۔ بعد ازان گورنر صاحب
مدراس مع لیڈی صاحبہ و اسٹاف۔ پھر چند منٹ کے بعد لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل
ہند چوکڑے پر سوار مع دو سو سوار و توپخانہ شاہی آئے۔ جب دارالامارہ مین پہنچے تب
اعلیحضرت مع امرائے عظام استقبال کے لئے بگی تک گئے۔ مصافحہ کرکے اپنے ساتھ
محل شاہی مین لائے۔ حاضرین دربار تمام تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ توپخانہ آصفی سے
۳۱ ضرب کی سلامی ادا ہوئی۔ اعلیحضرت و گورنر جنرل بہادر مسند طلا کے ستون پر رونق افروز
ہوئے۔ اور ارکان دولت حسب مراتب کرسی نشین ہوئے۔ ابھی پانچ منٹ نہین گذرے تھے
کہ گورنر جنرل بہادر کھڑے ہوئے۔ تمام حاضرین دربار بھی کھڑے ہوگئے۔ اولاً
لارڈ صاحب نے مختار الملک بہادر مرحوم کے اوصاف شمار کرکے فرمایا۔ افسوس یہ جلسہ ایسے
شخص سے خالی ہے جو اسکی تمنا مین گذر گیا۔ مختار الملک انگریزی گورنمنٹ و سرکار نظام کا
خیرخواہ تھا۔ ثانیاً فرمایا رعایا کو بادشاہ کی اطاعت مین ہر وقت مستعد رہنا چاہیئے
اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکھنی چاہیئے۔ جیسے والدین اپنی اولاد کے ساتھ
مگر انصاف اس شفقت کا جزو اعظم ہے۔ الخ یہہ اسپیچ طویل ہے۔ آئندہ تاریخی حال آئین
گزارش کیجائیگی۔ لارڈ صاحب اسپیچ تمام کرکے بیٹھہ گئے۔ ایک یورپین افسر نے کھڑے ہوکے
اسپیچ کا پورا ترجمہ فارسی زبان مین حاضرین دربار کو سنایا۔ مختار الملک بہادر مرحوم کا
افسوس سنکے حاضرین و اعلیحضرت کو بہت رقت ہوئی۔ اللھم اغفر لہ
ترجمہ ختم ہونے کے بعد اول لارڈ صاحب کرسی سے اٹھے۔ پھر حضور بھی کھڑے ہوئے
اعلیحضرت کو مسند کے جانب لیگئے اور حضور کی کمر مین تلوار باندہ کر فرمایا۔ کہ آپکو ملکہ معظمہ قیصرہ

کی طرف سے سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوئے۔ مبارک ہو۔ تمام یورپین لیڈیون نے آپکے پاس جا کے درجہ بدرجہ مبارکباد دی۔ پھولون کے ہار و عطردان تقسیم کئے گئے

اعلیحضرت کی تقریر

اعلیحضرت نے لارڈ صاحب کے جواب مین کھڑے ہو کے فرمایا۔ مین نہایت خوش ہون کہ مجھے حیدرآباد مین آپ کے خیر مقدم کا موقع ملا۔ اگر آپ میری مسند نشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہمکو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپ کو اس ریاست کی بہبودی کا بہت خیال ہے۔ اور مجھسے آپکو ذاتی محبت ہے۔ یہ امر خوب ثابت ہو گیا۔ اور مین کبھی بھول نہ سکونگا۔ آپ دونون جناب کی گورنر جنرل بہادر۔ اور گورنر مدراس کی یقین جانین کہ مین دونون کے احسان کو خوب سمجھتا ہون اور توقع رکھتا ہون کہ آپ میری دلی شکرگذاری کو کہ آپنے میرے لئے اتنے سفر دور دراز کی زحمت اُٹھائی۔ اور یہانتک قدم رنجہ فرما کے میری مسند نشینی کی رسم مین شریک ہو کر مجھے شرف اندوز کیا۔ کی قبول فرمائینگے۔ میری حکمرانی مین آیندہ کیلئے یہ اچھا شگون ہوا۔ اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہو گیا۔ اور جو نصیحتین آپنے از رہ شفقت مجھے کی ہین۔ مین انکو بڑی خوشی کے ساتھہ قبول کرتا ہون۔ اور ہمیشہ کوشش کرونگا کہ اُن معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی اور ترقی سے تعلق ہو۔ آپسے اور سرکار انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ اُن باتون کے خیال رکھنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے مین یقین کرتا ہون کہ آپ جہانتک ممکن ہو جلد میرے اتحاد و وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہنچا دینگے۔ اسلئے

برخاست ہوا۔ اور گورنر جنرل صاحب وغیرہم رخصت ہوئے۔ پھر دو بجے امرائے عظام
وارکان دولت نے نذریں پیش کیں۔ اور خطابات و مناصب سے سرفراز ہوئے۔
نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب خدمت وزارت و ہفت عدد
جواہر سے سرفراز فرمایا۔ اور میر سعادت علیخان بہادر کو غیور جنگ شجاع الدولہ خطاب و خلعت
و جواہرات سے ممتاز۔ اور راجہ نرسندر بہادر کو مہاراجہ خطاب و منصب ہفت ہزاری پنجہزار
سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار۔ اور نواب ظفر جنگ کو شمس الدولہ۔ و نواب امام جنگ
کو خورشید الدولہ اصل و اضافہ و منصب چارہزاری و نہ ہزار سوار۔ علم و نقارہ

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے شکار کا ذکر

اعلیحضرت کے مزاج میں قدرتی چستی و چالاکی ہے۔ فن سپاہگری سے آپ کو خاص طور سے
مناسبت و دلچسپی ہے۔ بندوق کی نشانہ زنی میں بے نظیر۔ اور نیزہ اندازی و سواری
اسپ میں بھی ممتاز ہیں۔ چنانچہ پولو و لان ٹینس و چوگان بازی وغیرہ میں فرد فرید ہیں
نشانہ زنی میں کبھی خطا نہیں کرتے۔ شکار کے شائق ہیں آپ نے اکثر شیروں کو شکار
کیا ہے۔ اور آپ جفاکش و قوی دل ہیں۔ شکار کیوقت اکثر جنگل و جھاڑیوں میں گرما کے
موسم میں شکار کے تاک میں ایسے جمے رہے ہیں کہ بھوک و پیاس کی کچھ پروا نہیں کی۔ بعض
مصاحبین تن پرور گرما کے موسم میں مضطرب الحال ہوتے تھے۔ لیکن اعلیحضرت کے خوف سے
دم نہیں مار سکتے تھے۔ اعلیحضرت کی دلیری و جفاکشی دیکھ کے چارنا چار جفاکش و دلیر بنجاتے تھے
اکثر اوقات شکار کو گئے ہیں۔ اور ہر ایک وقت میں متعدد شکار کئے ہیں۔ آپ نے شکار کے
موقع میں مظلومین کی دادرسی بھی کی ہے۔ آپ کی طبیعت عالی میں انتظام سلطنت کا
جوش اور ملک کی آبادی اور رعایا کی آسودگی کا ولولہ موجزن ہے۔ آپکا شکار کیلئے برآمد ہونا

گویا رعایا کی دادرسی کرنا ہے ۔ ظاہر مین شکار کا نام تہا لیکن واقع مین ملک کی بہتری
ورعایا کی آسودگی مطلوب ہوتی تہی ۔ چنانچہ آپ سولہ تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۳۰۱ ہجری
مین بروز سہ شنبہ شکارگاہ موضع میلواڑہ کے طرف مع صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب
بہادر و نواب مختار الملک ثانی و نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر
مع خدم و حشم روانہ ہوئے ۔ صبح کیوقت ناوندگی کے اسٹیشن پر سواری پہنچی ۔ پہر
وہان سے بسواری اسپ خاصہ خیمہ گاہ موضع مذکور مین رونق افروز ہوئے ۔ وہان
پہنچتے ہی اعلیحضرت شکارگاہ کے طرف متوجہ ہوئے ۔ اور ایک شیر کو ضرب بندوق سے
مار ڈالا ۔ اُسی روز رستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا ۔ آپنے مستغیثین
کی درخواستین لے لین اور مدار المہام کو ان مظلومین کی دادرسی کے لئے ہدایت کی
جب شام کو صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بارگاہ آصفی مین باریاب
ہوئے اور حضور کی سلامتی کا جام نوش فرمایا ۔ اور کہڑے ہوکر مبارکباد دی اور فرمایا
بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیحضرت نہ صرف شکار کے لئے برآمد ہوئے ہین بلکہ شکار
کے ساتہہ ملک کی رفاہیت کے طرف بہی توجہ فرماتے ہین ۔ مجہے امید قوی ہے کہ
جب سواری مبارک شکارگاہ مین رونق افروز ہوگی ۔ جسقدر حضور شیرونکا شکار فرمائینگے
اُسیطرح ملک کی شکایتین بہی دور ہوجائینگی ۔ اور مین زیادہ اسبات کا شکریہ ادا کرتا ہون
کہ شکارگاہ مین شکار سے محظوظ ہوا ۔ اور حضور کی مہمانی و مدارات سے آرام پایا ۔ انتہی کلام
اعلیحضرت نے رزیڈنٹ صاحب کے طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین بہی مشکور ہون کہ
آپ نے میری صحت کا جام نوش فرمایا ۔ اور مبارکباد دی ۔
سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین بذریعہ لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند ملکہ معظمہ قیصر ہند کیطرف سے

اعلیحضرت کے لئے کی نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا کی خطاب آیا - بارگاہ عالی مین خریطہ پیش ہوا۔

کونسل آف اسٹیٹ کا ذکر

تاریخ سلخ ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۱ ہجری مین اعلیحضرت نے کونسل آف اسٹیٹ قائم کی پہلا جلسہ پرانی حویلی راحت محل مین ہوا۔ میر مجلس حضور پرنور ہوئے - اور ارکین مندرجہ ذیل قرار پائے۔

نواب سالارجنگ منیرالدولہ مدار المہام - راجہ راجایان مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر - نواب بشیرالدولہ امیر اکبر آسمان جاہ بہادر نواب وقارالامرا اقبال الدولہ بہادر - نواب شمشیر جنگ بہادر - نواب شہاب جنگ افتخار الملک بہادر - نواب فخرالملک بہادر - مولوی سید حسین صاحب عماد الملک معتمد مجلس

اعلیحضرت میر مجلس نے اجلاس مین ایک ارکین معروف کے روبرو زبان مبارک سے فرمایا کہ آج شاید حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول روز ہے کہ یہان کے امرا بالاتفاق میرے روبرو کے سامنے سرکاری کامون مین مدد دینے کے لئے جمع ہوئے ہین - میری بڑی خواہش تھی وآرزو تھی کہ یہ کونسل مقرر ہوجائے - مجھے امید قوی ہے کہ جن امراکو مین نے انتخاب کیا ہے اُنسے مجکو اور میرے ملک کو بہت مدد ملیگی - اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنے ذاتی اغراض کو سرکاری امور مین راہ نہ دینگے - اور سب ملکر بالاتفاق کام کرینگے - آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی بہت بہتری کرسکتے ہین - اور ملک کی بھلائی گویا میری بھلائی اور عین آپکی بھلائی ہے - اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمے مین نیک نیتی اور خیرخواہی کے ساتھہ آزادانہ رائے دینگے - آپ لوگ

یقیناً جانین کہ مجھے ہر فرقے اور ہر گروہ کی رعایت مد نظر ہے۔ مین نہین چاہتا ہون کہ کسی کے واجبی حقوق تلف ہو جائین۔ مین سرکار اور رعایا دونون کے حقوق کی یکسان حفاظت کرونگا۔ اور مہینے مین دو بار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی انتہیٰ کلامہ۔

نواب شمشیر جنگ بہادر نے اجازت کے بعد عرض کیا۔ آج بڑا دن مبارک ہے۔ آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوند نعمت کو خدا تعالیٰ نے ہمارا سردار کر کے ہمارے سرون پر اُنکا سایہ ڈالا ہے۔ اب ہمارے جوہر کھلین گے۔ اور ہماری قدردانی ہوگی۔ اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

مجلس انتظامی صرف خاص کا انعقاد

حسب الحکم اعلیحضرت غرۂ محرم ۱۳۰۳ء ہجری مین مجلس انتظامی صرفخاص منعقد ہوئی اُسکے میر مجلس مسٹر سی کلارک صاحب بہادر و نائب میر مجلس نواب اکرام جنگ بدر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب ہوئے صرف خاص کے تعلقات کے مخارج و مداخل کا انتظام اسی مجلس کے متعلق کیا گیا۔ مگر تھوڑے ہی روز کے بعد مجلس برخاست ہوگئی۔ اور مولوی سید عبد الرزاق صاحب المخاطب بہ آصف نواز الملک بہادر خدمت معتمدی صرفخاص پر مقرر ہوئے۔ صرفخاص کا کل انتظام معتمد صاحب کے سپرد ہوا۔ مولوی صاحب تا بہ زندگی انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ صرفخاص کا انتظام بدستور قدیم جو معتمد مقرر ہو اُسیکے تفویض ہوتا ہے

اعلیحضرت کا سفر نیلگری

اعلیحضرت بتقریب تبدیل آب و ہوا۔ رجب ۱۳۰۳ء ہجری نیلگری کے طرف روانہ ہوئے

آپ کے ہمراہ امرائے ذیل تھے۔
اعظم الامرا امیر اکبر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ بہادر۔ نواب عماد نواز جنگ بہادر منیر نواز جنگ بہادر۔ و عماد الملک بہادر۔ و محبوب یار جنگ بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر و حکیم الحکما بہادر۔ و فتح نواز جنگ بہادر۔ و آغا سید علی شوشتری۔ و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہم تھے۔ تقریباً دو مہینے وہاں بسر کر کے سولہ تاریخ ماہ رمضان سنہ مذکور میں واپس آئے

اعلیحضرت کا سفر مدراس کیطرف

اعلیحضرت۔ لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے ۲۴ تاریخ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۳ سنہ ہجری مین مع نواب مختار الملک بہادر مدار المہام۔ و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب و نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر۔ و نواب وقار الامرا بہادر۔ و نواب عماد الملک بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر۔ و نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ و مختار یار جنگ بہادر و منیر نواز جنگ وغیرہم مدراس روانہ ہوئے۔ ۲۵ تاریخ ماہ مذکور روز سہ شنبہ مدراس مین مع الخیر پہنچے۔ پندرھوین پلٹن کے سو جوان تعظیماً مع بینڈ و نشان اسٹیشن پر کھڑے ہوئے تھے۔ اعلیحضرت کے پہنچتے ہی ۲۱ ضرب توپ سلامی کی سر ہوئین۔ اور تعظیمی گارڈ نے سلامی ادا کی۔ اعلیحضرت ریل سے اُتر کے بیگم صاحبہ زوجہ نواب کرناٹک کے عمدہ باغ مین فروکش ہوئے۔ دوسرے روز مع وزیر و چند امرائے دولت گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے گورنمنٹ ہوس مین تشریف فرما ہوئے۔ گورنمنٹ ہوس مین ۲۱ ضرب سلامی کی توپین شلک ہوئین۔ ملاقات کر کے فرودگاہ پر واپس آئے۔ اُسی روز شام کے ساڑھے پانچ بجے گورنر جنرل بہادر بھی فرودگاہ پر بازدید کی ملاقات کے لئے آئے ملاقات کر کے رخصت ہوئے۔ ۲۷ جمادی الاخری سہ پہر کے وقت حضور نے لیڈی صاحبہ

ڈفرن سے ملاقات کی۔ اور ۲۸ جمادی الاول دن کے گیارہ بجے اعلیحضرت نے
گورنر صاحب مدراس سے ملاقات کی اُسی روز شام کے ۴ بجے گورنر صاحب مدراس
عمدہ باغ مین آئے۔ اور حضور سے بازدید کی ملاقات کی۔ مدراس مین سرکار انگریزی
واہل اسلام نے حضور کی بے انتہا مدارات وتعظیم کی۔ اور وہان سے اہل اسلام واہل صنائع نے
تہنیت نامے پیش کئے۔ حضور نے اُن کے جواب مین فرمایا **وھوھذا**

مین بہت مسرور وخوش ہوا۔ کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی وحسن عقیدت
ظاہر کی ہین۔ مین اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ یہان کم اقامت کی
بہت خوشنما یادگار اپنے ہمراہ لیجاؤنگا۔ انتہی کلامہم۔

آپنے مدراس مین پانچہزار روپیہ کمشنر پولس کے ذریعہ سے غربا و فقرا پر تقسیم کیا۔

۲۸ جمادی الاول عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی۔ اور کثرت سے آتشبازی
چھوڑی گئی۔ بیگم صاحبہ نے اعلیحضرت کی ضیافت تکلف وتجمل سے کی۔ گورنر جنرل ہند
۲۷ ماہ مذکور کلکتہ گئے۔ بتاریخ سلخ جمادی الاول اعلیحضرت مع مصاحبین حیدرآباد
روانہ ہوئے۔ غرہ جمادی الثانی کو مع الخیر والعافیہ دارالریاست مین پہنچ گئے۔
امرائے ریاست وجمعیت استقبال کیلئے اسٹیشن پر حاضر تھے۔ پولس کا انتظام درست تھا

اعلیحضرت کے شمائل ومشاغل

آپکے فضائل وشمائل پسندیدہ بیشمار ہین۔ اگر پورے پورے لکھین جائین تو کتاب
ایک دفتر ہو جائے بنابرین مین قلیلے از کثیر و عشر عشیر مجملاً بطور گوشوارہ گزارش کرتا ہون
آپ جب تخت نشین ہوئے۔ اور ممالک دکن کے انتظام کی باگ اپنے دست قدرت مین لیا
نظم ونسق کے مہمات کو مختارانہ کرنے لگے تو ریاست کی درستی ورعایا کی بہتری مین ہمہ تن

مصروف ہوئے۔ اُسوقت سے ابتک برابر رفاہ عام کو مد نظر رکھتے ہین۔ خلائق کی داد رسی
مین توجہ فرماتے مین مستحقین کے حقوق خواہ اہل سلام خواہ اہل صنام سے ہون برابر
ادا کرتے ہین۔ اور ہر ایک فریق کو درجہ مساوات مین رکھتے ہین۔ معاملات مین توسیط کا
طریق ملحوظ رہتا ہے۔ افراط و تفریط سے منزلون دور رہتے ہین۔ داد خواہون کی داد
وفریاد سنتے ہین مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے بچاتے ہین۔ آپ ہی کے عدل و انصاف
وبذل و الطاف کی برکت ہے کہ تمام اہل دکن خوشحال و فارغ البال ہین۔ آپکے
سایۂ ہمایون پایہ مین آرام سے زندگی بسر کرتے ہین۔ ہر ایک فرد بشر شکر گزار ہے۔ کوئی
شاکی نہین۔ آپکی ذات بابرکات فضائل حمیدہ و شمائل پسندیدہ سے موصوف
ہے۔ عدالت و حکمت و شجاعت و سخاوت مین معروف ہین۔ اگر مین آپکو نوشیروان
عادل و لقمان حکیم و رستم زال و حاتم و معن بن زائدہ و اسخیائے برامکہ سے مثیل کرون تو
میری تمثیل و تشبیہ بجا نہوگی۔ ہان اگر یہہ کہون کہ آپ مجسم عدل و حکمت و ممثل شجاعت
وسخاوت ہین تو بیجا نہوگا۔ آپ بحر کرم و بحر سخاوت ہین آپکے خوان نعمت و آب رحمت سے
سیراب و شاداب مین کیون نہون آپکے نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے
ملتا ہے۔ اور شیخ کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے
بزرگان سلف کی برکت سے آپکے خاندان مین اکثر صاحبان علم و عمل و اہل اللہ مکمل ہوئے ہین
علم و فضل اور ہدایت خلق و افادۂ عوام الناس آپکے خاندان کی موروثی و فطرتی صفت ہے
نسلاً بعد نسل یکے بعد دیگرے علم و فضل و معرفت و ہدایت کی کرسی پر جلوہ افروز
ہوتے رہے۔ اسیطرح حکمرانی و ملک کشائی کی صدارت پر صدر نشین۔ چنانچہ خواجہ عابد
مخاطب بشیخ الاسلام بخارا مین سبحان قلی خان بن نذر محمد خان والی بلخ و بخارا کے

عہد مین ظاہراً صدر عدالت و باطناً مسند نشین رشادت تھے۔ یعنی قلوب خلائق پر حکمرانی
کرتے تھے۔ اور حضرت عزیزان عالم شیخ پدر بزرگوار خواجہ موصوف کی زیادہ توجہ خلائق کی
ہدایت اور خالق کی عبادت کے طرف تھی مدۃ العمر ریاضت و ہدایت مین مشغول رہے
بلخ و بخارا سمرقند و تاشقند کے ترک و ازبک آپکے معتقد تھے۔ خوانین و ترا کمہ آپکے آستانہ
مبارک کو سجدہ گاہ سمجھتے تھے۔ آپکی خانقاہ انبیا مین دو ہزار سے زیادہ مریدین تہجد گزار
رہتے تھے۔ اور حضرت عزیزان مومن شیخ پدر عزیزان درویش شیخ وغیرہم مرتاض و مرجع
خاص و عام تھے۔ مین نے آپکے بزرگان سلف کے حالات مسلسل و واقعات مکمل مفصل
محبوب فی المنن تذکرہ اولیائے دکن کے مقدمہ مین لکھے ہین۔ تذکرہ زیر طبع ہے۔ اس
تذکرہ کے طبع ہونیکے بعد مطبوع ہوگا۔ شائقین حاصل اعلیحضرت قدر قدرت اُسکے ملاحظہ سے
بہت خوش ہون گے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت کی بہی ہی شان ہے۔ جو بزرگان
سلف کی تہی۔ ظاہر کیطرف آپکا میلان خاطر زیادہ ہے۔ مقتضائے حال بہی اسی میلان کا
طالب ہے۔ آپکی طبیعت و فطرت مین اصلی میلان مطلق ہے۔ وقتاً فوقتاً باطنی میلان
بہی کبر سنی ظہور پر جلوہ نما ہو جاتا ہے۔ آپ حسن عقیدت و ارادت و اخلاق و مروت
و استقلال و ہمت۔ دلیری و جرأت سیرت و صورت مین بزرگان سلف کے قدم بقدم ہین
آپکے رگ و پی مین بلخ و سمرقند کی آب ہوا کا اثر پایا جاتا ہے۔ اور آپکے چہرے مہرے
سے بخارا و تاشقند کی شان نمایان ہوتی ہے۔ انہین بزرگان سلف کے خصائل و شمائل
سے ہے کہ آپ مشائخ و اہل اللہ سے حسن اعتقاد رکھتے ہین۔ اور حسن ارادت سے ملتے ہین
انکی تعظیم و تکریم مین کوئی بات فروگذاشت نہین فرماتے۔ فی زماننا مشیخت و مشائخ صفت عنقا
ہین۔ جو اہل اللہ ہین وہ گوشۂ گمنامی مین ہین۔ اور پیران مرید طلب و مریدان پیر طلب کو

خوب پہچانتے ہین - ہر ایک کے جوہر کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھتے ہین - کھرے کھوٹے کو
خوب سمجھتے ہین - آپ نقاد انسان ہین انسان کے نقاد انسانیت کو اچھی طرح سے
آزماتے ہین - بھلے برے مین تمیز کر لیتے ہین - مگر باوجود تمیز کسیکی پردہ دری نہین فرماتے
اور کسیکی تعظیم و تکریم مین فرق نہین کرتے - آپکا حلم و وقار آفرین و تحسین کے لائق ہے
آپکی قوت فیصلہ ایسی مستقل ہے کہ فی الفور معاملہ فیصلہ طلب کا تصفیہ کر دیتے ہین
اور منتظرہ حالت مین نہین رکھتے - اور استقلال کے رستہ سے کبھی نہین ہٹتے - اور
حکم آپکے قلم عطارد رقم سے جاری ہوتا ہے رد کبھی نہین ہوتا - گویا وہ قلم تقدیر ہے
کسی کے مٹائے سے نہین مٹتا - سنا گیا ہے کہ بعض اوقات آپنے کسی مشائخ یا سائل
کی عرضداشت وظیفہ پر بجائے سو ہزار لکھدیا - اہلکار نے عرض کیا - بجائے سو ہزار
ہوگئے کیا ارشاد ہوتا ہے ؟ آپنے فرمایا جو کچھہ ہوا درست ہے ہمارا حکم حکم مبرم ہے - ہزار ہی
جاری کیا جائے - اور اسی قسم کی بہت سی روایتین حکایتین ہین - آپکے تاریخی واقعات مین لکھونگا

آپ کی قدردانی ارباب علم و ہنر

آپ علم دوست و ہنر پرور ہین - آپکی قدردانی و مہمان نوازی کی شہرت نے اکثر عجم و عرب
و ترک و یورپ کے ارباب علم و ادب کو دکن مین کھینچ لایا - اور آپکے خوان کرم سے ہر ایک
مستفید و سیراب ہوا - آپ علما و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتے ہین - اور مشائخین منجمین
کو بھی بیحد دیتے ہین - ملک دکن فی زماننا دار العلوم و الفنون ہوگیا ہے - بلحاظ آسائش
و آرام غربائے امصار و دیار کے لئے دار الامن و الامان بنگیا - آپ ہی کی قدردانی
و جوہر شناسی کی برکت ہے کہ شہر کے ہر ایک چوبازار مین جابجا مدرسے و شفاخانے و شعرا کے
جلسے قائم ہین - کہین فقہ و حدیث کا درس - کہین تشخیص مزاج و علاج کا ذکر - کہین

قافیہ و ردیف کا چرچا ہو رہا ہے۔ مساجد و خانقاہوں میں ذکر بالجہر و بالخفی کا بازار گرم ہے

آپ کی شعر و شاعری کا ذکر

چونکہ اس تذکرہ میں آپ کی شعر و شاعری کا ذکر مقصود بالذات ہے۔ میں نے جو کچھ آپ کے حالات تفصیلی کا ایک مختصر و مجمل گو سنوارہ گویا مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ میں نے آپ کے تفصیلی حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ میں شرح و بسط کیساتھ گزارش کئے ہیں وہ ابھی طبع نہیں ہوا ہے۔ زیر طبع ہے قریب میں اشاعت کے زیور سے آراستہ ہو کے جلوہ نما ہوگا۔ بناءً علیہ اب یہاں شعر و شاعری کا ذکر واجب و لازم ہے گزارش کرتا ہوں۔ **وھوھذا**۔

جب آپ سن شعور کو پہنچے اور تخت نشین ہوئے۔ ملکی انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور خلائق کی آسائش و آرام کی فکر کرنے لگے۔ فطرۃً و قدرۃً آپکی طبیعت میں شعر و شاعری کا جوش موجزن تھا۔ اور مزاج میں سخن سنجی و سخن فہمی کا ولولہ برق افگن تھا۔ باوجود اشتغال مہمات سلطنت و حکمرانی و اصلاح حالات مخلوقات سبحانی و ریاضت جسمانی و ادائے حقوق مستحقین اقاصی و ادانی طبع آزمائی و سخن سنجی فرماتے ہیں۔ آپ جو کچھ موزوں فرماتے ہیں سنجیدہ و پسندیدہ آپکے کل اشعار برگزیدہ و برجستہ ہوتے ہیں۔ ہر ایک شعر کا مضمون لطف و مزہ سے خالی نہیں۔ خوبی معانی و رنگین بیانی میں ڈوبا ہوا۔ فصاحت و بلاغت کی ترازو میں تولا ہوا ہوتا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک و صاف نہایت ہی شستہ و شگفتہ۔ مضامین کی شوخی الفاظ پاکیزہ سے عیاں۔ اور معانی شیرین کی دلاویزی فقرات سنجیدہ سے نمایاں۔ آپکی طبیعت کیا ہے بحر مواج ہے اور معانی و لآلی مضامین کا خزانہ ہے۔ جب چاہتے ہیں فوراً دست فکر سے نکال کے بذریعہ زبان قلم صفحۂ کاغذ پر سطور کی

لڑیون مین منظوم فرماتے مین۔ نقادان سخن جوہریان کلام آپکے جواہر پارون کو دیکھکے حیران ہوتے ہین
اور کہتے ہین کہ یہ ہیرے ایسے گران بہا ہین کہ ہم نے کبھی آنکھون سے دیکھے نہ کبھی کانون سے سُنے
اور آپکے کلام کی صفائی و جادو بیانی سے سامعین کو تعجب ہوتا ہے کہ آپنے ابتدائے زمانہ ہی مین
اپنے کلام کو ایسا شستہ و صاف کیا۔ کہ اگر کوئی برسون اساتذہ کی خدمت مین مشق کرتا تو یہہ خوبی
اسکو نصیب نہوتی۔ آپکی جادو بیانی و طلاقت لسانی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ خوبی خدا داد ہے
و عطیہ رب العباد ہے۔ آپ غزلیات و سلامون مین واقعات ایسے ڈہنگ سے ادا فرماتے ہین
کہ بعینہ واقعہ کا سمان دکہلائی دیتا ہے۔ اور آپ محاورات زبان کو اہل زبان کی طرح برابر استعمال
کرتے ہین۔ جب آپ زبان مبارک سے تکلم فرماتے ہین تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہل زبان
استاذ زبان تکلم کر رہا ہے۔ آپ ہی کے صفات مین سے یہہ بہی ایک صفت ہے کہ آپ ایک ہی معنی کو
متعدد پیرایون مین ایسے ڈہنگ سے آراستہ کرتے ہین کہ ہر ایک کا رنگ نرالا۔ مگر واقع مین
مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ آپکے کلام مین کمال خوبی یہہ ہے کہ برجستہ و شستہ ہوتا ہے حشو و زوائد سے
پاک و صاف۔ متکلم کی زبان سے نکلتے ہی سامع کے گوش دل مین مثل نقش نگین جانشین ہو جاتا ہے
اور ایسا حلاوت آمیز و لطف انگیز ہوتا ہے کہ سُننے و پڑہنے سے لطف و مزہ آتا ہے۔ آپکے اشعار
کی لطافت و شگفتگی مردہ دلون کو زندہ و پژمردہ گلون کو تازہ کر دیتی ہے۔ لطافت کیا ہے
گویا آبحیات و ابر بہار ہے۔ آپکو نظم کلام مین قوت مستحضرہ حاصل ہے۔ انواع کلام کے
ہر ایک نوع کو آسانی سے موزون کر سکتے ہین۔ اب مین ایک نظیر قوت مستحضرہ گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین کو میری گزارش کی تصدیق ہو جائے۔ کوئی کوتاہ بین مبالغہ و تملق پر محمول نکرے
چنانچہ یہان شہر مین محرم شریف مین جا بجا مرثیہ خوانی کی مجالس منعقد ہوتی ہین۔ اُن مین
سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے مراثی و سلام پڑہے جاتے ہین۔ اور ہندسے

مشاہیر مراثی خوان بلائے جاتے ہین۔ مراثی ایسے دردانگیز و جگرخراش سنائے جاتے ہین کہ اہل مجلس کے قلوب رقت و حسرت کے صدمہ سے ہل جاتے ہین۔ کبھی باعتبار خوبی مضمون و ترکیب موزون اہل مجلس کے زبان سے واہ واہ کا نعرہ ایسا بلند ہوتا ہے کہ عرش برین تک پہنچ جاتا ہے و باعتبار معنی جانسوز و دلگداز ہر ایک فرد کی آہ آہ کا آوازہ زمین آسمان کو ہلا دیتا ہے۔ اعلیحضرت قدر قدرت مجلس عزا مین حسن عقیدت و ارادت سے شریک ہوتے ہین۔ شہدا کے واقعات سنکے افسوس و حسرت فرماتے ہین۔ ایکروز آپکو مراثی کے سننے سے بہت ہی رقت و حسرت ہوئی۔ آپ مجلس سے خاست ہونیکے بعد اُسی رقت و حسرت مین دولتخانہ مبارک پر آئے۔ جوش رقت مین چند سلام شہدا و امام کے بیان مین لکھے۔ دوسرے روز مجلس مین سلام پڑھا گیا۔ حاضرین مجلس کے دلون سے غم و رنج کا دریا امنڈ آیا۔ تمام واویلا و وامصیبتا کہنے لگے۔ اور آنکھون سے آنسو بہنے لگے۔ شور و شین کا بازار گرم ہوا مجلس کا رنگ بدل گیا مجلس مین کہرام مچگیا۔ یہ تمام دلون کا ہل جانا آپکے کلام پر تاثیر کا نتیجہ ہے۔

مجھکو جسقدر آپکے اشعار دستیاب ہوئے ہین گزارش کرتا ہون۔ کاش اگر ردیف وار پورے ملتے تو ناظرین کو مطالعہ سے زیادہ لطف ملتا اور میرے اس تذکرہ کو فخر حاصل ہوتا۔

آپکے اشعار مندرجہ ذیل جنکی شان مین کہا جاتا ہے

کلام المحبوب محبوب الکلام

آصف | بسم اللہ الرحمن الرحیم | حرف الف

محشر مین کون دوست ہے مجھہ دادخواہ کا
دل اپنی راہ کا ہے جگر اپنی راہ کا

دیکھا یہ شعبدہ تری چشم سیاہ کا
محفل مین ہوگیا ہے تماشا نگاہ کا

دل حکمران ہے لشکر فریاد و آہ کا
سردار ہی کے دم سے ہے بڑھنا سپاہ کا

وہ دیکھتے ہین حشر مین منہ دادخواہ کا
یہہ دیکھنا ہے ناز سے پھرنا نگاہ کا

ضبطِ فغان اگر نہ کرون مین تو حشر ہو — گردون ہے ایک نالہ کا دشمن اک آہ کا

محشر مین جب ہو ساری خدائی اسیطرف — کیون حال ہو تباہ نہ مجھ دادخواہ کا

اے آسمان خدا کیلئے اب تو رحم کر — خاکا اڑا چکا مرے حال تباہ کا

بجلی کبھی بنی کبھی تلوار بنگئی — دیکھا عجیب شعبدہ اُسکی نگاہ کا

برسون مین اُسنے ملنے کا وعدہ کیا ہے آج — اس شرط پر کہ حرف نہ آئے نباہ کا

جب آئے وہ خیال مین آئے نہ خواب مین — دشوار نازکی سے ہوا پھیر راہ کا

ڈسنے لگا ہے یہ تو مرے دلکو صبح و شام — کیا کوڑیالا ناگ ہے زلف سیاہ کا

بخشش پہ جنکی بخشنے والیکو ناز ہو — ایسا ہے مرتبہ مرے جرم و گناہ کا

اُس مہروش نے چہرے سے اُلٹی ہے جب نقاب — شب کو ذرا سا منہ نکل آیا ہے ماہ کا

کسکو سنوگے کونسا قصہ پسند ہے — یوسف کی چاہ کا کہ زلیخا کی چاہ کا

اُس خارزار مین مجھے اب لیچلا جنون — کھٹکا صبا کو بھی ہے جہان خار راہ کا

اک ہاتھ اور بھی تجھے قاتل مری قسم — اک شور اُٹھے چار طرف واہ واہ کا

آجائے گرم و سرد زمانہ نگاہ مین — ہنگامہ دیکھلو جو مرے اشک و آہ کا

اُس ترک چشم کی صف مژگان ہے جنگجو — یہ ہے چھری کٹاری سے لڑنا سپاہ کا

ہمشکل سے ہے اپنے اُسے رشک اسقدر — منہ دیکھتا نہین وہ کبھی مہر و ماہ کا

اُس سے شب فراق بہلتا رہا ہے دل — مجکو خیال تہا کسی زلف سیاہ کا

شاہ و گدا کا حشر مین بس ایک حال ہے — کسکو وہان خیال ہے رتبہ کا جاہ کا

پانی کے ساتھ آگ کا شعلہ نکل گیا — دیکھا طلسم ہم نے عجب اشک و آہ کا

یہ اُسکے دل سے پوچھیہ اُسکے جگر سے پوچھیہ — کیسا مزا ہے چاہنے والے کو چاہ کا

یہ ہاتھ سے چرائے تو وہ آنکھ سے چرائے | درد خفا سے جور ہے بڑھکر نگاہ کا
تمکو وفا شعار بنائیگا غیر کیا | لب خشک رنگ زرد ہے جھوٹے گواہ کا
شب کو نہ نیند ہے اُسے نہ دنکو چین ہے | یہ حال اب ہے عاشق خوار و تباہ کا
سنتا ہے کون حشر مین مجھ داد خواہ کی | سنتے ہین عذر پیار سے سب عذر خواہ کا
آصف سے یہ چھٹا ہے نہ ہرگز کبھی چھٹے | بیکا ہے اُسکو دید کا چسکا ہے چاہ کا

ولہ

نرگس کو چشم مست سے مستانہ کر دیا | عارض پہ تو نے شمع کو پروانہ کر دیا
آئینہ خانہ کو جو پریخانہ کر دیا | دل تہا یگانہ اُسکو بھی بیگانہ کر دیا
کیا تو نے سحر نرگس مستانہ کر دیا | دل تہا یگانہ اُسکو بھی بیگانہ کر دیا
دل کو تمہاری زلف نے دیوانہ کر دیا | شمع جمال نے اسے پروانہ کر دیا
اے یاس تو نے داغ تمنا مٹا کے | گلزار تہا یہ دل سے ویرانہ کر دیا
رسوائیون کے ساتھ نہین اسکا شکریہ | شہرت نے میرے عشق کو افسانہ کر دیا
رکھا نہ ایک حال پہ عاشق کا اُسنے دل | کعبہ بنا دیا کبھی بت خانہ کر دیا
پرتو نے تیرے جان مُردوں مین ڈالدی | اعجاز تو نے جلوۂ جانانہ کر دیا
اُسکی نگاہ مست سے آتا ہے غش مجھے | دیوانہ تہا مین اور بھی مستانہ کر دیا
کیا جھوٹ ہے شکایت بیداد سچ کہو | تم نے بڑھا کے بات جو افسانہ کر دیا
دشمن ہماری بزم مین رویا نصیب کو | لبریز اُسنے اشکون سے پیمانہ کر دیا
ہوتا جو زندہ قیس تو لیتا مرے قدم | آباد مین نے دشت کا ویرانہ کر دیا
وہ سختیان اُٹھائین محبت کی راہ مین | نام اپنا تو نے ہمت مردانہ کر دیا

خونِ جگر فراق میں پیتا ہوں رات دن | دلکو سبو تو چشم کو پیمانہ کر دیا
محبوبِ حق کی زلف وہ ہے جسکے واسطے | مژگان کو اپنی حور نے بھی شانہ کر دیا
بھولی جو اُسکی یاد کبھی یہ بھی تھا قصور | عاشق نے آپ اپنے کو جرمانہ کر دیا
جلتا ہے جسکا ظرف وہ دیتا ہے اسقدر | ہر چارہ گر کو اُسنے مسیحانہ کر دیا
یہ سادگی کی وجہ ہوئی یا غمِ رقیب | کیوں تم نے ترکِ سرمہ حناشانہ کر دیا
میں نے تو کی تھی بات فقط وصل کی یہ کیا | تمنے جو اُسکو عشق کا افسانہ کر دیا
رکھے ہیں اچھے اچھے جو چن چن کے ظرفِ مے | مسجد کو محتسب نے تو میخانہ کر دیا
اُسکی نشیلی آنکھ سے کیا بچ سکے کوئی | زاہد کو جسنے بیخود و مستانہ کر دیا
رکھا کسیکو گلشنِ عالم میں شکلِ گل | اُسنے کسیکو سبزۂ بیگانہ کر دیا
جس نور کی وہ طور پہ چمکی تھی روشنی | روشن اُسی نے دلکا سیہ خانہ کر دیا
بیٹھے بٹھائے آج یہ کیا دل میں آگئی | آصف نے ترکِ مشربِ رندانہ کر دیا

ولہ

مژدہ قاصد کا روح افزا تھا | وہ فرشتہ خدا نے بھیجا تھا
جلوۂ یار کیا کہوں کیا تھا | اُسکی قدرت کا اک تماشا تھا
میں نے پوچھا رقیب کیسا تھا | جلکے بولے ترا کلیجا تھا
اب یہ جانا کہ ہمکو دھوکا تھا | دل ہمارا نہ تھا تمہارا تھا
لوٹتا تھا کوئی تڑپتا تھا | کوئے قاتل میں اک تماشا تھا
ابھی آنسو پلک تک آیا تھا | ابھی دیکھا تو ایک دریا تھا
بزم میں اُسکے ایک میلا تھا | ہم نہ تھے اُس جگہ زمانا تھا

حشر مین بھی کہین گے تجھسے ہم
تجھپہ دعوی ہے تجھپہ دعوا تھا

اختلاف مزاج سے نہ نہی
کوئی قصہ نہ کوئی جھگڑا تھا

انکو بزم عدو مین جب دیکھا
راگ تھا رنگ تھا تماشا تھا

ماتم غیر مین وہ سوسو بار
مجھسے کہتے تھے تجھسے اچھا تھا

جاکے کنج لحد مین ہم سمجھے
زندگی عمر بھر کا جھگڑا تھا

در جانان پہ جبہہ سائی کی
اپنی تقدیر کا یہہ لکھا تھا

دل عشاق پر چھری سی پھری
کیا کہون اک نگاہ مین کیا تھا

کہتے ہین وہ کہے سنے پہ نجاو
غیر کے پاس تمنے دیکھا تھا

کہتے ہون گے عدم مین اہل عدم
زندگی کا عجیب میلا تھا

چال تھی اسکی یا قیامت تھی
نقش پا سے بھی فتنہ برپا تھا

زلف مین دل اگر نہ تھا نہ سہی
کیون جی مٹھی مین آپکی کیا تھا

کہتے ہین قتل کرکے عاشق کو
اسنے کیا اپنے دلمین سمجھا تھا

غور کرلو شب فراق کا غم
مجھسے کیا پوچھتے ہو تم کیا تھا

جلوہ تیرا کسی زمانے مین
جسنے دیکھا تھا اسنے دیکھا تھا

دل نشین غیر کا خیال رہا
وہ تو خلوت مین بھی تنہا تھا

اب زمانے کا رنج ہے **آصف**
کیا خوشی کا کبھی زمانا تھا

وله

دل حور کی اداؤن سے بیزار ہو گیا
جنت مین جاکے مین تو گنہگار ہو گیا

نالون سے آگ کوچہ دلدار ہو گیا
خورشید حشر سایہ دیوار ہو گیا

پرہیز گار جب کوئی مےخوار ہو گیا — پرہیز کرتے کرتے وہ بیمار ہو گیا
آئے تھے میرے دل کے خریدار بنکے وہ — دل دیکھتے ہی اُنکا خریدار ہو گیا
منصور نے کہا جو انا الحق تو حق یہ ہے — اس کلمہ کا الف ہی اُسے دار ہو گیا
غم کھا گیا ہے ہجر کا تیرے مجھے تمام — پیاسا مرے لہو کا تھا خونخوار ہو گیا
اے فتنہ گر یہ حال تری رہگذر کا ہے — نقش قدم بھی فتنۂ رفتار ہو گیا
لائے تھے وہ رقیبوں کو میرے مزار پر — اُڑ کر غبار سامنے دیوار ہو گیا
سیدھا ہوا جو تیر نظر دل کو تاک کر — غمزہ بھی ساتھ کھینچ کے تلوار ہو گیا
رنج و فراق و درد و غم و ضعف قلب نے — بیمار کر دیا مجھے بیمار ہو گیا
پوری جھلک بھی دیکھنے پائی نہ چشم شوق — اتنے میں بند روزن دیوار ہو گیا
سرکار عشق میں ہے بڑا جرم احتیاط — میں بے قصور رہ کے خطاوار ہو گیا
صہبا کے پیتے ہی چودہ طبق کھلے — میں نشۂ شراب سے ہشیار ہو گیا
ذرات کی لڑائی ہے جھگڑے مدام ہیں — دل آپکے ستانے سے بیزار ہو گیا
مجھکو خیال زلف میں کچھ سوجھتا نہ تھا — روز فراق بھی تو شب تار ہو گیا
یارب بتوں کا عشق مرے جان کے ساتھ ہے — یا رشتۂ حیات بھی زنار ہو گیا
سامان وصل کی مجھے پروانگی تو ہو — تمنے ادہر کہا کہ وہ تیار ہو گیا
پہلے سے اگرچہ وہ کافر دغا شعار — دلکو چرا کے اور بھی عیّار ہو گیا
تکلیف اپنے نفس کو دی اور اسقدر — زاہد عبادتوں سے گنہگار ہو گیا
اتنے کہاں نصیب ہوں گلچھرے گلبدن — محشر ہمارے واسطے گلزار ہو گیا
قاصد یہ تھا گمان کہ یہ عاشق مزاج ہے — کیا جانے کس بلا میں گرفتار ہو گیا

طاقت کہان ہے دل مین کہ اب نہ بہی اُٹہایئے
صدمہ اُٹہا اُٹہا کے یہ بیمار ہو گیا

غیرون کیواسطے ہی نہ دربان روک ٹوک
یہ گہر ترا اخیر کو بازار ہو گیا

آصف غمِ زمانہ نے تجکو کہلا دیا
تیرا تو غیر حال مرے یار ہو گیا

ولہ

عاشق ترا جو تارکِ دیر و حرم ہوا
دوزخ کو آگ لگ گئی جنت کو غم ہوا

روزِ فراق کا گذرنا اہم ہوا
یہ دن وہ دن نہین جو ٹرا اور کم ہوا

سنتا ہون غیر موردِ لطف و کرم ہوا
یہ کیا غضب کی بات ہوئی کیا ستم ہوا

وہ نقشِ پائے غیر مٹاتے ہوئے چلے
نقشِ قدم یہ اور بہی نقشِ قدم ہوا

صورت وہی رہی جو تصور مین جم گئی
ہر سنگِ راہ بتکدہ مجکو صنم ہوا

تو بہ نیاز مند سے کب غدر ہو سکے
اے بے نیاز لے سرِ تسلیم خم ہوا

فکرِ رقیب ہی مین گرفتار تم رہے
مین مرگیا تو کچہہ بہی مرا تمکو غم ہوا

دیکہا جو جو اُسنے نیم نگہ سے زرالطف
کچہہ دلکی آگ کم ہوئی کچہہ درد کم ہوا

وعدہ کیا اشارہ سے صلت کا غیر سے
اُسکا وہان اشارہ سراپا قلم ہوا

مرنیکا میرے غم نہین انکو یہ رنج ہے
کیون ناتوان یہ صرف ہمارا ستم ہوا

احسان ضعف کا ہے کہٹا اضطرابِ شوق
طاقت جو کم ہوئی تو تڑپنا بہی کم ہوا

وعدہ پر آئے وہ تو شبِ وصل کیا کرون
ہوتے ہی شام صبح جدائی کا غم ہوا

بہرتی ہے ہجر یار مین فوجِ سرشک کی
مژگان اشکبار کا جاری قلم ہوا

عشاق کی گذرتی ہے مر مر کے زندگی
اُنکے لئے تو ایک وجود و عدم ہوا

ایسا گمان تجہپہ نہ تہا اے دغا شعار
دہوکا ٹرا مجہے ترے سر کی قسم ہوا

کیا اور اس سے بڑھ کے کہون کیا ہوا مجھے ... صدمہ ہوا فراق ہوا رنج و غم ہوا
فریاد بے سبب تو نہین دادخواہ کی ... تو نے ستم کیا تو کسی پر ستم ہوا
ہے میرے دل پہ داغ محبت بنام دوست ... کیا مٹ سکے جو صورت نقش قدم ہوا
کیسا رقیب کون عدو کسکی چل سکے ... جب اتفاق میرے تمہارے بہم ہوا
کرتے ہو وعدہ وصل کا دیکھو تو آئینہ ... چہرہ کا رنگ اور ہی وقت قسم ہوا
دنیا کی سیر اور ہے عیش و نشاط اور ... جام جہان نما نہ کبھی جام جم ہوا
دل تھا کہ دلربا تھا کچھ اسکی خبر نہین ... رخصت مری بغل سے کوئی صبحدم ہوا
ہم سے چھپا کے وصل کا وعدہ عدو سے ہو ... کیا قہر ہو گیا یہ ستم پر ستم ہوا
سوچو تو مجھپہ عشق مین کیا کیا گذر گئی ... غم مجکو رنج مجکو الم مجکو کم ہوا
خط اون کے ہاتھ سے ہوا تحریر غیر کو ... سرنامہ پر خطاب ہمارا رقم ہوا
ہمنے دیا جو غیر کی محفل مین مجکو جام ... وہ بھی تمہارے سر کی قسم مجکو سم ہوا
آصف کے دم قدم سے یہ نشو و نما ہے اب ... ایسا جہان مین مرد خدا کوئی کم ہوا

ولہ

انصاف پناہ اسے بت عیار ہو چکا ... جب تو ہوا عدو تو خدا یار ہو چکا
بس انتظار وعدہ دیدار ہو چکا ... وہ آئے یا نہ آئے یہ بیمار ہو چکا
کرتا ہون آہ تیغ نگہ کہا کے بے سنبھل ... اب میرا وار روک ترا وار ہو چکا
کس کس طرح سے اسنے اٹھائی ہے ذلتین ... غم کہاتے کہاتے آپکا غمخوار ہو چکا
آتی نہین ہے شرم تمہین جھوٹ بولتے ... وہ وعدہ کرتے ہو جو کئی بار ہو چکا
تم کیا نیا پھنساؤگے دلکو کہ لاکھ بار ... آزاد ہو چکا یہ گرفتار ہو چکا

پوچھا نہ جھوٹے منہ بھی کسی دن مجھے ذرا	سو بار اس امید مین بیمار ہو چکا
مین بھی اب آزمایش مہر و وفا کرون	تیرا تو امتحان کئی بار ہو چکا
دزد نظر نہ ٹھہریگا دزد حنا کی طرح	یہ چور دل چرا کے گرفتار ہو چکا
اس عاشقی پہ خاک پڑے دل لگی بری	رسوا مین ہر طرح سر بازار ہو چکا
اس مصلحت سے شور فغان کر رہا ہون مین	سویا اگر نصیب تو بیدار ہو چکا
پوچھا یہ میرے مردہ پہ اس بد گمان نے	کچھ اس مین جان ہے کہ یہ بیمار ہو چکا
میری بھی بات کوئی سنیگا کہ تو نہین	ہان ہان کا وعدہ تیرا تو ہر بار ہو چکا
کچھ انتہائے وصل کی اب حد نہین ہی	شدمان لیجئے انکار ہو چکا
رحمت کا تیری رات دن امیدوار ہون	نادم مین اپنے فعل سے غفار ہو چکا
معشوق کی خطائین ہون ثابت یقین نہین	اللہ عاشقون کا طرفدار ہو چکا
اب تو خدا کے واسطے میت پہ اسکی جا	عاشق ترا تمام مرے یار ہو چکا
اس چشم شوق کو بھی ذرا دیکھ لیجئے	بس آئینہ تو دیکھ چکے پیار ہو چکا
پورا کبھی ہوا بھی ہے اقرار آپکا	سو بار وعدہ کر چکے سو بار ہو چکا
تاب نظارہ چاہیے اسکے جمال کو	آنکھین اگر یہی ہین تو دیدار ہو چکا
کس پر کرے گا جور و جفا تو ہمارے بعد	دلدار تیرا اے مرے دلدار ہو چکا
اس حسن پر فریب سے سبکا ہی ایک حال	اب اختلاف کافر و دیندار ہو چکا
طاقت دل و جگر مین نہ ہے ہاتھ پاؤن مین	سامان اب تو کوچ کا تیار ہو چکا
دیوار ہی گراؤنگا مین سیل اشک سے	سو بار بند روزن دیوار ہو چکا
آئے ہو گھر سے غیر کے مجھپر ہو مہربان	اخلاص ور رکھو بس اب پیار ہو چکا

کبتک سنون دماغ مین طاقت نہین رہی
بس شکر مہربانی اغیار رہ چکا

کس کے آگے اسکی شکایت نہو چکی
آصف تو بے خطا ہی خطاوار ہو چکا

ولہ

وہ بہی کیا دن تہے ہمین غم سی سروکار نہ تہا
دل کو ارمان نہ تہا جان کو آزار نہ تہا

جان دیتا نہ تڑپ کر یہ وہ بیمار نہ تہا
دل پہ جب ہاتھ نہ رکہا تمنے تو آزار نہ تہا

ایلچی کو بہی کوئی قتل کیا کرتا ہے
مین خطاوار نہ تہا قاصد تو خطاوار نہ تہا

وجہ کیا اسکو قلمبند کیا آپنے کیون
یہ تو روداد غم ہجر تہی اظہار نہ تہا

منصفی شرط ہے شایان کرم غیر ہی ہے
مین ترے جور و ستم کے بہی سزاوار نہ تہا

رہگیا کوئی نہ کوئی مرے نکلے ارمان
تیر مین اسکے تہا پیکان تو سوفار نہ تہا

ایک کیا مین ہی تہے ہجر مین نالان تہا فقط
کون ایسا تہا جو وہ جان سے بیزار نہ تہا

کیا عیادت کی توقع ہو ستمگر تجہسے
بچ گیا کوئی تو کہتا ہے یہ بیمار نہ تہا

عرصۂ حشر کے مانند ہی نفسی نفسی
اسکی محفل مین کسیکا بہی کوئی یار نہ تہا

واہ رے شان کریمی ترے صدقے قربان
جس گنہگار کو دیکہا وہ گنہگار نہ تہا

لطف کیا تہا جو اک آزار رہا ایک سپہر
ہم گرفتار تہے جسکے وہ گرفتار نہ تہا

اس نے جب ظلم کیا مجہپہ تو غیرون نے کہا
یہ وفادار کبہی اسکے سزاوار نہ تہا

محفل رقص تہی وہ تیری بہت مہوش تہا
سب ہی بیہوش تہے وان کوئی ہشیار نہ تہا

حسرت شوق ستم کیون ترے دلمین رہی
مین تو حاضر تہا اگر کوئی خطاوار نہ تہا

تو نے افسوس ہے بیگانہ کو اپنا سمجہا
غیر سے رشتہ ترا اے بت عیار نہ تہا

وہ شب وصل بناوٹ سے بگڑنا اسکا
غصہ تہا قہر تہا اخلاص تہا پیار نہ تہا

دور ہی سے وہ مجھے دیکھہ کے فرماتے ہین
تہواسطے کبہی ایسون سے سروکار نہ تہا

مجھکو کیا کوئی پہنسائیگا ازل سے ابتک
دل تو آزاد رہا میرا گرفتار نہ تہا

جنس دل لائے ہم اپنی بغل مین لیے آئے
جاکے بازار کو دیکہا تو خریدار نہ تہا

لیجئے غیر سے دو دن بہی نباہی نہ گئی
آپکے ذہن مین آصف تو وفادار نہ تہا

حرف ذال

تیری ہیکل مین مرصع مین مسلسل تعویذ
دلکو تسخیر کرینگے یہی ہیکل تعویذ

یون تو زیبا سبہی زیور ہین ترے بازو پر
خوشنمائی مین مگر سب سے ہے اول تعویذ

درد سر کا تو نہو شکوہ نصیب اعدا
آپ لکہواتے ہین کیون لیکے یہ صندل تعویذ

غیر کی نکلی وہ تصویر گلے مین اُنکے
ہمنے جانا تہا کہ ہوگا یہ مخمل تعویذ

واسطے دفع نظر کے وہ اگر باندہتے ہین
شوخی حسن سے ہوجاتے ہین ہیکل تعویذ

وہ گئے پہیر کے منہ لکہنے گئے جب اُس پر
قہر کا پہیری رہا آنکہہ سے اوجہل تعویذ

مین نے جانا کہ یہی پارسیہ کا من ہے
اُسکی چوٹی مین جو چمکا تہا زرکل تعویذ

یہ جولستن ہے ترے سینہ پر اے ماہ جمال
ہے خداداد مبارک بہت افضل تعویذ

چشم مشتاق ہے پائے ترے سینہ پہ جگہہ
کاش اس آنکہہ سے ہوجائے مبدل تعویذ

اسقدر ضعف سے کیون اُنکو کیسی گذری
پہر اُترا ترے بازو سے گیا ڈہل تعویذ

ہوگیا آج وہ بیمار تمہارا رخصت
گہولکر جسکو پلاتے رہے تم کل تعویذ

سایۂ فضل خدا آصف دیندار پہ ہے
سحر بیکار رقیبون کا ہے مہمل تعویذ

حرف لام

ہوا چالاک تجہسے بہی سوا دل
چہلاوا شوخ چنچل چلبلا دل

یہ سچ ہے باوفا ہے آپکا دل | بہت ہی بیوفا ہے یہ مرا دل
تری کنہِ حقیقت کو نہ پہونچا | مقدر سے سوا ہے نارسا دل
وہ تھی اور وقتِ صبح لذّت | تڑپکر بھی یہ دیتا ہے مزا دل
بہت دیکھے ہین ہمنے بیوفا بھی | ترا سب سے ہے بڑھکر بیوفا دل
ترستی ہین یہ آنکھین دیکھنے کو | کرون کیا مین تڑپتا ہے مرا دل
یہ بتخانہ کو یا کعبہ کو بیجا سے | عجب میرا بھی دل ہے رہنما دل
سنی تعریف جب اُس غنچہ لب سے | سمٹکر اور غنچہ ہو گیا دل
لئے جاتا ہے پھر اُسکی گلی مین | یہ بے غیرت یہ کیسا بیحیا دل
مین کیا جانون محبت اور الفت | یہ پہلے ہی پہل تجھ سے لگا دل
نہ دے اے سنگدل تو رنج اسکو | مگر تو ظلم توڑیگا مرا دل
ہماری بندگی ہے ایسے دل کو | نہ دے بندے کو ایسا بھی خدا دل
ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا | ارے او بیوفا نا آشنا دل
برائے نام اسکا بھی نشان ہے | دہن ہے آپکا یا ہے مرا دل
خرابِ خستہ ہوکر خوب سنبھلا | محبت مین بگڑکر بنگیا دل
بچانا عشق کی آفت سے مجھکو | مرا اب مانگتا ہے یہ دعا دل
تڑپنے کی جو عادت ہو تو آصف | تسلی سے ہوا تڑپا ہوا دل

ولہ

کہا جب اُس نے کہئے کیا ہوا دل | بس اتنی بات سنکر آگیا دل
ہر اک دلبر کی خاطر چاہئے ایک | کہان سے روز لاؤن مین نیا دل

مرا دلسوز ہے داغ جگر اب
مرا ہمدرد ہے درد آشنا دل

بہت ہی ٹھیک کہنا آپکا ہے
مرا ہی تو ہوا ہے بیوفا دل

ہمارے دشمن جان عاشقی مین
یہی مین ایک آنکھین دوسرا دل

کہین آیا نہ [illegible] کو
تڑپتا ہے جو مرقد مین مرا دل

سبھی کہتے ہین دل کو کعبہ ہے یہ
نہ ڈھا اسکو نہ مٹی مین ملا دل

اگر دل مین نہ دل ڈالون تو کہدے
کہ مین رکھلون کلیجے مین ترا دل

گلی مین [illegible] ہوے
پھر آیا کسقدر ہے بیحیا دل

سما جاتے تم [illegible] سب
کہان سے لاؤن مین اتنا بڑا دل

بہت آنکھون سے کی ہے اشک افشانی
ہزارا بنگیا ہے یہ مرا دل

وہ کہتے ہین کہان ہے کوئی پاؤن
پڑے ہین عاشقون کے جابجا دل

یہ ہے گفتار یا رفتار کیا ہے
تری باتون پہ مرا بس گیا دل

مرا دل ہے نہ کر پامال اسکو
ارے ظالم کلیجے سے لگا دل

کسی پر جان جاتی ہے جب اپنی
خدا حافظ یہ دیتا ہے دعا دل

ہزارون دیکھنے والے ہین اسکے
صفائی سے ہے آئینہ مرا دل

جسے دیتا ہون وہ کہتا ہے آصف
مبارک آپ کو ہو آپکا دل

ولہ

جب اُسکے کام کا نہ مرے کام کا ہو دل
پھر کس مرض کی بار خدایا دوا ہے دل

اُس سنگدل کے جور و جفا پر فدا ہے دل
کمبخت میری جان کے پیچھے پڑا ہے دل

پاس ادب نہ ضبط محبت رہا مجھے
بے اختیار اُن سے کہا آگیا ہے دل

جسطرح ٹوٹ کرنہ جڑے رشتۂ حیات — ایسا ہی اسکا حال ہے جب ٹوٹتا ہے دل
تم دلستان ہو اور دل آزار بھی نہین — تم جانتے ہو دلکو نہین جانتا ہے دل
جس روز سے سنا ہے کہ ہرجائی آپ ہین — اور دن سے بدگمان ہون مرجا بجا ہے دل
پہلے لڑی تھی آنکھہ تری اُسکا ہے تصور — اسپر ہے کیون عتاب مرا اُچٹا ہے دل
بچنا محال اور نکلنا محال ہے — اُس بیوفا کی زلف مین پھنسا ہے دل
اکسیر کی تلاش مین کیون خاک چھانئے — کشتہ کرے جو نفس کو یہ کیمیا ہے دل
کچھہ وسعت زمین و فلک کی نہین بساط — گر حوصلہ ہو دل مین تو سب سے بڑا ہے دل
باہم ہو کیا ملاپ کہ دونون ہین بیقرار — تم شوخ ہو اگر تو بہت چلبلا ہے دل
بدنامیان اسی کی تو ہین اک جہان مین — تم باوفا ہو سچ ہے مرا بیوفا ہے دل
دام وفا بچھا کے گرفتار جو کرے — ایسے سے آنکھہ اٹکی ہے اُس سے پھنسا ہے دل
دلبر چھٹے نہ مجھسے نہ مین اُسسے چھٹ سکون — مین اُسکے پیچھے یہ مرے پیچھے پڑا ہے دل
انجام کیا ہو دیکھیے اس اختلاف کا — سنتا ہون دلکی مین نہ مری مانتا ہے دل
کیسا فراق وصل مین کب چین ہے مجھے — ترچھی ادائین دیکھتے ہی لوٹتا ہے دل
آصف کا امتحان تو کیا مصحفی ہی کو — یہ ہر کسی کا حوصلہ ہر ایک کا ہے دل

حرف نون

وصل مین تلخ بھی دشنام مزا دیتے ہین — کوسنے والون کو ہم اُسسے دعا دیتے ہین
عفو کرنے مین خطائین نہ سزا دیتے ہین — جان عاشق کی یہ ہین وہ تو گھلا دیتے ہین
حال دل کہکے جو ہنستون کو رُلا دیتے ہین — تو ہنسی ہنسکے وہ رو تو انکو ہنسا دیتے ہین
ایسے لوگون مین نہین ہم کہ جو کہین اور کرین — مرد جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین

وہ شہادت کو سمجھتا ہے حیات جاوید — زندگی آپ تو عاشق کی بڑھا دیتے ہین
بسکہ سنکے آواز چلے آتے ہین وہ گھبرا کر — میرے نالے مری قسمت کو جگا دیتے ہین
دل مرا کسنے چرایا ہے بتائین مجھکو — زائچہ کھینچکے جو نام بتا دیتے ہین
ان حسینون سے کوئی خون کا دعوی کر دے — خونبہا دیتے نہین خون بہا دیتے ہین
اُن کو لاؤ مرے گریہ کا کرینگے وہ علاج — بات کرنے مین جو روتون ہنسا دیتے ہین
بیوفا یاد نہین تجھکو وفا کا شیوہ — یاد رکھہ تو کہ یہہ ہم تجھکو سکھا دیتے ہین
آنکھہ ملتے ہی یہ خود ملتے ہین دل ملتا ہے — خوبرو پھر بھی تو دل ملکے دغا دیتے ہین
اُس سے کہتا ہون جو مین تجربۂ آفت شب وصل — قہقہہ مار کے وہ صاف اڑا دیتے ہین
خط پہ خط بھیجین گے کچھہ تو کبھی آئیگا جواب — آج سے ہم بھی یہی تار لگا دیتے ہین
قول ہو بوسہ ہو معشوق تو دیتے مانگے ہی — یہہ وہ دیتا ہے کہان جس نے کہا دیتے ہین
دل لگی یہ بھی شب وصل رہا کرتی تھی — ہم جلا دیتے ہین وہ شمع بجھا دیتے ہین
راز افشا نہ ہو لوگون مین یہ ہے اندیشہ — غیر کے خط کو وہ پڑھتے ہی جلا دیتے ہین
روز ہان ہان کے سوا اور نہین کچھہ بات — دلکو دیتے نہین پر کہکے منا دیتے ہین
دل بیتاب جو پنکھے کی طرح ہلتا ہے — روح کو ہم اس پنکھے سے ہوا دیتے ہین
وہ تو خط پڑھتے نہین ہمکو یہ سوجھی تدبیر — دل کی تصویر لفافے پہ بنا دیتے ہین
ہو کے عاشق مرے مرنیکی مبارکبادی — اُس ستمگر کو مرے اہل عزا دیتے ہین
ہم تو مرتے ہین مگر آہی وفا مین تم کو — یاد رکھنے کے لئے بار دلا دیتے ہین
جان کیونکر تجھے دیدون یہ خدا کا ہی مال — کیا پرائی بھی امانت کو لٹا دیتے ہین
یہ کچھہ احسان ہے دل باندہ کے گرہ چھوڑ دیا — گیسو یار گرہ سے ہمین کیا دیتے ہین

ابھی کم سن ہین وہ مانوس بہت کہیل سے ہین — خط مرا پہاڑ کے وہ پرزے اُڑا دیتے ہین

لب جانان کو چکہائینگے مزا وصل کی شب — ہوتی آئی ہے کہ جہوٹے کو سزا دیتے ہین

چشم بادام دہن پستہ ہے رخسار ہین سیب — ہم ترے وصف مین اک باغ لگا دیتے ہین

وہ گئے دن جو اُسے کوستے تہی آٹھ پہر — اب تو آصف کو وہ جینے کی دعا دیتے ہین

ولہ

تو کرے مجہہ سے پیار کی باتین — ہین یہ پروردگار کی باتین

نہ کرو اعتبار کی باتین — دور رکھو یہ پیار کی باتین

صاف آئینہ ہو گئین ہم پر — ترے دل کے غبار کی باتین

ہم مین مشتاق ہان سنا واعظ — بادہ و بادہ خوار کی باتین

رنج کے ساتہ رنج کا ہے کلام — پیار کے ساتہ پیار کی باتین

غیر بہی نوحہ گر ہے یون مجہہ پر — جیسے ہین سوگوار کی باتین

کیا کہین تجہ بغیر کس سے کہین — دل امیدوار کی باتین

رات جاتی ہے کیجئے موقوف — قصۂ روزگار کی باتین

جبر کیجے کہ لطف دونون مین — آپ کے اختیار کی باتین

کیا گزرتی ہے کس طرح سے سنین — ہائے اہل مزار کی باتین

کہدیا غیر سے تمہارا بہید — لو سنو راز دار کی باتین

جو ہین کنج لحد مین خاک نشین — جوش فصل بہار کی باتین

اُبہرے جوبن نے کر دیا بیچین — کیا کہین ہو نہار کی باتین

رو کے رکتا نہین ہے طفل سرشک — دیکہو اس جا نہار کی باتین

آنکھ سے سب عیان ہے دیکھو تو
چشم مست خمار کی باتین

پاس ہو ہو گئی مگر مین وہی
اس دل جان نثار کی باتین

اے صبا کیا خبر ہے کہہ تو ذرا
میرے اُس شہسوار کی باتین

کان رکھکر کبھی سنو تو سہی
اپنے تم دوستدار کی باتین

دل نہ دیتا اگر تو کیون سنتا
چار کے طعنے چار کی باتین

بیوفا ایک تیری خاطر سے
سن رہا ہون ہزار کی باتین

تجکو رسوا کرین یہ ہین آصف
اس دل بیقرار کی باتین

ولہ

ارمان بہت ہین ترے پیکان بہت ہین
دلمین مرے ہر طرح کے مہمان بہت ہین

تھوڑے بھی تو معشوق کے احسان بہت ہین
دو چار بھی نکلین تو وہ ارمان بہت ہین

عاجز تری آنکھون سے مسلمان بہت ہین
یہ تاکنے یہ لوٹتے ایمان بہت ہین

جھگڑے تو ہزارون ہین مگر بات ہے اتنی
ہم تم سے وفا کرکے پشیمان بہت ہین

اے نامہ بر آئندہ کو اقرار تو ہو جائے
کم سن ہین اگر وہ ابھی نادان بہت ہین

کیون خوش ہو مری حسرت دیدار مٹا کر
مٹنے کے لئے اور بھی ارمان بہت ہین

دل ڈھونڈھ رہا ہے اُنھین اے ناصح مشفق
وہ کام محبت مین جو آسان بہت ہین

مایوس نہو کوئی ذرا نہین خدا سے
ہونے کیلئے غیب سے سامان بہت ہین

یکبار بھی کو نہ گرا اپنی نظر سے
آنکھون مین بھی کہہ لینے کو انسان بہت ہین

قسمت یہ ہماری ہے کہ ارمان نہ نکلے
وہ جان کے ہم سے ہوئی انجان بہت ہین

تم جیسے پریرو یونکا سایہ نہین پڑتا
یارو نہین ہمارے بھی نگہبان بہت ہین

زاہد سے قیامت مین بہی بنے کے نہین پند
اسکے لئے ہر حال مین ہر آن بہت ہین

ہم پیتے ہی کر لین گے ابہی توبہ پہ توبہ
دنیا کے لئے دین کے سامان بہت ہین

دیوانون کو جنت ہے ترا سایۂ دیوار
ہان خاک اُڑانیکو بیابان بہت ہین

وعدہ نہین کرتے ہو کبہی وصل کا ہم سے
کیا پوچہتے ہو دلمین تو ارمان بہت ہین

ٹلنے کے نہین ہم کہ گزرتے مین گمان اور
محفل مین تری عیش کے سامان بہت ہین

دل جتنے شکستہ مین اگر کیجئے گنتی
ٹوٹے ہوے اُنسے ترے پیمان بہت ہین

کیا تونے کسیکا دل آشفتہ پہنسایا
گیسو کے ترے بال پریشان بہت ہین

آتے مین خدا جانے تصور مین وہ کیونکر
دربان وہان اُنکے نگہبان بہت ہین

یون کہینچکے خنجر مجہے قاتل نے پکارا
آ چاہنے والے تجہے ارمان بہت ہین

جانباز ہمین مین کہ ہے جان سے حاضر
یون نام کے ہونیکو تو قربان بہت ہین

ہان دیکہنے والے کو نظر اور پرکہ ہو
انسان جنہین کہئے وہ انسان بہت ہین

دل لیکے کیا مجہسے سلوک آپنے کیا خوب
یون مفت جتانیکو تو احسان بہت ہین

کچہہ اور ہو غم حضرت آصف کی بلا کو
ہان تیری محبت مین پریشان بہت ہین

حرف واو

نبہے کیا تم سے گو تم خوبرو ہو
ستمگر بے مروت تند خو ہو

کہا جب مین نے رنجیدہ عدو ہو
وہ بولے سنتے ہی وہ کیون ہو تو ہو

وہی ہے خوبرو جو نیک خو ہو
وہی ہے پہول جسمین رنگ و بو ہو

ادہر مین ہون اُدہر محشر مین تو ہو
جو ہونی ہو خدا کے روبرو ہو

تجہے دل تنگ مین رکہلون یہ ہے ڈر
اُسی مین جان ہو اس مین ہی تو ہو

گدازِ عشق نے چھوڑا ہی کیا ہے / مژے سے ٹپکے گر دل مین لہو ہو

اُسے کیونکر نہو انداز پر ناز / کسی کی دہوم جب یون چارسو ہو

وفاداری ہے گو عاشق کا شیوہ / کرے کیا کوئی بے پروا جو تو ہو

یہ حسرت ہے تری تیغِ ہلالی / گریبان کی طرح زیبِ گلو ہو

لڑائی کی ہین باتین اُنکی مجہ سے / کہین یہ ختم یارب گفتگو ہو

نقاب اُٹھے جو رخ سے روزِ دیدار / صفِ محشر مین بہی پہر تو ہی تو ہو

کرین بیگانہ سے ہم کیا شکایت / یگانہ ہو کے جب اپنا عدو ہو

ہمارا خون وہ ہے آبرو وار / تری تلوار جس سے سرخرو ہو

نہو اسکے سوا کچھہ بہی تمنا / دلِ بے آرزو کی آرزو ہو

یہ ہے خاکِ درِ بتخانہ زاہد / شکستہ اسکے چہونے سے وضو ہو

رہے ہر دم مین ہر دم یاد تیری / جدہر دیکہون اُدہر بس تو ہی تو ہو

چلے جو سر کے بل اُس رہگذر مین / وہی عاشق سراپا جستجو ہو

بگڑتے ہو بظاہر بات سے تم / یہ بہتر دل ہی دلمین گفتگو ہو

وہ پونچہین اپنے دامن سے جو آنسو / مرے اشکون کی کیسی آبرو ہو

تبرک ہے ہمارا بہی دل پاک / لگائے ہاتہہ وہ جسکو وضو ہو

سمجہہ مین آئے کیونکر بات قاصد / تری اُلجہی ہوئی جب گفتگو ہو

عدو کو بزم مین ہو شربتِ خضر / مرے حق مین مے احمر لہو ہو

مقابل یون ملے جب حسن کی داد / اُدہر یوسف اِدہر بے پردہ تو ہو

بُرا کہتے ہین جو تیرے ستم کو / ہماری اور اُنکی گفتگو ہو

قیامت کی ہے اُسکی ناامیدی
کہ جسکو آرزو کی آرزو ہو

جب اُس سے ہمنے کر لی قطع امید
تو پھر کیون آرزو کیون جستجو ہو

جو ہو تکیہ کرم پر اُس کے اپنا
بر آئے دل کی جو کچھ آرزو ہو

خدا عزت رکھے دونون جہان مین
اور آصف کی ہر اک جا آبرو ہو

ولہ

دل کے عاشق سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو
ابھی کیا تھے ابھی کیا ہوتے ہو انصاف کرو

تم تو ناحق ہی خفا ہوتے ہو انصاف کرو
اور پھر حد سے سوا ہوتے ہو انصاف کرو

مین یہی ڈہونڈنگا تو امید رہیگی کسکو
اب جوان نام خدا ہوتے ہو انصاف کرو

وقت پر کام جو آئین گے یہی آئین گے
دشمن اہل وفا ہوتے ہو انصاف کرو

جان ہم دیتے ہین تم سے ہی وفا کرتے ہین
تم تو غیرون پہ فدا ہوتے ہو انصاف کرو

منصفی شرط ہے مہمان یونہین رہتے ہین
تم تو آتے ہی ہوا ہوتے ہو انصاف کرو

خو گر لطف و عنایت ہون مجھے تاب کہان
مہربان ہو کے خفا ہوتے ہو انصاف کرو

داد عاشق کی نہ دی بادشہ حسن بنے
اور سرگرم جفا ہوتے ہو انصاف کرو

تم تو مل مل کے رقیبون سے جلاتے ہو ہمین
اور پھر ہم سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو

ہے برا شیوۂ بیداد سے رسوا ہونا
سب مین انگشت نما ہوتے ہو انصاف کرو

آج بیداد جو کرتے ہو تو کل کیا ہوگا
منفعل روز جزا ہوتے ہو انصاف کرو

مار رکھتے ہو ذرا آنکھ دکھاتے ہو جسے
دوسری تم تو قضا ہوتے ہو انصاف کرو

یاد بھی ہے کبھی آصف سے ملے تھے کہ نہین
آج پابند حیا ہوتے ہو انصاف کرو

حرف یائے تحتانی

مچی ہے دہوم زمانہ مین جا بجا اسکی
بندہی ہے دہاک ترے حسن کی ہوا اسکی

وہ حور وش ہی تو مسجد مین تہا خدا جانے
نماز کس نے ادا کی ہوی قضا اسکی

نکر کسی سے محبت یہ ہم نہ کہتے تہے
دل فریفتہ سنتا ہے تو بہلا اسکی

قصور تہا مری آنکہون کا دل نے پائی سزا
ہوی ہے عشق مین یہ کیسے سر بلا اسکی

مزا جدا ہو تمہین جب تمہین سے کچہہ نہوا
مریض عشق کو راس آئیگی دوا اسکی

ہزار رنگ سے نیرنگ ہین زمانے مین
ہوی ہے شعبدہ گر چشم فتنہ زا اسکی

فلک بہی گو ہے ستمگر مگر نہین تجہسا
یہ دیکہہ کم ہے جفا اسکی ہے سوا اسکی

لڑی نظر سے نظر میری آپ کی لیکن
ثبوت کیجئے ہے بیشتر خطا اسکی

تمہین بہی اسکی خبر ہے وہ کون ہے ایسا
بندہی ہوئی ہے زمانہ مین یہ ہوا اسکی

کہین نکرنے سے چہپتا ہے عیب دنیا مین
رقیب پر کہو اب جان ہے فدا اسکی

غضب تنے ہوئے ابرو کہنچی ہوئی تلوار
برے مین طور ترے آئی ہے قضا اسکی

عدو بہی میری طرح ملتجی رہا شب قدر
وہان قبول ہوئی دیکہئے دعا اسکی

یہ امتحان تو دیکہو وہ مجہسے پوچہتے ہین
پسند ہے تمہین اس شہر مین ادا اسکی

کبہی لحاظ ہے دلکو کبہی ہے یہ گستاخ
سمائی اسمین شرارت بہری حیا اسکی

ہوئے ہین دیدہ و دل دونون آلہ و شیدا
یہ کیا خبر ہے کہ اچہی ہوا تہا اسکی

نہ جان کا ہے بہروسہ نہ عمر رفتہ کا
یہ بیوفا ہوئی کسکی وہ آشنا اسکی

مئے طہور کے اوصاف سن لئے واعظ
لگی ہے رٹ تجہے اے بندۂ خدا اسکی

خبر بہی ہے تمہین یا بیخبر ہو تم اس سے
خبر جو پہنچتی ہے ہمکو ذرا ذرا اسکی

ستم بھی آپ کریں اور آپ ہی پوچھیں
زبان زبان پہ شکایت ہے برملا کسکی
جو کامیاب نہو کوئی یہ نصیب اُسکا
نہیں قبول کی آصف نے التجا کسکی

ولہ

اگر ہو امتحاں کہیں نگاہ یار کیسی ہے
نہیں معلوم وہ کستی ہوئی تلوار کیسی ہے
مجھے کس وہم میں ڈالا ہے یہ گفتار کیسی ہے
لبوں پہ مسکراہٹ سی ہم گفتار کیسی ہے
تمہاری نرگس بیمار بھی بیمار کیسی ہے
کہ یہہ بیمار ہوکر پھر غضب آزار کیسی ہے
چرانے میں جو اپنی جان اے قاتل وہ کیا جانیں
تری کھنچتی چمکتی کاٹتی تلوار کیسی ہے
نہیں جانے اگر تصویر ہی کھنچوا کے منگوالو
یہہ تم کیا جانو شکل عاشق بیمار کیسی ہے
لئے میں رو ہی مجھسے ملنے آ اسپر کیوں بگڑتی ہو
یہہ دیکھو سرخ ہوکر زینت رخسار کیسی ہے
پکڑتی ہے زمیں ہر قدم کو جبیں قاتل کے
یہ کیوں مشتاق ایسی ہے مری رفتار کیسی ہے
ہمارا خانۂ دل دیکھکر وہ سخت گھبرائے
کہ یہہ تعمیر بے سقف و در و دیوار کیسی ہے
مجھی سے چاہتے ہیں وہ ادا اسکی وہ یہ فرماکر
کہو انصاف سے تم صحبت اغیار کیسی ہے
ستم کرتے ہیں وہ مجھپر دعا دیتا ہوں میں انکو
کوئی دل سے تو پوچھے یہ جفائے یار کیسی ہے
کوئی جب خواب میں آتا ہے کھلجاتی ہے آنکھہ کی
اجی صاحب تمہاری نیند بھی ہشیار کیسی ہے
نہ کیونکر آبلے سے سرفرازی دلکو حاصل ہو
ملی یہہ عشق کی سرکار سے دستار کیسی ہے
ہوا بھی ہم اسیروں تک نہیں آتی جو یہ پوچھیں
فضائے باغ کیسی نکہت گلزار کیسی ہے
نزاکت کے بہانے سے تو مجھ تک آ نہیں سکتے
مری آنکھوں میں تم پھرتے ہو یہ رفتار کیسی ہے
گری پڑتی ہیں ٹھوکریں کھاتی ہیں فریادیں
یہ راہ عالم بالا بھی ناہموار کیسی ہے
وہ جانے دل لگی کا حال جس نے دل لگایا ہو
یہی آسان کیسی ہے یہی دشوار کیسی ہے

خدا پر چھوڑ بیٹھے چارہ گر بھی دوست بھی سکو
ذرا چلکر تو دیکھو حالت بیمار کیسی ہے

ترے طعنون سے اے ظالم کلیجہ ہوگیا چھلنی
ہوئی ہے تیر ہر اک بات یہ گفتار کیسی ہے

نہین ملتے نہ ملئے ہمسے بھی غمزے نہین اٹھتے
یہ حجت روز کی کیسی ہے یہ تکرار کیسی ہے

کمر مین تونے باندھی ہے کمر مین چاہئے رہنا
تری تلوار پھر میرے گلے کی ہار کیسی ہے

خدا نے عقل دی ہے اور کو بھی تو تو اے ناصح
نہین سنتا کسی کی یہہ خدا کی مار کیسی ہے

مخاطب غیر سے ہین بزم مین اس سے مین خوش ہون
مری آنکھون کو حاصل فرصت دیدار کیسی ہے

سر شوریدہ سے سد سکندر توڑ ڈالین ہم
جہان روزن بھی ہے دشوار وہ دیوار کیسی ہے

بہت لڑتی تھی پہلے عاشق ناشاد سے ہر دم
وہی اب آنکھ اسکی شکل سے بیزار کیسی ہے

وہ کہتے ہین ہماری ہی صفت مین غزل جب ہو
کہون کیا مین کہ یہہ پابندی اشعار کیسی ہے

اسے آصف کا غم ہے اور آصف کو یہ بیتابی
ہر اک سے پوچھتا ہے حالت غمخوار کیسی ہے

ولہ

کیا منہ ہے کوئی باتین بنائے مرے آگے
دعوی ہو جو دشمن تو آئے مرے آگے

فتنے تری نظرون نے اٹھائے مرے آگے
جادو تری آنکھون نے جگائے مرے آگے

کرنی جو پڑی انکو رقیبون کی حمایت
کہتے ہین بڑے بول سب آئے مرے آگے

بے پردہ کیا حور کی تعریف نے اُن کو
جھنجلا کے وہ باہر نکل آئے مرے آگے

وہ کہنے لگے دیکھکے پروانے کا جلنا
جلتے کو کوئی اور جلائے مرے آگے

محفل مین جلانے کو مجھے ہائے وہ ضد سے
پہلو مین رقیبون کو بٹھائے مرے آگے

جاتا ہون عدم کو وہ عیادت کو نہ آئے
اتنی بھی نہ تکلیف اٹھائے مرے آگے

اُس منزل دشوار مین تقدیر نے ڈالا
رہبر بھی جہان ٹھوکرین کھائے مرے آگے

ہے نکہت گل مجکو قفس مین بہی غنیمت
یارب یہ بہار آکے نہ جائے مرے آگے

وہ بات نہ کرتے تہے جو کی بات تو یہہ کی
غیرون کے بہت عیب چہپائے مرے آگے

اندیشہ تہا اُنکو کہ نہ آنکہون مین سما جاؤن
منہ کہولے نہ محفل مین وہ آئے مرے آگے

جاتے تہے وہ کل چہپکے سر شام جو پوچہا
مین کیا کہون کیا فقرے بنائے مرے آگے

عاشق کو کیا قتل یہ احسان جتا کر
دنیا مین مصیبت اُٹہائے مرے آگے

بلبل کی کہان ایسی گل افشانی تقریر
باتون کے چمن اُس نے لگائے مرے آگے

بہر آئے جو دل عاشق مضطر کا کرے کیا
تم کہتے ہو آنسو نہ بہائے مرے آگے

روٹہے کا منانا مجہے آجائے جو کوئی
روٹہے ہوے اس دل کو منائے مرے آگے

اُس بزم مین لیجا نہ مجہے اے دل مضطر
کیا ہو جو وہ کہدے یہ نہ آئے مرے آگے

دنیا کا جو ہے قافلہ رکہتا ہے کب ضعف
جائے کوئی پیچہے کوئی جائے مرے آگے

ولہ

کب مرے دلپہ کارگر نہ ہوئی
وہ تو برچہی ہوئی نظر نہ ہوئی

غیر کو کاوش جگر نہ ہوئی
یہ ادہر کی بلا اُدہر نہ ہوئی

نازنین کو کہان ہے تاب نگاہ
خواب مین کیا اُسے نظر نہ ہوئی

مہربانی تری اس الفت پر
جتنی ہوتی تہی اُسقدر نہ ہوئی

تیری فرقت مین رونے والونکی
آستین کب لہو مین تر نہوئی

مین نے جب کچہہ کہا زبانی حال
تیری تسکین پیامبر نہ ہوئی

کب ترا غیر پر نہ دل آیا
کب تری پیار کی نظر نہ ہوئی

غیر اُس بزم نازمین پہنچے
خیر گذری مجہے خبر نہ ہوئی

تجکو دل دیکے اپنی رسوائی
وہ ہوئی اب جو عمر بہر نہ ہوئی

یہ شب وصل انکو حسرت ہے
شام ہوتے ہی کیون سحر نہ ہوئی

ہم بہی جیتی ہوئی کہے ہی گئے
کب سزا بات بات پر نہ ہوئی

پہر کہان جائین گے اگہی ہم
خلد مین بہی اگر بسر نہ ہوئی

ہم نے میدان عشق جیت لیا
فتح غیرون کے نام پر نہ ہوئی

دردسر کا نہین بہانہ ہوا
داستان اپنی مختصر نہ ہوئی

دیکہیے دیکہیے پہری آنکہہ
ہوتی ہوتی ادہر نظر نہ ہوئی

پاس ہوتی تو سب خلش مٹتی
نہوئی عشق مین مگر نہ ہوئی

مرگئے فراق مین ہم
نہ ہوئی انکو کچہہ خبر نہ ہوئی

شب کا وعدہ وہ کرکے کہتے ہین
رات دو چار دن اگر نہ ہوئی

سامنے ہی رہی تصور مین
آنکہہ اوجہل تری نظر نہ ہوئی

شاخ گل کی بہی دیکہہ لی جنبش
وہ لچکتی ہوئی کمر نہ ہوئی

مین جو رویا تو کیا گناہ ہوا
دامن تر سے چشم تر نہ ہوئی

شکوۂ ہجر سنکے اسنے کہا
تجہکو اسد نظر نہ ہوئی

کب نظر تری اثر نہ ہوا
کب تری آنکہہ فتنہ گر نہ ہوئی

دوہری تلوارین باندہ لین تمنے
یہ تو معشوق کی کمر نہ ہوئی

کب ہوا حشر کب تمام ہوا
مجہے محشر کی کچہہ خبر نہ ہوئی

بتکدہ مین جو دیکہی ہے صورت
وہ بہلے کو خدا کے گہر نہ ہوئی

صلح کی کچہہ امید ہے باہم
آج آصف سے پہر اگر نہ ہوئی

ولہ

لیتے ہین ہنس کے میرا نام اُٹھتے بیٹھتے — پیار سے دیتے ہین وہ دشنام اُٹھتے بیٹھتے
غیر کی تعریف میرا شکوہ اپنی خوبیان — وہ بیان کرتے ہین صبح و شام اُٹھتے بیٹھتے
سامنے آ ایک اسے ظالم کہ گذری دوپہر — مجکو بیتابی سے زیر بام اُٹھتے بیٹھتے
چھیڑتے ہنس ہنسکے مین عشاق کو روتا ہوا — دیکھکر معشوق گل اندام اُٹھتے بیٹھتے
میرے کہنے پر عمل کرتے تھے وہ دن اور ہے — اب تو ہے ہر بات پر الزام اُٹھتے بیٹھتے
سنکے قاصد سے رقیبون کے سنانیکے لئے — یاد کرتے ہین مرا پیغام اُٹھتے بیٹھتے
ہو چکی تعظیم غیرون کی کرو محفل تمام — شب تو گذری پھر خاص و عام اُٹھتے بیٹھتے
ضعف مین کن مشکلون سے طے ہوئی ہے راہ شوق — پہونچے ہین منزل پہ ہر ہر گام اُٹھتے بیٹھتے
ہمکو کیا مطلب کہ سب اغیار محفل کو تری — دیتے ہین آزار سے انجام اُٹھتے بیٹھتے
میکدہ مین مدرسہ کی قید اے زاہد نہین — بے تکلف سب ہین مے آشام اُٹھتے بیٹھتے
دل کے چھالون کی دکھاؤن سیر کیا مثل حباب — یہ نہین ہین اے بت گلفام اُٹھتے بیٹھتے
اٹھو آ صورت کہا جا گرتے پڑتے ضعف سے — ہم بھی آ بیٹھے ہین زیر بام اُٹھتے بیٹھتے
عاشقون کا قتل انکو کھیل ہے مشکل نہین — وہ تو کر لیتے ہین ایسے کام اُٹھتے بیٹھتے
دل ہی جب بیچین ہو آصف تو کیا کوئی کرے — چلتے پھرتے ہے نہ ہے آرام اُٹھتے بیٹھتے

ولہ

انداز شوخ شوخ جو ملتے ہین یار کے — اب ناز دیکھے کوئی دل بیقرار کے
نکلی ہے جان عشق مین اُس گلعذار کے — عشاق پھول لیتے ہین میرے مزار کے
وعدہ کا انتظار کہانتک کرے کوئی — ناچار ہم بھی بیٹھ رہے دل کو مار کے

دل مین ہمارے ایک صنم پردہ دار ہے — آئے خیال غیر تو پردہ پکار کے

رفتار اُسکی کیون نہ قیامت بپا کرے — فتنے قدم سے اُٹھتے ہین اُس شہسوار کے

بیٹھے شب وصال ہو چُپ چُپ الگ الگ — جب دل کھلے تو لطف ہون بوس و کنار کے

بیتاب دل کے ہاتھ سے ہے میری لاش بھی — اندر مزار کے کبھی باہر مزار کے

یہ تو شب وصال ہے ماتم کا دن نہین — کیون سادگی سے آئے ہو زیور اُتار کے

اُسکی نشیلی آنکھون سے ایمان کیا بچے — دشمن یہ دونون مست ہین پرہیزگار کے

چوری کی بات تھی جو پکارا رقیب کو — شرما رہے ہین سامنے میرے پکار کے

سرکار عشق کو ہے اب آزادگی پسند — قیدی نہ چھوٹ جائین کہین زلف یار کے

گلشن کے داغ پاس مرے دل مین رہ گئے — یہ ہین نشان لٹی ہوی فصل بہار کے

یہ دل نہین ہے زلف بگڑ کر جو پھر بنے — اسکو کہین بگاڑ نہ دینا سنوار کے

بس امتحان غیر تو اب ہو چکا تمام — اُمیدوار ہم بھی تو ہین ایک وار کے

زاہد کو ناز زہد پہ رندون کا ہے یہ قول — بندے گناہگار ہین پروردگار کے

سچ ہے نہین کسیکا کوئی ہائے بیکسی — جاتے ہین یار قبر کے اندر اُتار کے

دونون طرف ہے بحر محبت مین ایک حال — بے صبر وار کے ہین تو بیہوش یار کے

بندون پہ اپنے شان کریمی سے رحم ہے — کیا فیض و فضل ہین مرے پروردگار کے

جب تک ہے منہ مین بات تو اخفائے راز ہے — وہ بات کیا چھپے جو پڑے منہ ہزار کے

انصاف کر تو خاک پہ کسکی ہے اے صبا — پیچھے پڑی ہے کیون مرے مشت غبار کے

آصف سے ہم نے پوچھا جو مذہب تو یہ کہا
ہم ہین غلام پنجتن و چار یار کے

ولہ

یہ دل آشنا اور نا آشنا ہے — بھلوں سے بھلا ہے بُروں سے بُرا ہے
قیامت کی چتون غضب کی ادا ہے — بچائے خدا چشم بد سے دعا ہے
شکایت نہین تو اگر بیوفا ہے — یہ قسمت ہے میری اُسی کا گلا ہے
نہین ہے اگر تو ہمارا تو کیا ہے — زمانے مین کوئی کسی کا ہوا ہے
پیو بھی پلاؤ بھی اسکا مزا ہے — یہ شیشہ بھرا ہے یہ ساغر دھرا ہے
رہے یا نہین کوئی کس کام کا ہے — سلامت رہو تم یہ میری دعا ہے
کرین بتکدہ سے عبث قصد کعبہ — یہان بھی خدا ہے وہان بھی خدا ہے
مزا ہے یہی بات مین بات نکلے — ادا سے ادا جب نہو پھر تو کیا ہے
نشانہ بنے دیکھیے کونسا دل — یہ تیر دعا ہے وہ تیر ادا ہے
گیا دل تو جائیگی جان حزین بھی — محبت کا آخر کو پھل کیا ملا ہے
یہ کافر حسین ایک جا جمع ہونگے — جہنم مین بھی اک طرح کا مزا ہے
نہ لکھنا اُسے خط مین کیا جانتا تھا — مرا مدعی یہ مرا مدعا ہے
شب وصل مین ڈر کے ہر بار مجھسے — وہ پوچھا کئے صبح تک کیا بجا ہے
جفا کرکے تمنے وفا کی تو کیا کی — وہ دل ہی نہین مجھ مین اُسکا رہا ہے
نہ اترا و بس بس خدا سے ڈرو بھی — اگر اچھے ہو تم تو برون کا خدا ہے
ترے توڑنے سے نہ ٹوٹیگا ہرگز — مرا دل بھی کیا تیرا عہد وفا ہے
کہان جائے انسان انسے نکل کر — زمین فتنہ گر ہے فلک فتنہ زا ہے
شب وصل کس طرح طے ہو یہ جھگڑا — نہ تم مانتے ہو نہ دل مانتا ہے

کبھو پھر تو گھبرا کے ذکر عدو پر — نہیں ہم تو واقف خدا جانتا ہے
نہ ہونا کبھی مائل زلف یہ دل — اُسی کے رہے سر پہ جسکی بلا ہے
بجز میرے اوروں نے علت نہ کبھو — مرا دعا سے تو یہ مدعا ہے
تمہارا ہی میں ہوں خطاوار عاشق — زمانہ کبھو مجھ سے پھر کیوں خفا ہے
ستایش میں ہے ایک لطف تبسم — شکایت میں سو طرح کا مزا ہے
بہت دور ہے منزل اوس ایدل — جو یہہ طے ہوئی پھر خدا ہی خدا ہے
یہ پوچھا کسی نے جو عاشق سے اُنکے — ترا حال اب کیا سے کیا ہو گیا ہے
کہا اُس نے میری مصیبت نہ پوچھو — سراپا کا میرے یہ نقشہ بنا ہے
یہ سر تھا کبھی زانوے دلربا پر — یہی زانوے فکر پر اب جھکا ہے
کبھی یہ جبین رشک ماہ مبین تھی — یہی خاک میں صورت نقش پا ہے
کشیدہ کمان کی طرح تھا جو ابرو — وہ اب جوڑ ٹوٹی ہوئی تیغ کا ہے
وہ آنکھیں جو تھیں محو دیدار ہر دم — انہیں اک قیامت کا اب سامنا ہے
وہ بینی جو تھی محو خوشبوے الفت — وہ مدت سے محروم بوے وفا ہے
وہ لب غنچہ لب جسکو دیتے تھے بوسے — لب خم کی طرح اب بدنما ہے
وہ گوش طربناک لبریز نغمہ — شکایت ملامت ہی اب سن رہا ہے
وہ گردن پڑے دست محبوب جسمین — گریبان اُسے طوق اب ہو رہا ہے
وہ گلرنگ رخ جسکے بلبل تھے گلرو — خزان دیدہ پھولوں سے مرجھا گیا ہے
وہ سینہ جو عشرت کدہ تھا ہمیشہ — اُسے دیکھیے اب تو ماتم سرا ہے
بھرا جو حسینوں کے سینوں پہ پرسوں — اُسی ہاتھ سے اب تو سر پیٹتا ہے

کبھی پاؤن چلتے تھے راہ طلب مین
اُنھین یاس نے اب شکستہ کیا ہے

یہ دل رنج و غم سے تھا آزاد کیسا
یہی اب گرفتار دام بلا ہے

کوئی بیوفاؤن کے دم مین نہ آئے
محبت جو کی تھی یہ اُسکی سزا ہے

مرے حال بد پر کرم کرنے والا
خدا ہے خدا ہے خدا ہے خدا ہے

ہمارے بھی ہے امتحان پیش آصف
لگانا ہی دل کا سراسر خطا ہے

ولہ

کجی پر ارے دل گمراہ تو ہے
مرا دشمن مرا بدخواہ تو ہے

نظر آتا نہیں شب کو سیدن
کرین کیا ہم چو رشک ماہ تو ہے

فلک کو دیکھکر کوئے بتان سے
اُٹھے یہ کہکے ہم اللہ تو ہے

کہا جب اُن سے عاشق اور بھی ہین
قسم کھا کر کہا واللہ تو ہے

تصور غیر کا مین نے کیا جب
کہان جاتا کہ سد راہ تو ہے

مرا راز محبت ہوئے افشا
خدایا اس سے بس آگاہ تو ہے

رقیبون کا جلائے دل تو جانین
کہان برق بلائے آہ تو ہے

دل اپنا دیدیا اُس بت کو مین نے
مرا یاور مرے اللہ تو ہے

پڑا پھرتا ہے کوچہ مین اُسی کے
ارے او دل بڑا گمراہ تو ہے

نہ پایا دل کے گوشہ مین کوئی اور
فقط اک زیب خلوتگاہ تو ہے

اثر دیکھا ترا اے عشق ہم نے
ارے ظالم بڑا جانکاہ تو ہے

کہا جب بیوفا غیرون کو مین نے
چٹخکر بولے وہ واللہ تو ہے

ترے در کا گدا یا پیر مین ہون
شہنشاہون کا شاہنشاہ تو ہے

ادا سے ناز سے پاس آکے اُسنے — کہا آصف سے آصف جاہ تو ہے

ولہ

پہر رہی ہے سارے عالم مین دہائی آپکی — یہ خدائی ہے خدائی یا خدائی آپ کی
مار ڈالیگی ہمین یہ کج ادائی آپ کی — بیوفائی بیرخی بے اعتنائی آپکی
راست بازو نپر ہے روشن کج ادائی آپکی — ہے وفادارو نپہ ظاہر بیوفائی آپکی
دیدۂ پرخون کو میرے دیکھکر کہتے ہین وہ — ہے یہ بیماری کی سرخی آنکھ آئی آپکی
خوب پہل پایا ہے ملکر لیا آگے کو عہد — کیا ملائیگی خدا سے آشنائی آپکی
جو پہنسائیگا کسیکو آپ بہی پہنس جائیگا — ہو چکی پہندے سے میرے اب رہائی آپکی
بال تہے اُلجہے ہوے شانہ کیا ہے دیر تک — مین دبا دون دکہہ گئی ہوگی کلائی آپکی
چہیڑ کا اسمین مزا شکوے کا اسمین لطف ہے — صلح سے بہتر سمجہتا ہون لڑائی آپکی
جب تلون ہے طبیعت مین تو یکسان ہوگئی — آشنائی آپکی نا آشنائی آپ کی
کیا سکہائے گی قیامت آپکو فتنونکی چال — ابتدا سے یہ تو ہے سب کچہہ سکہائی آپکی
دلمین ہم جلتے ہین سنکر کچہہ اتنا بس نہین — لوگ کرتے ہین بُرائی پر بُرائی آپکی
پہر ہوے برہم یہ غصہ مجہپہ کیون ہے اسقدر — ہوگئی تہی وصل مین مجہسے صفائی آپکی
داورِ محشر کے آگے آپکا شکوہ کیا — حسب عادت پہر قسم بہی ہمنے کہائی آپکی
اپنے عاشق کو ستانا اسقدر اچہا نہین — بیٹہہ جائیگی مرے دلمین برائی آپکی
آپکی صورت جو دیکہینگے تو بہر آئیگا دل — یاد آئیگی قیامت مین جدائی آپکی
جانتے تہے جلکے ہونگے بزم دشمن مین سبک — کیا کرین ہمکو محبت کہینچ لائی آپکی
ہے تجلی نور کی لاکہون حجابون سے عیان — پردے پردے مین ہے کیا کیا خودنمائی آپکی

اپنی آنکھونکی بلائین یون کہ شب کو خواب مین — خوب بے پردہ مجھے صورت دکھائی آپکی
رنج فرقت مین جو مرکر جئیے تو کیا جئیے — خاک مین ہمکو ملائیگی جدائی آپکی
روز محشر پرسش اعمال ہوگی جب مری — یا نہی رونگا دہائی پڑ رہا ہی آپکی
عاشق و معشوق کے لب پر ہوی ہی داستان — یہ وفاداری ہماری بیوفائی آپکی
سیر گلشن کیا کہون کیا باعث فرحت ہوی — پہول کو سونگہا تو خوشبو مجھکو آئی آپکی
غیر کو بہیجا تہا چہلا خط کے اندر ڈالکر — وہ نشانی لیجئے میرے ہاتہہ آئی آپکی
بدگمانی دیکہنا دیکہی جو میری آہ سرد — پوچہتے ہین وہ لگی کسنے بجہائی آپکی
کسطرح راضی ہوے کیا اُسنے جادو کر دیا — شب کو آصف سے ہوی کیونکر صفائی آپکی

ولہ

نہ دل مین صبر نہ دل مین قرار باقی ہے — کسیکی یاد فقط یادگار باقی ہے
تری بہار جو ابر بہار باقی ہے — ابہی سر و رمے خوشگوار باقی ہے
حجاب وصل مین بہی اسے نگار باقی ہے — نگہ نگہ کو مرے انتظار باقی ہے
لگا کے تیر مرے دلپہ تو جگر کو نہ چہوڑ — شکار دہ تو ہوا یہ شکار باقی ہے
مٹا سکیگا مجہے خاک چرخ کج رفتار — نہین مزار تو مشت غبار باقی ہے
نکالیو دل شیدا وصال مین ارمان — ابہی تو حسن کی کچہہ کچہہ بہار باقی ہے
کرا بہی وعدہ خلافی سے عہد اے ظالم — کہ کچہہ یونہین سا ترا اعتبار باقی ہے
جوان ہوگئے تجہے گرچہ آئی شرم و حیا — و کم سنی کی شرارت تو یار باقی ہے
وہ کس غرور سے کہتے ہین شباب کے بعد — یونہین رہیگی یہ جتنی بہار باقی ہے
خدا کے آگے بہی کہدونگا مین تو روز جزا — کہ دل مین آرزوے وصل یار باقی ہے

ہزار بار نکالو جو دل کی تم ارمان
یہ بار بار کہون لاکھہ بار باقی ہے

تمہا منصور مرا اسکو کردیا ثابت
تمہارے دل مین ابھی تک غبار باقی ہے

شب وصال وہ گھبرا کے صبح تک مجھہ سے
یہ پوچھتے ہی رہے کوئی پیار باقی ہے

ہزار گن کے جو مین تھم گیا تھکی ہے زبان
بہت سا تیرے ستم کا شمار باقی ہے

تمھین رقیب کا جسطرح انتظار رہا
تمہارا ہمکو بھی یون انتظار باقی ہے

ترا جو سینہ ہے آئینہ مین بھی تو دیکھون
نہین ہے یا ترے دل مین غبار باقی ہے

نکل گئی مرے دل سے تری نظر کی پھانس
عدو کے رشک کا کمبخت خار باقی ہے

مٹے بلا سے مٹے ہم مگر جفا تو کرو
ابھی مزار کا سنگ مزار باقی ہے

تمہارے ڈھنگ تو سارے مین بیوفائی کے
یوہین سا وعدۂ ناپائدار باقی ہے

مٹے مٹے نظر آتی ہین داغ دل اکثر
لٹی لٹی مرے دل کی بہار باقی ہے

نکالین تونے زمانے کی حسرتین کیا کیا
فقط ابھی دل امیدوار باقی ہے

ہماری قبر پر اسکو چڑھا دے اے گلرو
ترے گلے مین جو پھولون کا ہار باقی ہے

نشان اہل نشان ہوگئے بہت معدوم
ظہور قدرت پروردگار باقی ہے

قد اسکا سرو ہے پستان انار سیب زنخ
بہار پر ہے وہ جوبن بہار باقی ہے

پلادے ساغر مے ساقیا نہ دیر لگا
چمن مین جوش گل و برگ و بار باقی ہے

کوئی رہا نہین ارمان نزع مین مجھکو
جو ہے تو حسرت دیدار یار باقی ہے

بجا ہے قدر کرو جسقدر مرے دل کی
کہ عاشقون مین یہی یادگار باقی ہے

اٹھائے رنج کہان تک آصف غمگین
کہ مجھہ مین کیا مرے پروردگار باقی ہے

ولہ

اب آشنا ہوئے ہین تمہارے نئے نئے — پھرتے ہین لوگ تکو پکارے نئے نئے

انسان ہے کہ حور و پری ہے یہ کون ہے — چلمن سے ہو رہے ہین اشارے نئے نئے

پہلے ہماری چاہ سے یہ بات تھی کہان — ہین رنگ ڈھنگ اب تری پیارے نئے نئے

بستر پر اُنکے دیکھے ستارے جڑے ہوئے — دن کو نظر یہ آئے ہین تارے نئے نئے

مہجور و دلفگار و پریشان بدنصیب — رکھے گئے خطاب ہمارے نئے نئے

گر ایک ہے عدم تو قیامت ہے دوسرا — دریائے عشق کے ہین کنارے نئے نئے

وہ التفات ہے نہ وہ مین مہربانیان — بدلے ہین طور آپکے سارے نئے نئے

تصویر داغ دل کی ہے زخم جگر کی بھی — تجھ کو نذر گذارے نئے نئے

اُن کو ملے رقیب تو معشوق ہمکو بھی — اُن سے نئے نئے ہین ہمارے نئے نئے

دیکھے بہت سے زہرہ جبین اور مہ جمال — چمکے زمین پر بھی ستارے نئے نئے

چاہت مین ہے نیون کی پرانونکا اب مزا — ہوتے نہین ہین یان کرارے نئے نئے

ہمسے چھٹے تو پھر نہین ملنے کا کوئی بھی — تم ڈھونڈتے پھروگے سہارے نئے نئے

جانے دو اگلی باتون کو جو کچھ ہوا ہوا — پھر عہد ہون ہمارے تمہارے نئے نئے

بھڑکی جو دل کی آگ پتنگے بنے ہین شک — آنکھون سے یہ دکھائے شرارے نئے نئے

ہمکو بلانہ خانۂ دل کا سا ایک بھی — نقشے مکان مکان کے اتارے نئے نئے

آصف نے غیر کا جو کیا شکوہ یہ کہا — معشوق کیا نہین ہین تمہارے نئے نئے

ولہ

ٹھہرے ہوئے ہین جب سے کسی گلعذار کے — پچھن سے جھڑ گئے ہین عروس بہار کے

حسن و جمال تیرے مین کیا کیا بہار کے — دیتے ہین جان عاشق جانباز وار کے

صدمے بیان کیا ہون شب انتظار کے — سو بار چپ ہوا ہون اجل کو پکار کے

جلتا ہوا ہے پنجۂ مژگان اشکبار — لتے سلے ہین دامن ابر بہار کے

یہ قول وصل کا ہے نہ ٹوٹے خدا کرے — جاتے ہو میرے ہاتہہ پہ تم ہاتہہ مار کے

چکر مین مجھکو ڈال دیا عشق غیر نے — یہ تہکنڈے ہین گردش لیل و نہار کے

یہ عرصہ گاہ حشر ہے محفل نہین تری — اغیار رے تو جائین تجھے اب بہار کے

کچھہ تم نگاہ مہر و عنایت اگر کرو — کچھہ حوصلے بڑہین دل امیدوار کے

میرے دل و جگر سے کوئی پوچھلے ذرا — کیا کیا مزے ہین وصل مین اس گلعذار کے

کس عارف خدا کا گذر اسپہ ہو گیا — قربان شیخ و شاب ہین میرے مزار کے

اس خوش گلو کی ہے وہ سریلی صدا کچھہ اور — نغمے ہزار بار سنے ہین ہزار کے

آنکھون مین ہے سرور نہ مستانہ ہی ادا — پالے پڑے ہو کیا کسی پرہیزگار کے

مجبور کر دیا ہے محبت نے کیا کرین — دل اختیار کا ہے نہ تم اختیار کے

اس حسن پر دو چند ہوا حسن اور بہی — ابہرے ہوے ہین گال جو اس نو بہار کے

انگڑائیان خمار کی لیتے ہو صبح سے — ہتّے چڑہے تہے رات کو کس بادہ خوار کے

ایسی ہے تیری اٹہتی جوانی کی دہوم دہام — جوش و خروش جیسے ہون آتی بہار کے

قطرے شراب سرخ کے یاد آگئے مجھے — توبہ کے بعد دیکھکے دانے انار کے

دیکھا چڑہے چڑہے ہوے جوبن کی داد کون — پچتاؤگے بہت مجھے دل سے اتار کے

ٹہنڈی ہوا ہے مے ہے بسنت گل ہی یا — پہر اسپہ لطف بارش ابر بہار کے

کس سے کہون مین حال کہ بس جو اس عشق سے — کیسے ہین رنگ ڈہنگ دل بیقرار کے

پہونچائے ہمکو دیکھئے عمر رواں کہاں
قابو مین یہ سمند نہین ہے سوار کے

آصف کے حال پر بہی توجہ احسان ہون کبہی
اخلاص کے وفا کے محبت کے پیار کے

ولہ

سامنے وہ بے نقاب دیکھئے کبتک رہے
دیکھنے والون کو تاب دیکھئے کبتک رہے

تشنہ مے ساقیا ہم بہی ہین جلدی پلا
بزم شراب کباب دیکھئے کبتک رہے

حشر کا دن ہے بڑا حال غم اس سے ہوا
مجھسے سوال و جواب دیکھئے کبتک رہے

ہجر کا دن یا خدا حشر کا دن ہو گیا
پیش نظر آفتاب دیکھئے کبتک رہے

رات تڑپتے کٹی چین نہین دن کو بہی
دل کو مرے اضطراب دیکھئے کبتک رہے

سوتے ہین وہ وصل مین ڈر ہے کہ کچھ کہہ نہین
چشم ہے وا نیم خواب دیکھئے کبتک رہے

مٹ گئین جو صورتین کیا کہین کس سے کہین
چرخ کا یہ انقلاب دیکھئے کبتک رہے

تلوون مین کی گدگدی پانون بہی دابے کبہی
وصل کی شب انکو خواب دیکھئے کبتک رہے

چین نہین تو نہین موت بہی اسکو نہین
یہ دل خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے

تونے پہرایا ہے سر کہنے کا تیرے اثر
ناصح مشفق جناب دیکھئے کبتک رہے

ہاتہہ مین ہے جام مل پاس ہے اک رشک گل
نشہ جوش شراب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی جو تہی گہڑی وہ تو گذر ہی گئی
ہجر کا تیرے عذاب دیکھئے کبتک رہے

رشک سے وہ مہ جبین خاک نہ ڈالے کہین
آئینہ کی آب و تاب دیکھئے کبتک رہے

کہتی ہے شوخی نہ رہی اور یہ مستی نہ رہی
شرم سے منہ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے

جور کہانتک نہین اشک کہانتک نہین
اور غم بیحساب دیکھئے کبتک رہے

حسن کا اسکے ظہور دل کے ہوا نار نور
دور مہ آفتاب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی شب ہمکنار آج ہے وہ گلعذار
لطف شراب و کباب دیکھیے کبتک رہے

آصفنا شاد کا حال وہی ہے جو تھا
عشق مین مٹی خراب دیکھیے کبتک رہے

سلام

سلامی دیکھنا انکو کہے گو ہر ایسے ہوتے ہین
لئے ہین تشنہ نے دامن مین مقدر ایسے ہوتے ہین

مضامین غم سر زور اول تھام کر سنئے
رگ جان کھولدیتے ہین یہہ نشتر ایسے ہوتے ہین

سنا شبیر کا نام اور اک بجلی گری دل پر
جو دلمین درد رکھتے ہین وہ مضطر ایسے ہوتے ہین

فرشتون نے کہا جب سر کٹانے آپکو دیکھا
ولی اللہ کے مدد اکبر ایسے ہوتے ہین

لڑے اس ہنگ سے اکبر کہ دشمن بہی پکار اٹھے
بہادر اسکو کہتے ہین دلاور ایسے ہوتے ہین

زمین سے عرش پر پہنچا دیا شبیر نے حر کو
خدا کے خاص بندے بندہ پرور ایسے ہوتے ہین

مرے آئینہ دلمین ہے جلوہ ماہ زہرہ کا
سکندر سے کہو دیکھے سکندر ایسے ہوتے ہین

تن سرور پہ جتنے زخم تہے وہ سب بتاتے تہے
چہری تلوار برچہے تیر خنجر ایسے ہوتے ہین

محبت زینب و شبیر کی دیکھو تو ظاہر ہو
کہ خواہر ایسی ہوتی ہی برادر ایسے ہوتے ہین

لب و دندان مین تہے اور ہی کچھہ آب پیدا
نہ لعل اس ہنگ کے دیکھے نہ گوہر ایسے ہوتے ہین

لڑے بچے جو زینب کے تعجب آپہ بیجا ہے
کہ جو شیر نین پلتے مین وہ اکثر ایسے ہوتے ہین

نہائی خون مین اصغر تو بانو سے کہا شہ نے
کہ دیکھو باغ جنت کے گل تر ایسے ہوتے ہین

مظالم کربلا کی سنکے حیرت اسپہ ہوتی ہے
کہ یہہ مٹی کے پتلے دلکے پتھر ایسے ہوتے ہین

عدو بہی ہوگئے حیران جو دیکھا صبر حضرت کا
یہہ کیا معلوم کہ سبط پیمبر ایسے ہوتے ہین

بہڑک کر تشنہ کی شہ گئے ہی نہی قاتل سے
کہ پیاسو کے مشتاق خنجر ایسے ہوتے ہین

مزا کیا دے رہے ہیں دیدۂ تر اپنیا ای آصف	یہہ ہم نے آج جانا جام کوثر پیسے ہوتے ہیں

سلام

رات دن دل میں خیال شہدا رہتا ہے	خوب رونے کا تڑپنے کا مزا ملتا ہے
ماتم شاہ شہیدان کبھی مٹنے کا نہیں	یہ وہ ہے داغ ہمیشہ جو ہرا رہتا ہے
دل ذرا سا ہے مگر دیکھیئے وسعت اسکی	داغ رہتا ہے جدا درد جدا رہتا ہے
خلف ساقی کوثر ہے ہمارا ساقی	مے کوثر سے یہان جام بھرا رہتا ہے
عاجزی چاہیئے اُن کو جو کرم والے ہیں	خاک پر نخل ثمردار جھکا رہتا ہے
ہے تصور میں جو عابد کی برہنہ پائی	ایک کانٹا سا کلیجہ میں چبھا رہتا ہے

فیض یہہ چشم گہربار کا ہے ای آصف
موتیوں سے مرا دامن جو بھرا رہتا ہے

آذری اسفراینی

آذری تخلص۔ سید حمزہ نام۔ شیخ نورالدین لقب۔ آپ خواجہ علی ملک سربداریہ کے فرزند ہیں۔ نسب کا سلسلہ احمد یحیی ہاشمی مروزی سے منتہی ہوتا ہے۔ خواجہ ملک سربداریہ کے عہد میں اسفراین میں صاحب اقتدار و اختیار تھا۔ آذری کا مسقط الراس اسفرائن ہے۔ اسی شہر میں نشو و نما پایا۔ اور وہان کے علما و فضلا کی خدمت میں تربیت و تعلیم پائی۔ جب فارغ التحصیل ہوا اُسوقت عالم شباب تھا۔ شعر و شاعری میں مشغول ہوا شاعری کے میدان میں مشاہیر شعرا سے بڑھ گیا۔ تیزی فہم و ذکا میں مشہور ہوا۔ چنانچہ ایک وقت شیخ صدرالدین رواس کے ہمراہ مشہد مقدس میں میرزا الغ بیگ کے ملنے کیلئے گیا مرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچھا کہ آپ رواس بسین مہملہ یا رواث بثاء مثلثہ ہیں

شیخ نے کہا رواص صادسے ہون - میرزا نے فرمایا کہ آپ صاد سے بہی نہین ہین اسلئے کہ رواص
کلام عرب مین نہین آیا - پہر شیخ آذری سے پوچہا کہ آپکا تخلص آذری کس وجہ سے ہے
آپنے کہا چونکہ میری ولادت ماہ آذر مین ہوی تہی اسلئے مین نے آذر تخلص اختیار کیا - میرزا نے
کہا آپ شاعر پیشہ نہین تہے - وہ آذر بضم زال ہے نہ بفتح - شیخ نے بداہتہ جوابدیا - ماہ
آذر کے ذال نے متعدد سال ذلت و خواری مین گذارے اور اسکی پیٹہ خمیدہ ہو گئی - قریب تہا
کہ اسکی پیٹہ شکستہ ہو جائے - لیکن مقام شعور و ہوش مین آیا - اور قائم ہو گیا - اسکی پشت
درست و راست ہو گئی - میرزا کو شیخ کا جواب پسند آیا - شیخ کو مصاحبین کے زمرہ مین شریک
فرمایا - اور بیشمار انعام و احسان سے سرفراز کیا - اور شیخ سے فرمائش کی کہ سلمان ساوجی
کے قصائد کا جواب لکہئے - شیخ نے موزون کرکے پیش کیا - تمام شعرا نے پسند کیا - بعد ازان ایک
قصیدہ میرزا شاہرخ کی مدح مین بہی لکہا شاہزادہ کے توسل سے میرزا کے ملاحظہ
مین پیش کیا - میرزا بہت ہی خوش ہوا - ملک الشعرائی خطاب سے مخاطب فرمایا - اور صلہ
و انعام وافر سے مالا مال کیا - اسی زمانہ مین شیخ نے دنیا سے برگشتہ خاطر ہو کے طریقہ زہد و درویشی
مین قدم رکہا - شیخ محی الدین طوسی کی خدمت مین پہنچا - کتب سلوک و احادیث کی سند
شیخ سے حاصل کی - اور اُن کے ہمراہ حج کو گیا - شیخ کے فوت ہونیکے بعد سید نعمت اللہ
ولی کرمانی کی خدمت مین آیا اور بیعت کی - ریاضت شاقہ کے بعد سیر و سیاحت مین
مشغول ہوا - بہارستان سخن کے مولف نے لکہا سفر کرتے وقت میرزا بایسنغر بن میرزا
شاہرخ نے شیخ کی خدمت مین ایک بدرہ زر پیش کیا - شیخ نے قبول نہین فرمایا - اور یہ بیت پڑہی ۵

زر کہ ستانی و برافشانیش   ہم بہ از انست کہ نستانیش

مولانا مجاہد ہندی طالب العلم نے اُس بدرہ سے ایک مشت زر اُٹہا لیا اور کہا اے شیخ

تونے اس مال کو اپنی ذات پر حرام کیا۔ خدا نے مجھپہ حلال کیا۔ شاہزادہ طالب علم کے کلام سے مسکرایا۔ اور بدرہ اسکو دیدیا۔

شیخ سیاحت کے زمانہ مین ایک سال کامل بیت الحرام مین مقیم و مجاور رہا۔ قیام و مجاورت کے زمانہ مین ایک کتاب مسمی سعی الصفا مشتمل بر مناسک حج و تاریخ کعبہ لکھی۔

فرشتہ نے لکھا کہ شیخ آذری حرمین شریفین کی زیارت سے فارغ ہوکے دکن مین آیا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا سلطان کی مدح مین چند قصائد غرا پیش کئے انعام و خطاب ملک الشعرائی سے سرفراز ہوا۔ پھر حسب الارشاد سلطان بہمن نامہ کی نظم شروع کی۔ جب احمد شاہ کے داستان پر پہنچا تب کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کی۔ اور وطن مالوفہ جانیکے لئے رخصت طلب کی۔ بادشاہ نے کہا اے آذری فی زماننا مین مخدومی سید محمد الحسینی گیسو دراز کے فوت ہونے سے رنج و مصیبت مین ہون آپکے ملنے سے میرا رنج و غم کم ہوتا ہے۔ آپ اسوقت نجائے نہین تو آپکے فراق مین بھی مبتلا ہونگا۔ رنج و غم دوچند ہوگا۔ شیخ نے جب بادشاہ کی ایسی عنایت دیکھی تو دکن مین سکونت اختیار کی۔ اور اپنے عیال و اطفال کو خراسان سے طلب کیا۔ اتفاقاً بادشاہ نے انہین ایام یعنی ۸۳۲ھ ہجری مین دار الامارہ بیدر مین ایک قصر رفیع الشان بنا کیا حُسن اتفاق سے تیار ہوگیا تھا۔ شیخ نے قصر کی شان مین دو بیتین لکھکے خوشنویس کے ہاتھ سے لکھوا کے دروازہ پر چسپان کردین۔ ایکروز بادشاہ کی نظر بیتون پر پڑی بہت خوش ہوا تحسین کرکے پوچھا کہ یہہ کسنے لکھین حاضرین مقربین نے عرض کیا کہ یہہ شیخ آذری کا نتیجہ طبع ہے۔ اسوقت شہزادہ علاء الدین نے موقع دیکھکے عرض کیا کہ شیخ مشتاق وطن ہے۔ کہتا ہے اگر بادشاہ مجھکو رخصت کرے تو

مین حج کا نصف ثواب پیشکش کرتا ہون۔ بادشاہ راضی ہوا شیخ کو بلوایا چالیس ہزار تنکہ نقرہ کہ ہر ایک تنکہ وزنا ایک تولہ ہوتا ہے پیش کیا۔ شیخ نے تمام زر کے بدرون کو دیکہکے کہا۔ لا یحمل عطایا کم الا مطایا کم۔ آپ کی عطیہ کو کوئی نہین اُٹھائیگا مگر آپکے اونٹ۔ بادشاہ مسکرایا اور بیس ہزار خرچ راہ و کرایہ کے لئے عطا کیا۔ اسیوقت خلعت خاصہ اور پانچ خدمتگار ہندی بہی عنایت کئے۔ اور شیخ کو رخصت فرمایا شیخ نے رخصت کیوقت عضائرُ رازی کی یہہ دو بیتین پڑہین ؎

ثواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان	یگانہ داور داور بی نظیر و ہمال
وگرنہ ہر دو بخشیدی بوقت کرم	امید بندہ نماندی بایزد متعال

وعدہ کیا تہا کہ بہمن نامہ یہان سے لکہکے بہیجا کرونگا۔ ہمایون کے داستان تک لکہکے بہیجا۔ ہمایون کے داستان تک آذری کی تصنیف سے ہے۔ باقی ملا نظیری و سامعی وغیرہ نے تکمیل کی۔ اور اصل کے ساتہہ ملحق کردیا۔ شیخ آذری ہند سے اسفرائن مین پہنچا تا زندگی گوشہ نشین رہا۔ شبانہ روز ریاضت و عبادت مین گزارتا تہا۔ آخر بیاسی برس کی عمر مین سنہ ٨٦٦ہجری مین واصل حق ہوا۔ زندگی مین اپنے قبر کے لئے زمین و باغ خرید کے وقف کردیا تہا۔ زمین و روضہ کی آمدنی طلبہ و فقرا و صلحا و روشنی و فرش کے لئے وقف کردی تہی حمد اللہ مستوفی نے اسکی وفات کی تاریخ لکہی ؎

چراغ دل بمصباح حیاتش	بانوارِ حقائق داشت پرتو
چو او مانند خسرو بود در شعر	ازان تاریخ فوتش گشت خسرو

ہفت اقلیم کے مولف نے لکہا کہ ایک بزرگ سے منقول ہے۔ فرمایا کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات خواب مین دیکہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتہہ جاتے تہے

مین نے چاہا کہ ایک شخص سے پوچھون کہ حضرت کہان تشریف لیجاتے ہین ۔ کہ ایک حضرت صلعم میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ آذری کی زیارت کیلئے اس بیت کے صلہ مین جاتا ہون کہ اُس نے میرے فرزند کے مرثیہ مین لکہی وہ بیت یہہ ہے ۔ ع

سوراخ میشود دل ما چون گل حسین	ہر جا کہ ذکر واقعہ کربلا بود

باوجود این شیخ آذری کی شاعری و سخن گستری تمام طوائف انام کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اور اسکی درویشی و بزرگی بہی مقبول و محمود ہے ۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکہا کہ صاحب التالیف و التصنیف تہا ۔ من تصانیفہ جواہر الاسرار ۔ و عجائب الدنیا ۔ طغرائے ہمایون ۔ سعی الصفا ۔ جواہر الاسرار ایک مجموعۂ نوادر ہے بطرز کشکول متعدد علوم پر شامل ہے ۔ اور اسمین اکثر اشعار مشکلہ کو حل کیا ہے ۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی لیاقت و استعداد کس حد تک تہی ۔ تم کلامہ ۔

مِن اشعارہ

در مدح حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

چنانکہ ہست فلک دوازدہ تمثال	کہ آفتاب بر آن دور می کند مہ و سال
بر آسمان ولایت دوازدہ برج اند	چو آفتاب نبوت ہمہ باوج کمال
شہان بی سپہ و خسروان بے شمشیر	ملوک بے حشم و اغنیائے بے اموال
ازین دوازدہ بروج دوازدہ خورشید	علی ست مہر سپہر کمال و مطلع آل
علیست آنکہ بکنہ حقیقتش نرسد	بغیر ذات خداوند ایزد متعال
حدیث معرفت او بمردم نااہل	ہمان حکایت آبست و قصۂ غربال
چنان منورم از پرتو رضا کہ اگر	رگم زنند ہمہ نور ریزد از قیفال

وله

منت خدا را که مطیع پیمبرم
فرمان بر قضای خداوند اکبرم

توحید بحر و این تن من همچو کشتی است
جان ناخدای کشتی و عقلست لنگرم

تا از سواد وجه شدم سرخ روی فقر
روشن شده است معنی گوگرد احمرم

معنی حل مطلق حلول قناعت است
این نکته یاد گیر که من کیمیا گرم

دنیا چو جیفه طالب آن سگ شمرده اند
لیکن من این گروه بسگ نیز نشمرم

من ترک هند و جیفه چیبال کرده ام
باد بروت چو نه بیک جو نمی خرم

از آفتاب همت من هر ذره ایست
گر ذره ایش دانم از ذره کمترم

از خسروی روی زمین ننگ آیدم
تا من گدای حضرت ساقی کوثرم

وله

ز هول روز جزا آذری چه میترسی
تو کیستی که در آن روز در شمار آئی

وله

ز حکمت بیاموز منت نکته
که در هر دو عالم شوی سرفراز

وله

لباس طریقت چو در بر کنی
بذلت مرنج و بعزت مناز

وله

من گریه آتشین نمیدانستم
من سوز دل حزین نمیدانستم

نه نام بمن گذاشت عشقت نه نشان
من عشق ترا چنین نمیدانستم

وله

چون مستولی درد جدائی تن بمردن ده
دوای این مرض را هیچکس جز من نمیداند

وله

باز مست شد چشم من بیداران گریه آب زد
سیل تنگ آمد شبیخون بر سپاه خواب زد

وله

آن چشم شوخ را بستم میتوان شناخت
زان رو که مست را بکرم میتوان شناخت

وله

بار حسرت دل بمنزل حیرت کشیده ایم
خط بر سواد خطهٔ راحت کشیده ایم

فردا عذاب حشر نیاید بچشم من
در جنب محنتی که ز فرقت کشیده ایم

وله

به مجلسی که درو گنج کبریا بخشند
هزار افسر شاهی بیک گدا بخشند

ولا زمیکده ها روز شب گدای کن | بود که دُردکشان جرعهٔ بما بخشند
شدیم پیر ز عصیان و چشم آن داریم | که جرم ما بجوانان پارسا بخشند
غلام همت آن عاشقان با کرمم | که یک صواب بہ بینند و صد خطا بخشند
بکوی میکده از مفلسی چه غم دارم | که ساقیان همه جام جهان نما بخشند
بہ نیم ساعت هجر آذری نمی ارزد | هزار بار اگرش در جهان بقا بخشند

وله

شنیده ام که درین طارم زراندود ست | خطیبکه عاقبت کار جمله محمود ست
زتاب قهر میندیش نا امید مباش | که زیر سایهٔ خود هست هرچه موجود ست

وله

اگرچه دولت وصلت بچون منی نرسید | درین امید بمیرم که خوش تمنای ست

وله

اگر صبا سر زلف ترا گذارد بهم | هزار دل شده ایمان خود بباد دهد

وله

بازشب شد چشم من امیدان گر آب زد | سیل اشک آمد شب خون بر سیاه خواب زد

وله

خوش حیات ست کسی را که پس از جان دادن | دوستان بر سر خاکش بزیارت آیند

وله

غنیمت دولت وصل تو اگر جان بودی | کار بر عاشقان دلسوخته آسان بودی
که رسیدی بخم طرهٔ او دست مراد | همچنین خاطر مجموع پریشان بودی

بہارستان کے مولف نے لکہا کہ شعرائے معاصرین امیر شاہی آذری کے اشعار مین باہم ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے مین بحث و تکرار کرنے لگے۔ آخر اس تصفیہ کیلئے ایک بزرگ معتمد علیہ سے پوچہا۔ بزرگ معتمد علیہ نے تہوڑی دیر تامل کیا۔ ترجیح تو بیان نہین کی لیکن شیخ آذری کی غزل سے ایک مصرع جس سے دونون کی تعریف مستفاد ہوتی تہی تضمین کرکے تصفیہ کردیا۔ ہو ہذا

ای که گفتی صفت آذری و شاهی کن | حال این نکته برون ست ز آگاهی ما

آذری مجمع اسرار کلام از لست	در نیارد سر اندیشه بهمراهی ما
لیک خود بر سر دیوان سخن می گوید	چرخ بر دوش کشد غاشیۂ شاہی ما

مصرع مذکور آذری کی دیوان کے ابتدائے غزل کے مطلع سے ہے ۔ ع

گر کند نذر بہ لطف تو ہمراہی ما	چرخ بر دوش کشد غاشیۂ شاہی ما

امیر شاہی سبزواری کی وفات ۸۵۷ ہجری مین بزمانہ بابر شہر استرآباد مین واقع ہوی اسکی نعش کو وہان سے منتقل کرکے سبزوار مین بزرگان سلف کے خانقاہ مین دفن کئے ۔

مولانا محتشم کاشی نے شیخ آذری کے مرثیہ کی تتبع مین کہا ہے ۔ کسی نے اب تک اس زمین مین مرثیہ نہین لکھا تھا ۔ آذری سے بڑھ گیا ۔ بعض نے کہا کیا بڑھا الخ

ہست از ملال گرچہ بری ذو الجلال   او در دلست و ہیچ دلے نیست بے ملال

بہارستان سخن کے مولف نے دولتشاہ کے تذکرہ سے نقل کیا ۔ کہ شیخ آذری حج و زیارت سے فارغ ہو کے ہند مین آیا ۔ سلطان محمد جونہ سے ملا ۔ سلطان نے ملا کو پہلی ہی ملاقات مین پچاس ہزار دینار دئے ۔ بادشاہی مراد اہل دربار نے چاہا کہ شیخ ہندوستانی رسم کے موافق بادشاہ کی تعظیم و کورنش مین مبادرت کرے ۔ شیخ نے تعظیم و تواضع سے انکار کیا ۔ اور زر عطیہ سلطانی کو واپس کر دیا ۔ اور قصیدہ مین اسکا اظہار کیا ہے ۔ ع

من ترک ہند و جیفۂ جیپال کردہ ام	باد بروت جونہ بہیچ نمی خرم

انتہی کلام سمرقندی ۔ لیکن سمرقندی کی نقل خلاف واقع ہے ۔ اسلئے کہ سلطان محمد جونہ ۷۵۲ ہجری مین فوت ہوا ۔ اور شیخ کا تولد ۷۸۴ ہجری مین واقع ہوا ۔ بادشاہ کی وفات و شیخ کے تولد مین (۳۲) سال کا تفاوت ہے ۔ اس تفاوت کے سبب سے سلطان محمد

محمد شاہ نبیرۂ خضر خان مراد لیے ہین - کہ ۸۳۷ھ ہجری مین تخت نشین ہوا - لیکن اسکو کسی نے جونہ سے موسوم نہین کیا - الخ

دولت شاہ نے اسطرح کے مقدمات باتحقیق لکھے ہین - انتہی کلام بہارستان - میرے نزدیک دونون مولفین غلطی کے میدان مین جولانی کر رہے ہین - اِدہر اُدہر گم ہو رہے ہین واقع مین یہ ہے کہ شیخ نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین متعدد قصائد لکھے - اور انمین اپنی استغنائی و آزادی کا اظہار کیا ہے اور یہہ بہی بتلایا کہ مین دنیا و مافیہا سے علیحدہ ہون جیسا کہ ؎ من ترک ہندو جیفۂ جیپال کردہ ام ✤ بادبروت جونہ بیک جو نمی خرم ✤ الخ

یہہ شعر شاعر نے باعتبار معنی مجازی لکھدیا ہے نہ باعتبار معنی حقیقی - اگر آپ باعتبار معنی حقیقی و عرف عام جونہ سے سلطان محمد لیتے ہین تو جیپال سے بہی وہی حقیقی لینا چاہیے - جیپال آذری کے زمانہ مین بہت زیادہ فاصلہ ہے - آذر نوی صدی کے شعرا مین ہے - اور جیپال پانچوین صدی اور تغلق آٹہوین صدی مین گذرے ہین سمرقندی کو اسی شعر کے جونہ نے غلطی کے گڑہے مین گرایا - اور بہارستان کے مولف نے سمرقندی پر جرح و قدح کی لیکن پورا تصفیہ نہین کیا - تذبذب چھوڑ دیا - آذری کا دیوان نادر الوجود ہے -

مولینا الفتی یزدی

الفتی تخلص - مولینا الفتی نام - سادات یزد سے ہے - عالم فاضل ادیب کامل تہا ۹۴۲ھ ہجری مین وطن سے ہند مین وارد ہوا - خانزمان کے ظل عاطفت مین خوشحال و فارغ البال رہا - ہمیشہ خان بہادر کی صحبت مین کیا حضر و کیا سفر زندگی

بسر کرتا رہا۔ اکثر خان موصوف کی مدایح میں قصائد و رباعیات لکھیں۔ دلخواہ جائزے و صلے پاتا رہا۔ چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانۂ عامرہ میں لکھا الغنی نے خان زمان کی خدمت میں یہہ مطلع پیش کیا ؎

دو رنبود گر بسوزم از شرار آہ خویش		شست خاشاکیم و داریم آتشے ہمراہ خویش

خان مذکور نے مطلع کا صلہ ہزار روپیہ عطا کیا۔ شاعر کے کلام کی داد دی۔ جسوقت خان بہادر عازم گجرات ہوا یزدی بہی ہمرکاب تہا۔ پہر گجرات سے دکن میں آیا۔ اس اثنا میں خان زمان کا انتقال ہوگیا۔ مولانا الغنی ۱۰۴۵ھ ہجری میں سلطان عبداللہ قطب شاہ کی خدمت میں رجوع ہوا۔ سلطان موصوف نے مولانا کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مولانا نے قطب شاہ کے حالات میں ایک کتاب مسمی بروائح گلشن قطب شاہی لکہی۔ کتاب مختصر ہے سات روائح پر شامل ہے۔ رائحہ اول میں بادشاہ کے اخلاق حمیدہ کا ذکر۔ رائحہ دوم میں محلات و عمارات شاہی کا بیان ہے۔ رائحہ سوم میں حیدرآباد کی آبادی کا ذکر ہے۔ رائحہ چہارم میں جشنہائے سالانہ کا ذکر۔ رائحہ پنجم میں لشکر و وزرا کا ذکر ہے۔ رائحہ ہفتم میں سبب تالیف کتاب۔ کتاب قلیل اللفظ کثیر المعنی ہے عبارت رنگین۔ مصنف نے گویا دریا کو کوزہ میں بہر دیا ہے۔ عبارت رنگین و معانی شیرین ہے۔ کیا نظم و کیا نثر ہر ایک کا رنگ نرالا ہے۔ شایستگی الفاظ و خوبی معانی کا حسن دوبالا ہے دیکہنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ ہر ایک فقرہ دلچسپ اور ہر ایک لفظ دلپسند ہے۔ ہم بطور نمونہ ہر ایک روائح سے دو ایک فقرے ذیل میں نقل کرتے ہیں تاکہ شائقین لطف اٹھائیں۔

من رائحہ اول

للہ الحمد کہ ذات قدسی صفات در شش جہت ربع مسکون بہ پنج صفت یگانہ و ممتاز است

نورفشانی آفتاب عدل. کوه شکوهی سنگ وقار. جلوه طرازی حسن خلق. گوهر باری پنجه سخاوت. قدرت نمائی بازوی شجاعت. از سواد عین عدلش بیاض دیده خورشید نور پژوه + و از نقطهٔ قاف وقارش کوه باریوزهٔ شکوه + و دندان سین سخایش با جواهر عقد پروین بطنز در تبسم + و طرهٔ لام خلقش با جعد حور العین بسر زلف در تکلم. مدشین شجاعتش در صف شگافی سر آمد شمشیر بهرام.

من رائحه دوم

سبحان الله از شکوه دولتخانهٔ عرش آشیانه که از بلند پائی بسر گرانی قصر سپهر قامت رفعت برافراخته + تعالی الله از شوکت عمارت عالی منزلت که از علو شان بسر زنش کاخ آسمان لب بام را سخن گو ساخته.

نظم

زهی شان دروازهٔ شهر دل — که از رفعتش گشته گردون خجل
باین آستان تا شود سرفراز — سجود آورد مهر با صد نیاز
ز فیض زمین بوسی آنجناب — بگیتی شده روشناس آفتاب
باین در بسایند شاهان جبین — بدربانیش باد دولت رهین

من رائحه سوم

توان از فیض وصف حیدر آباد — خرابی سخن را کرد آباد
قلم شرح سوادش را چو پرداخت — سواد اعظمی را طرح انداخت

من رائحه چهارم

وه چه عرصهٔ نشاط و بساط انبساط است که سامعهٔ باریافتگان طالع سند را بنغمهٔ عیش نواخته. و شامهٔ مقربان ارجمند را به نکهت نشاط معطر ساخته هر صبح فراشان

فراشان فرشته خصال بجاروب شهبال از گلہای شبستان آسمان انجم فشان

من رائحه پنجم

در توصیف لشکر نصرت علم و تعریف عسکر ظفر پرچم صف آرائی و فوج نمائی معانی نموده شبدیز کلک و سمند قلم را بمیدان صفحه می تازد و از جوش مضامین رنگین سطح بیاض را همچو عرصه رزم دلیران شرح رزمی سازد

من رائحه ششم

دلا چند باشی چو غنچه در خار	سر از جیب هستی چو عشرت برآر
حیات ابد جو مسیحا نه رو	که بخشند شراب کهن جان نو
چو دستت نیابد تهی باوضو	هر آنکس که پیمان به پیمانه بست
بجز توبه هیچش نیابد شکست	بگیر از نی و آب زمزم وضو

من رائحه هفتم

این گرامی نسخه که ارمغان عالم غیب و تحفه مبدا فیاضی ست - بی سرمایه نقد فرصت هر جدا اقلیم آغاز بمنزل کشور انجام رسید - هر رائحه اش بمشام یعقوب جان نکته سنجان عاشق سخن نکهت پیرهن یوسف معنی رساند و هر فقره اش بگوش مجنون دل دقیقه سنجان ادا فهم مژده وصل لیلی مضمون رساند - از روائح سبعه این گلشن جهات سته قلم و سخن آگاه نکهتستان گشته - الخ

سلطان عبداللہ قطب شاہ نے کتاب ملک کور کے صلہ میں سات ہزار ہون عطا کئے مولانا الفتی لطیف الطبع و ظریف المزاج تھا - بادشاہ و اہل دربار تمام مولانا کی تقریر و بذلہ سنجی و لطیفہ گوئی سے نہایت خوش ہوتے تھے - مولانا کی مروت و حسن خلق

دکن مین مشہور۔ حسن خلق سے تمام اراکین دکن و مشائخ مشاہیر کو مسخر کر لیا تھا۔ سب مولانا کے مداح تھے۔ اکثر اہل حوائج کی سفارش بادشاہ کی خدمت مین کرتا تھا مولانا کے ذریعہ سے اکثر فائز المرام ہوتے تھے عبد اللہ قطب شاہ کے فوت ہونیکے بعد ابو الحسن تانا شاہ کے زمانہ مین بھی چند روز زندہ رہا۔ عمر رسیدہ ہو کر حیدر آباد مین سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

عبد اللہ قطب شاہ کی مدح مین

بہار فیض ازان قطب شاہ عبد اللہ ۔۔۔ کہ یافت نشاء ز عدلش شہر تلنگانہ

سواد دیدۂ عالم سفر و اگر گردد ۔۔۔ ز نور معدلتش کشور تلنگانہ

ہمیشہ تا کہ نبات نست خاکرا باشد ۔۔۔ ز خاک مقدم او افسر تلنگانہ

لبا لب از مے مہر علی و آل شدہ است ۔۔۔ بدور دولت او ساغر تلنگانہ

زمین تربیت آفتاب سلطنتش ۔۔۔ بود برا اوج شرف اختر تلنگانہ

تعریف کمان شیر دل

زہے شان دروازۂ شیر دل ۔۔۔ کہ از رفعتش گشتہ گردون خجل

باین آستان تا شود سرفراز ۔۔۔ بسجود آورد مہر با صد نیاز

ز فیض زمین بوسی آنجناب ۔۔۔ بگیتی شدہ روشناس آفتاب

باین در بسایند شاہان جبین ۔۔۔ بدر پاینش باد دولت رہین

تعریف لعل محل

چو نام لعل محل کلکم آورد بزبان ۔۔۔ شوند معنی رنگین بصفحہ لعل نشان

تعریف چندن محل

کنم وصف چندن محل چون رقم | بدستم شود شاخ چندن قلم

گلن محل

بنگری بر گلن محل بوزند | کاختران فلک سلحداران
اندرو هر شب از پی چوکی | می نشینند بخت بیداران

سجن محل

بیا زبان بحدیث سجن محل بگشا | که در بنای سخن رفعتی شود پیدا
زہے عمارت عالی که از ره وسعت | بزیر سایهٔ خود داده عالمی را جا
بصحن وسعت او فرش گسترده گشته کند وری | کشاده رو چو کریمان زند بخلق صلا

دروازه قدم

اس دروازه مین حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم کا نقش قدم تہا

کنم چون رقم وصف نیک قدم | سر از رتبه بر لوح ساید قلم
بہر سر را رسد وصل این نقش پا | که هر دو جہان را دہد رو نما

خرقهٔ مبارک و موی مبارک

اسی دروازهٔ مذکوره مین آنحضرت صلعم کا خرقه مبارک تہا

ز موی پیمبر سخن سر کنم | مشام دل و جان معطر کنم
در اوصاف این موی عنبر سرشت | رقم گشته ریحان باغ بہشت

بااین موی بستند دل اہل دین
ہمین ست تفسیر حبل المتین

دولت محل

اس محل مین اہل دربار کا سلام ہوتا تہا

ہمین رتبہ و قدر دولت محل	کہ دولت ازو یافت قدر و محل
درو فرش گردیدہ بخت بلند	ستادہ بپا طالع ارجمند
درو مجلسی با سعادت قرین	ہمیشہ بدولت شدہ ہمنشین
ز ارباب دولت درو فوج فوج	ہمہ کار خود را رساندہ باوج

ندی محل

یہہ محل موسی ندی کے کنارہ پر تھا

ساکنش تر دماغ ز نمی ناب	از ہوایش بسیہ عالم آب
خادمش دم زند ز فیض بنا	ہمچو خضر و مسیح ز آب و ہوا

حسینی محل

یہہ محل باغ مین تہا

عیان گشتہ بر طرف این بوستان	حسینی محل ہمچو قصر جنان
بود شبنمی بر سر لالہ زار	کہ شد سنبل از سایہ اش آشکار

حیدر محل

اس محل مین خاص امرا بادشاہ سے ملتے تہے

درو ہموارہ دولت خواہ بادا	مکان مخلصان شاہ بادا

محمدی محل

اس محل مین بادشاہ کا تخت جلوسی تہا اور بادشاہ اس مین دربار عام فرماتا تہا

زہے تختے کہ از عکس جواہر / بسطح چرخ انجم ساخت ظاہر
ز رفعت تاج از گردون ستاند / بساق عرش نسبت را رساند
علو او بکرسی شد ہم آغوش / ملک را زیور و ہم زینت دوش

الٰہی محل

یہہ محل بادشاہ کی سیرگاہ تھا

دُر تاج رفعت الٰہی محل / کہ زد بر بلندیش گردون مثل
ببام فلک قدرش فکندہ فرش / بنایش بکرسی است مانند عرش
شدہ بوستان بطرفش عیان / بلی جای خلدست بر آسمان
سر سرو درختش بعرش آشنا / ہم آغوش با سدرۃ المنتہیٰ
ز ہر شاخ نارنج و لیمو چنان / چو ماہ و ستارہ ز سبز آسمان
چو خوش گشتہ بر طرف آن لالہ زار / دو حوض مدوّر ز زر آشکار
بہر حوض فیلے طلائی عیان / ز خرطوم پیوستہ گوہر فشان
چنان این دو حوضند روشن ز آب / کہ گشتند روشن مہ و آفتاب

امانت محل

یہہ محل خاص بادشاہ کا خلوت خانہ تھا

این خانہ کہ گشتہ نقل عیش سکندر / خلوت است نزہت گلشنش شدہ مین
چون نیست مرا حوصلۂ جام لقا / با من دارد ہمیشہ در پردہ سخن

حیات محل

اس محل میں سلطان عبداللہ قطب شاہ کی والدہ حیات النسا بیگم رہتی تھی

درین عصمت سرائے آسمان فر — نیاید کس بجز ناموس اکبر

وله

کشد زہرہ را پردہ دار حیا — ز پردہ برون او فتد گر نوا

وله

تا بود بر سپہر شکل بنات — یاورش باد در زمانہ حیات

وله

تا کہ باشد نشان زما در دہر — یاورش از نور چشم شاہی بہر

وله

کم مباد از سرش بحق الہ — سایۂ قطب شاہ عبداللہ

داد محل

بادشاہ اس محل مین مظلومون کی فریاد سنتا تہا اور دادرسی کرتا تہا۔

زہے از شان این قصر عدالت — کہ در رفعت بود ہمتائے گردون

غلط گفتم کہ از بیم حوادث — بود در سایہ اش ماوای گردون

خدیو دادرس از روے نمودار — چو نور مہر از سیمائے گردون

ایضاً

تعالی اللہ ز حسن جلوۂ این دلربا منظر — کہ باقی از ہوائے جانفزایش دہر فانی باد

ز بہر شمسہ اش گردون سپند از شمس میسوزد — کہ ایمن این بنا از چشم زخم آسمانی باد

بصد خوبی بر آمد آرزویش عاقبت از دل — زمین را از وجود این عمارت شادمانی باد

مولینا احمد کمانچہ گر لاری اسیر

اسیر تخلص۔ مولانا احمد نام المعروف میر قاضی برادر قاضی بہائے یزدی وزیر والی احمد نگر دکن۔ آپکا وطن اصلی لار تہا۔ شاہ عباس ماضی کے زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا ملازمان اکبر مین ملازمت اختیار کی۔ چند روز کے بعد اکبرآباد سے بہائی کے نزدیک دکن مین آیا۔ بہائی کے سائیہ عاطفت مین مدت تک رہا۔ نہایت خوشحال و فارغ البال تہا

بعد ازان بہائی کی بدمزاجی کی وجہ سے کشیدہ خاطر ہو کر وطن اصلی کو مراجعت کی وطن مین پہنچکر شاہ عباس ماضی کے دربار مین باریاب ہو کر ملازمت کے سلسلہ مین منسلک ہوا۔ فن موسیقی مین استاد تہا۔ کمانچہ نوازی مین کمال رکہتا تہا۔ اسی وجہ سے احمد کمانچہ مشہور ہوا۔ علوم و فنون مین لیاقت تامہ و مہارت کاملہ رکہتا تہا۔ اور شعر گوئی مین ہوشیار و یگانہ روزگار تہا۔ آخر سنہ ۹۷۲ ہجری مین دنیا ناپائدار سے عالم البقا کو رحلت کی۔ اور قاضی بیگ بہی کالت و وزارت سے موقوف ہو کر وطن مالوفہ لار کو گیا وہان پہنچکر عالم عدم کا سفر اختیار کیا۔ من تذکرہ ہفت اقلیم۔ اور یہہ دونو بہائی قاضی مسعود قزوینی کے فرزند ہین۔ قاضی موصوف شاہ صفی کے زمانہ مین معزز و مکرم تہا۔ اور انشاپردازی مین لائق و فائق تہا۔ دستور قاضی انشا مین ایک کتاب آپکے تصنیف سے مشہور ہے۔ صاحب آتشکدہ و ہفت اقلیم نے امیر قاضی کا تخلص اسیر لکہا ہے۔ لیکن صاحب صبح گلشن نے احمد لکہا۔ نہین معلوم کہان سے لکہا۔ ماخذ نہین بتلایا

من اشعارہ

آن مہ چو برقص دست بالا می کرد — ہر دم گرہے از دل ما وا می کرد

می آمد و می گشت و بخود می نازید — میرفت و بکشتگان تماشا می کرد

ولہ

حالیست ز اندیشۂ عشقت دلم امروز — رحم است بحال دل بیحاصلم امروز

ولہ

قاتل خود را بحل کردم کہ دست من ز آثار — داشتم تا نیم جانی دست و در کار بود

ولہ

سراپا سوختم زین غم کہ شمع بزم و خود را — سراپا سوختی تا از بزم او نازند بیرونش

ولہ

رخش تو دست میزند آن فتنہ را مگر — دلہائے مضطرب شدہ در کاسہ سم است

ولہ

بر من شب ہجران تو رحم است کہ چون شمع — می سوزم و جان میدہم و چارہ ندارم

جا کردہ چنان در دل تنگم ہوس او	کاید بمشام از نفس من نفس او

قاضی محمد جان آشنا اورنگ آبادی

آشنا تخلص۔ محمد جان نام۔ اورنگ آباد کے مولد تھے۔ مشہور یہ ہے کہ بعد فضلاء شہر سے کتب درسیہ پڑھی تھیں۔ ذی استعداد و لائق تھے۔ اورنگ آباد ضلع میں کسی گانون کے قاضی تھے۔ اسیوجہ سے لفظ قاضی آپکے نام کا تاج ہے۔ آپکے زمانے کا حال اور ولادت و وفات کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھی مگر تحفۃ الشعرا کے صاحب قاقشال اورنگ آبادی کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۵۷ہجری میں [illegible] زندہ تھے۔ میر غلام علی آزاد و سراج الدین و عبد القادر سامی و افضل قاقشال وغیرہ شعرا کے معاصر تھے۔ آپ شعرگوئی کے شائق تھے۔ سخن فہم و کم گو تھے کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ ہمکو جسقدر اشعار ملے ہیں اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خوش فکر تھے۔ جو کچھ کہا خوب کہا مضمون تازہ کی تلاش میں بے نظیر تھے۔

من اشعارہ

غبار راه او را توتیای چشم خود سازم		من این [illegible]
چشمی که نظر کرد درین دشت جنون خیز	وله	گر شاخ غزالان [illegible] سر آید
همه هم گرم سودای علی مرتضی باشد۔	وله	نیستان در بر [illegible] شیر خدا باشد
ساقیا مست نگاه تو شود جا دارد	وله	جرعه هر که بجام تو تمنا دارد
روز و شب چرخ زند در سر کویت نرسد۔		فلک از اختر خود آبله در پا دارد
من و بستر غم یاد و شبهای دراز		سر شوریده ما بین که چه سودا دارد

حاصل سودا پریشانیست کاکل شاہد است
آتش عشق از ہجوم گریہ کی گردد خموش

ولہ

تیرہ بختان را بگل از بد سنبل شاہد است
شعلہ را از آب پیراہن بود دل شاہد است

شیخ معین الدین محمد اوحدی الدقاقی البلبانی الحسینی

اوحدی تخلص ۔ شیخ معین الدین محمد نام ۔ سادات حسینی سے ہین ۔ آپکا اصلی وطن بلبان ضلع گازرون ہے ۔ آپ شیخ ابو علی دقاق کی اولاد مین ہین تقی اوحدی آپکے فرزند ہین ۔ آپ صاحب علم و ہنر واہل وجد و حال تھے ۔ حقائق و معارف کے رموز سے واقف ۔ تصوف و عرفان کے مراتب سے عارف تھے ۔ شعر گوئی مین بھی استاد کامل تھے ۔ آپکا کلام مضامین تصوف و توحید مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے ہر ایک فقرہ و کلمہ سے جوش و خروش نمایان ۔ آپ وطن سے سنہ ۹۷۱ ہجری مین شہر قزوین مین وارد ہوئے ۔ شاہ طہماسپ ماضی کی خدمت مین باریاب ہوئے ۔ بادشاہ آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوا ۔ آپکی تعظیم و توقیر کی انعام لائق و خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا ۔ آپ بادشاہ کی خدمت سے رخصت ہو کر شیراز مین آئے ۔ وہان چند روز قیام پذیر رہے پھر وہان سے ہندوستان آئے چند روز احمدنگر مین بسر کیے ۔ چنانچہ آپنے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ مین نے محسن ہمدانی کو احمدنگر مین دیکھا ۔ آخر وہان سے حیدرآباد دکن مین سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے پاس پہنچے ۔ سلطان ذی مروت نے آپکی بڑی عزت و آبرو کی ۔ اور منصب عمدہ پر ممتاز فرمایا ۔ آخر آپ سنہ ۹۷۹ ہجری مین حیدرآباد مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین دفن کیے گئے ۔ اوحدی تخلص کے کئی شاعر گذرے ہین ۔ اوحدی اصفہانی المتوفی سنہ ۷۳۸ھ ۔ اور اوحدی تقی بلبانی

از ریاض الشعرا ۱۲

آپکا فرزند بھی دکن مین آیا ہے - احمدنگر مین فوت ہوا - سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

مِن اشعارہ

گر نیستم بلند تو برتر ند افتادہ است — ہمتم راست چو نخل تو بلند افتادہ است

آن نہ خال است دل ماست کہ در زلف گرہ بند — بر سر آتش حسرت چو سپند افتادہ است

دام صیاد معین باز بخود می بالد — تا زہ صید پیش ہما تا بکمند افتادہ است

وله

رزقش بجز خون جگر ہیچ مخور — تا نہ بتوان خورد شکر ہیچ مخور

از نعمت خوان عیش لذت خواہی — زنہار کہ غم بخور دگر ہیچ مخور

میر مومن ادائی یزدی

ادائی تخلص - میر مومن نام - سادات یزد سے تھا - عالم فاضل ادیب کامل تھا علوم حکمیہ مسائل فلسفیہ مین مہارت تامہ رکھتا تھا فلسفہ و معقول مین مشہور تھا علماء ظاہری نے اسکو الحاد و دہریت کی طرف منسوب و متہم کیا - وطن مین اسقدر تنگ ہوا کہ اسکو وہان رہنا مشکل ہوگیا - آخر اوسط عمر مین عازم ہند ہوا - ہند مین چند مدت بندر سورت مین رہا پھر وہان سے گولکنڈہ حیدرآباد مین آیا - سلطان قلی قطب شاہ کی خدمت مین باریاب ہوا - بادشاہ نے بڑی عزت و توقیر کی - میر مومن استرآبادی کی تائید سے منصب عمدہ پر مقرر کردیا - مدت العمر گولکنڈہ مین خوش و خرم رہا - آخر سنہ ۱۰۳ ہجری مین یہین فوت ہوا - بقول صاحب آتشکدہ سورت مین فوت ہوا - ادائی کا کلام اداہائے رنگین و اندازہائے شیرین سے مملو ہوتا ہے

مِن اشعارہ

کبوتر برد سویش نامهٔ من چون کنم یارب	وله	که نتوانی باو گفتن سخنهای زبانی را
چاشنی گیر زهر کاسهٔ این خوان گشتم	وله	خوش نمک تر ز سر انگشت پشیمانی هست
بی روی تو روزی که رهم در چمن افتد	وله	دیوار به از سایه که بر روی من افتد
این عمر بیاد نو بهاران ماند	وله	این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان مزی که بعد از مردن		انگشت گزیدنی بیاران ماند
ز شوق نامه نویسم اشتا پاره کنم	وله	دلی که نیست تسلی درو چه چاره کنم
تا در جسد مدینه جسمت شده جان	وله	دین نو گرفت قاف تا قاف جهان
در لفظ مدینه کز اعجاز تو چون		مه شق شده و گرفت دین را بمیان

میرزا اختر

اختری تخلص۔ یزد کے مشاہیر شعرا سے ہے۔ ریاض الشعرا کے مولف نے لکھا کہ اختری نشو و نما کے بعد عالم شباب مین علمائے یزد کی خدمت مین کتب علوم و فنون سے فارغ التحصیل ہوا۔ تحریر و تقریر مین یگانہ۔ عالی دماغ و پاکیزہ خیال تھا۔ علم نجوم و جفر مین بھی مہارت تامہ رکھتا تھا۔ شعر و شاعری کا شیفتہ تھا۔ نہایت ذکی و ذہین تھا۔ طبیعت فصاحت و بلاغت کے میدان مین جولانی کر رہی تھی۔ کلام فصیح و بلیغ ہوتا تھا۔ اسی شاعری کی بدولت شاہ عباس ماضی والی ایران کی خدمت مین پہنچا۔ مقربین کے زمرہ مین شریک ہوا۔ شاہی دربار مین معزز و مکرم تھا۔ اور شعرا مین ممتاز و سرفراز تھا۔ ائمہ اطہار و بادشاہ ذی اقتدار کے فضائل و مدائح مین قصیدے لکھے۔ چند مدت بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ پھر سیر ہند کا ارادہ کیا۔

ایران سے ہند مین آیا۔ میر جملہ شہرستانی کی جو قطب شاہیہ سلطنت کا مدار المہام تھا کی خدمت مین آیا۔ میر کے توسل سے بادشاہی دربار مین باریاب ہو کر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا منصب و صلۂ مناسب پایا مدت تک دکن مین عشرت و عیش کے ساتھ زندگی بسر کرتا رہا۔ میر جملہ کے فوت ہونیکے بعد ایران گیا۔ وہان چند روز قیام کرکے پھر ہند مین مراجعت کی۔ حیدرآباد دکن مین مع الخیر پہنچا۔ ابو الحسن تانا شاہ کی سلطنت کا عالم شباب تھا۔ ابو الحسن حسنی کی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا آخر سنہ ۱۰۲۶ ہجری مین فوت ہوا۔ لنگر حوض کے قریب مدفون ہوا۔

من اشعارہ

روز محشر گر بود دستے شہیدان ترا
کار خواہد بود مشکل طرف دامان ترا

ولہ

زان دم کہ چشیدم نمک خوان تمنا
ہر چند کہ خوردم مژہ خون جگر داشت

ولہ

ترسم کہ نامہ ام نرساند صبا بہار
بدگرد جان کہ ہمرہ باد صبا نرفت

ہلاکم می کند در عشق بازی رشک پروانہ
کہ گاہے رخصت برگرد سر گردیدنی دارد

حکم عشق است کہ در کوی تو افغان نکنم
تا ترا از ستم کردہ پشیمان نکنم

از درش بردم ابیل سرشک آخر کار
حسنی چون گلہ از دیدہ گریان نکنم

ایجاد مرزا علی نقی خان

ایجاد تخلص۔ مرزا علی نقی خان نام۔ نقد علیخان خطاب۔ آپ ہمدانی الاصل قوم قاجار سے تھے آپ کے والد ماجد نقد علیخان کہ جو شیخ علیخان وزیر شاہ سلیمان صفوی کے قرابتدار تھے کہ غفرانمآب آصفجاہ بہادر اول کے عہد مین وارد دکن ہوئے۔ غفرانمآب سے

ملازمت حاصل کی۔ حضور نے آپکو بلحاظ علم و فضل حیدرآباد کی دیوانی پر مامور فرمایا آپ دیوانی کا کام امانت و دیانت کے ساتھہ عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ انصاف پسند و خدا ترس تھے مقدمات کی تحقیقات مین خوب غور و فکر کرتے تھے۔ اور رعایا کے حقوق کا زیادہ لحاظ فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ کہتے تھے ایسا نہو کہ رعایا کے حقوق تلف ہو جاین اور مین قیامت مین ماخوذ ہو جاؤن۔ ابتدا مین آپکے والد ماجد نے برہانپور کو اپنا وطن قرار دیا تہا۔ عیال و اطفال متعلقین کو وہین رکہا تہا۔

مرزا ایجاد صاحب ترجمہ کی ولادت دارالسرور برہانپور مین واقع ہوئی۔ چنانچہ خود اُس نے ایام شباب مین اپنی ولادت کی تاریخ کہی ہے

چو ایجاد سعادت مند از دارالسرور آمد — در اول حیدرآبادی شد و آخر کربلائی شد

نشو و نما کے بعد جب سن شعور و عقل کو پہنچا۔ کتب درسیہ علوم و فنون سے فارغ التحصیل ہوا۔ تمام کتب متداولہ والد ماجد و دیگر علمائے زمانہ کی خدمت مین ختم کین۔ تکمیل تحصیل کے بعد شعر و شاعری سخندانی و سخن سنجی کے میدان مین قدم رکہا۔ والد ماجد سے کلام کی اصلاح لیتا رہا۔ چونکہ طبیعت مین شاعری کا جوش و خروش موجزن تہا۔ اور ایجاد معانی تازہ کا شوق برق افگن تہا۔ شیرین سخن کا فرہاد و نقدی کلام کا نقاد۔ معانی تازہ کا موجد۔ و نازک خیالی کا مجدد ہوا۔ آپکے صفائی محاورہ نے گوہر گرانمایہ کو کم مایہ کیا۔ اور شیرین کلامی نے چشمہ حیات کو گوشہ ظلمات مین گم نام۔ شعر و شاعری کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ امثال و اقران پر مقدم ہو گیا۔ اور اقسام کلام کے ایجاد مین اقدم شمار کیا گیا۔

آپ کے اشعار آبدار تازہ تازہ مضامین و معانی رنگین مین سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگے اور ہر ایک شعر سے نازک خیالی و جادو بیانی ٹپکنے لگی۔ دکن کے شعرا مین آپ کی شاعری

وسحر البیانی کا چرچا ہونے لگا ۔ اور شعرا کے نزدیک آپکی لیاقت مسلم الثبوت ہونے لگی ۔
آپکے معاصرین سے میر غلام علی آزاد بلگرامی ۔ و عبد الحکیم حاکم لاہوری ۔ و واقف بٹالوی
و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی ۔ و عبد القادر مہربان فخری و عبد الوہاب وغیرہم تھے
اور آپ نثر نویسی مین بہی منشی بے نظیر تھے ۔ عبارت رنگین و مقفیٰ لکھنے مین قدرت
کاملہ رکھتے تھے ۔ آپکے عمدہ عمدہ فقرے فصاحت و بلاغت مین تولے ہوے ہوتے
تھے گویا ہر ایک فقرہ خوبی و حسن کے سانچے مین ڈہلا ہوا ہوتا تھا ۔ آپ اور میر غلام علی
آزاد بلگرامی کے فیمابین محبت و اتحاد کا رشتہ قائم تھا ۔ باہم مراسلت و مکاتبت
کا سلسلہ جاری تھا ۔ آپنے ایکوقت آزاد کی خدمت مین ایک رقعہ لکھا تھا ۔
جسکے ہر ایک فقرہ کے اعداد مساوی اعداد کے میر غلام علی آزاد کے برآمد ہوتے ہین
کل اعداد اسم و تخلص چودہ سے چوالیس ہوتے ہین ۔ مین رقعہ کے چند فقرے اس
مقام مین گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین اُسکے مطالعہ سے لطف اُٹھائین ۔
فقرات ذیل ہین ۔
شاہ عالی عذبہ کشور آزادی ۔ اعلی مراتب اقلیم والا نژادی ۔ سلطان مملکت حق جوی
و قناعت ۔ فرمان روائے عالم دانا دلی و راحت ۔ اورنگ نشین شرایع و یقین
مہر آرائے محفل حلم و تمکین ۔ سید صحیح النسب میمنت مقدمات ۔ دلکش کلام رفیع الدرجات
شمع التفات سلوک ۔ چراغ انجمن ملوک ۔ عزت خاندان کرام ۔ فخر مجموع اعالی
بلگرام ۔ انتہی ۔
آپ عالم شباب مین والد ماجد کے توسل سے عالی جناب غفران مآب آصفجاہ بہادر
اول کی خدمت مین باریاب ہوے غفران مآب آپکی لیاقت و استعداد و طبیعت خداداد کے

ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور آپکو چند روز مصاحبت مین رکھا۔ پھر حضور نے
آپکو لشکر فیروزی اثر کی کوتوالی پر مقرر فرمایا۔ اور کوتوالی سے فیلخانہ کی داروغگی
پر منتقل کیا۔ اور تھوڑی مدت شہر حیدرآباد کی کروڑگیری کی خدمت پر مامور رہے
جب آپکے والد ماجد نے ۱۲۷۴ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف
رحلت کی تب آپ کو نواب نظام الدولہ ناصر جنگ بہادر نے والد مرحوم نقد علیخان کی جگہ
خدمت دیوانی حیدرآباد و خطاب موروثی نقد علیخان سے سرفراز فرمایا۔ آپ خوش خلق نرم دل تھے۔ پاکیزہ مزاج
وضعدار تھے۔ آپ نہایت حلیم الوضع تھے۔ مدۃ العمر کسی کیلئے برائی نہین چاہی۔ نہ کسیکو برا کہا جسکو دیکھا
بھلائی سے دیکھا۔ اہل کار آپ سے مانوس تھے آپکو مدبر و امین جانتے تھے۔ کوئی اہل غرض یا بغرض آپکی
خدمت مین آتا۔ تو آپ نہایت حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے۔ عام و خاص کی
حاجت روائی مین زیادہ کوشش اس بات کی فرماتے تھے کہ حاجتمندون کے کام
نکلین۔ عوام الناس کی تالیف قلوب نیز انکی ہمدردی جسقدر ہو سکے کرتے تھے
آپ کی شان آفرین کے لائق تھی۔ افسوس فی زماننا انقلاب زمانہ سے عہدہ دارون
کی یہ حالت ہے کہ ارباب حوائج سے متنفر رہتے ہین۔ اور ملاقات سے بیزار ہر چند کہ
کوئی درماندہ آفت و گرفتار مصیبت عرض حالات کرے نہین سنتے۔ ذرہ برابر رحم
نہین کرتے۔ بزرگان سلف کے حالات سے سبق لینا چاہئے۔ اور اسلاف کے قدم
بقدم رہنا چاہئے۔ اسی پیروی مین ملک کی آبادی مالک کی نیکنامی ہے۔ اور آپنے
اپنی دیوانی کے زمانہ مین کسی پر ظلم و تعدی و ناجائز قہر و غضب نہین فرمایا۔ اور
آقا کے اطاعت گزار و تابعدار رہے۔ کبھی آقا کی اطاعت کے دائرے سے قدم باہر
نہین رکھا۔ جو آقا نے فرمایا سر آنکھون پر رکھا۔ اگر مالک کا کوئی حکم خلاف شرع ہوا تو

اسکی تعمیل کا اقرار کرکے حکمت عملی سے مالک کو ایسا سمجھایا تا کہ مالک خود کہدیتا کہ حکم سابق
کو منسوخ کرنا چاہئیے ۔ دستور الوزرا کے مولف نے بادشاہ و وزیر کے اتفاق کی بابت
ایک جملہ تعریف و آفرین کے لائق لکھا ۔ وہ یہہ ہے وہ وزیر مبارک وزیر ہے جس سے
بادشاہ و رعایا خوش ہون ۔ اہل دکن کے نزدیک آپ اسی قسم کے وزیر تھے ۔ کہ آپکی
دیوانی کے عہد مین دکن کا ملک سبز و سیراب تھا ۔ آپکا سنہ رحلت کسی تذکرہ نویس
نے نہین لکھا ۔ مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۸۵ھ کے قریب فوت ہوئے ۔ اولاً
حیدرآباد مین امانتہ مدفون ہوئے ۔ ثانیاً آپکے قرابتدارون نے لاش کو کربلائے معلی
روانہ کیا ۔ وہان کی خاک پاک مین دفن کئے گئے ۔ آپکے یادگار تین فرزند ہوشمند
و خداوند عقل و شعور تھے ۔ علی نقی خان انصاف و مہدی علیخان تیر و باقر علیخان افسر
ہر ایک کا ذکر مستقل اس تذکرہ مین آئیگا ۔ آپ صاحب دیوان تھے ۔ آپکا دیوان و
کلیات قلمی نواب سرسالار جنگ فریر مرحوم کے کتبخانہ مین موجود ہے ۔ اب مین
آپکے دیوان سے اشعار ذیل شایقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون
آپ فارسی و اردو دونو زبان مین کلام موزون فرماتے تھے ۔

من اشعارہ الفارسی

مانگوئیم کہ از حلقۂ تقدیر برآ	لیکن از دائرۂ عقل تدبیر برآ
باکمان صحبت اگر راست نیاید بگذر	از کمانخانۂ این طائفہ چون تیر برآ
درمزاج امرا گر تو درآمد خواہی	جرم بر خویش بگیر از در تقصیر برآ
ولہ	
ہر شب نگار تازہ آمد بدست من	ایجاد کردہ اند برنگ حنا مرا
ولہ	
تو در دل ہمدمی من آن طرف میرقیم از شوقت	عبث بیہودہ عمرے کردہ ام تحصیل حاصل را

وله

چون بخاطر میرسد پامالیِ خونِ حنا — دست و پا گم میکنم در فکر مضمون حنا

در هر جگری هست خراش سخن ما — الماس تراشست تراش سخن ما

ماهِ من در خانهٔ ایجاد هر شب میروی — رفتن آنجا یک شبی موقوف کن اینجا بیا

حرف باء موحده

کدام شمع بفانوس دل تجلی کرد — که هوش از دل پروانه ها پریده امشب

بروی شهید پروانه شمع را دیدم — که چادری ز گل داغ می‌کشید امشب

تاء منقوطه

وله

دل که در گریه گرم بیتابیست — سر و کارش بمردم آبیست

یار آمد و می نشست و شتاب رفت — عمر عزیز حیف باین اضطراب رفت

وله

ای داغ دلم چشم تماشای قیامت — لخت جگرم لالهٔ صحرای قیامت

وله

سر زلف دگر سلسله جنبان شده است — که حواس من دیوانه پریشان شده است

هر طرف می نگرم چشم خوشی می بینم — نرگس امسال درین شهر فراوان شده است

جوش موج گل این فصل بسر سبزهٔ من — عندلیبان چه بگویم که چه طوفان شده است

خط رخسار تو زیبائش خاصی دارد — متن این باغچه گل حاشیه ریحان شده است

شمع رویان بسر تربت مجنون جمعند — امشب ایجاد درین دشت چراغان شده است

وله

طالعم برگشت و بخت انتظارم برگشت — نامه بر برگشت و خط برگشت و یارم برنگشت

وله

از پر همای ابری داریم چتر شاهی — این سایه بر سر ما از دولت بهارست

پیر گشتی و هوسهای جوانانه بجاست — صبح روشن شد و تاریکی این خانه بجاست

همچو طفلی نزد ایجاد با دو سنگی چند — از چنین شهر برون رفتن دیوانه بجاست

سبک آید بنظر هر که تهی مایه شود / همچو آن کیسهٔ منعم که ز درهم خالی است

وله

ایجاد مفلسی نعی و جز نام اهل بیت / چیزی دگر بخانهٔ من هم نمانده است
از هیچ دری بسکه ندیدیم گشودی / ایجاد دل ما ز همه باب گرفته ست

وله

ابر است و هوای خوش باران بهار است / بر باده کشان ریزش احسان بهار است
تا غنچه دلش وا شود و گل کند آرام / باد سحری مروحه جنبان بهار است
بی کشتی می جانب صحرا نتوان رفت / امسال که جوش گل و طوفان بهار است

وله

عصری رسید زاهد و موقوف شد شراب / گفتم برو نماز بکن آفتاب زرد نیست

وله

چون غنچه و گل ایجاد مقسوم ما ازین باغ / از دولت بهاران دستار نیست و قبا
قدر مجنون را کسی داند که همچون گردباد / خاک بر سر گرد با عمری در بیابان گشته است

وله

در شانت که گران سنگ کسی نیست چو من / کوه اگر هست کمربستهٔ تمکین من است

وله

احوال اشک خود چه مفصل کنم بیان / دریای شور مجملی از ماجرای اوست
ایجاد حج نکرده بمشهد روانه شو / من ضامنم رضای خدا در رضای اوست

وله

هیچ خوفی هم نکرد از باطن پیر مغان / آبروی دختر رز زاهد بی پیر ریخت

وله

نیست ز کسی عجز و غرور من و تو / قصهٔ شاه و گدا در همه جا مشهور است

وله

پان و مسی که بر لب او رنگ تازه ریخت / نقاشی تبسم و پرداز بوسه است
عیش با تفاق در عالم / صحبت بی نقاب محبوب است

وله

پیری و گریهٔ سحرگاهی / شب ماهتاب و عالم آب است

وله

بر خطش رو گذاشتم همه شب / بوی ریحان علاج بیخوابی است
چندان عرق شرم بریزم که بشوید / از گرد گناه همه سیمای قیامت

وله
پادشاهی گدای درویشی ست / سر دولت بپای درویشی ست
خواب شیرین و شکر آرام / در نی بوریای درویشی ست
بیشتر خلق ز هم شکوه چه گفتار زند / ورنه کس را ز کسی کم گله خاموشی ست

وله
چندی چو مرغ قبله‌نما چرخ میزنیم / آخر به رب کعبه قرارم بسوی تست

وله
میرسد پیغام دل هر دم که هامون از من است / اشک می‌گوید برو من که جیحون از من است

وله
اگر تقصیر کردی معذرت خواه / که ترک معذرت تقصیر ثانی است

وله
دل به تسلیم و رضا کار خود آراسته ست / از خدا خواسته ایم آنچه خدا خواسته است

وله
گفته بودی که فراموشن یادت نکنم / کرده گر تو فراموش مرا خود یاد است

وله
زین طبیعت از دم گیرای ما آگاه نیست / جوهر شمشیر ما را مرد میداند که چیست

وله
باز آنشوخ بگانهٔ من آمده است / دولت رفتهٔ من خانهٔ من آمده است
رفتم و گرد سری یار شبی گردیدم / گفت با شمع که پروانهٔ من آمده است

وله
شدم بمیکده دیدم شراب نوشیهاست / میان باده و خم طرفه گرم جوشیهاست
قبای پرده دری باب بدقماشان است / لباس مرد هنرمند عیب پوشیهاست

وله
دیدم ز عین مردمی اول بروی من / چشم تو قعم بنگاه نخست تست
این دست و پا شکسته سر جنگ روزگار / محتاج مومیای لطف درست تست

وله
میخرامی بسر خاک شهیدان امروز / بزمین خوردن دامان بی چیزی نیست
تنک پوشیده امروز برنگی که چو گل / جامهٔ نازک و خوشبوی تو جزو بدن است
ضعفم چنان گرفته که در وصف لفبار / گویم اگر قصیده مجال گریز نیست
بشکل مجلس آئینه می آئی / نگاه هر یکی بهر خود نمائی است

امیدوار به پیری خویش هر جوان
شب خواب هیچ کس نکند بی خیال صبح
وقت آخر چون رسد رونق زر و دولت میرود
گشت بر من روشن از انحراف فروغ ماه صبح

ردیف دال مهمله

نباشد گر کسی را دسترس خود بکار آید
برای آشنا باید بپای آشنا افتد

وله
ذکری ز نمکدان لب یار نباشد
در مجلس ایجاد چه شوری است ببینید

وله
در بتخانهٔ حسن برهمن زاده دیدم
ملاقات من و آن سنگدل آنجا فدائی شد

وله
بسان کفش زر دوزیست ممسک جفت با دنیا
بحلقش گر گذاری پاکی از زر دست بردارد

وله
غریبی گر کند یاد وطن مسرور میگردد
دلم دار السرور از نام بر ما نور میگردد

وله
نفس درکش گر از بحر حقیقت گوهری خواهی
بدریا چون رود غوّاص دم در خویشتن دزدد

وله
آن نباتی جامه گر با بنده هم بالین شود
بند بندم یکقلم چون نیشکر شیرین شود
سختی دوران گران بر خاطر هموار نیست
صفحهٔ کاغذ ز نقش کوهکن سنگین شود

وله
چالاکی نگاه تو نازم که سوی من
دیدی چنانکه چشم ترا هم خبر نشد

وله
خاطر خود جمعدار ای غنچه لب نامه ام
خود بخود مکتوب من مانند گل وا می شود

وله
مردهٔ پیراهنی در مجلس ما دوش بود
چشم از دیدار روشن بود خاموش بود

وله
ایجاد در حضور شریعت پناه عشق
بی مهر داغ محضر دل معتبر نشد

وله
ترکیب لب لعل تو بی سبزهٔ خط نیست
حرفی ست که یاقوت با سنگ ندارد

وله
هر کسی در صفت حسن تو بیتی میخواند
شعر برجستهٔ من مطلع ابروی تو بود

وله
ز کس چیزی گرفتم همتم بس ننگ میدارد
کف دستم ز استغنا کجا رنگ حنا گیرد
شیشه در دست جوان ساقی گلفام رسید
هوش رفت از سر مستان که پریزاد آمد

این دل صافی که من دارم بآئینه ازبر است | وله | بلکه در اقبال پهلو با سکندر می زند
روز حشر ایجاد من در سایهٔ مهر علی | | خیمه خود بر کنار حوض کوثر می زند
موسفیدی نمک زندگی پیران است | وله | ماهتاب طرف صبح بهاری دارد
چشم دل مردمک دیدهٔ جانم کردند | وله | هرچه منظور نظر بود بیانم کردند
لاله زارے بمن از داغ عطا فرمودند | | رونق محشر خونین کفانم کردند
اگر با قامتش دعوی کند سرو | وله | الهی حرف او بالا نگردد
کس اول گرد باید گر بگردد | | بگرد کعبه گردد یا نگردد
سرکشی آن قد رعنا دارد | وله | ناز بر عالم بالا دارد
گل دیدار شگفته است مثال | | باغ نظاره تماشا دارد
بی تامل سفر از خویش کنید | | راه اندیشه عمرها دارد
هرگز سخنی نکردی ارشاد | وله | از دست خموشش تو فریاد
از خانهٔ خود نگردیم دور | وله | عمر تو داره و خانه آباد
ما را چو کمان بسر کشیدی | وله | این خانهٔ الفت تو آباد
در چمن یار گلعذار آمد | وله | رنگ بر چهرهٔ بهار آمد
راست می گوید اگر سرو که همدوش توام | وله | بر سر دعوی خود مصحف گل بردارد
قید هستی غم سنگین جانی دارد | وله | دوش آزادی ما بار گران دارد

تو محیطی همه لب تشنهٔ دیدار تواند
چون حبابانه دل جمله هوادار تواند

حرف را مهمله

پوششش خود سفیدان گلبدن از ناز کرد | رنگ از روی بهار یاسمن پرواز گیر

حرف زا معجمه

اگر مطلب ز خط او نمی بود | نمی شد در جهان هرگز سخن سبز
شهید حسن سبز گشتم ایجاد | به محشر می کنم رنگ کفن سبز

حرف شین معجمه

ای مصور از لباس یار دامانش بکش | بر رقیبم دست اگر یابی گریبانش بکش

حرف صاد مهمله

گرش حقیقت تماشای شب و روز نیست | همچو آن مردم که بینند صبح و شام رقص

حرف لام

چشم زخم مردم عالم اگر منظور نیست | مهر شبنم چرا بستند در بازوی گل
در هوای گل جان هر کس که زیر خاک شد | بر مزار او بیفشانند بر روی گل

حرف میم

پریشان میشود خاطر مباد از زلف بگشائی | من از شبهای تاریک و دراز تار می ترسم

ولہ

از دست همدمان در شکوه لبریزم ولی | یکدم کسی همچو بی تصویر نشنیده ست آوازم

حرف نون

با وصف نام همچو نگین در تمام عمر | یکجا نه دست داد برای نشست من

حرف یا

نیستی در بحر هستی جز حباب زندگی | دم غنیمت دان مکن جمع در اخراب زندگی

زود تر آی جمع اند بکاشانهٔ ما
با مید نمک لطف تو مهمانی
نه بسرو الفتی داری نه سوی لاله می بینی
صراحی در بغل ساغر بکف مستانه می آئی

من اشعاره الهندی

اب کے ترے گھر جو آئینگے ہم
پھر یہان سے کہین نجائینگے ہم
مانند نسیم تجھکو ہر صبح
اے غنچہ دہان ہنسائینگے ہم
جو تیری زبان سے آئے کہیو
ٹک منہ سے تو منہ لگائینگے ہم
پی کر ترے منہ کی گالیان بہی
ان ہاتون کی مار کھائینگے ہم
لوہو ترا پانی کرکے تجھکو
بادہ کی جگہ پلائینگے ہم
پھر ہم کہے یہ تیری خاطر
جو کہین سب اٹھائینگے ہم
اب تو تری بندگی مین آئے
جسطرح اٹھے اٹھائینگے ہم
سن یار کہا کہ تجھکو ایجاد
ان جانون سےتی دکہائینگے ہم

نوحه سید الشهدای امام حسین علیه السلام

جان و دل قربان شاه کربلا
من بلاگردان شاه کربلا
من نشینم رفته چو نقش قدم
بر در ایوان شاه کربلا
لعنت حق ای وفاداران کنید
بر جفاکاران شاه کربلا
شاخ مرجان ریش در خون طپید
گوهر غلطان شاه کربلا
مصحف حق را سجاوندی نمود
سرخی قرآن شاه کربلا
آخر از فرمودهٔ شاه نجف
می شوم مهمان شاه کربلا
جا مرا در صفحهٔ خود مید هند
بوذر و سلمان شاه کربلا

ساقیٔ کوثر مرا مدہوش کن — از مئ عرفان شاہ کربلا
این سعر نُہ چرخ مخروطی بود — گوئے از چوگان شاہ کربلا
می کند خورشید ہم کسب ضیا — از مہ تابان شاہ کربلا
از رحمت گوہر نیسان بود — ریزش احسان شاہ کربلا
سبحہ گردید دست با خود سجدہ گاہ — طینت پاکان شاہ کربلا
خانہ اش باب السلام جنت ست — ہر کہ شد دربان شاہ کربلا
یا علی ایجاد را محشور کن — با عزاداران شاہ کربلا

افصح - میر محمد علی

افصح تخلص - میر محمد علی نام مشہدی الاصل سادات رضوی سے ہین - تذکرۂ بے نظیر کے مولف نے لکھا کہ آپکے جد امجد سید اختیار امیر تیمور گورگان کے عہد مین توران سے شہر سبزوار مین آئے - مدت تک وہان سکونت پذیر رہے - جب امیر تیمور خراسان کو فتح کرکے شہر سبزوار مین آیا - سید موصوف کو بلحاظ شرافت حسب و نسب اپنے ہمراہ سمرقند مین لایا - بقول بعض خراسان سے شہر سبزوار مین لایا - اور اپنی دختر سے شادی کردی - اور شہر سمرقند یا شہر سبزوار کی قضا پر مامور فرمایا - سید مذکور تامرگ اسی خدمت پر بحال رہا - پھر سید کی رحلت کے بعد انکی اولاد بھی وہان معزز خدمات و عہدون پر کامیاب ہوتے رہے - اور منصب قضا کی خدمت کا سلسلہ بھی انکے خاندان مین نسلاً بعد نسل مسلسل رہا - امیر تیمور کی قرابت کی وجہ سے آپکے اولاد کے نامون کا تاج لفظ سلطان ہوا - آپکے والد سلطان شاہ مرزا عالمگیری زمانہ مین

وارد ہند ہوئے۔ سربلند خان میر بخشی کی لڑکی سے شادی کی۔ شادی کے بعد مخاطب
بہ شاہنواز خان ہوا۔ میر افصح سربلند خان کی لڑکی کے بطن سے ہند مین پیدا ہوا۔
ہند ہی کی زمین مین نشو نما پایا۔ اور تربیت و تعلیم بہی یہین پائی سن شعور کے بعد کتب
درسیہ اساتذۂ زمانہ سے پڑہین۔ عالم جوانی مین تحصیل علوم و تکمیل فنون سے فارغ ہوا۔
ذہین و ہوشیار فہیم و ہونہار تہا موزون الطبع و سنجیدہ وضع تہا۔ شاعری کے میدان
مین ایسا قدم بڑہایا کہ معاصرین سے چند قدم آگے بڑہ گیا۔ گل رعنا مین لکہا ہے
کہ حسن اتفاق سے ہے کہ ۱۱۵۲ھ ہجری مین شہر لاہور مین رونق فروز رہا۔ تذکرہ مردم دیدہ
کے مولف حاکم نے لکہا کہ مین میر افصح سے لاہور مین ملا شاعر خوش مزاج و لائق ہے
حسن اخلاق و تواضع مین فائق۔ لیکن جسقدر لیاقت رکہتا ہے اس سے زیادہ کا مدعی ہے
شعرائے لاہور نے میر کی تحریک طرح پر مشکل زمین مین اکثر غزلین کہین۔ وہان چند مدت
مشاعرہ کا لطف رہا۔ یاران ہم مشرب کا جلسہ غنیمت تہا۔ پہر آپ کے والد شاہ مرزا و میر افصح
غفران مآب نواب آصفجاہ مرحوم اول کے ہمراہ دکن مین آئے۔ ڈاک چوکی کی داروغگی پر
مقرر ہوئے۔ اور میر افصح بہی اہل مناصب مین مامور ہوئے۔ بعد و پسر دونون غفران مآب
کی ملازمت و رفاقت مین رہے۔ جب ہمت یار خان ناظم صوبہ بیجاپور ہوئے۔ آپ بہی
مع والد با جد ناظم صاحب کے ہمراہ معین ہوئے۔ مدت تک ناظم صاحب کے ہمراہ ہمت
و جوانمردی سے بسر کرتے رہے۔ آخر جب ناظم صاحب ہمت خان افغان مہدوی حاکم
کرنول کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے۔ میر افصح مع والد ہمرکاب تہے۔ حاکم کرنول سے سخت
جنگ ہوا۔ طرفین سے اکثر مقتول و مجروح ہوئے۔ اسی معرکہ مین میر افصح اور ان کے
والد شاہ میرزا مقتول ہوے۔ صاحب مردم دیدہ نے لکہا کہ یہہ واقعہ ۱۱۵۴ھ گیارہ سے چون مین

واقع ہوا۔ اور دیگر مولفین نے لکھا کہ سنہ گیارہ سو پچاس مین الخ اوّل کا قول صحیح ہے
اسلئے کہ مردم دیدہ کا موئلف میر افصح کا معاصر ہے۔ جو لکھا ہے اسکا مشاہدہ ہے۔

من اشعاره

نمک بوسه بر آن زند قدح نوش حرام — وله — که فراموش کند حق نمکدان ترا
نیست پیرایه هر نسبه درون جامهٔ فقر — وله — رسم آئینه دلالست نمد پوشیها
شود معلوم ظرف نیک و بد وقت سخن گفتن — وله — نمی باشد صدای کاسهٔ چینی سفالی را
آه هم بیاد آن قد برجسته رسته است — وله — چون نیشکر ز خاک کمر بسته رسته است
به بزم اهل تمیز در آ تماشا کن — وله — برین مرقع تصویر یک قلم صاد است
منور است ازان نور چشم دیده و حرم — وله — کر این چراغ میان دو محل افتاد است
شکر خدا که دیدهٔ شاهد پرست من — وله — هر چند بت پرست بود خود پرست نیست
مرا که ابلق ایام زیر پاست — وله — چه غم که توسن گردون ستاره پیشانیست
هر دلبری که دل نبرد مایهٔ غم است — وله — سروی که جلوه نکند نخل ماتم است
از می تهی مباد که در شیشه اش ذوق — وله — پیمانهٔ شراب هلال محرم است
تا خرامان بچمن آن دلبجو شده است — وله — سرو انگشت تحیر بلب جو شده است
ز خون بیگنه تا هنوز گلگون است — وله — به تیغ یار چه حاجت غلاف مخمل سرخ
دل خرابی می کند از زلف بیرش کنید — وله — دست و پای میزند دیوانه زنجیرش کنید
آسمان خم بر سر کوی تو از تعظیم شد — عمر این محو ارادت صرف یک تسلیم شد
نه از رخت عرق از گرمی شراب چکید — وله — ستاره آب شد از شرم آفتاب چکید
چون رخت از می عرق افشان شود — وله — خانهٔ آئینه چراغان شود

دل عبث می خواهد از دور فلک عیش مدام — وله — آرزوے می کسی از تشنه وا زدون نکرد

بداد حق نبود شرط مومن و کافر — وله — که ابر کعبه گهے در فرنگ می بارد

دل بے درد چه اندیشه نقصان دارد — ؍ — موی چینی نشو واز غم ایام سفید

خط مشکین بگرد حسن گلفام این چنین باید — وله — تکلف برطرف صبح چنین شام چنین باید

مرا در حلقه زلف تو مرکس به تحسین کرد — ؍ — که صیاد این چنین صید این چنین دام این چنین باید

شهید زہر نگاه کشته افصح — وله — که همچو رنگ حنا شد ترا رگ جان سبز

بجز تصور چشم تو نیست در دل من — وله — شگفته است درین باغ یک قلم نرگس

کسے کشته نگردد به تیغ دلبر خویش — وله — سزد که تیر خورد همچو ماهی از پر خویش

گردن دعوی بکش در بزم ادب — وله — میرسد آخر به پستی سرفرازیهاے شمع

در محفل که حسن تو روشن کند چراغ — وله — پروانها به شمع نویسد بمهر داغ

برمن کاسه سودا شده زان سبز خط — وله — که خیالات فزون می شود از نشه بنگ

تا دیده شبے سنبل گیسوے تو درخواب — وله — شد همچو چمن شده پریشان نظر گل

در طریق راستها کرده ام از سر قدم — وله — گرچه همچو خامه در ظاهر محرف میروم

امین - امین الدین علی

امین تخلص - امین الدین علی نام - مهدی علیخان خطاب ہے - آپ مبارک خان بخاری قلعدار دولت آباد کے قرابتداروں میں سے ہیں - عالم فاضل فارغ التحصیل تھے - فضائل وکمالات صوری معنوی سے موصوف تھے - شعرگوئی وسخن سنجی میں لائق شمار کئے جاتے تھے - ذی استعداد وصاحب السواد - خوش رفتار و خوش گفتار -

فقرا دوست و غربا پرور آشنا پرست و مہمان نواز تھے - آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہوتا تھا
آپ کی غزل و مثنوی کو شعرا کا عذر نہ سمجھتے تھے - آپ غفران ماب نواب آصفجاہ اول کے
منصبدارون مین ممتاز تھے - منصب مناسب و خطاب و مراتب سے سرفراز ١١٧٠ھ ہجری تک
زندہ رہے آخر ١١٧٠ھ ہجری مین فوت ہوے - دولت آباد مین دفن کئے گئے

من اشعاره

چه قدر صید دل تواند کرد — در برش تا لباس بادامیست

وله

نه چمن نه غنچه نه گلزار میخواهم دلم — چهره سبز پیچ یار میخواهد دلم
بادهٔ صاف کنار آب مهتاب گلگشتی — ساقی امشب نشئه سرشار میخواهد دلم
بسکه دلچسپ است شیرین کاری لعلش — بوسه زان لعل شکربار می‌خواهد دلم
دلربای شوخ و شنگ هرچند دارا میگردد — دلبر دلداده را بسیار میخواهد دلم

وله

گر بی تو خورم شراب جانان — جان سوزد و دل کباب جانان
در یاد تو میدهم بهر سو — چون نشئه که بر شراب جانان
شاید که رسید روز مهلت — دارد دلم اضطراب جانان

انسان شیخ غلام مصطفی مرادآبادی

انسان تخلص - شیخ غلام مصطفی نام - قوم کنبوہ آپکا مولد و منشا مرادآباد ہے
انسان کامل عالم فاضل جامع معقول و منقول تھا - شعر و شاعری مین مقبول تھا
کتب معقولات ملا قطب الدین سہالوی و شیخ غلام نقشبند لکھنوی سے تحصیل کی
تھین - ملا کے ارشد تلامذہ سے تھا - اور حدیث کی سند کا سلسلہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے

پہنچتا ہے۔ اور شیخ جان محمد صاحب قادری دہلوی کے مرید و خلیفہ۔ شیخ کملائے زمانہ و اولیا
عصر سے تھے۔ علوم درسی کے سوا علم طب نجوم و فنون خوش نویسی و شانہ بینی وغیرہ
مین مستعد کامل تھے۔ اکثر براہمہ ہند مسائل نجوم مین آپ سے امداد و اعانت لیتے تھے
مسائل غریبہ و عجیبہ کو نہایت آسانی و سہولت سے حل کر دیتے تھے۔ ہندی مین شعر
و دوہہ خوب کہتے تھے۔ فارسی مین آپکا کلام توحید و تعریف و سلوک تصوف کے
مضامین سے مملو ہوتا تھا۔ کلام کی بندش و ترکیب نہایت درست ہوتی ہے
میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا کہ جمیع علوم و فنون کی کتابین انسان کے سینہ مین
محفوظ ہین۔ آپکا علم سینوی تھا نہ سفینوی۔ آپکے پاس کوئی کتاب نہین تھی۔
جو کچھہ علوم و فنون سے تھا آپکی زبان پر ازبر تھا۔ درس و تدریس کیوقت فوائد زوائد
مع حل و شرح سامع کی حیثیت کے موافق بیان فرماتے تھے۔ اکثر طلبۂ علوم و فنون
دیار و امصار سے آپکی خدمت مین آتے تھے اور آپ سے علوم و فنون کی کتابین پڑھتے
تھے۔ مسائل مختلفہ و مقامات مشکلہ کو آسانی کے ساتھہ حل کر لیتے تھے۔ آپ
مدۃ العمر نوکر پیشہ رہے عالمگیری زمانہ مین ہند سے دکن مین آئے منصبداری صیغہ مین
مامور ہوئے۔ مدت تک اسی ملک مین گزارے۔ آخر نوکری ترک کرکے بلدہ ایلچپور
مین آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ یہان ایسے جمے کہ مرکے اُٹھے۔ یہان ایک جوان
خوشرو دیہاتی پر فریفتہ ہوئے۔ اور اس سے تعلق خاطر ہوگیا۔ اُسی محبوب کے دروازہ
پر اقامت گزین ہوئے۔ اتفاقاً یکایک وہ جوان مرگیا۔ آپ کو رنج و غم کا سخت صدمہ
ہوا۔ اُسکے رنج مین زندہ درگور ہوئے۔ کثرت غم سے دیوانہ بنگئے۔ آبادی سے نکل کر
صحرا نوردی اختیار کی۔ انہین ایام مین آپکے استاد مولینا قطب الدین سہالوی

جو زیارت حرمین شریفین سے مراجعت کرکے آرہے تھے بلدۂ ایلچپور مین وارد ہوئے
لوگون سے شناگرد رشید انسان کا حال پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہے اور
آبادی سے دور ویرانون مین رہتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ اُسکو میرے پاس لاؤ۔ لوگو
نے عرض کیا کہ وہ آبادی مین ہرگز نہین آئیگا۔ ہم کو دیکھتے ہی فرار ہو جائیگا۔ مولانا نے
ایک رقعہ لکھا ایک شخص کو دیکے کہا کہ یہ رقعہ انسان کو دکھلاؤ۔ آپنے رقعہ مین
یہہ فقرہ جو عرب کے نزدیک ضرب المثل ہے کہ اَطْرِقْ کَرَی اطرق کَرَی
ان النعامۃ فی القری یہ مثل اُس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو اپنے نفس پر
نازان ہو۔ یا اس شخص کے نسبت جو کلام لطیف و نرم سے دام فریب مین آجائے۔
اس مثل کی اصل حقیقت یہ ہے کہ کری ایک پرندہ مثل کبک دری کے ہوتا ہے
عرب جب اسکے شکار کا ارادہ کرتے ہین تب آہستہ آہستہ یہ فقرہ بولتے ہین اطرق کری الخ
وہ آواز سنکے زمین سے دبکے پیوست ہو جاتا ہے۔ پس اُسپر چادر ڈالدیتے ہین اور اُسکو
آسانی سے شکار کر لیتے ہین۔ پھر عرب کے نزدیک یہ مثل شخص فریب خوردہ کے نسبت
مستعمل و مروج ہو گئی۔ ھذا ماخوذ من ضرب الامثال للمیدانی۔
حسب ہدایت ملا صاحب شخص مذکور رقعہ لیگیا۔ اور انسان کو دکھلایا۔ انسان
رقعہ کو دیکھتے ہی مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مولانا سے نیازمندانہ ملا۔ پھر ملا صاحب
ہندوستان روانہ ہوئے۔ انسان بدستور سابق دشت و صحرا مین پراگندہ و پریشان
گھومنے لگا۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ انسان نے انتقال سے تین سال قبل
ترک لباس کیا تھا۔ صرف ایک قمیص پر اکتفا کیا ہوا تھا۔ ایک رات اول وقت مین
خواب مین دیکھا کہ کوئی ہاتف غیبی کہتا ہے۔ اجمل خیر من یعمل خیرا۔ یعنے

نیک مرد وہ شخص ہے جو امر خیر کرے ۔ آخر ۱۲۴۲ھ ہجری مین فوت ہوا ۔ بلدہ ایلچپور مین شاہ عبدالرحمن عرف رحمن شاہ دولہ غزنوی کے مزار کے قریب مدفون ہوا ۔ اور گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آقا محمد امین ایلچپوری متخلص بوفا آپکے ارشد تلامذہ مین تہے ۔ نقل کرتے ہین کہ ایک وقت ناصر علی ہندی و انسان باہم ملے ۔ مکالمہ مین ناصر علی نے استادون کے اشعار مین عیب جوئی و نکتہ چینی شروع کی ۔ انسان نے فرمایا کہ آپ اساتذہ کے کلام مین عیوب نکالتے ہین ۔ اور اپنے کلام سے خبر نہین کہتے چنانچہ آپکے اس شعر مین ؎

ماندہ ام بینائے می بر طاق و حسرت میکشم — توبہ گستاخی است شرم از روی رحمت می کشم

شرم کشیدن خلاف محاورہ ہے ۔ اس مقام مین خجالت کشیدن چاہیے ۔ کہتے ہین کہ ناصر علی سخت نادم ہوا ۔ جلسہ برخاست ہوا ۔ انسان سلام علیک کہکر چلتے ہوئے ۔

من اشعارہ

نہ براہ تو تنہا دارد از نرگس چمن چشمی — بود با دام چشمی لالہ چشمی یاسمن چشمی

ولہ

بازی عشق است می باید بسامان باختن — بر سحر چون صبح جان تازہ خندان باختن

ولہ

چہ عجب در روش رہبر گر افتاد خلل — پیر شد چرخ ازان گشت دماغش مختل

ولہ

روشن دل و وابستۂ مذہب چہ کمالست — ہرچہ متقابل شود آئینہ ہمانست

ولہ

در شان علی بحث کنند شیعہ و سنی — حقا کہ علی برتر ازین ہر دو بیان است

انسان چو مسمی شود از اسم الٰہی — ناچار ز افزون شدن عبد بر آن است

در اسم علی چون کہ نبی عبد نیفزود — بنگر کہ درین پردہ عجب رمز نہان است

ولہ

ہستی شخص و عدم چو آئینہ بہ پیش — عالم بمثال عکس بیخویش بخویش

انسان بمثل چو چشم عکس است درو   آن شخص عیان نمودہ پاک از کم و بیش

انسان نے اس رباعی مین وحدت الوجود کا مسئلہ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اس رباعی کی شرح تذکرہ سرو آزاد مین لکھی ہے۔ مین یہان اسکا ترجمہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون۔ تاکہ ملاحظہ سے مستفید ہون۔

قولہ ہستی۔ اصطلاح صوفیہ کرام مین ہستی سے حقیقت حق مراد ہے۔ اسکو اس شخص سے تشبیہ دیتا ہے جو اپنی ذات کو آئینہ مین مشاہدہ کرے۔ دونون مین وجہ تشبیہ جامعیت کثرت ہے۔ مشاہدہ کرنیوالے مین کثرت بوجہ اعضا۔ اور ذات حق مین باعتبار صفات ذاتیہ جیسا کہ وہ فرماتا ہے (کنت کنزاً مخفیاً) دونون ظہور کے خواہان وجویان ہین۔ ایک تناسب اعضا کی وجہ سے نمایان۔ دوسرا اسمات صفاتی کے لحاظ سے عیان ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس کے قول سے (فاحببت ان اعرف) پس مین دوست رکھتا ہون کہ پہچانون۔ قولہ و عالم از عدم سے علم حق مراد ہے۔ اسکو آئینہ سے تشبیہ دیتا ہے اس لئے کہ دونون مبدء انکشاف ہین۔ اور عالم کو آئینہ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے اسلئے کہ عالم کے حقائق صوفیہ کرام کے نزدیک صور علمیہ ہین۔ مرتبہ علم مین ظاہر ہوتی ہین۔ جیسا کہ آئینہ مین عکس کہلائی دیتا ہے۔ علاوہ ظاہر ہے جسطرح تمام اعضا کا عکس آئینہ مین واقع ہوتا ہے اسیطرح آنکھ کا عکس بھی اسمین واقع ہوتا ہے اور آنکھ کے عکس مین اس شخص کا تمام عکس نمایان ہوتا ہے۔ پس نشاۃ انسان کی حقیقت کو جو تمام حقائق عالم سے جامعیت کے ساتھ مخصوص ہے۔ آنکھ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے کیونکہ وہ بھی بہ نسبت عکس تمام اعضا اس شخص کی آئینہ داری کرتا ہے اور اسکو

دکھلاتا ہے۔ بخلاف دیگر عکوس۔ اور شیخ محی الدین اکبر قدس سرہ کے کلام سے بھی یہی مراد ہے۔ { وکان آدم ھی المرآۃ المجلوۃ } مشبہ و مشبہ بہ کا مشترک الاسم ہونا نہایت لطف رکھتا ہے۔ اور شاعر کا تخلص کہ انسان ہے اس معنی نے لطف کو قند مکرر کر دیا۔ پس رباعی کے معنی یہ ہین کہ ہستی نے یعنی ذات حق جو جامع تمام اسمائے صفاتی ہے اور مرتبۂ علم مین آئینہ سے ظہور کیا۔ اور عالم اُس شخص کے عکسون کی طرح صورت نما ہوا بنجویش و بنجویش کے معنی یہ ہین کہ عالم کو عکس کی طرح دو جہت پیدا ہوئین۔ ایک کے وجود علیحدہ دکھائی دیتا ہے اور غیر معلوم ہوتا ہے بنجویش ہے۔ یعنی ہیچ ہے۔ کیونکہ واقع مین وہ شخص آپ ظاہر ہوتا ہے اور عکس کا وجود وہمی ہے کیونکہ یہ بھی واقع مین خود وہی ہے جو اپنی ذات پر ظاہر ہوا ہے یعنے موجود فی حد ذاتہ ہے انسان کی حقیقت تمام عالم کے حقائق کے مقابلہ مین آنکھہ کے عکس کی طرح ہے یعنے آنکھہ کے عکس مین ذات حق نے تمام مراتب کے ساتھہ جلوہ فرمایا۔ و معنی پاک از کم و بیش الخ کے یہہ مین کہ اللہ کا ظہور انسان کی حقیقت مین اور اسکا ظہور تمام عالم مین کم و بیش نہین ہے بلکہ انسان مین بطور اجمال۔ اور عالم مین بطور تفصیل ہے۔ مثلاً انسان کی صورت آئینہ مین اور انسان کی صورت آنکھہ کے عکس مین برابر ہے مگر فرق اتنا ہے کہ آئینہ مین بڑی اور آنکھہ کے عکس مین چھوٹی۔ اسلئے انسان کو عالم صغیر اور عالم کو انسان کبیر کہتے ہین۔ انتہی ترجمۃ الرباعی۔

انصاف ۔ علی نقی خان

انصاف تخلص۔ علی نقی خان نام ہمدانی الاصل قوم قاچار سے تھے۔ آپ

نقد علیخان ایجاد کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت شہر حیدرآباد دکن مین ۱۲۷۳ھ ہجری مین
واقع ہوی چنانچہ آپکے جد امجد نے جو تاریخ گوئی مین بے نظیر تھے۔ آپکی ولادت کی تاریخ
اس فقرہ مین پائی {صاحب اقبال مبارک قدم ست} پرورش و تربیت کے بعد
اسی شہر مین کتب درسیہ سے فارغ ہوئے ۱۲۹۳ھ۔ علوم حکمیہ و فنون ادبیہ مین مرتبہ کمال کو پہنچے
مرزا افضل فاقشال تحفۃ الشعرا مین لکھتے ہین کہ انصاف الہیات و طبعیات مین بے نظیر
تھے۔ مین نے ایجاد کی زبانی سنا وہ فرماتے تھے کہ میرا فرزند فخر خاندان ہے انہی کلام
انصاف سلمہ کا عالم شباب تھا درجہ کمال آپکا ہم رکاب تھا مزاج تجربہ مزاج تھا۔ بزرگی کا
سر پر تاج تھا۔ طبیعت برق تھی ذکاوت ذہن کے بادلون مین کڑک رہی تھی دماغ مین
علم و فہم کی روشنی چمک رہی تھی۔ فلسفی خیالون و حکمی مناؤن کا ذخیرہ قوت حافظہ
مین محفوظ تھا اور زمانہ کے واقعات کا فوٹو خیال کے مرقع مین ملحوظ تھا۔ آپکے لمن
شعرگوئی کا خیال پیدا ہوا۔ جوش طبیعت سے موزون کرنے لگے۔ ابتدا مین والد ماجد سے
اصلاح لینے لگے تھوڑے ہی دنون مین زمرہ شعرا مین مشہور ہوگئے۔ آپکا کلام شستہ
و صاف ہے ہر ایک شعر سے مضامین پسندیدہ و معانی دلچسپ نمایان ہین اور ہر ایک فقرہ
سے رنگین بیانی و شیرین زبانی عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان عجائب
و غرائب کا سفینہ ہے لطائف و نوادر کا خزینہ ہے۔ ذہین و فہیم ادیب حکیم تھے۔ شاعر
خوش فکر و خوش طبع خوش مزاج و شگفتہ جبین۔ ظریف و رنگین تھے۔ خلیق و لبیق تھے
دوست پرست و یار نواز۔ آپ سرکار عالی نظام کے منصبدارون مین سرفراز۔ عالم
فاضل و ادیب کامل تھے درس تدریس کا شوق تھا۔ چونکہ معقولات و الہیات مین
مشہور تھے۔ اکثر طلبہ منتہی آپسے اس فن کے کتب پڑھتے تھے۔ ہمعصرون مین لائق

مانے جاتے تہے۔ اور آپکو موروثی شاعری کی بہی قدرت تہی۔ ہفتہ عشرہ مین اپنے مکان پر مشاعرہ کا جلسہ بہی منعقد فرماتے تہے۔ شہر کے اکثر شعرا کا مجمع ہوتا تہا۔ خوب مزہ و لطف رہتا تہا۔ گل رعنا مین لچھمی نراین شفیق لکھتے ہین کہ مین سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین وارد حیدر آباد ہوا انصاف سے چند روز خوب ملاقات رہی اکثر اوقات مشاعرہ کا اتفاق ہوا تہی کلام پہ دوسرے مقام مین لکھتے ہین کہ جناب انصاف سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین اورنگ آباد کے رونق افروز ہوئے فقیر سے ملاقات ہوئی چند روز مقیم رہے خوب لطف رہا تہی۔ غرض جہان آپ رہے اپنے خیال وضع کے پابند رہے مدۃ العمر عمدہ طرح سے گزارے۔ قدرت اللہ خان قدرت نتائج الافکار مین لکھتے ہین کہ آپکی وفات سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین شہر حیدر آباد دکن مین واقع ہوئی۔ اب ہم آپکے دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے ملاحظہ کیلئے گزارش کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

روشن از نور ثنائے اوست چون حرف ما — عقد گوہر بست حمدش در گلوئے حرف ما
چہرۂ گفتار ما را رونق از نعت نبی — وصف آن در یتیم ست آبروئے حرف ما
گلشن تقریر ما را وصف آلش سبز ساخت — تا زبر فردوس دارد رنگ و بوئے حرف ما

وله

قیس را آدم نمیدانیم با دیوانہا — بود یک غول بیابانی ز صحرائے شما
جان ما بدواد چین را بر جبین زد کہ او — زحل بیجا می کند در بیت ابروئے شما

وله

صبا ہر صبح بعد از گرد سر گردیدن یثرب — رسانی بندگی از من خداوندان بطحا را

وله

دست قاتل بدہم روز جزا دامان را — من نہ آنم کہ فراموش کنم احسان را

وله

نشوم دشمن ہجران اگرم قتل کند — بسکہ بوصل بتان دوست ندارم جان را

وله

مرید سرکشی خواہند شیخان ریاضت کش — تلاش توسن بدخو بود چابک سواران را

تماشا کردن جنگ خروسان معصیت باشد / نباید آرزو کردن نزاع تا جداران را

وله

روی او دیدم نمودم محو داغ خویش را / صبح روشن شد زدم دامن چراغ خویش را

وله

بارہا چون شیشۂ ساعت درین کلفت سرا / آسمان برگشت و مشکل روزگارم برنگشت

وله

در گلستان آمد و رنگ دیگر از رخ گلها پرید / از برای عندلیبان این گل دیگر شگفت

دل چون من ضعیفی را چه نقصان گر بدست آرد / سلیمان هم برای نام موری میکند پیدا

اوج نمک حرامان هرگز نمی توان دید / خورشید چشم پوشید وقت ظهور مهتاب

من الشعراء الهندی

مے ہو چکی تمام گلابی میں کیا رہا / ساقی سمجھ کے دیکھ خرابی میں کیا رہا

ذبح کر کے داب کیوں کہتا ہے تو پانوں تلے / چھوڑ دے بسمل ہوا کھولے وہ تلملے

ایما - میر بخشی عاشق علیخان

ایما تخلص - میر بخشی نام عاشق علیخان خطاب - آپ خوشحال خان عاقل خان کے نواسے آپ کے نانا عالمگیری زمانہ میں بادشاہی معزز منصبداروں میں تھے - شوخ طبیعت و آزادانہ مزاج تھے - بی پروائی آپکی ذاتی صفت تھی - آپکو خوشی سے خوشی تھی نہ غم سے غمی - ایکوقت خوشحال خان نے جواہر و زر سے بنگلہ آراستہ کیا - عالمگیری عتاب میں معتوب ہوا - کچھ پروا نکی بلکہ شوخی سے کہتا تھا - ہماری خوشحالی کہیں نہیں گئی ہم ہر حال میں خوشحال ہیں - آخر خانزادی کی وجہ سے قصور معاف ہوا - بدستور اصل منصب سے سرفرازی پائی - عالمگیری زمانہ میں فوت ہوا - میر بخشی صاحب نے جمنا کے بعد وزارت خان بن دیانت خان کے ذریعہ سے پانصدی منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوا

نظام الملک آصفجاہ کے منصبداروں میں منسلک ہوا۔ چند مدت کے بعد پریشان حال ہوا اور کسیقدر جو اسکے دماغ میں خلل واقع ہوا۔ اسوجہ سے۔ دلاور خان بن دلاور خان نصرت کی رفاقت میں تہا۔ دلاور خان نے اُسکو دادونی کی قلعداری و فوجداری پر ممتاز کیا تہا۔ علم ہندسی کا استاد۔ چند رسائل آپکی تصنیف سے ہیں۔ علم عربی و فارسی میں بہی استعداد و قابل تہا۔ شعرگوئی و تاریخ گوئی میں یگانہ شمار کیا جاتا تہا۔ ۱۱۷۲ھ ہجری میں فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

چاہِ زنخدان آبروے سائلان بوسہ بخت	تا کہ گویم عقدہ کن این ماجرائے آشنا

جب مبارز خان نظام الملک آصفجاہ کے لشکر کے قریب پہنچکر دریائے پورنا سے عبور کرکے آگے نکل گیا اور آصفجاہ کا مقابلہ نہیں کیا لشکر میں شہرت ہوئی کہ مبارز خان خوف سے بہاگا۔ میاں ایاہی لشکر میں تہے۔ تاریخ کہی سہ

سال تاریخ پوچھتے ہیں یاران	گفتمش ڈر گیا مبارز خان ۱۱۳۶ ہجری

من اشعارہ الہندی

طبیب عشق سے میں پوچھا زلیخا کا علاج اپنا		کہا تجہہ پر ہلاے سورۂ یوسف کا دم کرنا
عاشق نہیں ہے تجکو کچھہ خوف معصیت کا	ولہ	موسی رضا ہے بیشک امام ضامن اپنا
کیوں نہ کہیے اوسے وہ کمان ابرو	ولہ	واسطے جسکے کہینچتے ہیں سب چلے

افتخار۔ سید عبدالوہاب دولت آبادی

افتخار تخلص۔ سید عبدالوہاب نام۔ سادات بخاری الاصل سے ہیں۔ نسب سلسلہ سید مخدوم جہانیان بخاری سے ملتا ہے۔ آپکا مولد و منشا احمدنگر دکن ہے۔ تعلیم و تربیت کے بعد

مرتضی خان بنجاری قلعدار دولت آباد کی دختر سے شادی کی۔ اس تقریب سے آپ دولت آباد مین آئے۔ اور یہین متوطن ہوئے۔ سن شعور کے بعد فارسی کتب درسیہ مین استعداد وافی حاصل کی۔ پہر صرف کی تصریف ماضی و حال و استقبال مین مصروف رہے۔ بعد ازان نحو کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک زمانہ تک کلمہ و کلام کی تعریف۔ رفع و نصب و جر کے تحقیق مین گذارے۔ علی ہذا القیاس معقول کے حاصل کرنے مین بہی عرق ریزی و دلسوزی کی فراغت تحصیل کے بعد فن ادب و شعر کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آپکی شاگردی مین فائز المرام ہوئے۔ اور کتب تحصیل شدہ کی تکمیل بہی حضرت آزاد کی توجہ سے کی۔ آپنے تذکرہ بینظیر مین حضرت آزاد کی شادی اور اپنی شاگردی کا اقرار و اظہار کیا ہے ؎

ہفت اقلیم سخن امروز از استاد ما   دارد این معمورہ از زیر قلم آزاد ما

فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپنے علم طب کو بہی حاصل کیا۔ مدت تک اطبا کی خدمت مین مشق کرتا رہا۔ اکثر مطبون مین بیٹہکر تشخیص و تفتیش کرتے رہے۔ حکیم حاذق و طبیب فائق تہے۔ آپ ۱۱۸۳ ہجری مین نواب شجاع الدولہ بہادر غیور جنگ متخلص بہ غیور کی خدمت مین مقربین کے زمرہ مین اول نمبر تہے۔ نواب صاحب آپکی بڑی عزت و آبرو فرماتے تہے خوش حال و فارغ البال تہے۔ آپ نواب صاحب کی مجلس کی رونق تہے۔ ہر وقت لطائف و ظرائف سے نواب کی دلجوئی و خوش طبعی فرماتے تہے۔ آپ سلیم الطبع حلیم الوضع پسندیدہ سیرت و سنجیدہ طبیعت تہے خوش کردار و خوش رفتار راست گفتار صاحب وقار تہے۔ ظرافت و لطافت مین مشہور فصاحت و بلاغت مین نور علی نور تہے۔ انشا پردازی مین بلند پرواز۔ اور نظم کی شیرازہ بندی مین گویا بلبل شیراز تہے۔ کلام شستہ و رنگین ہے

نقشبند و مضامین برجستہ و دلنشین کے نخابند تھے۔ آپکی انشا نثر کے دیکھنے سے ذائقہ کو لذت اور سامعہ کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور لطافت نظم و نزاکت معانی کے مطالعہ سے قوت ناطقہ کو لطف فرد ہاتھ آتا ہے۔ تازہ تازہ لطائف شگوفہ طرائف کے ملاحظہ سے دل و دماغ سیراب تازہ ہوتا ہے۔ آپکا فارسی دیوان روزمرہ اہل زبان ہے۔ محاورہ مین سفینہ کمال نزاکت و خوبی مین سحر حلال ہے۔ آپکا کلام ریختہ زبان مین بھی فصاحت و ملاحت سے لبریز ہے۔ حسن بلاغت و نزاکت سے شور انگیز ہے۔ ادا ہائے دل آویز و کرشمہائے جادو آمیز سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر سامری ہے۔ کثرت آرائش و نگارش سے ثابت ہوتا ہے کہ رسیدۂ شہرہ ہے۔ آپ ریختہ زبان مین بھی صاحب دیوان مین۔ آپنے ریختہ مین دوہے اور کبت و جھولنہ و مکرہیا و پہیلیان بھی کہی ہین۔ آپ کا تخلص افتخار ہے ہم اگر آپکو فخر دکن کہین تو بجا ہے۔ آپنے سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین تذکرہ شعرا مسمی بہ بےنظیر بالعنت کیا ہے۔ اسمین متقدمین و معاصرین کا حال تاریخی طرز پر لکھا ہے تذکرہ کا نام بےنظیر تاریخی ہے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۹۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ دولت آباد مین حضرت برہان الدین غریب کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی وفات کا سنہ نہین لکھا شاید معلوم نہوا ہوگا۔

من اشعارہ الفارسی

بود فیضان دیگر چشمۂ داد الٰہی را — زماہی قسمت افزون‌تر بود دندان ماہی را

ولہ — حمایت میکند ہامون دل دیوانۂ ما را — گل داغم چراغ زیر دامان ست صحرا را

ولہ — بود بیغیرتی با قحبۂ بازار جوشیدن — اگر راہ حمیت میروی بگذار دنیا را

ولہ — اسجدا از نقش پایش جبہۂ ما بر فروز — از زمین این سجدہ داری تخت و اَلعام ما

مشت خاک خویش را فرش ره او ساختیم | وله | تا باین تقریب یابیم دولت پابوس را

شب خیال او تصرف کرد در دل هر چه داشت | وله | حکم صاحب خانه دارد آنکه شد مهمان ما

بیقراران را بهال دیگران پرواز نیست | وله | احتیاج دلو نبود چشمهٔ سیماب را

رسوا کند محک زر ناقص عیار را | وله | باشد همین معامله سنگ مزار را

یک جهان جلوه کند نور خدا در دل صاف | وله | آتشین نخل شود عکس چراغی در آب

بگذرند از خود نکویان از نکوی نگذرند | وله | بو نمی دارد دریغ از ما چو گل گردد گلاب

سوختن چون شمع بر بالین جانان بهتر است | وله | درد گر این منزلت یابد ز درمان بهتر است

آن خوب را بجامهٔ رنگین نیاز نیست | وله | چون برلباس در بر او ساده خوشنما ست

در تف عشق تو آرام از آن بیتاب است | وله | قائم النار که دیدیم همین سیماب است

ز تیغ یار چه احسان که نیست بر سر ما | وله | بود به هر دو جهان چهرهٔ شهیدان سرخ

یا علی غیر ترا در دل من نیست گذر | وله | هست مشهور که این بادیه شیری دارد

برهمنی که دلم را بسوخت می گوید | وله | برو برو ز تو بوی کباب می آید

چشم گریان مرا عالم تماشا کردنی ست | وله | آن پری را آرزوی سیر این دریا نشد

غنچه یکبار گشاید لب خوش عمر دهد | وله | خوب باید سخنی گر ز لب کم گو آید

مزاج عاشق و طفلست یکسان امتحان کردم | وله | باندک حیلهٔ خوبان به پیراهن نمی گنجد

چه از بیگانه نالد کس وفا از خود ندید آخر | وله | ز شبنم شکوه بیجا که رنگش هم نپاید آخر

از وفا گشتم خجل چون یار شد شمع مزار | وله | می شدم پروانه گر جان دگر می داشتم

سر زلف تو چگویم بچه عنوان کردم | وله | هر دم آنجا دل جمعی پریشان کردم

مگر رخانه آئینه روشن کرده ظالم | وله | شبی در خانه ما هم چراغان میتوان کردن

میرود آن آہنین دل از سرم من فشان	لوح خاکم سنگ مقناطیس ہو وے کاشکے

انور۔ نورالدین خان کرناٹکی

انور تخلص۔ نورالدین محمد خان بہادر نام۔ آپ ابوالمعانی بہادر گویاموی کے فرزند ہین اور نواب محمد محفوظ خان بہادر شہامت جنگ کے نواسہ۔ سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین شہر تہٹرنگر مین پیدا ہوے۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ عربیہ فارسیہ علما فضلا کی خدمت مین ختم کین اور فن شعرگوئی مین مولانا محمد باقر آگاہ سے تعلیم پائی اوّلاً انور تخلص کرتے تھے ثانیا دل تخلص اختیار کیا۔

ابتدا مین نواب والاجاہ کی سرکار مین بعہدۂ خانسامانی تنخواہ پر مقرر ہوے۔ بعد ازان نیلور کی فوجداری پر سرفراز تھے وہان بجرم قتل معزول ہوے۔ اور قلعہ چندرگیری مین مقید کئے گئے۔ حالت حبس مین حافظ محمد مکی سے قرآن حفظ فرمایا۔ حفظ قرآن کے بعد ایک عرضی معافی جرائم کے لئے نواب والاجاہ کی خدمت مین بھیجی۔ نوابصاحب نے قیدخانہ سے بلایا۔ اور قرآن شریف سنا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ تراویح پڑھنے کا ارشاد ہوا انور نے نوابصاحب کے حضور مین شبینہ پڑھا۔ نوابصاحب بہت خوش ہوے پھر نیلور کی فوجداری پر بحال فرمایا۔ اور پلنار اور ونکول کی فوجداری بھی آپ ہی کے تفویض ہوئی۔ نوابصاحب کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین عمدة الامرا بہادر کے طرف سے صوبہ داری ارکاٹ کی نیابت پر مامور ہوے۔ ایک سال کے بعد معزول ہوکر مدراس مین پہنچے وہان عارضۂ سل و دق مین مبتلا ہوے۔ آخر سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا شیخ محمد مخدوم ساوی کے گنبد کے قریب مدفون ہوے۔

مشہور ہے کہ انور نے ایکروز ایک رباعی مستزاد نواب والا جاہ کی خدمت مین پیش کی نواب نے انور کا مُنہ جواہر گران بہا سے بھر دیا وہ رباعی مستزاد یہہ ہے

رباعی

از نقد بقائیکہ عطا کرد ترا + رب الارباب
کردی بفنا و صرف در راہ خدا + بصدق و ثواب
از وعدہ ایزدی کہ یک را بعوض + دہ می بخشد
مقصود حق است بعد از آن لطف و عطا + و ہو الوہاب

صاحب دیوان ہے۔ اشعار مین دونون تخلص موجود ہین کہین انور کہین دل جو وہ بعض نے لکھا ہے کہ انور کے دو دیوان ایک مین انور تخلص کرتا ہے اور دوسرے مین دل یہہ بھی صاحب گلدستۂ کرناٹک نے محقق طور سے لکھا ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

وله
طپید نہائے دل آرد از عشرت نوید اینجا — مگر قربان شدن باشد مبارکباد اینجا

وله
ز فیض دادن سرہا غنیم از سر جوانیہا — بجا شد اتفاق شمع و من در سرفشانیہا
دل از گیسوئے تو شد محو پریشانیہا — گردد در کار جنون سلسلہ جنبانیہا

وله
خوشتر از گلبانگ می آید فغانم یار را — گوش گل باز است از بہر نوائے عندلیب

وله
تیر تو آمد بدل منزل خود جان گذاشت — طاقت ہجران نداشت خانہ بمہمان گذاشت
در شکن زلف یار کرد دل آخر قرار — عشق تو دیوانہ را بردو بزندان گذاشت

وله
سینہ از بسکہ وحشت آباد است — طفل اشکم رمیدہ می آید
بہر تعظیم یار ما ز عدم — سرو قامت کشیدہ می آید

وله
گر بیاد زلف مشکین تو گردم اشکبار — چون سلیمانی شود ہر اشک من زنار دار
وصل ہم مانع بیتابی انور نشود — لذت این طپش آغوش تو میداند و بس
آئینہ مند و دل ساعت فرنگ — باشد حیات دل طپش بیشمار دل

وحشت نگر که چون قدم از کشور عدم — برداشتم بدامن صحرا گذاشتم

وله

ز شمع حسن تو گر چشم دل شود روشن — برنگ مهر زند خنده هر سحر شامم

وله

خدنگ ناز بکش غمزه را تمام مکن — بخون خلق مژه دست و قتل عام مکن

سحر ز من گل و بلبل کنند گلشن مشق — یکی دریدن جیب و دگر کشیدن آه

من امشب هر چه گویم بی تکلف میشود موزون — خیالم مخوان بالای موزونست پنداری

ارسلان مولانا قاسم مشہدی

ارسلان تخلص - مولانا قاسم نام - مشہدی الاصل ہے - سید صحیح النسب تھا - علامۂ دہر و فہامۂ عصر تھا - فن شاعری مین فرد فرید - اکبر بادشاہ کے زمانہ مین ہند مین وارد ہوا تاریخ گوئی و خوشنویسی مین وحید تھا - چندمدت تک اکبر کی ملازمت مین رہا - پھر احمد آباد گجرات مین گیا - اور وہان سکونت پذیر ہوا - چند روز کے بعد دکن کی سیر کو نکلا اولاً احمد نگر مین پہنچا - نظام شاہ بحری نے بڑی خاطرداری و مہمان نوازی کی - پھر وہان سے بیجاپور آیا وہان کے بھی والی نے بڑی عزت و آبرو کی - چند روز قیام کرکے وہان سے گولکنڈہ مین رونق افزا ہوا - یہان بھی بدستور شاہان دیگر تعظیم و توقیر سے ممتاز ہوا - اور عبداللہ قطب شاہ نے بہت کچھ سلوک کیا - عطیات و صلات سے سرفراز فرمایا - چند روز مہمان رہا بعد ازان احمد آباد گجرات مین معاودت کی - اس فکر مین تھا کہ وطن مالوفہ روانہ ہوجائے کہ یکایک وقت موعود پہنچا - وہین فوت ہوا - یہہ حادثہ ۵۱ سنہ ہجری مین واقع ہوا - صاحب صبح گلشن نے لکھا کہ یہہ واقعہ لاہور مین ۹۵۱ سنہ ہجری مین - اور ہم نے ریاض الشعرا مین دیکھا - کہ اسکا مدفن احمد آباد - اور

نہین معلوم کہ سنہ مذکور و مدفن لاہو صاحب صبح گلشن نے کس کتاب سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

من اشعارہ الفارسی

آہ دلم گر اثرے داشتے
گرد سرت گشتی و گردے طواف
لفظ و معنی بحال من گرہند

ولہ

شام امیدم سحرے داشتے
کعبہ اگر بال و پرے داشتے
بی گذرے در کتاب کنم

امداد ـ شیخ غلام حسین برہانپوری

امداد تخلص ـ شیخ غلام حسین نام ـ ہاشمی النسب قادری الطریقہ ہے۔ حافظ گہانسی صاحب کا ہمشیرزادہ تہا۔ آپکا مولد و منشا برہانپور خاندیس تہا۔ سن تمیز کے ابتدائی کتب درسیہ عربیہ فضلاے شہر سے پڑہین۔ لیاقت استعداد حاصل کی۔ شعرگوئی مین عمدہ سلیقہ پیدا کیا۔ برہانپور سے شہر اورنگ آباد مین آیا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کے حلقہ شاگردی مین داخل ہوا آپکی خدمت مین مشق کرتا رہا۔ جناب آزاد کی توجہ و اصلاح سے شعر خوب کہنے لگا خیالات رنگین و مضامین دلنشین ایجاد کرنے لگا مدت تک اورنگ آباد مین رہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی ملازموں مین ممتاز تہا۔ ملازمت کے علاوہ امراے کے بچون کو بہی تربیت و تعلیم دیتا تہا۔ شہر کے اکثر معزز امرازادے آپکی خدمت بابرکت مین بغرض استفادہ حاضر ہوتے تہے۔ امرا آپکی کفیل تہے عمدہ طرح سے خدمت و سلوک کرتے تہے۔ نہایت فراغت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر اورنگ آباد سے وطن مالوفہ برہانپور روانہ ہوا۔ وہان چند روز زندہ رہا۔ پہر بہشت برین کو رحلت کی۔ آپکی وفات قریب سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین ہوئی۔ آپ خوش فکر خوش سلیقہ۔ ظریف الطبع شگفتہ جبین تہے

مزاج میں درویشی و خاکساری تھی درویش دوست و فانی مشرب تھے۔ اکثر اوقات اہل اللہ و اہل دکن کی خدمت میں گزارتے تھے۔

من اشعارہ الفارسی

از تو پنہان میکند آئینہ روی خویش را		ہر کسی منظور دارد آبروی خویش را
گل ز باطن صاحبدلان بی قصد فیض		در گرہ بستن نداند غنچہ بوی خویش را
سرگرم الفت من و اغیار بودہ	وله	ای جان عاشقی تو چہ عیار بودہ
بر دامن دلم نہ غبار تعصب است	وله	چون ساغر بلور مرا صاف مشرب است
گر بصحرا نگہ او چمن آرا گردد	وله	شاخ آہو قلم نرگس شہلا گردد
صندلی رنگ بتی گر سر درمان دارد		درد ہم گرد سر ما بتمنا گردد
دل ز دستم رفت و من ہم قسم ای قاتل بیا	وله	گر برای کشتنم آئی برای دل بیا
سیر کتاب عبرت ازین باغ می کنم	وله	از داغ دل چو لالہ ورق داغ می کنم
ظاہر شود با وہمہ رنگ شکست ما	وله	در صورتی کہ آئینہ گیرد ز دست ما
ما والی قلم و مضمون تازہ ایم		در گل زمین صفحہ بود بندوبست ما
ہزار شخص درین شیشہ خانہ امکان	وله	بوحدت تو نمودند صورت مجلس
در خدمت تو پیر مغان کہنہ بندگیست	وله	عمری بظل عاطفت تاک ماندہ ایم
موج واری دل طپش از آب میخواہیم ما	وله	پارہ بیتابی سیماب میخواہیم ما
دارم عشق نوجوان امداد با پیرانہ		سیر بادہ گلرنگ در مہتاب میخواہیم ما
در تحیر اشک ما خونین دلان بیوجہ نیست		نرگس تصویر را سیراب میخواہیم ما
اہل گلشن یک قلم پروردہ حسن تو اند	وله	سرو از سرکار والای تو یک تو سرفراز

ولہ

رونق ده تخت شرع شاه نجف است روشن کن آفتاب ماه نجف است
شاهی خواهی وگر تو راهی جوئی شاه نجف است و شاهراه نجف است

ولہ

چون سر زند از کسی سخن بیهده کر شو از حرف سبک نیست الم گوش گران را

ولہ

بداغ هجر تو ای وای سوختند مرا بدرهمی که نباید فروختند مرا
چسان کنم مژه را وا بسوی روی بتان نگه چو جوهر آئینه دوختند مرا

ولہ

همچو آن طایر که بیخود میپرد در بادبند با کمال اختیار خویش مجبوریم ما

ولہ

از دلش محو کن یارب یاد نسیان مرا بشکن از خاطر شکستهای پیمان مرا
با لباس سرمه در چشم خوبان میروم یا بود بر من نگه برگشته مژگان مرا

ولہ

اگر گویم که چین ابروست آن ابرو کمان من رسد گر تیر چشمش می شود خاطرنشان من
آنها که زلف یار مکرر نوشته اند هر سطر این مسوده ابتر نوشته اند
امداد مردمیکه بدرد اند آشنا مضمون اشک از همه بهتر نوشته اند

مستزاد امداد

سازی تو حیا بهانه در خون بطپیم + است باغ نگاه
بر سر زنی کلی و ما داغ شویم + خورشید و ماه
این مسئله از کدام ملت ای یار + از بر کرده
تسبیح رقیب و ما زیاد رویم + سبحان الله

چو مو شد ناتوان دیوانه زلف گره گیرش ولہ توان از شانه سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چسان از پرده حسنش چهره بگشاید
میان چوبه کلک مانی یک قلم شد صرف تصویرش

اقدس میر رضی شوستری

اقدس تخلص - میر رضی نام - سادات شوستر سے ہین - آپکے والد یا جد اُس ملک
مین شیخ الاسلامی کے خطاب سے مخاطب تھے - آپکی ولادت ۱۱۲۹ ہجری مین شہر شوستر مین
واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد علوم و فنون کی تحصیل مین مشغول ہوئے - اُنیس ۱۹ برس کی
عمر مین فاضل کامل ہوئے - تحصیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت کا شوق ہوا - اوّلاً عراق عجم
و عرب کا سفر اختیار کیا - ہر ایک شہر و دیار کے علما و فضلا سے ملا اور اُن کے درس
و تدریس کے حلقون مین شریک ہوتا رہا - ہر ایک انجمن سے فائدہ ہر ایک نشیمن سے استفادہ پایا
اور ہر ایک خرمن سے خوشہ اور ہر ایک خوان سے توشہ لیا - ثانیاً ہندوستان کی سیر کا
ارادہ کیا ۱۱۴۹ ہجری مین بندر بصرہ سے سوداگرون کے ہمراہ بندر سورت مین آیا - چند روز
سورت مین قیام کر کے براہ دریا بنگالہ روانہ ہوا - بنگالہ مین پہنچکر نواب شجاع الدولہ ناظم
بنگالہ سے ملاقات کی - ناظم نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی نہایت عزت و آبرو سے رکھا
مہمان نوازی و غریب پروری کا حق پورا ادا کیا سعدی علیہ الرحمہ کے شعر پر کاربند ہوا

؎ بزرگان مسافر بجان پرورند
کہ نام نکوئی بعالم برند

میر رضی نہایت دلجمعی و اطمینان سے مدت تک نواب صاحب کی مصاحبت مین رہا
نواب صاحب کے انتقال کے بعد نواب نند قلیخان بہادر رستم جنگ مخمور کے ہمراہ
دکن مین آیا - حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین ملازم ہوا - اہل مناصب کے
زمرہ مین شریک کیا گیا - ماہوار صرف مایحتاج کے لئے ساٹھہ روپئے مقرر ہوی تھی -
چونکہ خاطر خواہ ترقی نہین پائی تھی اسوجہ سے کشیدہ خاطر و رنجیدہ دل ہو کر کمال ہمت

واستقلال سے استغنا و بی پروائی کا دامن ہاتہہ مین تہا مگر گوشہ نشینی اختیار کر لی تہی امرا کی خدمت مین آنا جانا بالکل ترک کر دیا تہا۔ آخر عہد مین نواب آصفجاہ مرحوم نے الانشا کی خدمت تجویز کی مگر اقدس نے منظور نہین کی۔ حضور سے ارشاد ہوا کہ با دولت کی ملاقات کے لئے ہفتہ مین ایکبار آیا کرو اقدس نے قبول کیا۔ اور عرض کیا اس شرط پر کہ ایک شخص کی سفارش کرتا رہونگا۔ بندگا نعالی نے منظور فرمایا۔ ملازمت و باریابی کا دن سہ شنبہ تہا۔ روز مذکور مین میر رضی کے مکان پر ازدحام خلائق ہوتا تہا۔ میر رضی نے مقرر کیا تہا جو سب سے اول پہنچے اسروز اُسکی سفارش کرتا تہا۔ مدۃ العمر یہہ سلسلہ برابر جاری رہا اکثر حاجتمند رضی کے ذریعہ سے اس سرکار دولتمدار مین فائز المرام ہوئے۔ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین دس ہزار روپیہ محاصل کی جاگیر سے سرفراز ہوا تہا۔ شہر حیدرآباد مین رضی کا دولتخانہ ایرانی گلی مین اور امام باڑہ پورانی حویلی کے قریب تہا۔ فی زمانا اصل مکان تو باقی نہین رہا۔ مگر اُسی مقام مین میر عالم کی بڑی بڑی عمارتین قائم ہین۔ اور امام باڑہ والا وہ بدستور قدیم اب تک موجود ہے۔ شہر مین ہر ایک شخص رضی کے الاوہ سے واقف ہے ملا رضی علوم و فنون مین مشہور و معروف۔ اور فضائل و کرائم سے موصوف۔ خوش تقریر و خوش تحریر فصاحت و بلاغت مین بےمثل۔ طلاقت لسانی و عذوبت بیانی مین بے بدل تہا۔ علما و فضلا کی مجالس مین مسائل حکمیہ و نکات علمیہ کو اُس خوبی و آسانی سے بیان کرتا تہا کہ حاضرین مجلس محظوظ و مستفیض ہوتے تہے۔

ادیب کامل و شاعر فاضل ناظم و ناثر تہا۔ فارسی و عربی مین نثر با محاورہ لکہتا اور نظم بہی دونون زبانون مین نہایت ہی مرغوب موزون۔ کیا نظم و کیا نثر بغیر سوچے سمجہے لکہتا تہا۔ جو فقرہ یا مصرع آپکے قلم سے نکلتا تہا وہ دلچسپ و پسند ہوتا تہا۔ آپکے

آپ کے اشعار لآلی آبدار و درر شاہوار ہین۔ اب ہم گزارش کے رشتہ مین پروتے ہین تا کہ شائقین اونکو قوت ناطقہ کے گلے کا ہار بنائین۔

من اشعارہ الفارسی

آسمان تا طرح دل بیتاب ریخت — از سر کلک قضا یک قطرهٔ خون ناب ریخت
نشئه جز بیقراری نیست در بزم عشق — در قدح ساقی بجای می مگر سیماب ریخت
سالکان را حیرت ار پا ساکشش چه کار — نامه کی در دیدهٔ تصویر رنگ خواب ریخت
شوخ چشمی بسکه دارد ساقی دوران شعار — شب نکرده جام می از پرتو مهتاب ریخت
سطرهای صفحهٔ مضمون حلبیا شد مگر — خامه طرح وصف کج رفتاری حباب ریخت
سیل از سرها که خیزد مقصدش دریا بود — عشق طرح منزل دریا دل بیتاب ریخت

وله
نرم شو کز سخت رویان کار صورت گیر نیست — خامهٔ فولاد هرگز لائق تصویر نیست

وله
نباشد خودنمائی مردم افتاده از پا را — که رنگینی نباشد سایهٔ گلهای رعنا را

وله
ظالم از بیداد بار ستم خویش کشد — عقرب از کجروشی بر سر خود نیش کشد

وله
رفته رفته ظلم گردون بیشتر از عدل شد — این کمان از بسکه کج افتاد آخر خانه کرد

وله
ریاضت در جهاد نفس باشد حربهٔ مردان — خوش آن پهلو که بر کش نه نقش بوریا گردد

وله
سخت رویان فارغ از کاوش اهل جهان — در زمین سخت سم کندن بنیاد نیست

وله
دولت بی رنجگان سرمایهٔ سنگین دلی است — خاک چون یاقوت گردد سنگ خارا می شود

وله
تا چند بار خاطر دلها توان شدن — یک چند سیر کشور نسیانم آرزوست

میر رضی موصوف کے دو فرزند تھے ایک میر ابوالقاسم المخاطب بہ میر عالم بہادر دوم میر زین العابدین میر عالم بہادر اولاً بعہدہ وکالت فیما بین سرکار آصفیہ گلشنیہ مقرر ہوا

ارسطوجاہ مدار المہام سرکار عالی نظام کے فوت ہونیکے بعد عہدہ مدار المہامی پر یا مور ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوا۔ اولاد ایک فرزند میر دوران عالم شباب مین والد یا جد کے حیات مین فوت ہو چکا تہا۔ اور دو لڑکیان تہین دونون منیر الملک بہادر کے عقد مین آئین۔ ایک کے مرنیکے بعد دوسری۔ فرزند دوم میر رضی مرحوم میر زین العابدین ٹیپو سلطان کی سرکار مین ملازم تہا المتوفی سنہ ۱۲۱۳ ہجری بمرض سرسام۔

دونون کا حال محبوب الزمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن مین مفصل لکہا گیا ہے۔

امیر۔ سید امیر حیدر بلگرامی نزیل اورنگ آباد

امیر تخلص۔ امیر حیدر نام۔ آپ میر نور الحسین بن میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خلف الصدق مین۔ آپکی ولادت شہر بلگرام مین دس تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین واقع ہوئی۔ جد بزرگوار آزاد نے تاریخ ولادت کہی ہے

بفرزند من میر نور الحسین — پسر داد خلاق عالیجناب
خرد سال تاریخ میلاد او — رقم کرد صاحب شرف آفتاب

سن شعور کے بعد سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین حسب الطلب جد بزرگوار ہمراہ میر اولاد محمد خان ذکا اورنگ آباد مین آئے۔ جد بزرگوار کے سایہ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی۔ چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوئے۔ جمیع علوم و فنون مین عمدہ مہارت حاصل کی مسائل فقہیہ کے استخراج مین قوت اجتہادیہ پیدا کی۔ جزئیات فقہ پر زیادہ واقفیت تہی ہزارہا مسائل مستحضر تہے۔ دار الامارہ کلکتہ مین خدمت افتا پر مقرر تہے سولہ برس تک افتا کا کام نہایت خوبی کے ساتہہ انجام دیتے رہے۔ حکام وقت و رعایا آپ سے

نہایت خوش تھے۔ آپ مقبول خالق و عزیز خلائق تھے۔ شعرگوئی و انشاپردازی فارسی مین بھی بےنظیر تھے۔ خوش تحریر و خوش تقریر تھے۔ آخر ترپن سال کی عمر مین ۱۲۱۷ سنہ ہجری مین کلکتہ سے عظیم آباد روانہ ہوئے۔ مرشدآباد مین پہنچکر آخرت کا سفر اختیار کیا قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہرپرشاد بادفروش نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہ
واویلا امیر حیدر رفت ✦ آپکی تصانیف سے منتخب الصرف و منتخب النحو و تاریخ اکبری یادگار ہین۔

من اشعاره الفارسی

تاج نام حق بود بر تارک دیوان ما | سرنوشت از بسم اللہ بر عنوان ما
با تنک ظرفان عالم نیست ما را اختلاط | شیشہ نتواند شدن دام پریزادان ما

ولہ

یار آئینہ خود ساخت سراپاے مرا | قابل صورت خود دید ہیولائی مرا

ولہ

حکمتے در دست باشد نرگس دلدار را | از نگاہے میدہد صحت من بیمار را

ولہ

نمی باشد شکیبا ہمنشین چو پای صحبت را | ندارد گر کسے از سایہ یاری میکند پیدا

ولہ

از چمن امروز رخصت می شوم | عازم گل دام صیادیم ما

ولہ

عنایت کن ز چشم خویشتن ساقی شراب امشب | روم تا در چمن چون غنچہ نرگس بخواب امشب
امیر آن نے سوار ماہ سیما در خرام آمد | مزد گر فوج اختر ہا نتابد در رکاب امشب

ولہ

در سر زلف بتان بر من چہ آفتہا گذشت | حیف سیر ملک ہندوستان بجنتہا گذشت
صبح پیری آمد و فصل جوانیہا نماند | چشم را وا کن کہ وقت خواب غفلتہا گذشت
سرو بالا نازنینی در نظر آمد امیر | از خرام قامتش بر من قیامتہا گذشت

ولہ

شب کہ در میخانہ ہر لب تشنہ ساغر نوش بود | عالم آب از طلوع ماہ من در جوش بود

وله
این نگویم که مرا از قفس آزاد کنید
در چمن موسم گل نام مرا یاد کنید

وله
بسکه شب اعضای من لبریز از غم گشته بود
پیکرم از پای تا سر نخل ماتم گشته بود

وله
پریشان می شود هر کس که در کویت فرو می آید
بزلف شوخ می نازم که بر روی تو می آید

وله
در عدم هم درد و داغ عشق باشد بیشمار
طفل چون پیدا شود اول بگرید زار زار

وله
بر عاشق خود ظلم و بر اغیار ترحم
تا منصفی طبع شما را چه کند کس

وله
صفحه رخسار او با خالها همراه خط
زینت دیگر دهد همچون کتاب با نقط

وله
پیش آن شمع رخ از رقص کنان برخیزم
کم ز پروانه از سر جان برخیزم
چشم سلمان متعجب نگرد سوی امیر
صبح محشر که من از خواب گران برخیزم

وله
چه شد شمشیر خونریزت سلامت زخمی ام
تا اسیر شکن طره جانان شده ام

وله
هر که بی مغز است نتوان داشت زو چشم امید
آبروی باده زنهار از تهی مینا مکن

وله
رود دولت ز ارباب غنا آهسته آهسته
که زایل می شود از مس طلا آهسته آهسته
بزرگان را بود دایم بکف سررشته تمکین
گذارد فیل در رفتار پا آهسته آهسته
عندلیب قفسم یاد بهاران مددی
بال و پر ریخته ام سوی گلستان مددی
همچو ماهی که فتد دور ز سرچشمه آب
تشنگی میکشدم چاه زنخدان مددی

ارشد میر غلام علی اورنگ آبادی

ارشد تخلص۔ میر غلام علی نام۔ سادات رضوی سے تھا۔ صحیح النسب۔ نسب کا سلسلہ سترویں پشت مین سید شجاع المدنی الکرمانی سے پہنچتا ہے۔ اور سید شجاع گیارہ واسطے سے حضرت امام علی بن موسی الرضا سے ملتا ہے۔ آپکا مولد و منشا شہر جتین

صوبہ مالوہ ہے آپکی ولادت کا مادۂ تاریخ {نیک بخت ازلی} ہے آپنے سنہ شعور کے بعد شیخ نظام الدین دیپالپوری اعظم شاہی کی خدمت مین علم و فضل حاصل کیا۔ آپکی آباواکرام کا اصلی وطن سنام ضلع سہرند تہا۔ آپکے والد ماجد میر محمد سعید و جد امجد میر محمد شاکر عالمگیری منصبدار تہے ضلع اجین مین فوجداری خدمتون پر مامور تہے۔ آپنے اپنا سجع مع نام والد و جد موزون کیا ہے نہایت ہی عمدہ و خوشنما ہے ؎ شاکر نژاد سعیدم غلام علی ام۔ میر محمد جعفر آپکے نانا تہے وہ بہی عالمگیری زمانہ مین برار کے صدر تہے۔ پہر مالوہ مین اسی خدمت پر گئے آخر شہر اجین کے قاضی ہوئے۔ امانت و دیانت دار تہے۔ بادشاہ کے نزدیک ذی اعتبار و ذی وقار تہے۔ پہر شاہی بادشاہ کی طرف سے موروثی عہدۂ قضا پر سرفراز ہوا مدت تک اسی خدمت پر مامور رہا۔ پہر سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین وطن سے شہر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان سکونت پذیر ہوا۔ سلسلۂ قادریہ مین شاہ محی الدین بن قاضی سید احمد سنامی کا مرید تہا یہان شاہ عبداللہ بن شاہ محمد صادق اللطیفی الملتانی القادری کا بہی طالب ہو گئے چندروز مستفید ہوتا رہا۔ پہر آخر مین حضرت شاہ فخرالدین الترمذی الحسینی سے فیضیاب ہوا۔ اسی سنہ مذکورہ مین امیر الممالک کے لشکر سے نواب مومن الدولہ درگاہ قلیخان بہادر اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ ارشد نے آپکی خیر مقدم مین یہ قطعہ پیش کیا ؎

ناظم عصر چو آمد بخجستہ بنیاد	شکر درگاہ الٰہی ز حد افزون باشد
روضۂ گلشن دولت کہ نظام زمیش	خلق از آفت دوران ہمہ مامون باشد
شاد در بزم لقایش دل احباب مدام	دشمن او بمصیبت کدہ محزون باشد
باد در حصن نگہبانی ایزد محفوظ	مثل آن نقطہ کہ در دائرہ نون باشد
خواست ارشد ز خرد سال قدومش فرمود	قدم مومن الدولہ ہمایون باشد

ارشد مدت تک نواب صاحب کی رفاقت مین رہا۔ نواب صاحب ارشد کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے آخر نواب صاحب غرہ رجب ۱۱۷۹ھ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ ذیحجہ پانچوین تاریخ سنہ مذکور اورنگ آباد سے نظام آباد مین رونق افزا ہوئے۔ نظام آباد آپکی جاگیر تھی۔ دوبارہ بحالی کا بندوبست ہوا کہ یکایک ۱۰ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ ہجری کو بعارضہ مرسام فوت ہوئے۔ نظام آباد سے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے۔ اُن کی والدہ کے مقبرہ مین مدفون کئے۔ ارشد نے نواب مرحوم کی تاریخ مین ایک مصرع لکھا ہے ۵ اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ + ارشد نواب مرحوم کے بعد نواب شجیع الدولہ بہادر غیور جنگ متخلص غیور کی خدمت مین باریاب ہوا خوشی خرمی سے زندگی بسر کرتا رہا۔ میر ارشد ظریف الطبع لطیف المزاج شگفتہ جبین تھا پسندیدہ صورت سنجیدہ طبیعت تھا۔ تاریخ گوئی مین بینظیر خوش تقریر و خوش تحریر تھا۔ ائمہ رضی اللہ عنہم کی شان مین بہت قصائد لکھے ہین۔ غزل مین کم فکر ہے۔ محمد اعظم اور اُسکے بیٹے بیدار بخت خان عالم جب شہید ہوئے تاریخ شہادت ایہ کریمہ استخراج کیا ہے ۵ ولندخلنہم فی الصالحین۔ اور امیر الامرا حسین علیخان کی تاریخ (رضوان اللہ عنہ) اور اپنے ماموں سید شاکر علیخان کی تاریخ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین) اور فردوس آرامگاہ محمد شاہ کی تاریخ (انی ذاہب الی ربی سیہدین) ہے۔ عزیز الدین عالمگیر ثانی کی تاریخ جلوسی۔ (ان فضلہ کان علیک) میر شمس الدین نامی کی تاریخ تولد (خورشید و مید) ارشد فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتا تھا۔

من اشعارہ الفارسی

عاشقان دیدہ خود را چمنی ساختہ اند | تا بنظارہ گلگون بدنے ساختہ اند

حاصل ز طول امل نیست بابن الہوسی — مگر از بہر تعقید رسنے ساختہ اند

وله

عشق غالب گشت و دل را جانب آن ماہ برد — این گدا را قسمت آخر بدر آن شاہ برد

وله

نیست آسان در فراقش زندگی بردن بسر — در خیال قامت جانان قیامتہا گذشت

وله

کاسہ کاسہ خون دل در باغ گیتی می خورم — حیرتے دارم نہ دانم لالہ زار کیستم

قدردان من نباشد ہر کسی از اہل جہان — صیرفی داند کہ من نقد عیار کیستم

من اشعارہ الہندی

مجکو خبر نہین کہ مہر جبین کدہر گیا — گر راہ لی ہے گہر کی تو تحقیق گہر گیا

جسنے دیکھا ہے تیری خوبی حسن رخسار — بے توقف کہا سبحان جمالک اے یار

یار میرا ہے ایسا حسن کے آرائش مین — مین بہی چشم نظر انداز کو رکہتا ہون سنوار

بات شیرین ہے اسکی مصری — اسکے دو لب مین شاہد عادل

اس کیفیت کی کیف بکیسکو نہین — ساقی کے جام سے پیتا ہون مین مدام

سجن یہ رو ہے تیرا رشک شمع اور مہ گل — سیاہ شب تیری مو اور رشک اور سنبل

نین تیرے مین جیسون آہو کے چشم و نرگس و حور — مین لعل لب تیرے شکر او رآب زمزم مل

آپ کی تصنیف سے ایک تنبیہ الشاکین فی جلائل محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تہی اسمین آپنے محبوب سبحانی رضہ کے فضائل درمعترضین رذائل کے اعتراضات کے جوابات مدلل و مکمل لکھے مین۔ اور اسی رسالہ مین اپنے بزرگان سلف و خلف کے حالات بہی ضمناً بیان کئے ہین۔ آپکا رسالہ نادر الوجود میرے کتبخانہ مین موجود تہا۔ لیکن افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی واقعہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین غرق آب ندر سیلاب ہوگیا۔ مین نے جسقدر اس رسالہ سے اپنی بیاض مین نقل کرلیا تہا۔ وہی میرے پاس باقی ہے۔ موقع و محل پر ہر ایک واقع کو

بیان کرتا ہون - میر غلام علیؒ رشید حضرت شاہ فخر الدین ترمذی کا نواسہ و مرید و خلیفہ تھا -

امید - قزلباش خان

امید تخلص - میر محمد رضا اصلی نام - قزلباش خان خطاب - ہمدانی الاصل قوم قرا لو سے تھا - عالم شباب مین ہمدان سے اصفہان مین آیا - مرزا طاہر وحید سے تلمذ حاصل کیا - عالمگیر کے زمانہ مین ہند مین پہنچا منصبدار ہوا - شاہ عالم کے زمانہ مین قزلباش خان کا خطاب جاگیر سے سرفراز ہوا - ہوشیار و تجربہ کار تھا امرا سے ربط و ضبط رکھتا تھا - زندگی عیش و عشرت و حظ و لذت مین بسر کرتا تھا - امرا اسکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے - محمد معز الدین جہاندار شاہ کے عہد مین برہانپور کی دیوانی پر مقرر ہوا چندروز دیوانی کا کام انجام دیتا رہا - پھر میر غلام حسین ملتجان کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا تھوڑے دن رہکر مبارز خان ناظم حیدرآباد کے ہمراہ شہر مین وارد ہوا - چست و چالاک دلیر و بیباک تھا - جب مبارز خان نواب آصفجاہ کے مقابلے کے لئے مستعد ہوا تو اُسوقت امید بھی ہمراہ ہوا - معرکہ جنگ مین خوب لڑا دلیری و بہادری سے خوب کام لیا آخر مبارز خان مقتول ہوا - فوج مین اضطرابی پھیل گئی - بہت سے مقتول ہوئے اور بعض نے فرار کا رستہ لیا - اور بعض آصفجاہی فوج مین اسیر و قید ہوئے - انہین امید بھی تھا - ایک غزل آصفجاہ کی خدمت مین بھیجی آپنے شاہانہ عنایت سے رہا فرمایا - اور بحالی خدمت و جاگیر کا حکم دیا - مدت تک خوشحال و فارغ البال رہا - سفر حرمین شریفین کی رخصت لی - نواب آصفجاہ مرحوم نے نہایت خوشی سے مرحمت کی - ایک مدت کے بعد زیارت حرمین سے مراجعت کی - نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - نذر و تبرکات گذارے

از تبنیہ شاکین ۱۲

آپ نے قبول فرمایا۔ بدستور سابق خدمت و جاگیر پر بحال کیا۔ پھر ۱۱۵۰ھ ہجری میں نواب آصف جاہ مرحوم دلی بلائے گئے۔ نواب موصوف فی الفور روانہ ہوئے۔ امید بھی ہمرکاب تھا۔ اور سفر بھوپال میں بھی ہمراہ رہا۔ دلی میں پہنچنے کے بعد چند روز نواب صاحب مرحوم کی خدمت و بندگی میں بسر کیا۔ جب حضور آصفجاہ نے دکن کی طرف مراجعت کی امید نے دکن سے ناامید ہوکے دار الخلافہ میں سکونت اختیار کی۔ تحفۃ الشعرا میں قاقشال نے لکھا ہے کہ حضور آصفجاہ دلی میں امید سے کشیدہ ہوگئے تھے۔ اسیوجہ سے امید نے آپکی رفاقت ترک کرکے دلی میں سکونت اختیار کی تھی۔

امید خوش اخلاق پسندیدہ سیرت شگفتہ مزاج سنجیدہ طینت تھا۔ ظریف الطبع لطیف الوضع تھا۔ ذکاوت و چالاکی میں شعلہ جوالہ ذہانت و تیزی میں آتش کا پرکالہ تھا۔ صحبت رنگین کا فریفتہ۔ یاران نازنین کا شیفتہ تھا۔ فن شاعری و انشا میں خصوصا نازک خیالی میں فرید و ہر تھا۔ ولایت زا تھا مگر ہندیوں کی بدولت دوہے و کبت خوب سمجھتا تھا۔ اور ریختہ زبان میں بھی شعر موزون کرتا تھا۔ جب تک دکن میں رہا بلند آوازہ رہا۔ اسیطرح دلی میں بھی تا بزندگی خوش و خرم رہا۔ امرا زادے اور نوابزادے آپکی بڑی قدر کرتے تھے۔ ہزارہا روپئے نذر دیتے تھے۔ آرام و عیش کے ساتھہ زندگی بسر کرتا تھا۔ موسیقی ہندی میں خوب ماہر تھا۔ خوش الحان و خوش آواز تھا۔ راگ و رنگ کا شائق۔ رباب و چنگ کا عاشق تھا۔ آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا مجمع رہتا تھا۔ کبھی مشاعرہ کبھی سماع کا جلسہ ہوتا تھا۔ ہر روز نوروز ہر رات شب برات تھی۔ آخر امید ۱۱۵۹ھ ہجری میں اس عالم سے ناامید ہوکے بہشت بریں روانہ ہوا۔ میر غلام علی آزاد سے اتحاد و محبت رکھتا تھا میر نے مرحوم کی تاریخ وفات کہی ہے

خان سخن گستر و سحر آفرین / رخت سفر بست ازین خاکدان
سال وفاتش دل نالانِ من / یافته جان داده قزلباش خان

١١٥٩

لطیفہ - خود امید سے منقول ہے کہ مین ایک روز نواب ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر کی خدمت مین گیا اور زمانہ کی شکایت کی - نواب نے فرمایا کہ دنیا کو امید کے ساتہہ کہاتے ہین - مین نے عرض کیا پس آپ کیون میرے بغیر کہاتے ہین - اُسوقت سے نواب نے روزانہ کہانا بہیجنا مقرر کیا - خاص نواب کے دسترخوان سے کئی خوان اقسام اقسام کے کہانون سے بہرے ہوئے آتے تہے فراغت سے احباب کے ساتہہ کہاتا تہا - اور کہلاتا تہا آشنا پرست و مہمان دوست تہا -

من اشعاره الفارسی

منم آن آہوے وحشت زدۂ دشتِ جنون / کہ نیاورد بدام الفتِ صیاد مرا
برنگ سرمہ کہ در چشم کور بیقدرست / کسے بہیچ نگیرد درین دیار مرا
ز آب دیدہ پس پاے در گل است مرا / سفر بکوے تو بسیار مشکل است مرا
بسا کشاد کہ در بستگی شود ظاہر / کلید روزی استاد قفل گر قفل است
پاس دلہاے جگر خون شدہ چون خواہد یافت / چشم مخمور تو خود از ہمہ بیمار تر است
خدا ناکردہ اندوہت چرا ز دوستان باشد / شنیدم کلفتی داری نصیبِ دشمنان باشد
سرگشتگی بعالمم ہست / برگرد سرت چرا نگردم
خوشا وقتے کہ می بالید ز جانان بدوشم / برنگِ ماہ نو ہر شام می گشت آغوشم
گشت رو گردان ز بس آبادی از ویرانہ ام / چون کمان حلقہ بیرون شد درون خانہ ام
روشن شود بہ پیش تو چون شمع سوز من / یک شب اگر تو ہمنشینی بروز من

بر در گہ دوست گناہے بخشند	رباعی	صد سالہ گنہ بہ آہے بخشند
عفو گنہم بنا توانی کردند		زینجاست کہ کوہ را بکاہی بخشند

امیرؔ - امیر احمد مینائی

امیر تخلص ۔ شیخ امیر احمد نام ۔ مینائی نسبت ہے جد اعلی حضرت شیخ مینا لکھنوی کے طرف آپکی نسب کا سلسلہ شیخ موصوف سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے ۔ حضرت شیخ اولیائے کاملین سے تھے ۔ صاحب کشف و کرامات ۔ جامع الحسنات والبرکات تھے ۔ آپکے ارشاد و ہدایت سے اکثر عام و خاص فیض نعمت و معرفت سے مستفید ہوئے ہین ۔ ابتک آپکے خاندان مین یکے بعد دیگرے ارشاد و ہدایت کی مسند پر جلوس فرما ہوتے ہین ۔ بزرگان سلف سے خلف تک وہی سلسلۂ فیض جاری ہے ۔ حضرت شیخ کی رحلت سنہ ہجری مین واقع ہوئی شہر لکھنو مین آصف الدولہ کے امام باڑہ کے قریب میدان پر فضا مین مدفون ہوئے ۔ فی زماننا آپکا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے ۔ سالانہ عرس ہوتا ہے ۔ فقیر مولف آپکی زیارت و فاتحہ عرس سے مشرف ہوا ہے ۔ عجب مقام نورانی فرودگاہ ملائکہ سبحانی ہے ۔ صاحب ترجمہ کے والد ماجد مولوی کرم احمد تھے ۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین ہوئی ۔ آپکا مسقط الراس شہر لکھنو ہے ۔ آپکی نشو نما وہان کی آب ہوا کے آغوش مین ہوئی ۔ جب سن شعور و تمیز کو پہنچے تحصیل علوم و فنون کے طرف ہمہ تن مصروف ہوئے ۔ اولا والد ماجد کی خدمت مین مختصرات کتب متداولہ سے فراغت حاصل کی ۔ اور کتب مطولات علوم عقلی و نقلی اساتذہ کملا و علمائے فضلا کی خدمت مین ختم کین ۔ فارغ التحصیل کیوقت شباب کا عالم تھا ۔ درس و تدریس کا شوق دلمین جوش مار رہا تھا ۔ طلبہ کو نہایت محبت و خلق سے پڑھاتے تھے

عربی و فارسی دونون زبانون مین ادیب کامل تھے۔ چونکہ آپکی طبیعت فطرۃً موزون الطبع
واقع ہوئی تھی۔ آپکا میلان طبع شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا۔ طبیعت خداداد و عطیۂ
رب العباد سے مضامین دلکش موزون کرنے لگے۔ اور اپنے نتائج طبع کو سید مظفر علیخان
تدبیر الدولہ اسیر لکھنوی کے ملاحظہ مین پیش کرنے لگے۔ اسیر آپکے مضامین پاکیزہ کو دیکھہ
کے حیران ہوتے تھے۔ اور اصلاح کے زیور سے آراستہ فرماتے تھے۔ اسیر کو آپکی شاگردی پہ
فخر و ناز تھا۔ واقعی اسیر کا فخر بجا تھا۔ آپکی ذات پر شعر و شاعری خود نازان ہے۔ آپ
لکھنو کے مشاعرون مین شریک ہونے لگے۔ آپکا کلام نہایت ہی شگفتہ و برجستہ ہوتا تھا
جب آپ اپنا کلام حاضرین مشاعرہ کو سناتے تھے تب تمام حاضرین واہ واہ کرتے تھے
اور کہتے تھے واہ میان اسیر آپنے تو ایک شہباز بلند پرواز تیار کیا۔ یہ ہونہار میدان شاعری
مین خوب پرواز کریگا۔ عجب نہین کہ مجمع شعرا مین ممتاز ہوگا۔ تھوڑے ہی زمانہ کے بعد شعرا کا
خیال و گمان مرتبہ اذعان و یقین کو پہنچ گیا۔ یعنی آپ ایسے لائق و فائق ہوئے کہ استادی
کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکا کلام شستہ و صاف پاکیزہ و شفاف ہوتا ہے۔ آپکی بندش الفاظ
و نشست معانی ایسی عجیب و دلکش ہوتی ہے کہ سامعین کے قلوب پر جادو کا اثر کرتی ہے
قلوب کی وہ حالت ہوتی ہے کہ مضمون پر تاثیر سے وجد کرنے لگتے ہین۔ جس مضمون مین
ارادہ کرتے ہین وہی مضمون آسانی سے ایسی خوش اسلوبی و خوبی کے ساتھہ موزون فرماتے ہین
گویا مضمون کا مصداق دکھاتے ہین۔ مثلاً اگر تصوف و وحدت الوجود یا نعت رسول محمود
و معشوق حقیقی کے خط و خال کی تعریف۔ یا بہار و خزان کی توصیف یا بخت و اقبال کی خوبی
یا بدبختی و ادبار کی برائی بیان کرین تو واقعہ کے مطابق معانی ذہنیہ و صور علمیہ کا سما نمایان
کردیتے ہین۔ آپکے کلام الہام التیام کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ ممکن نہین کہ کوئی

ادا کر سکے - پس مین یہہ کہتا ہون کہ آپکے کلام کی تعریف محدود کرنا ممنوعات سے ہے
جب آپکی لیاقت وجادو بیانی کی شہرت بلند آوازہ ہوئی - اور آپکی شاعری کا شہرہ
اکناف واطراف مین شایع ہوا - تب شایقین کلام آپکے حلقۂ تلمذ مین دور دور سے
آنے لگے - اور آپکی اصلاح سے کلام کو مزین کرنے لگے - اسیطرح رؤسائے ہند آپ کو
خواہش سے طلب کرنے لگے - ہر ایک رئیس چاہتا تہا کہ آپ میری ریاست مین آئین
اور اپنے فیض سے طالبین کو مستفید فرمائین - آپ درویش صفت قناعت پرست تہے
دنیا ومافیہا کی طرف رغبت کم رکہتے تہے - جاہ وحشمت کے خواہان نہین تہے -
آپکا دل قناعت کی دولت سے مالامال تہا - آپ چند مدت واجد علیشاہ بادشاہ کے
دربار مین باریاب رہے - ہنگامۂ غدر کے بعد نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی رامپور
نے آپ کو طلب فرمایا - آپ حسب الطلب لکہنو سے رامپور آئے - نوابصاحب نے
آپ کی تعظیم وتوقیر وخاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا - اور آپکیلئے
معتدبہ تنخواہ مقرر کردی - آپ مدت تک نوابصاحب کی خدمت مین رہے - فراغت
سے زندگی بسر کئے - اور اپنی عمر کا بڑا حصہ بسر کیا نہایت آرام وفراغت سے رہے - تالیف
وتصنیف مین مشغول رہتے تہے - اور اوقات معینہ پر نوابصاحب کی خدمت مین بہی
آمدورفت کرتے تہے - آپ نوابصاحب کی مجلس کے روشن چراغ تہے - آپ کی ذات سے
مجلس کی رونق بڑہ جاتی تہی -

اعلیحضرت آصفجاہ ششم خلد اللہ ملکہ ۱۳۱۸ھ ہجری مین بتقریب ملاقات گورنر جنرل
کلکتہ تشریف لیگئے - ملاقات سے فارغ ہوکے بطور سیر وتفریح بنارس مین رونق افزا ہوئے
حسن اتفاق سے حضرت امیر مینائی صاحب ترجمہ بہی وہان تہے - بعض احباب کی تحریک سے

اعلیحضرت سے ملاقات کی۔ اور ایک مدحیہ مسدس تازہ تالیف پیش کیا۔ اعلیحضرت جو قلمرو سخن کے حکمران ہین آپ کے کلام شیرین سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپ کی کلام کی داد دی اور آپ کو حیدرآباد تشریف آوری کی دعوت دی۔ آپ طاعۃً وسمعاً حیدرآباد دکن مین آئے۔ اور آتے ہی پیچش سے بیمار ہوے۔ بیماری کا سلسلہ ایک مہینے تک جاری رہا ہر چند کہ معالجہ کیا گیا۔ کوئی علاج مفید نہین ہوا۔ آخر بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت آپ بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی سنہ مذکورہ مین اس جہان ناپایدار سے خلد برین روانہ ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اور یوسف صاحب شریف صاحب قدس سرہما کی درگاہ مین مدفون ہین۔ آپ نیک نیت و پسندیدہ طینت تھے بعید و قریب و مقیم و غریب کی دلداری و ہمدردی مین کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ ہر ایک کی حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے تھے۔ مریدون و تلامذہ کے ساتھہ حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ اور ہر ایک کو اپنی جادو بیانی سے مسخر کر لیتے تھے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند حقیقی مولوی لطیف احمد صاحب والد ماجد کے ہمراہ یہان آئے تھے۔ اور نیز مرحوم کے ایک شاگرد رشید مولوی جلیل حسن صاحب جلیل ہمرکاب تھے۔ جو بے سر و سامانی کے عالم مین نہایت استقلال کے ساتھہ متوکلاً علی اللہ شہر مین جمے رہے۔ اور امیدوار تھے کہ حضور خلد اللہ ملکہ کیا تجویز فرماتے ہین۔ لیکن اعلیحضرت کو آپکی پرورش کا کامل خیال تھا۔ بمصداق کل امر مرہون باوقاتھا پس اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے ۱۳۲۵ھ ہجری مین مولوی لطیف احمد صاحب اختر و مولوی جلیل حسن صاحب جلیل کو پانسو پانسو روپئے ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ مولوی اختر صاحب کو ہوم سکرٹری کا مددگار کیا۔ اور مولانا جلیل کو استاد داغ کی جگہ عطا کی۔

دونون بزرگ سراپا خوش اخلاق خوش اشفاق ہین لطیف الطبع وخندان جبین ہین۔ اسی تذکرہ مین آپ دونون بزرگون کا ذکر خیر آئیگا۔ مرحوم مینائی کو لطیف احمد کے سوا اوربھی چار فرزند دلبند ہین۔ محمد احمد۔ مولوی خورشید احمد۔ مولوی مختار احمد۔ مولوی مسعود احمد۔ آپ کے کل باقیات الصالحات لائق فائق وذی استعداد ہین۔ اللہم سلمہم بالخیر والعافیہ۔ آپ کی سخندانی وسخن سنجی کا آفتاب ایسا چمکا کہ ہند کے بلاد و امصار کو تمام روشن کردیا اور آپ کے گلدستون وشگوفہائے اشعار رشک گلزار سے شاعرون کے مشاعرے اور سخنورون کے جلسے گلشن بنگئے۔ آپ ہی کے مضامین رنگین و معانی شیرین سے نازک خیالان سخن سنج ونقش بندان بلند آہنگ مستفید ہوتے ہین۔ آپ کے تالیفات سے مسدس و دیوان نعت وغیرہ مطبوع ہوچکے ہین ہند و دکن مین متداول و مین کون ایسا ہے جو آپ کے کلام سے واقف نہوگا۔ بناءً علیہ بطور نمونہ مختصراً آپ کے نتائج طبع کو گزارش کرتا ہون۔

ھوھذہ

الف آدم مین ہے میم واحمد مین ہے یون مدّ کا
سبب یہ ہے کہ وہان سایہ تہا یہان یہ تہا قد کا

گمان ہوتا ہے جنت سے وہی سر اعتبا ہوکر
اٹھا رکھا تہا جو اللہ نے سایہ محمد کا

زیارت کو چلون یارب پڑے یہ غل مدینہ مین
غلام آیا محمد کا غلام آیا محمد کا

ولہ

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی حسرت
اٹھائی اس نے چلون ہوگیا پردہ گریبان کا

وہ رحمی مین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل
وہان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نمکدان کا

ولہ

بہار آئی ہے اے دست جنون یا عید آئی ہے
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

ولہ

بعد مردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میرے تیمم بھی وضو ہو جائیگا

ولہ

بتون کے ظلم سے بھی اپنا مدعا نکلا — کہ منہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا

ولہ

سوجھا ہے بیخودی مین یہہ مضمون دور کا — پردے مین دخت رز کی ہے جلوہ حضور کا

ولہ

گل خود تھے بے ثبات گلستان دہر مین — گلچین غریب مفت مین بدنام ہو گیا

ولہ

وہ کون تھا جو خرابات مین خراب تھا — ہم آج ہوئے کیا کبھی شباب نہ تھا

لحاظ ہم سے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل — سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ خطرات تھا

شکایت اُنسے کوئی گالیون کی کیا کرتا — کسیکا نام کسیکی طرف خطاب نہ تھا

ولہ

زلف آئی ہے لٹک کر رخ جانان کیطرف — پاؤن پھیلائے ہین کافر نے قرآن کیطرف

ولہ

آسمان پھر عاد وہ ڈھونڈ رہا ہے لیکن — ایک ذرہ نہین ملتی ہے کہین گرد ملال

مہمانی کی بہت رسم عجب کیا ہے اگر — سامری کا وکرے دعوی و معنی مین جلال

ولہ

مرے آنسو نے مجھکو بخشوایا — برے کام آئے یہہ اٹھکے محجل گیا

تیزی کا تصور دل محرم مین جو آندرے — ٹھہرانے سے قافیہ کے ٹھہرے کبھی تقصیر

ولہ

ظاہر ہین ہم و نقشہ حسن بتانکے مین — پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

ولہ

گم گشتہ دل کی تا کجا جستجو کرین — ہان اور دل سے تو تری آرزو کرین

ولہ

دل ویران میرا آباد ہے — ایسے ویرانے کہان ہوتے ہین

آئی ہے شب ہجر ڈرانیکے لئے — مین ایک نہین سب کے مٹانے کیلئے

اشکون مین مرے ڈوب رہا ہے عالم — آنکھین مری روتی ہین زمانے کے لئے

مسدس

آج کیسا اس آیا انقلاب آسمان — کر گیا تسکین خاطر اضطراب آسمان

اُٹھہ گیا آنکھون کے آگے سے حجاب آسمان — گر گئے نظرون سے ماہ و آفتاب آسمان

اپنی گردش دیکھکر خود آسمان چکرا گیا
گردش چشم حسینان کا ہمیں لطف آگیا

لی مقدر نے یہ کروٹ یا کسی دلدار نے
رخ سے برقع کو ہٹایا شاہد اسرار نے
لیلیٰ بوسہ جبین کا دولت بیدار نے
منہ چھپایا دامن اقبال میں ادبار نے

باغ امکان میں بہار کامرانی آگئی
پیر گردون پر نئے سر سے جوانی آگئی

رنگ عالم دیکھیے اب زینت اور ہے
کیا یہ نیرنگی کوئی سمجھے حقیقت اور ہے
کل تو تھی کچھ اور صورت آج صورت اور ہے
دل کو حیرت اور ہے آنکھوں کو حیرت اور ہے

رات سے دن ہو گیا اسد کیونکر ہو گیا
زلف سمٹی چاند سا چہرہ منور ہو گیا

کون گھر سے اس طرح نکلا ہے نکلے جیسے ہم
سر پہ گرد راہ چھائی صورت ابر کرم
دل سے نکلی آرزو نہ نکلا جگر سے خار ہم
دست ہمت جنکے کانٹوں نے لئے اپنے قدم

صبح غربت ہے کہ خود آغوش پھیلائے ہوئے
شام غربت ہے کہ لیلیٰ زلف بکھرائے ہوئے

امتیاز میر محسن مدراسی کرناٹکی

امتیاز تخلص۔ میر محسن نام مدراسی الاصل ہے۔ جامع فضل و کمال منشی بے مثال تھا۔ انشا پردازی عبارت نویسی میں مرزا عبد القادر بیدل کی پیروی کرتا تھا۔ اور بیدل کی طرز خاص کا معتقد تھا۔ عزلت نشین دنیا و مافیہا سے متنفر تھا۔ گوشہ عزلت سے بے ضرورت

کبھی قدم باہر نہیں رکھتا تھا۔ اکثر اہل مدینہ کو درس تدریس سے مستفید کرتا تھا۔ مولانا رائق مصنف صبح وطن آپکے تلامذہ مین سے ہے۔ شاعر خوش گو و شیرین خو تھا۔ اُسکے کلام سے شیرینی و رنگینی عیان ہے۔ آخر سنہ ۱۱۹ ہجری مین جہان فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا

من اشعاره

از عدم رنگین کفن گردیده می آمد برون
غنچه میدارد مگر در سینه پیکان ترا

حسن شوخ آئینه ها بر طاق مژگان چیده است
این چمن طبعان نگه را دسته بند گل کنند

گر دراهِ ما غزالان را سواد دیده شد
تا خرابِ نازِ چشم سرمه سا گردیده ام

آثم - سید ابراہیم حیدرآبادی

آثم تخلص۔ سید ابراہیم نام۔ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے۔ آپکی تربیت و پرورش اسی شہر مین ہوئی۔ آپنے عالم شباب کے شروع مین کتب درسیہ فارسیہ مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کرلی۔ موزون الطبع و خوش فکر تھے۔ شعرگوئی بھی شروع کی موزون کرنے لگے۔ کلام درست و سنجیدہ ہوتا ہے۔ فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہوگی

من اشعاره الہندی

مضمون بنا ہے اس مین مرے زلف یار کا
رکھا ہے مین نے نافہ مین نافۂ تتار کا

فرقت مین بعد مرگ بھی آنکھین کھلی رہین
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

کیا خوب فاتحہ کا بہانا ملا انہین
تعویذ تک مٹا گئے آکر مزار کا

سنکر غم فراق تجاہل سے کہتے ہین
اب کہئے کیا ہے حال دل بیقرار کا

آٹھ وہ رکھے نور ہیں یا پھینکے نائین	جو حکم ہے بجا ہے مرے کردگار کا

اشک سید جمال الدین لکھنوی

اشک تخلص - اشک تخلص سید جمال الدین حیدر نام ہے - لکھنوی الاصل ہیں آپکے بزرگ نواب مبارز الملک سربلند خان صوبدار کاٹ کے قرابتدار تھے - آپ ذی استعداد والوں میں شعروشاعری میں بے نظیر ہیں - آپکا کلام شستہ و سنجیدہ ہے مطالعہ سے لطف مزہ آتا ہے - آپکو مولوی شیخ محمد بخش شہید لکھنوی سے تلمذ حاصل ہے - آپ صاحب دیوان ہیں آپکا دیوان مسمی باسم تاریخی دستور الشعرا مطبوع ہوگیا ہے آپکی عمر تخمینا ستر برس کی ہوگی - آپ کو لکھنؤ چھوڑے ہوئے تخمینا چالیس برس کا زمانہ گذرا ہے - چالیس برس سے حیدرآباد میں سکونت پذیر ہیں - سرکار عالی نظام میں منصب مناسب پر ممتاز ہیں - خوشحال فارغ البال ہیں - خوش خوراک و خوش پوشاک ہیں -

من اشعارہ الہندی

ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑھ گئی		اجتماع قالب جان ہوتے ہوتے رہ گیا
دیکھئے آزاد ہوں اُن سے کب اسیر		آج بھی وا قفل زندان ہوتے ہوتے رہ گیا
ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑھ گئی	ولہ	جسقدر عصیان بڑھے اُتنی ہی رحمت بڑھ گئی
چل گئی دل پر چھری دیکھا جو اُس نے ناز سے		قتل کے ساماں ہوئے جسدن عنایت بڑھ گئی
بعد مردن بھی دکھایا تیرہ بختی نے اثر		یا بکھل کر رہ گئی یا شمع تربت بڑھ گئی

افسر سید احمد حیدرآبادی

افسر تخلص - سید احمد نام حیدرآبادی المولد والمنشا ہے - آپ فارسی میں عمدہ مہارت

واستعداد رکھتے ہین - جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین تیز قدم ہین - مزاج مین چستی کلام مین شوخی ہے - جو کچھ کہتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے - نواب میر عباس حسین خان تشند حیدرآبادی سے اصلاح لیتے ہین - صاحب دیوان ومثنوی ہین - آپکا کلام صاف وشستہ وبامحاورہ ہے - رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچ جائینگے - فی الحال آپکی عمر تقریباً پنتیس چھتیس ہوگی - خدائے تعالی خوش وخرم رکھے -

من اشعارہ الہندی

اپنی سلامتی کا دوگانہ ادا کرے
ظالم نے کی قبول قدم دیکھنے کی غرض
احسان سر رہا فرط خوشی بخت رسا کا
اندیشہ شب وصل عدو کہنے کا بیجا
ہے شوق کی افزائش الفت مین فنا ہونا

ولہ

خط دیکھے نامہ بر نہو سائل جواب کا
ہوا یا میری آنکھ سے حلقہ رکاب کا
وان جاکے مجھے ہوش نہین ہی سراپا کا
یان ضعف سے اٹھنا ہی نہین تھا دعا کا
جان سیکھتی ہے دل سے قربان ادا ہونا

الفت - محمد جمال الدین مدراسی

الفت تخلص - محمد جمال الدین نام - آپ مولوی تاج الدین بہجت مدراسی کے خلف الصدق ہین - آپ مدراسی المولد ہین - آپنے والد ماجد سے کتب درسیہ تحصیل کین - ذی استعداد ولائق ہوئے - شعرگوئی وسخن سنجی کا شوق ہوا - شعر موزون کی مشق والد ماجد سے کرتے رہے - چندروز کی اصلاح سے کلام درست ہوگیا - کلام سے پختگی وشستگی ظاہر ہونے لگی - آپکا کلام نعت وحمد مین ہے - آپنے اکثر قصائد حمد ونعت مین لکھے ہین - اور بزرگان عظام واولیا اکرام کی مدائح مین بھی موزون کئے ہین

جناب الفت نے خوب کیا نوشتۂ عقبیٰ ہے - آپکی عمر قریب ساٹہہ برس کے ہے پیشتر ریاست حیدرآباد مین سرکاری خدمت پر مامور تہے - اب بسبب کبرسنی وظیفہ خوار ہین و درس تدریس فرماتے ہین -

من اشعارہ الہندی

ہے رونقِ بستان جہان کوئے محمدؐ
رونق دہ گلہائے جہان روئے محمدؐ

والشمس ہے تفسیرِ دو رخسارۂ انور
واللیل ہے تعبیرِ دو گیسوئے محمدؐ

من اشعارہ الفارسی

حکام جہان تابع فرمان محمدؐ
شاہان جہان اند گدایانِ محمدؐ

جون شرح دہم منزلت و رفعت والا
ز چرخ برین پایۂ دیوانِ محمد

پاسنگ بود ثقل گناہان تو الفت
بس ہست گران پلۂ احسانِ محمدؐ

احسان - میر عباس علیخان حیدرابادی

احسان تخلص - میر عباس علیخان نام - آپ نواب سہام جنگ کے فرزند ہین آپ حیدرآبادی المولد ہین - آپنے فارسی کتب پڑہ کے بقدر ضرورت لیاقت پیدا کی مگر عالم طفولیت سے شعرگوئی کا شوق تہا اکثر استادون کے دواوین فراہم کرکے اُن مین سے ہزارہا اشعار یاد کرلئے - اور آپ ہی طبیعت کی صفائی اور فکر کی رسائی سے شعر موزون کرتے تہے - کلام سلیس و بامحاورہ ہوتا تہا - خوش خلق و خوش مزاج تہا - خوش خوراک و خوش پوشاک تہا - رات دن لہو و لعب مین مشغول رہتا تہا - مرغ لڑانا - کبوتر اُڑانا - مرغبازی و کبوتربازی مین ہزارہا روپیہ صرف کرتا تہا - پتنگ بازی کا فریفتہ تہا - ایک کبوتر اور مرغ سو سو روپیہ کو لیتا تہا - منیر الملک بہادر اورا مین الملک کے ہاتہہ

فروخت بھی کرتا تھا۔ آپ کو ہجوگوئی کی استعداد تھی جب چاہتے تھے کسیکی بھی ہجو کہدیتے تھے۔ لچھمی نراین صاحب تخلص اورنگ آبادی نے اعظم الامرا بہادر کے نسبت چند اشعار نامناسب لکھے تھے۔ آپنے اوسکا رد کیا اعظم الامرا کی سرکار مین جاگیر و انعام سے سرفراز ہوا۔ آخر ۱۲۳۰ ہجری مین عالم ہستی سے عدم کا مسافر ہوا

من اشعارہ

آستین سے تری باہر جو کلائی ہوتی
شمع فانوس سے باہر نکل آئی ہوتی

ولہ

نہ کام اس چرخ دون پرور سے نکلے
نگیں تا منشہ قنبر سے نکلے

فلاطون سا مدبر تھا سو بھولا
نہ جسکا اب کوئی ہمسر سے نکلے

پر اسپر بھی ارسطو جاہ دانا
بڑی فطرت سین سکندر سے نکلے

کرے کیا فوج نے اسکو دی تن
مگر جو خال ادہر سے نکلے

سورن کو جیت کر اب سرخرو ہو
قسم ہے لالہ احمر سے نکلے

اڑا دون یہان سے یون مضمون صاحب
خزف جسطرح کسی گوہر سے نکلے

نہ سمجھا نا قیامت فہم اتنا
کہ جب وہ شیر نر اودہر سے نکلے

تو پھر کیا حال ہووے دشمنون کا
کہ آہ شعلہ زن ہر سر سے نکلے

نکل آیا وہ یون خورشید تابان
کہ مہ بدلی کی جیسے گھر سے نکلے

یون نکلا کفر سے وہ اسم اعظم
شرر جون چیر کر پتھر سے نکلے

ریاست پھر نئے سر سے جو چمکی
چراغ خضر ہر ایک گھر سے نکلے

تری تضمین پر تحسین احسان
محبت حیدر و صفدر سے نکلے

آزاد - ابو الحمید لکھنوی سلمہ اللہ

آزاد تخلص - ابو الحمید نام - آپکا اصلی وطن لکھنؤ ہے - آپنے سن شعور کے بعد فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کر کے شعرگوئی کی طبع موزون و خوش فکر تھے - خوب کہنے لگے - نواب مرزا خان داغ دہلوی سے اصلاح لینے لگے - جناب داغ کی عنایت و توجہ سے لائق شاعر ہوگئے - کلام سلیس و بامحاورہ ہے - ایہام و مبالغہ سے پاک و صاف ہے - آپ چند سال سے سرکار عالی نظام مین ملازم ہین - خوش خلق و نیک سیرت ہین - عمر تقریبا چالیس پچاس برس کے ہے -

من اشعارہ الہندی

وان سب اقرار وفا بے نیت ہوگئی ۔ یا غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہوگئی
واہ اے نیرنگئی قدرت ترا ممنون ہون ۔ وہ تماشائی ہوا جب مجھکو حیرت ہوگئی
جھوٹے وعدون نے کسیکی کر دیا خانہ خراب ۔ منزل دل رہگذار یاس و حسرت ہوگئی
جب تلاش شاہد مقصود مین کہا قدم ۔ رہنمائی کے لئے آگے مصیبت ہوگئی
آج عشق و عاشقی کا ہوگیا جھگڑا تمام ۔ اٹھہ گیا آزاد دنیا سے فراغت ہوگئی

ایما - میر حسن علیخان اورنگ آبادی

ایما تخلص - میر حسن علیخان نام - آپ شرفاء اورنگ آباد دکن سے تھے صاحب فضائل و کمالات تھے - شعرگوئی مین لائق اقران و امثال مین فائق تھے - آپکا کلام فصاحت و ملاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا - ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین تولا ہوا ہوتا تھا - ہر ایک مصرع برجستہ و شستہ ہوتا تھا - آپ خوش گفتار و خوش کردار تھے - طرز لباس و وضع رفتار اہل ہنر کی طرح رکھتے تھے - آپ اورنگ آباد سے ١٢ ھ مین

حیدرآباد آئے۔ مہاراجہ چندولال بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے۔ مہاراج نے آپکی بڑی عزت و آبرو کی پانسو روپیے ماہوار مقرر کردئے۔ آپ اکثر اوقات مہاراج کی مصاحبت مین رہتے تھے۔ آپکو ایک وقت حضور سکندر جاہ بہادر نے یہہ فرد دی کہ اسکو اردو اشعار مین تضمین کرکے پیش کرو۔ **فرد** اکنون کرا دماغ کہ پرسد زباغبان۔ بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد + آپنے اسکو تضمین کرکے پیش کیا۔ پانچ سو روپیہ صلہ پایا۔ تضمین یہہ ہے ؎

ایامین ساکنان چمن سے کیا سوال	ہم بھی تو تھے خزان تمہارے شریک درد
کیفیتین بہار کی ہم سے بھی کچھ کہو	اردی بہشت و دی کی ہوئی کس طرح نبرد
غنچہ جو مسکرا کے دیا چٹ مین جواب	تو نے سنی نہین کسی استاد کی یہ فرد

اکنون کرا دماغ کہ پرسد زباغبان
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

آپنے آخر سنہ ۱۲۳ ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ آپ صاحب دیوان تھے اردو و فارسی دونو زبانون مین خوب شعر کہتے تھے۔

ادیب مولوی محمد سیف الحق دہلوی

ادیب **تخلص**۔ محمد سیف الحق نام۔ آپکا اصلی وطن دلّی ہے۔ آپکی نسب کا سلسلہ مولوی شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے پہنچتا ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد علمائے دلی کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ ذکی الطبع و فہیم تھے طبیعت مین چستی و چالاکی خداداد تھی۔ اور آپکے دلمین اس باتکا جوش و خروش تھا کہ

حالت موجودہ سے کسی خاص فن جدید مین ترقی کرنا چاہیے ۔ چند روز تک آپ
اس تردد و تفکر مین رہے ۔ مگر قوت فیصلہ سے کوئی خاص امر طے نہین پایا تھا کہ یکایک
طبیعت کی اقتضائے فن شاعری کیطرف متوجہ کیا ۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے مضامین
سنجیدہ و معانی پسندیدہ کو بیان کے قالب مین ایسی طرز سے ڈہالے کہ نہایت ہی خوشنما
و مرغوب نظر آنے لگے ۔ اُسوقت مرزا اسد اللہ خان غالب زندہ تھے ۔ اور اُنکی اُستادی
کل ہند مین مسلم الثبوت تھی ۔ آپنے غالب مرحوم کو اپنا کلام دکہلایا ۔ مرحوم البتہ آپکا کلام
دیکھتے ہی بہت خوش ہوئے اور فرمایا ہونہار بروا چکنے چکنے پات ۔ اُستاد مرحوم کا یہ فقرہ
ادیب کے دلپر موثر ہوا ۔ اور آپکا شوق بہ نسبت سابق دوچند ہو گیا ۔ اس فن مین خوب
کوشش و جانفشانی کی ۔ اور استاد مرحوم کی بہی توجہ کامل رہی ۔ چند روز مین اُستادی کے
رتبہ کو پہنچ گئے ۔ آپکی شاعری معاصرین کے نزدیک بہی مسلم الثبوت ہوگئی ۔

آپ خوش نویسی و خوش خطی مین بے نظیر تھے ۔ اور تاریخ گوئی مین بہی عدیم المثال ۔ ظریف الطبع
و لطیف الوضع تھے یاران ہم مشرب سے خوش طبعی و خوش مزاجی سے ملتے تھے ۔ اشفاق
و اخلاق مین شہرۂ آفاق تھے ۔ آپ فارسی و ہندی دونو زبان مین کہتے تھے ۔ ہم آپکے
اشعار آبدار ذیل مین گزارش کرتے ہین ۔ تا کہ ناظرین لطف و مزہ اُٹھائین ۔

جناب ادیب دہلی سے ریاست حیدرآباد مین آئے سرکار عالی نظام مین ملازم ہوئے ۔ چند سال تک
سرکاری خدمت مفوضہ کا اہتمام عمدہ طرح کرتے رہے آخر ۳ صفر ۱۳۰۹ ہجری مین شہر حیدرآباد
دکن مین مسافر عدم ہوئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

من اشعارہ الہندی

آؤ کبھی تو فاتحہ پڑہنے کیواسطے	حسرت نشان ہے مرے کنج مزار کا

ہو جان پر جو ایک مصیبت تو روئیے — دل بھی یہاں ملا تو ترے اختیار کا
موت آگئی مجھے سر شام فراق سے — دشمن نے آج کام کیا دوستدار کا
کر چشم و دل کی خیر سے طلب ادیب — لیکا برا پڑا ہے تجھے انتظار کا

وله

کیسا کٹا ہے غیر جو دو چار ہو گیا — میرا دم اسکو خنجر خونخوار ہو گیا

وله

خوف فنا سے ستمہائے نہانی کیجئے — ناتوان دیکھتے ہین دیدۂ مردم مجھکو
غیر تک ملتفت حال یون ہے میرا — جانتا واقف اسرار نہان تم مجھکو
موج دریا کی حقیقت بھی کھلی اے ادب — جوش گریہ نے دکھایا جو تلاطم مجھکو

اعزاز۔ مرزا دین محمد بیگ کابلی

اعزاز تخلص۔ مرزا دین محمد بیگ نام۔ آپکا اصلی وطن کابل ہے۔ نشو و نما وہین کی آب و ہوا اور وہین کی خوشنما غذا مین ہوا ہے۔ اور سن شعور کے بعد آپنے وطن کے علما سے کتب درسیہ علوم متداولہ و فنون متعارفہ تحصیل کی تھین۔ علم و لیاقت و فضل و قابلیت مین مستعد و لائق تھے۔ آپ وطن سے دلی مین آئے اور وہان متوطن ہوے۔ چندمدت تک امرا کی ملازمت و سفارت و وکالت مین رہے۔ مال و زر خوب حاصل کرتے تھے۔ جہان رہے وہان خوش رہے۔ آپکا مزاج آزادانہ اور مشرب فلسفانہ تھا۔ صلح کل کے طریقہ کے پیرو تھے۔ آپ خوش خلاقی کی وجہ سے ہر ایک بشر کو کیا ہندو کیا مسلمان مساوی سمجھتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ لطف و مدارا فرماتے تھے۔ دلی سے آپ نواب وزیر الدولہ کے زمانہ مین ریاست ٹونک مین آئے نواب سے ملے نواب صاحب نے آپکو سفارت کے عہدہ پر مقرر فرمایا۔ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ خوش و خرم تھے کسی قسم کی تکلیف

نہین تہی۔ آپ ٹونک سے نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین حیدرآباد دکن آئے۔ مولوی محمد حسین صاحب جو مقرب حضور تہے اُنکے مکان پر فروکش تہے۔ مولوی صاحب آپکی بڑی خاطرداری کرتے تہے۔ آپنے ایک کتاب مسمی اخلاق محمدی نواب کے نام پر لکہی اور مولویصاحب کے ذریعہ سے حضور مین پیش کی معلوم نہین حضور نے منظور فرمایا یا نہین کتاب اسم بامسمی مضامین اخلاق پر شامل تہی ہر ایک فقرہ و کلمہ سے خلق محمدی عیان اور ہر ایک حکایت و نقل سے خود خلق مجسم نمایان تہا۔ اُسکی متعدد باب ہین۔ ہر ایک باب مین مضامین اخلاق کو مع شواہد و نظائر لکہا ہے۔ دیکہنے سے لطف آتا ہے۔ آپکو سیر و سیاحت کا شوق تہا۔ عراق عجم و عراق عرب کی خوب سیر کی ہے۔ ملک بخارا و خوارزم و بلخ و بدخشان تک گئے ہین۔ سندہ و ہند مین بہی خوب گہومے ہین۔ ہر ایک مقام کے رسم و رواج اور ہر ملک کی طرز معاشرت سے واقف تہے۔ چنانچہ آپنے ایک کتاب قبا وہی نسائی تالیف کی۔ اُسمین ہر ملک کی عورتون کی رسم اور انکی مزعومات عمدہ طرح سے بیان کئے ہین۔ گویا یہہ کتاب مذہب عجم کے مسائل و عقائد کا آئینہ ہے۔

آپ فارسی مین نظم و نثر عمدہ لکہتے تہے۔ آپکی تحریر و تقریر مین مضمون آمد کی تہی۔ بغیر سوچے سمجہے لکہتے تہے۔ آپکی عبارت رنگین و شیرین ہوتی تہی۔ نظم مین آپ اعزاز تخلص کرتے تہے اور نثر مین رسالت گفتار۔ آپکا کلام اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ بیشک آپ ان دو اسمون کے مسمی و مصداق تہے۔ آپ حیدرآباد سے برار آئے۔ اور وہان حکام کی قدردانی سے ملکاپور ضلع بلڈانہ مین منصفی کی خدمت پر مقرر ہوئے۔ دو ڈہائی سال تک اس خدمت پر مامور رہے عدالت کا کام نہایت امانت و دیانت کے ساتہہ انجام دیتے رہے۔ مقدمات کی تحقیق مین کسی کی رعایت نہین کرتے تہے اور نہ کسی کی سفارش سنتے تہے۔

حق کو باطل سے علیحدہ کردیتے تھے۔ اہل مقدمات اور اُن کے متعلقین سے گھر نہیں ملتے تھے۔ رشوت کے نام سے کشیدہ و رنجیدہ ہوتے تھے۔ کسی کا ہدیہ و تحفہ بھی نہیں لیتے تھے جب برار سے فارسی دفتر موقوف ہوا۔ اور اُسکی جگہ مرہٹی دفتر قائم ہوا۔ اور منصف بھی موقوف ہوئے اور آپ بھی موقوف ہوگئے۔ تب ملکاپور میں جامع مسجد کے بیرونی حجروں میں سکونت اختیار کی۔ ملکاپور کے قاضی خواجہ محمد صاحب جو برار میں نامی معروف و مشہور ہیں آپکی خدمت و مہمان نوازی نہایت سیر چشمی سے کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قاضی صاحب اور مرزا صاحب دو قالب ایک جان ہیں۔ پھر آپ حکام کی قدردانی سے عہدۂ تحصیلداری پر مقرر ہوئے۔ جلگاؤں ضلع آکولہ کے تحصیلدار ہوئے دو تین سال تک کام عمدہ طرح سے کرتے رہے۔ افسران بالا آپکے کام سے نہایت ہی خوش تھے۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے۔ ظریف و بذلہ سنج و لطیفہ گو تھے اہل مجلس کو اپنے کلام رنگین سے رنگین فرماتے تھے۔ لطائف و ظرائف سے اسقدر ہنساتے تھے کہ پیٹوں میں بل پڑ جاتے تھے۔ خندہ پیشانی و شگفتہ دل تھے۔ آپکے مزاج میں غرور و تکبر کا نام و نشان نہیں تھا۔ فقیر مولف کو بھی آپ سے نیاز تھا۔ نہایت توجہ و عنایت سے تکلم فرماتے تھے۔ لکھنے پڑھنے کی تاکید کرتے تھے۔ میں اُسوقت طالب علمی کرتا تھا۔ میری عمر اُسوقت تقریباً بارہ برس کی ہوگی۔ میں اکثر آپکی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اور آپکے فیض درس سے مستفید ہوتا تھا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ چند کتب آپ کی تالیف سے ہیں از انجملہ اخلاق محمدی۔ شاہنشاہ نامہ فتاوی نسائی۔ دیوان غیر مرتب میں عجائب الکلمات۔ مرات الخصائل۔ آپکی یہہ کتابیں میرے کتبخانہ میں موجود تھیں افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی میں تمام

غرق آب و نذر سیلاب ہوگئیں۔ آخر آپ ۱۲۷۷ھ ہجری میں مقام قصبہ جلگانون ضلع آکولہ برار میں عالم بقا کی طرف مسافر ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اُسی قصبہ میں مدفون کئے گئے۔ آپکی تاریخ منشی رام سیوک صاحب متخلص گوہر نے کہی

چو مرزا دین محمد بیگ اعزاز	ازین دار فنا شد جادہ پیما
چہ اعزاز یکہ سلطان سخن سنج	بلیغ و ناثر و ہم فخر شعرا
ہمای فکر او را آشیان عرش	نہنگ طبع او را قعر دریا
ید بیضا مضامین منیرش	خیالاتش چہ اعجاز مسیحا
گذشت آن منشی یکتای دوران	کسے دیگر نگیرد نام انشا
ازین ماتم روز نا پشت فلک شد	ز ماتم این چنان بگرفت سودا
بگو تاج بلاغت چون بیغما د	بتاریخش در یغا وائے ویلا

۱۲۷۷ھ

اُسوقت برار میں مرزا صاحب مرحوم کے دوست عنایت فرما دستور رتنجی وبہمن جی باشندگان پونہ معزز خدمات پر مقرر تھے۔ مرزا صاحب کے انتقال سے بہت رنجیدہ ہوئے اور مرزا صاحب کے تمام مال و اسباب حفاظت سے امانتاً رکھا۔ اور مرحوم کے فرزند مرزا مہر علی بیگ کو دلی سے بلایا۔ حسب الطلب فوراً آئے۔ دونون معززین نے اپنے پیارے دوست کے لخت جگر کو اپنے دولتخانہ پر مہمان رکھا۔ اور مہمانی و مدارات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا۔ اور انسے کہا اگر آپ یہان نوکری کرنا چاہین تو ہم کوشش کرکے کرا سکتے ہین مرحوم کے فرزند نے انکار کیا۔ آخر دونون بھائیون نے مرحوم کا تمام مال و اسباب فرزند مرحوم کے حوالہ کیا اور اپنے جیب خاص سے بھی معتدبہ رقم دیکے دلی روانہ کیا مرحوم کے فرزند نے دونون بزرگان فرشتہ طینت کا شکریہ ادا کیا۔ اور وطن مالوفہ روانہ ہوا

دونون بزرگان برامکہ خصائل کی ہمدردی خالصاً لوجہ اللہ آفرین و تعریف کے لائق ہے ہم کو ایسے بزرگون کی پیروی کرنی چاہئے۔ افسوس فی زماننا مروت و ہمدردی عنقا صفت مجہول الاسم و معروف الاسم ہے۔

من اشعارہ الفارسی

رفتم کہ بوسم قدم پیر مغان را | نذر در میخانہ کنم نقد روان را

وله

عذرم اثر پذیر نشد طبع یار را | خاموش آب چشم نسازد شرار را

چون بقامت راست سازد شوخ نازنین قبا | از زبان گل مبارکباد می آرد صبا

گر گذارد پا بچشم دل خیال ناز او | مردمک گوید زراہ دیدہ او را مرحبا

در سفر بردی رقیبا از چہ جانان مرا | دور کردی جانم از تن بردۂ جان مرا

بتو در خانہ ایم خانہ خراب | ہمچنان قطرۂ درمیانِ حباب

گفت قاصد کہ یار می آید | این خیالیست دیدہ ام در خواب

از گردش زمانہ کسے را فراغ نیست | آن کیست در جہان کہ دلش پر ز داغ نیست

وضع دلِ خونبار نمی دانم چیست | این گریہ بسیار نمی دانم چیست

حلقۂ زلفِ او گلوگیر است | می کشد دل چہ دام تزویر است

خواست آلودہ کند پنجہ بخون من یار | خنجرش را ز تنِ لاغر من عار آمد

در تہیدستی مناسب نیست قربِ دوستان | می فتد شاخ درخت خشک از چشم بہار

ز حسنت پرتوی در گلشن افتاد | نمود از چہرۂ گلرنگ پرواز

گل بردہ مگر رشک ز داماں قبایش | امروز پشیمان شدہ افتاد بپایش

می شوم آب چو چاہ ذقنش می بینم | غنچہ را محو بہ بینش دہنش می بینم

بر سر تربت اعزا زبنا آمد و گفت	ولہ	کشتۂ کیست کہ خون از کفنش می بینم
می شود آخر ہمان کارے کہ میدارد نشدن	ولہ	مفت بہر کار خود در پیچ و تاب افتادہ ایم
شدہ ام پیر تمنائے جوانی دارم	ولہ	شاید از دہر بکف خط آمانی دارم
شد تہی دستی از ان مایہ و سامان من	ولہ	تا نہ بیند کسی غبار از گوشۂ دامان من
از سر خاکم چرا برچیدہ دامان میروی	ولہ	روی گردان از سر خاک غریبان میروی
ہر غمم کہ درین زمانہ صورت دارد	رباعی	در پیش من آمدن ضرورت دارد
من میکنمش ضیافت از خون جگر		با این ہمہ خاطرش کدورت دارد

آفاق محمد عیسیٰ خان دہلوی

آفاق تخلص. محمد عیسیٰ خان نام. آپکا اصلی وطن دہلی ہے. آپ دلّی کے شریف زادون مین سے تھے. علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھے مستعد طالب علم تھے. شعرگوئی پر شیفتہ تھے. طبیعت مین قدرتی تیزی و چالاکی تھی. شعر کہنے لگے قائم دہلی سے اصلاح لیتے تھے. رفتہ رفتہ کلام مین پختگی و شستگی آگئی. درجہ کمال کو پہنچے. شہرۂ آفاق ہوئے. دلّی سے حیدرآباد دکن مین آئے. اور نواب شمس الامرا بہادر کی سرکار مین دوسو روپئے ماہوار سے ملازم ہوئے. مدت تک زندہ رہے. آخر سنہ ١٢٥٣ ہجری مین اس دار ناپائیدار سے دار القرار کو روانہ ہوئے. جناب مولینا میر شمس الدین فیض نے تاریخ رحلت کہی ہے. سنہ زانقضای آفاق آفاق رفت ٭

١٢٥٣ھ

تضمین بر غزل قائم

کہنے جو ہو مثل گل چاک جگر جائے		اور برنگ صبا جلد گذر جائے

سب سے ہے بہتر یہی اب کے اگر جائے
گلشن الفت سے دل لے یہ ثمر جائے
داغ بدل جائے دست بسر جائے

کیا کہون تجہسے دلا طرفہ ہے اک ماجرا
نکہت گل کا گیا آ گئے نکل قافلا
پہلے تو وہ رنگ تہا اب یہ نیا گل کہلا
کرکے ہمین بیتوا کہتی ہے باد صبا
مین کوئی کوئی دم مین چلی آپ ٹہر جائے

کیا کہون کیا بات ہے ایک طلسمات ہے
مرگ کی شب بات ہے ظلم سے ظلمات ہے
ہجر کی یہ رات ہے غم سے ملاقات ہے
دل ہی نہین ساتہہ ہے عالم برسات ہے
بات سے تیرے کدہر دیدۂ تر جائے

ایمان شیر محمد خان حیدرآبادی

ایمان تخلص۔ شیر محمد خان نام محمد عاقل خان نایک کا فرزند ہے۔ حیدرآبادی المولد ہے۔ آپکے والد سرکار نظام مین وقایع نگاری کی خدمت پر مامور تہے۔ اور اخبار گوئی کا بہی کام انکے سپرد تہا۔ ایمان نے نشو ونما کے بعد شہر کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ تحصیل کین یگانہ روزگار ہوا۔ اور موروثی فن مین بہی بینظیر۔ سرکاری تمام اخباریون کا افسر تہا۔ دکن کے تمام واقعات اُسکے محافظہ کے خزانہ مین محفوظ تہے۔ سرکار مین ممتاز و معزز تہا۔ اکثر اوقات سفر و حضر مین اعظم الامرا کا مصاحب رہا ہے شعرگوئی و شعرفہمی مین بیمثل تاریخ دانی و وقایع نگاری مین بے بدل تہا۔ شعرا و حاضرین آپکی اُستادی کے قائل تہے۔ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین حضور آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین محلہ کمان ایلچی بیگ مین مشاعرہ قرار پایا تہا۔ تمام شعرا جمع ہوئے۔ مگر آپ نہین آئے تہے سبب آپکا

انتظار کر رہے تھے۔ بعض کی رائے ہوئی کہ غزل خوانی شروع کیجائے۔ اکثر نے کہا جب تک استاد نہون کچھہ مزہ و لطف نہوگا۔ آخر آپ آئے وجہ تاخیر بیان کئے سبکا شکریہ ادا کرکے عذر خواہی کی۔ مشاعرہ بڑی عظمت و شان سے ہوا اُسمین شعراء ہند و دکن مجتمع تھے۔ آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے۔ صنائع و بدائع کے زیور سے آراستہ اور آرائش جگت و ضلع سے پیراستہ ہوتا ہے۔ آپ اپنے کلام مین ایہام بھی استعمال کرتے ہین۔ آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان بعض کتبخانون مین موجود ہے۔ آپ تاریخ گوئی مین کامل مہارت و قدرت رکھتے تھے۔ فی البدیہہ تاریخ کہتے تھے۔ آپنے حضور آصفجاہ ثانی کی تاریخ مین ایک قطعہ لکھا۔ اُس کے چوتھے مصرع سے دو مادہ تاریخ برآمد ہوتے ہین۔ مقبرہ کے دروازہ پر کہ مسجد مین ہی قطعہ کندہ ہے

بر روح پاک میر نظام علی مدام	زین مصرع عجیب دو تاریخ رابخوان
خوانند باد صد ہمہ اشخاص فاتحہ	مستوجب جنت و باخلاص فاتحہ

۱۲۱۸

اور دوسرے شعراء نے بھی تاریخین کہین مگر آپکی تاریخ سب سے مطبوع عام ہوئی۔ اسیوجہ مقبرہ کے دروازہ پر کندہ کرائی گئی۔ آپ خوش خلق خوش سیرت تھے۔ پاکیزہ شمائل پسندیدہ خصائل تھے۔ عزیز خلائق مقبول خالق تھے۔ آخر سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکی تالیف سے رسالہ شطرنج و رسالہ عروض و قافیہ و دیوان مشہور ہے۔

من اشعارہ۔ ضلع میوہ مین

آسیب [illegible] عشق کے ہین عیان	آتا نہین زخم پہ انگور یہان
سو سیب ہوا [illegible] سین معلوم	سر دیکھو ہی تو ناشپاتی [illegible]

ضلع پلنگ مین

آرام نہ کیونکر اب یہ بیٹھئے بہولین	کسطرح خوشی سے نہ پلنگ پہ جہولین
پایا تہا کبہو نہ سات پیڑہی مین یہ دوکہ	پٹی پڑی ایسی کہ اُکھڑ گئی چولین

ضلع لٹو مین

لٹو ہے تیرے یہ ہر کوئی اب یار	اور حال پریشان سے نہیں کہتا ہے عار
آخر کوچے مین اُسکی جا کر جالی	پہرتا تہا اسی آس پہ وہ سو سو بار

ولہ

مژہ گر چشم سے اپنی وہ خوش ابرو پونچھے	گرد خجلت کو سدا دیدۂ آہو پونچھے
آستین کا مین کسو کی نہ ہوا دست نگر	میری ہاتون نے آخر میرے آنسو پونچھے
رنگ گلشن کا شفق روئے فلک سے اُڑ جائے	اپنے ماتہے سے وہ کافر کبہی گو کو پونچھے

ولہ

رنگ لب جانان کو سرخ زیادہ ہے	اور وزن مین برگ گل و سرخ زیادہ ہے

ولہ

روا ہے کون سے مشرب مین اے ایمان نا منصف	دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو

ولہ

ٹپک پڑتا ہے خونِ دل مرا یاران آنکہون سے	مئی گلگون کا جسدم بزم مین ساغر جہلکتا ہے

افسر۔ میر باقر علیخان

افسر تخلص۔ میر باقر علیخان نام۔ آپ نقد علیخان ایجاد کے فرزند دوم مین آپ علم و فضل کے زیور سے آراستہ و پیرایۂ حسن خلق و کمال سے پیراستہ تہے خوش سلیقہ خوش سیرت تہے۔ شعر و شاعری کے شیفتہ۔ استعداد خداداد تہی۔ اصلاح کلام والد ماجد سے لیتے تہے۔ آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہے۔

من نتائج طبع

امروز میرود بگلستان نگار ما	از دست میرود دل بے اختیار ما

دوستان موسم گل آمده دل شاد کنید	وله	دست در گردن ہم زمزمہ بنیاد کنید

اختر - مولوی لطیف احمد صاحب

اختر تخلص - لطیف احمد نام ہے - آپ حضرت امیر احمد مینائی لکھنوی کے فرزند سوم ہین - آپ کی ولادت باسعادت شہر لکھنو مین ہوی - (بلند اختر) سے آپکی تاریخ ولادت بحساب جمل برآمد ہوتی ہے - یعنی ۱۲۸۷ ہجری - آپ کی نشو ونما لکھنو کی آب وہوا مردم خیز مین ہوئی - جب آپ کی عمر ہفت سالہ ہوئی - تب والد ماجد نے آپکی تعلیم شروع کی - آپ نہایت ہی ذکی الطبع وذہین تھے - آپکے چہرہ مہرہ سے چستی و چالاکی عیان تھی - عزیز قریب یہی کہتے تھے یہہ صاحبزادہ ہونہار معلوم ہوتا ہے - چشم بددور خدا عمر خضر نصیب کرے - والد ماجد تعلیم کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے - والد ماجد کی توجہ کی برکت سے آپ پندرہ یا سولہ برس کی عمر مین فارسی عربی کتب درسیہ وعلوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے - شعر وشاعری کے طرف بچپن ہی سے طبیعت مائل تھی - مائل کیون نہو یہ شعرگوئی وسخندانی آپ کی موروثی ملک تھی والد ماجد ایام طالب علمی مین اگرچہ شاعری وشعرگوئی سے مانع ہوتے تھے - لیکن مقتضائے طبیعت مبادرت کرہی جاتا تھا - آپکے نتائج طبع والد ماجد و دیگر اعزہ دیکھہ کے متعجب ہوتے تھے تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد آپ شعر وشاعری کے میدان مین جولانی کرنے لگے - اقران وامثال مین فائق ہونے لگے - آپکو تلمذ والد ماجد ہی سے تہا - اپنے نتائج طبع والد ماجد ہی کے ملاحظہ مین پیش کرتے رہے والد ماجد ہی کی اصلاح سے استادی کے رتبہ کو پہنچے - بمصداق الولد سر لابیہ والد کے

ہین۔ آپکے اخلاق و عادات سے بزرگان سلف کی شان نمایان ہوتی ہے۔ مروت و ہمدردی آپکا پیرایہ فتوت و جوانمردی آپکا سرمایہ ہے۔ آپکی کسر نفسی و خاکساری کی یہہ حالت ہے ہر کس و ناکس کے سامنے جھکے جاتے ہین۔ یہہ شاخ پرثمر ہین کے مصداق ہین ہر غریب نا بلد و نو وارد بلد سے ایسے ملتے ہین جیسا کہ کوئی اپنے عزیز قریب سے ملتا ہے آپ کو علوم و فنون سے ایسی دلچسپی ہے کہ ہر وقت آپکی مجلس ہین علوم و فنون کا تذکرہ اور شعر و شاعری کا چرچا ہوتا ہے۔ اور خاص آپ کی عادات سے ہے کہ بزرگان سلف و خلف کو بھلائی سے یاد کرتے ہین۔ اور آپنے ایسا طریقہ و ضابطہ رکھا ہے کہ حاضرین مجلس سے کوئی کسیکی شکایت نہین کر سکتا۔ اگر کوئی سہواً کسیکی نسبت کہے تو آپ اسکے قول کو ایسے ڈھنگ سے بدل دیتے ہین کہ وہ خیر محض ہو جاتا ہے یا اشارۃً و کنایۃً اسطرح تکلم کرتے ہین کہ غافل ثنا کی شاکر جاتا ہے۔ فقیر مولف کو تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ آپ سے نیاز حاصل ہوا ہے۔ مجھے اس تھوڑی ہی مدت مین آپکی ملاقات سے جو لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے۔ اسطرح مدت کے احباب سے کبھی نہین ہوا۔ مین اختر صاحب و مولانا جلیل کو سچے دل سے ایسا سمجھتا ہون کہ گویا یہہ میرے قدیم عنایت فرما ہین۔ مدعیان عیب بین میرے اس قول پر قہقہہ مارین گے۔ کہ یہہ مولوی تملقاً دونون بزرگون کی محبت کا دم مارتا ہے۔ یہہ نہین سمجھینگے کہ دونون بزرگون کی خوش اخلاقی کی کرامت ہے کہ مین انکو اپنا عنایت فرما سمجھتا ہون۔ فی زماننا جناب اختر صاحب و مولانا جلیل امام الشعرا و استاذ البلغا ہین۔ آپ کی توجہ و اصلاح کی برکت سے دکن مین شعرا کا گروہ بہت بڑھ جائیگا۔ اور شعر و شاعری کا بازار گرم ہو جائیگا۔ اکثر شاعر شاعر ہو جائین گے۔ سخن سنجی و سخندانی سے ماہر ہو جا ئینگے

شاعر کو آپکی شاگردی پر ناز ہوگا۔ مورخین سلف کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ نظم
کلام ریختہ کا وجود اولاً زمین دکن مین پیدا ہوا۔ ابھی اسکی پوری نشو و نما نہین ہوئی تھی
کہ وطن سے غربت اختیار کیا۔ دکن سے ہند مین پہنچا۔ کبھی لکھنو کبھی دہلی مین آمد و رفت
کرتا رہا۔ اور اپنے اصلی وطن کو فراموش کر دیا تھا۔ اب مدت کے بعد اپنے اصلی وطن کو
مراجعت کرتا ہے۔ عجب نہین کہ یہان بھی دونون بزرگون کی توجہ سے سکونت
اختیار کرے۔ اور شعرا کے نزدیک لکھنو و دکن و دہلی کی زبانین مستند سمجھی جائین۔
آپکا کلام آسمان فصاحت و بلاغت کا نیر اعظم ہے۔ بندش برجستہ و ترکیب شایستہ کا
اختر معظم ہے۔ آپکا کلام صفائی و شستگی مین ڈوبا ہوا ہے۔ نزاکت و لطافت سے
بھرا ہوا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک و صاف۔ تعقید لفظی و معنوی سے شفاف ہے
سامعین کے دلون پر سحر سامری کا اثر کرتا ہے۔ اور کلام کے سننے سے دل کو سرور
حاصل ہوتا ہے اور صاحبان کمال وجد کرتے ہین۔ جناب اختر اسوقت ہوم سکرٹری
کے مددگاری کی خدمت پر مامور ہین۔ خدمت مفوضہ کا کام نہایت عمدگی سے
ادا کرتے ہین۔ ارباب حاجات سے خلوص و حسن سلوک سے ملتے ہین۔ غرور و تکبر سے
منزلون دور رہتے ہین۔ آپکی انکساری دیکھکے کل دفتر کے ملازمین و صاحبان اغراض
فرمان بردار و حلقہ بگوش بنتے ہین۔ تھوڑی ہی مدت کی ملازمت مین وہ قبولیت
عامہ حاصل ہوئی کہ دیگر برسون کے ملازمین کو ہم دست نہین ہوئی۔ ادنی سے اعلی
تک تمام آپکے شکرگزار ہین۔ کوئی آپکی نسبت شکایت نہین کرتا ہے ہر ایک آپکو بھلائی
سے یاد کرتا ہے۔ اختر کے لئے قبولیت عامہ کا ہونا عطیۂ عظمی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ
من یشاء۔ وطوائف نام کا آپکو معتمد قرار دینا نعمت کبری ہے۔ آپکے حالات لطائف

آیات بیشمار ہین۔ مین نے طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرکے اسیقدر پر اکتفا کیا۔ اب آپکے نتائج طبع گذارش کرتا ہون **ھو ھذہ**

دکھادے آج ای اختر کہ جودت ایسی ہوتی ہے — سخنور اسکو کہتے ہین طبیعت ایسی ہوتی ہے
ثنا ہو شاہ آصف کی اور ایسی ہو کہ سب کہدین — بلاغت نام اسکا ہی فصاحت ایسی ہوتی ہے
جمال شاہ دیکھا تھا کہ دل اپنا پکار اٹھا — خدائے پاک کی بندون پہ رحمت ایسی ہوتی ہے
خدا رکھے یہی ظل خدا ہین اب خدائی مین — جوان مین ہے کسی مین کب جلالت ایسی ہوتی ہے
علی کا ہو جو محبوب اسکی رعنائی کا کیا کہنا — ہزارون صورتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہی
غلط کیا ہی کہ آصف کے پریمین سلیمان ہین — کسیکی قاف سے تا قاف شہرت ایسی ہوتی ہے
فلک فر میر محبوب علیخان کا زمانہ ہے — جو گھر گھر ایسی عشرت ہے مسرت ایسی ہوتی ہے
وہ طرز حکمرانی ہے وہ رنگ خسروانی ہے — حکومت خود یہ کہتی ہی حکومت ایسی ہوتی ہے
مظالم کو مٹادینا غریبونکی خبر لینا — سیاست کے یہ معنی ہین ریاست ایسی ہوتی ہے
جہانبانی سلیمانی مسیحائی و دارائی — کوئی پوچھے تو ہم کہدین کہ حشمت ایسی ہوتی ہے
بشر کیسے فلک بہی قدم لینے کو جھکتا ہے — اسی کہتے ہین رفعت شان و شوکت ایسی ہوتی ہے
ہزارون دل مین سب مین ہے جگہ اک ذات آصف کی — حقیقت تو یہ ہی کثرت مین وحدت ایسی ہوتی ہے

آزاد۔ میر غلام علی الحسینی البلگرامی

آزاد تخلص۔ میر غلام علی نام۔ آپکا مسقط الراس محلہ میدانپورہ واقع قصبہ بلگرام صوبہ اودھ ہے۔ آپکی ولادت باسعادت پچیس تاریخ ماہ صفر روز یکشنبہ سنہ ۱۱۱۶ الہجری مین واقع ہوی۔ آپکی نسب کا سلسلہ عیسی موتم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدین

رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ چنانچہ خود آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے ؎

گرچہ باشد موتم الاشبال عیسی جا مین عیسی جان بخش شیر انم باید انفس

آپ نسبًا حسینی و اصلاً واسطی و وطنًا بلگرامی مذہبًا حنفی و طریقۃً چشتی تہے جب آپ نے
نشو و نما کے میدان مین قدم رکہا۔ سرو روان کی طرح بڑہنے لگے۔ اعزہ و اقارب
آپکے رنگ ڈہنگ کو دیکہکر کہتے تہے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ آپکے چہرے
مہرے اور اعضا و مفاصل کے قیافہ سے مترشح ہوتا تہا کہ یہہ آفتاب خاندان جہان کو
روشن کریگا۔ فضائے عالم کو اپنے فیضان نعمت سے گلشن بنائیگا۔ اور محافل علم و فضل
کو زینت دیگا۔ معقولات و منقولات کے نکات ظاہر کریگا۔ بناءً علیہ والد یا جد و دیگر اعزۂ
خاص جدبادری علامہ میر سید عبد الجلیل بلگرامی آپکی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہوئے
اور عمدہ اہتمام کیا۔ اساتذہ کرام و علمائے نحاریر سے آپکی تعلیم شروع ہوئی۔ آپ درجہ
بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج کرتے رہے۔ چنانچہ خود صاحب ترجمہ نے اپنے مولفہ تذکرہ
خزانۂ عامرہ مین لکہا کہ میری تحصیل پانچ اساتذہ کرام سے درجۂ تکمیل کو پہنچی۔ اول
مولانا میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہ سے کتب درسیہ پڑہین۔ آپکے قصیدہ افتخاریہ کے
شعر سے ثابت ہوتا ہے ؎

شاگرد خاص میر طفیل محمدم او در علوم عقلی و نقلی ست رہبرم

دوم علامۂ زمان میر عبد الجلیل سقی اللہ السلسبیل سے لغت و حدیث و سیر نبوی
و فنون ادب حاصل کیا۔ چنانچہ ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین ؎

آزاد ما کہ فضل و کمال بہم رساند خدمت نمود حضرت عبد الجلیل را

سوم بحر مواج علوم میر سید محمد خلف علامہ مرحوم سے عروض و قوافی و فنون ادب کی

تکمیل کی ۔ چہارم صاحب آیات بینات مولانا شیخ محمد حیات سندی روح اللہ روحہ سے
مدینہ منورہ مین صحیح بخاری کی سند و صحاح ستہ و سائر مفردات کی اجازت حاصل کی
پنجم جامع کمالات شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ مین بعض فوائد علم حدیث
اخذ کیا ۔ تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہونیکے بعد سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین حضرت قدوۃ العارفین
سید لطف اللہ بلگرامی قدس سرہ العزیز سے بیعت حاصل کی انتہی کلامہ ۔

آپ پندرہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے ۔ عالم شباب تھا ۔ طبیعت بحر علوم و فنون مین
متواج شعر و شاعری کے میدان مین شعلہ جوالہ تھی ۔ اور دل مین سیر و سیاحت و تلاش
ملازمت و تحصیل نعمت و شہرت کا شوق جوش زن تھا ۔ چنانچہ آپنے خزانہ عامرہ
مین لکھا کہ مجھکو مدت العمر مین تین سفر واقع ہوئے ۔ سفر اول شاہجہان آباد ۔ آپ
سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین علامہ مرحوم کے ملنے کیلئے بلگرام سے میر عظمت اللہ بیخبر بلگرامی کے ہمراہ
شاہجہان آباد روانہ ہوئے ۔ وہان پہنچ کے علامہ کی خدمت مین دو سال تک رہے
اس مدت مین فوائد علم و فضل سے مستفید ہوکے وطن مالوفہ تشریف لائے ۔ سفر دوم
سیوستان واقع سندہ ۔ سیوستان مین آپکے ماموں میر سید محمد میر بخشی گری و وقایع نگاری
پر مامور تھے ۔ حسب الطلب میر سنہ ۱۱۴۲ ہجری ماہ ذیحجہ مین وطن سے سیوستان روانہ ہوئے
شاہجہان آباد و ملتان واچ وغیرہ بلاد سے عبور و مرور کرتے ہوئے بتاریخ دہم ماہ ربیع الاول
سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین شہر مذکور مین مع الخیر پہنچے ماموں صاحب کی ملازمت سے مشرف
ہوئے ۔ میر صاحب ہمشیرزادہ کے دیدار سے بہت خوش ہوئے ۔ اور ہمشیرزادہ کو
نیابتاً دونون خدمتون پر مامور کرکے خود بلگرام روانہ ہوئے ۔ آپ چار سال تک دونون
خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے ۔ آپکے انتظام سے حکام بالا دست خوش ہوتے ہے

آپکی لیاقت وخوبی انتظام کی تعریف کرتے تھے۔ چار سال گزرنے کے بعد میر صاحب
وطن سے واپس آئے۔ اور اپنے ہمشیرہ زادے آزاد کو بلگرام روانہ فرمایا۔ پس صاحب ترجمہ
آزاد ۱۱۴۷ھ ہجری مین ہندوستان سے روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد مین پہنچے وہان
معلوم ہوا کہ آپکے والد میر محمد نوح مع تمام اہل بیت الہ آباد مین آئے ہین۔ آپ شاہجہان آباد سے
برآمد ہوئے۔ سیدھے اکبر آباد سے الہ آباد پہنچے۔ تین سال تک وہان والد ماجد کی خدمت
مین رہے۔ اس مدت مین دو مرتبہ بلگرام مین بھی گئے تھے۔ لچھمی نرائن شفیق شاگرد آزاد صاحب
ترجمہ تذکرہ گل رعنا مین آپکی زبانی نقل کرتا ہے کہ جناب آزاد نے مجھہ سے ذکر کیا۔ کہ نواب
مبارز الملک سربلند خان تونی صوبہ الہ آباد اپنے فرزند میر محمود المخاطب بہ شاہنواز خان
کو نیابتہً صوبہ مین مقرر کرکے خود شاہجہان آباد مین محمد شاہ بادشاہ کے پاس گیا
اور میرے والد میر محمد نوح نواب شاہنواز خان کی سرکار مین میر سامانی کی خدمت پر مامور
تھے۔ ایک روز والد مجھکو اور میرے بھائی میر غلام حسین کو نواب شاہنواز خان کی ملازمت
کے لئے لیگئے۔ نواب بنگلہ مرتضی مین رونق افزا تھے۔ اور میرے والد نواب کے قریب
کھڑے ہوئے افراد کاغذات پر دستخط کرا رہے تھے۔ اور ہم دونون بھائی دور کھڑے ہوئے
اس انتظار مین تھے کہ نواب ہمارے طرف دیکھے کہ ہم تسلیم بجا لائین۔ نواب دستخط
کرنے مین ایسے مشغول تھے کہ دیر تک ہماری طرف نہین دیکھا باوجود حسب دستور چوبدارون نے
باادب وباقاعدہ کہہ کے چلایا لیکن نواب نے چوبدارون کے چلانے سے بھی ہماری طرف
نہین دیکھا۔ اسوقت میرے دل مین غیرت وحمیت نے جوش کیا کہ مخلوق کے
دروازہ پر اسقدر عجز وانکسار کرنا فضول ہے۔ خالق حقیقی کے طرف رجوع ہونا افضل ہے
مین سلام گاہ سے لوٹا۔ چوبدار نے پوچھا حضرت کہان جاتے ہین۔ مین نے کہا گھر

چوبدارون کے آداب سے ہے کہ پیادہ کو روکتے ہین - اور روندہ کو نہین روکتے چوبدار نے مجھکو نہین روکا - مین سیدہا گھر پر آیا - اور میرا بھائی وہان ٹھیرا رہا - بعد مین نواب کی ملازمت و تسلیم سے مشرف ہوا جب ابدا جد دربار سے گھر مین آئے - مجھسے پوچھا کہ آپنے نواب کی ملازمت ترک کیے آخر کیا کروگے مین نے عرض کیا جو کچھ تقدیر مین ہے ہوگا

سفر - زیارت بیت اللہ شریف

آپنے اسیوقت دلمین عزم جزم کیا کہ آپکے خالق کے دروازہ پر چلنا چاہیئے - پس بلگرام سے تیسری تاریخ ماہ رجب ۱۱۵۰ ہجری مطابق مادہ تاریخ (سفر خیر) زیارت بیت اللہ کا احرام باندہا - اور شہر سے نکلتے وقت کسیکو آگاہ نہین کیا - نہین تو سد راہ ہوتے - اہل بیت کو تین روز کے بعد معلوم ہوا - افسوس کرنے لگے - آپکے حقیقی بھائی غلام حسن تین منزل تک تعاقب مین گئے - آخر آپکو نہین پایا - لاچار ہوکے واپس آئے - آپ غیر معروف راہ سے پیادہ پا - سرونج ضلع مالوا تک آئے - آپنے غیر متعارف طریق سلئے اختیار کیا تہا تاکہ کوئی خبردار ہوکے مانع نہووے - اسوقت عالیجناب نواب آصفجاہ اول کا لشکر فیروزی اثر اس ملک مین جلوہ افروز تہا - لشکر مین ایک عزیز نیک محضر نے بے سابقہ معرفت آپ کی خاطر و مدارات کی - او مہمان نوازی کے لوازم پورے ادا کیے - اور آپکو ایک تہہ مکلف ساز و سامان سے آراستہ سواری کے لئے عطا کی - سبحان اللہ اُس زمانہ مین اہل زمان کیا فراخ حوصلہ و مہمان نواز و غرباپرور ہوتے تہے - غربائے نابلد و درماندگان بیوسیلہ کے ساتہہ جان و مال سے ہمدردی و مساعدت فرماتے تہے - فی زماننا باوجود معرفت سابقہ اغماض کرتے ہین بیچارہ غریب بلکہ قریب کی بہی کوئی ہمدردی نہین کرتا - ہم بزرگان سلف کے واقعات سے

سبق لینا چاہیے اور قدم بقدم چلنا چاہئے۔ اسلاف کی پیروی میں دارین کی
بہبودی و نیکنامی ہے۔ اسی ضلع میں حسن اتفاقات سے بتاریخ دوم شعبان
سنہ مذکورہ میں نواب آصفجاہ سے ملاقات حاصل ہوئی۔ اور آپنے ایک رباعی
پیش کی۔ رباعی

اے حامی دین محیط جود و احسان حق داد ترا خطاب آصف شایان
او بخت بدرگاہ سلیمان آورد تو آل نبی را بدر کعبہ رسان

نواب عالیجناب باعی دیکھکے بہت محظوظ ہوئے۔ اور زاد و راحلہ کا کامل بندوبست
کردیا۔ آزاد اسم بامسمیٰ تھا بجز اس رباعی کے کسیکی مدح سرائی نہیں کی۔ اور نہ کبھی
صلہ طلب کیا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہہ رباعی بھی بیت اللہ شریف کے سفر کیلئے
ہے نہ اپنی ذاتی منفعت کے لئے۔ بقول صاحب گل رعنا آپ یادہ سے آسائش
و آرام کے ساتھ آہستہ آہستہ منزل مقصود کو پہنچے۔ یعنے بندرگاہ سورت میں داخل
ہوا۔ اور سبحۃ المرجان میں خود آزاد نے لکہا کہ میں مبادین دشوارگزار و کوہ ہائے
ناہنجار کو پیادہ پا طی کرتا ہوا جاتا تہا راہ میں سوائے شوق دل ہیر کوئی رہنما و رفیق
نہیں تہا۔ آخر خداے تعالی نے مجکو اس مقام پر پہنچایا جسکی مجکو امید نہیں تہی یعنی
میں بندرگاہ سورت محروسہ میں پہنچ گیا۔ اور وہان سے جہاز پر سوار ہوا۔ چند روز
کے بعد جدہ مکرمہ کے کنارہ پر وارد ہوا۔ اور وہان فروکش ہوکے خدا کا شکریہ ادا کیا
چار روز تک اسی مقام پر فضا میں قیام پذیر رہا۔ اور چار روز کے قیام میں تندرست
و شگفتہ رو ہوگیا۔ پہر وہان سے کعبہ معظمہ میں مع الخیر والعافیہ بتاریخ ۲۹
محرم ۱۱۵۱ سنہ ہجری داخل ہوا انتہی کلامہ۔ چونکہ حج کا موسم باقی نہیں رہا تہا۔

تین روز مکہ معظمہ مین قیام فرمایا طواف بیت اللہ و مقامات متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہو کے مدینہ منورہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق مین روانہ ہوا۔ ۲۵ تاریخ ماہ صفر مدینہ منورہ مین حضرت کی زیارت سے دل کو تازہ وسیراب فرمایا۔ خود فرماتے ہین کہ زیارت سے مشرف ہوتے ہی غربت کے مصائب دور ہوگئے اور مین قبہ عالی و روضہ صافی کے سامنے نہایت ادب سے کھڑا ہوگیا۔ اور آستانہ مقدس کی خاک کو آنکھون کا سرمہ بنایا۔ اور وہان کے قیام کو نعمت عظمی سمجھا۔ پس اقامت کے زمانہ مین حضرت شیخ محمد حیات سندی سے صحیح بخاری پڑہی اور اسکی سند اور صحاح ستہ اور مفردات کی اجازت بہی شیخ سے حاصل کی۔ جیساکہ صدر مین مذکور ہوچکا ہے آپ مدینہ منورہ مین تقریبًا دس مہینے تک رہے اور عید الفطر وہان کر کے ۱۴ تاریخ ماہ شوال سنہ مذکور مین مدینہ منورہ سے دیدۂ گریان و سینۂ سوزان برآمد ہوئے آخر عشرہ مین بیت اللہ شریف مین پہنچے۔ وہان شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے احادیث نبویہ مین فوائد کثیرہ حاصل کئے۔ پہر حج کے لئے احرام باندہا۔ اور حج کے مناسک فرائض وسنن کل ادا کئے اور ادائے حج کی تاریخ عمل اعظم ہے۔ خود صاحب ترجمہ نے تذکرہ خزانہ عامرہ مین لکہا کہ سالم کشمیری نے میرے اور اپنے حال کی نسبت کہا ہے ؎

عید فطرست بر در پیغمبر شیئًا للہ گفتم بس یاور
این عید و مدینہ بخت من طالع من انشاء اللہ مکہ و عید دگر

آخر ماہ ربیع الثانی ۱۱۵۲ ہجری مین طائف گئے۔ وہان کے باغات و میوہائے طائف کی سیر کی اور سیدنا عبد اللہ بن عباس کی زیارت سے مشرف ہوکے مکہ مین

مراجعت کی ماہ مذکور کے آخر عشرہ مین مکہ معظمہ سے اہل و عیال کے تعلق و والدین
کی محبت کی وجہ ہند روانہ ہوئے ۔ تیسری تاریخ جمادی الاولی جدہ سے جہاز پر سوار ہوکے
آٹھہ روز مین مخا مین پہنچے ۔ حضرت سیدنا علی بن عمر شاذلی کی زیارت کی وہان
چار دن قیام کرکے ۲۹ ماہ مذکور کو سترہ مسرورہ کے کنارہ پر اترے ۔ اور دوسری تاریخ
ماہ جمادی الثانی بلدہ ماموره بصر مین داخل ہوے ۔ آپکی مراجعت کی تاریخ (سفر بخیر)
ہے ۔ پانچ مہینے تک بصر مین رہے ۔ پھر آپ ۱۱ تاریخ ماہ ذیقعدہ وہان سے برآمد ہوکے
۲۷ ماہ مذکور مین شہر اورنگ آباد کو قدوم میمنت لزوم سے رشک گلشن فرمایا ۔ اور
عارف ربانی شاہ مسافر غجدوانی قدس سرہ المتوفی سنہ ۱۱۲۶ ہجری کے تکیہ مین
گوشہ نشین ہوئے ۔ دنیا و ما فیہا سے کنارہ کش ۔ سات برس تک تکیہ مذکورہ مین سکونت گزین
رہے سنہ ۱۱۵۴ ہجری مین بطور سیر حیدرآباد و بیدر گئے تھے ۔ چند روز بسر کرکے سال مذکورہ
مین خجستہ بنیاد مین آئے بدستور تکیہ مین تھے ۔ جب سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین نواب نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید والد ماجد نواب آصف جاہ کے طرف سے صوبہ داری اورنگ آباد پر نیابتاً مامور
ہوکے آئے ۔ اسوقت نواب نے آپکو اپنے دربار مین بلایا ۔ آپ حسب الطلب نواب کے
پاس گئے ۔ نواب نے آپکی بہت تعظیم و توقیر کی ۔ اور آپکو اپنے حسن خلق کے دام مین مقید
کر لیا ۔ ہر چند کہ آپ کنارہ کش ہوتے تھے لیکن نواب شہید آپکو نہین چھوڑتے تھا ۔ ابتدائے
ملاقات سے مدت حیات تک آزاد کو محبت و اتحاد کے دام سے کبھی آزاد نہین کیا نواب
شعر و شاعری کا فریفتہ تہا ۔ آپ سے اصلاح لیتا تہا ۔ آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے مین ۔
کہ نواب نے جو اشعار فقیر کی ملاقات کے بعد لکھے ہین بے سقم و عیب ہین ۔ جب میرے سامنے
موزون فرماتے تھے تب اسیوقت اصلاح لیتے تھے ۔ اور اگر غائبانہ کہتے تو لفافہ مین بند کرکے

میرے پاس بھیجتے تھے۔ فقیر اشعار اصلاح کردہ کو سربمہر کرکے بھیجتا تھا۔ خود نواب اصلاح کردہ اشعار شائقین کو سناتے تھے۔ اور دیوان میں داخل کرتے تھے۔ نواب نے جو اشعار فقیر کی ملاقات سے قبل موزوں کئے اصلاح طلب ہیں۔ مجھکو اپنا دیوان اصلاح کے لئے دیا تھا۔ میں دیوان کا تھوڑا حصہ درست کیا باقی کے لئے دماغ و زمانہ نے موقع نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزوں کرکے فقیر کے پاس بھیجی۔ اصلاح باقی کے لئے دماغ و زمانہ نے موقع نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزوں کرکے فقیر کے پاس بھیجی اصلاح کرکے بھیجدیا۔ صبح نواب دیوانخانہ میں رونق افزا ہوئے۔ اور امرا و شعرائے رکاب مثلاً صمصام الدولہ شاہنواز خان و موسوی خان جرات و رنگ آبادی و رضی خان داماد موسوی خان مذکور و نقد علیخان ایجاد وغیرہ حاضر تھے۔ نواب غزل اصلاح شدہ پڑھنے لگے ایک شعر میں سرو خراماں بمعنی درخت سرو باندھا تھا۔ جرات نے اعتراض کیا کہ سرو خراماں معشوق کے قامت پر صادق آتا ہے۔ درخت سرو پر کیونکر صادق ہو سکتا ہے۔ نواب نے فقیر کی طرف دیکھا۔ میں نے کہا میرزا صائب نے سرو خراماں سے درخت سرو ارادہ کیا ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

یک سر آرا از آستین دست نگارین در چمن　　تا دستہا پنہاں کند سرو خراماں در بغل

نواب بہت خوش ہوئے اور بیت کو فوراً یاد کرلی۔ جرات نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے کہ سرو زمین گیر کو سرو خراماں کہا۔ میں نے کہا جناب شعر کی بنا تخیل پر ہے۔ درخت کہ ہوا کی تحریک سے جنبش کرتا ہے گویا خرام کرتا ہے۔ چنانچہ سلمان ساوجی اس امر کی تصریح کرتا ہے ؎

سرو از صبا گردد چمان تا چون قدت باشد روان　　ہرچند بخرامد بآن سرو خراماں کی رسد

ایسا ہی عربی میں غصن میاس و شجر میاد کہتے ہیں میاس و میاد دونوں بمعنی خراماں

ہین۔ (انتہی کلام آزاد بلگرامی صاحب ترجمہ)
حضرت نواب کی خدمت مین تا بزندگی سایہ کی طرح ہمرکاب رہے۔ نواب شہید آپکی
مصاحبت سے بہت محظوظ ہوتا تھا۔ اور آپ کی عزت و آبرو مین ایک دقیقہ فروگذاشت
نہین کرتا تھا۔ آپکے توسل سے اکثر اہل حاجات بانیل مرام ہوتے تھے۔ آپ ہر کس و ناکس
کی سفارش مین کوتاہی نہین فرماتے تھے۔ نواب شہید آپکی سفارش سنتا تھا۔ آپ
اس کار خیر مین معروف تھے۔ ہر ایک غریب و بیوا آپکے سایہ عاطفت مین آکے خواستگار
دستگیری ہوتا تھا۔ سنہ مذکورہ مین نواب کرناٹک مین بطور دورہ روانہ ہوا۔ اسوقت آزاد
صاحب ترجمہ کو ہمراہ لیا۔ آپ سرینگ پٹن تک جو راجہ میسور کا دار السلطنت تھا ہمرکاب رہے
پائین گھاٹ و بالا گھاٹ کے پر فضا میدانون و پہاڑون کی خوب سیر کی۔ و عجائب
و غرائب تماشے دیکھے۔ آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری غرہ ماہ صفر کو ہمراہ نواب اورنگ آباد رونق افزا
ہوئے۔ اور اسی سال مذکورہ مین نواب موصوف کے ہمراہ بلدہ برہانپور گئے۔ چند ہی روز
مین واپس آئے۔ پھر سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین دوبارہ برہانپور جانیکا اتفاق ہوا۔ کنارہ نربدا تک
ملاحظہ کرکے مع نواب اورنگ آباد آئے۔ ابھی سفر سے آرام نہین پائے تھے کہ پھر ۱۴ تاریخ
ماہ شوال سنہ مذکورہ مین نواب شہید کے ہمراہ ارکاٹ روانہ ہوئے۔ ایک سال چند ماہ
تک سفر مین بسر کئے۔ اسی سفر مین نواب کی شہادت واقع ہوئی۔ نواب کی شہادت کے بعد
بتاریخ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری شہر اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ بعد بتاریخ
نہم رجب سنہ مذکور حسب الطلب نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان مرحوم حیدر آباد روانہ
ہوئے۔ چند مہینے بسر کرکے ۱۶ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور حیدر آباد سے برآمد ہوکے
اورنگ آباد مین آئے قدوم میمنت لزوم سے اورنگ آباد کو رشک فردوس برین کیا۔

چندروز تک شاہ مسافر کے تکیہ مین آزادانہ رہے۔ جب نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین نواب امیر الممالک خلف آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت منصب وکالت سے سرفراز ہو کے حیدر آباد گئے۔ وہان سے آزاد صاحب ترجمہ کو نہایت شوق واشتیاق سے طلب فرمایا حسب الطلب سنہ مذکورہ مین حیدر آباد تشریف لیگئے۔ پھر سنہ ۱۱۶۸ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین مراجعت کی پھر اورنگ آباد مین ایسے جمے کہ مرکے اٹھے۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ حضرت آزاد فرماتے تھے کہ جب بیت اللہ کی زیارت سے واپس آیا تب مین نے دل مین مشورہ و مطارحہ کیا کہ فقیری متعدد الاقسام ہے ازانجملہ کونسی قسم اختیار کرنی چاہئے۔ آخر یہہ امر قرار پایا کہ بند مشیخت و پیری مریدی سے آزاد رہنا چاہئے۔ راہ راست پر ثابت قدم۔ اس لئے کہ دنیوی معاملات مین دروغ کو فروغ نہین ہوتا ہے اور دنیوی معاملات مین بطریق اولی۔ چنانچہ حضرت کرامات گوئی و سلسلہ پیری و مریدی سے منزلون دور رہتے ہین۔ راستی و درستی و خوش معاملگی مین زندگی بسر کرتے ہین مشایخانہ و پیرانہ نمائش نہین کرتے ہین۔ چنانچہ آپ فرماتے تھے۔ کہ عرس و بزم آرائی ریاکارون کی شہرت و شکار کا وسیلہ ہے۔ خلائق کو گرفتار کرنیکا دام ہے۔ آپنے اپنے لئے خاص کوئی تکیہ و خانقاہ نہین بنایا۔ فرماتے تھے کہ تکیہ داری مین خانہ داری سے زیادہ مضرت ہے۔ اسلئے کہ اگر خانہ داری مین صاحب خانہ سے قصور و خطا واقع ہو جائے تو اہل بیت زن و فرزند بسبب تعلق جزئیت معاف کرتے ہین۔ اور تکیہ داری مین اگر قصور و فتور واقع ہو جائے تو واردین و صادرین مختلف الطبایع چشم پوشی نہین کرتے۔ بلکہ لعن و طعن کا بازار گرم کرتے ہین چنانچہ آپکے ایک شعر سے یہی مضمون مترشح ہوتا ہے۔ ؎

تکیہ داران نیستند از خانہ داران ہیچ کم + شکر حق آزادہ ما از رسم شان وارفراغ + انتہی کلامہ

آزاد صاحب ترجمہ کے تذکرون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے لکہا کہ جب مین نے سفر حجاز سے مراجعت کی اول بندر سورت مین آیا۔ اور وہان سے اورنگ آباد مین پہنچا۔ گوشہ نشینی و توکل پر قدم جمایا۔ تقریبًا دس برس تک برفاقت قناعت زندگی بسر کی۔ کسی کی پروا نہین کرتا تہا آخر عمر چالیس برس سے زائد ہوگئی۔ امور ضروری کیلئے استعانت کی نوبت آئی۔ گرمی و سردی کے سہنے کی تاب و توان باقی نہین رہی۔ ایسی حالت مین توکل سے کام نہین چلتا تہا۔ پس انہین ایام مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے آپسے رفاقت کی خواہش کی آپنے بامر مجبوری قبول کی۔ اور آپ نواب کی رفاقت مین شہادت تک رہے۔

آپ فرماتے ہین کہ نواب کی رفاقت کے بعد یقینًا معلوم ہوا کہ ایک امیر کی نوکری توکل سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ ایک امیر کے طرف محتاج ہونا ہزار امیر کے طرف سے بہتر ہے۔ جب انسان کی نظر تمام جانب سے بند ہو جاتی ہے تب وہ دل جمعی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ جو کام پیش آتا ہے اطمینان سے انجام دیتا ہے۔ آپنے توکل کے معنی اسطرح بیان فرمایا کہ متوکل پر اگر پے در پے فاقے واقع ہون مگر اُسکے دلمین یہہ خطرہ نہووے کہ کوئی کہانا لائے اگر توکل مین یہہ مرتبہ حاصل ہو تو توکل مبارک ہے۔ اگر توکل مین یہہ مرتبہ نہو تو وہ توکل توکل نہین ہے بلکہ پراگندگی ہے۔ جو متوکل منتظر فتوح ہوگا۔ اپنا دل پراگندہ کریگا۔ اور وقت عزیز کو برباد کریگا۔ ۵

توکل را نظر بر روزبر بو خدمتی باشد   ہمان بہتر کہ این کس پای رضا جدوئی باشد
اگر بستے میان را در پشادکار محتاجان   تقرب با خداوندان دولت طاعتی باشد
سواد فقر را از پرتو دولت چراغان کن   نزازین جامعیت با سلیمان نسبتی باشد

ہمدردی و دستگیری غربا و فقرا کا ذکر

آزاد صاحب جنت جمہ کے مزاج مین ہمدردی و دستگیری غربا و فقرا جوش زن تہی - اہل جہان کی حاجت روائی وفیض رسانی و دلسوزی خلق مین زبان وقلم و درم سے دریغ نہین فرماتے تہے - یہہ صفت ہمدردی خاص آپکی ذات بابرکات مین ایسی تہی کہ سلف سے خلف تک کسی مین دیکہے گئے نہ سنی گئے - چنانچہ جب نواب نظام الدولہ نے مظفر جنگ پر فیروزمندی پائی اُسوقت ملک ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے - اُسطرف کے تمام عمال و حکام حضور طلب ہوئے ہر ایک سے محاسبہ لینے لگے - آپ ان ایام مین نواب صمصام الدولہ کے خیمہ کے قریب فروکش تہے - آپ ایکروز نواب کے خیمہ سے برآمد ہوئے - ایک شخص آپکے پاس دوڑتا ہوا آیا - اور آپسے کہا کہ حاجی عبد الشکور نام عامل معزول کہتا ہے کہ مین حوالات مین ہون - جگہ سے جنبش نہین کرسکتا ہون - شکنجہ بلا مین مبتلا ہون - آپ یہانتک تشریف لائے اور میرے حال پر نظر رحم فرمائے - باوجودیکہ نہ آپسے اور عامل سے تعارف و آشنائی کی سابقہ نہین تہی - آپ از روی مروت اسکے پاس گئے - دیکہا اس نے محاسبہ وقید کی شکایت کی - آپ اُسیوقت نواب صمصام الدولہ کے پاس مراجعت کرکے آئے - نواب سے کہا حاجی عبد الشکور نام ایک عامل عاملون کے زمرہ مین آپکے آستانہ پر حاضر ہے - آپ بیچارہ غریب کو روبرو بلائے - نواب نے فرمایا عامل محاسبہ کو روبرو طلب کرنیکا ضابطہ نہین ہے آپ نے فرمایا کہ مین آپکو یہہ نہین کہتا ہون کہ اسکو محاسبہ سے معاف فرمائے - صرف یہہ چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ روبرو بلائے - نواب انکار فرماتے تہے اور آپ اصرار کرتے تہے آخر نواب نے اسکو روبرو بلایا اور اسکی حالت دیکہی - بہت مہربانی کی - فرمایا کہ کل ڈیوڑہی پر حاضر رہین اور چوبدار کو تاکید کی جب حاضر ہو جائے تو ہمکو مطلع کرنا

حسب الحکم دوسرے روز حاجی دیوڑہی پر حاضر ہوا - چوبدار نے خبر دی - نواب صمصام الدولہ نے نواب نظام الدولہ سے عرض کیا کہ حاجی عبدالشکور محاسبہ دار حاضر ہے - میر غلام علی آزاد نے مجھہ سے کہا کہ ایک مرتبہ اسکو روبرو بلائے - ہر چند کہ مین نے انکار کیا لیکن انہوں نے میری مجکو معذور نہین کہا - بامر لاچاری روبرو بلایا - اسوقت مین بھی حضور مین عرض کرتا ہون کہ حاجی کو ایکمرتبہ روبرو بلائے - حکم صادر ہوا کہ حاضر کرین - فوراً حاضر ہوا - نواب نظام الدولہ نے دیکھا کہ پیر نود سالہ کوزہ پشت پیراہن زیب بدن و دستار سبز بر سر عصا و تسبیح ہاتھہ مین تہامے ہوے ہے - نواب نے دیکھتے ہی پیر فانی کو پاس بلایا - اور حال استفسار فرمایا - فرد محاسبہ قریب بیس ہزار کے تھی معاف فرمایا - اور پیر فانی کے لئے روزینہ معین کردیا - سرکار سے سواری عنایت کرکے رخصت فرمایا - اور آپ فرماتے تھے کہ باہم زمانہ مین اتفاق پیدا کرنا بہتر ہے - اور انقطاع بے ہنری - آدمی کو چاہئے کہ عالم آشنائی و محبت مین نقد ایام و محبت کو ضائع نکرے -

عظمت و رفعت

امرائے جلیل القدر و رؤسائے عالی جوہر آپکو بزرگی و عظمت کی نظر سے دیکھتے تھے اور آپکی تعظیم و تکریم بجا لاتے تھے - آپ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے - کسی میر و وزیر سے خواستگار نہین ہوتے تھے - امرا آپ کی ملازمت و خدمت کو فخر جانتے تھے - اور آپ سے امور ریاست مین استعانت لیتے تھے - آپکی رائے صائب سے مستفید ہوتے تھے - آپ تا زندگی مستغنیانہ رہے آپ خزانہ عامرہ کے خطبہ مین لکھتے ہین کہ - مین نے مدۃ العمر کسی امیر کی مدح نہین کی نہ اپنے نامہ کو کسی دولتمند کی ستائش سے سیاہ کیا

مہر بر لب کرد آزاد از ثنائے اغنیا — نیست ارباب دول را بار در دیوان ما

آپ فرماتے ہین ہرچند کہ مین امرا سے ارتباط ورؤسا سے اختلاط رکہتا ہون۔ لیکن استغنائی و بی پروائی کو ترک نہین کرتا ہون۔ اور فقر کے فخر کو تونگری کے دروازہ پہ ذلیل نہین کرتا ہون۔ چنانچہ بلبل گل کی مصاحبت سے خواہان زر نہین ہے۔ نہ مچھلی سیپ کی مجالست سے گوہر کی خواستگار ہے۔ اسی مضمون مین کہا ہے ؎

حباب مشت من از گوہر منت نہی آمد ۔۔۔ نباشد عیب گر خود را بدریا آشنا کردم

اور آپ نے فرمایا کہ خادم الخلائق کی نیت کا مدار اسبات پر ہے کہ اگر تہی دستی کی وجہ سے دستگیری نہو سکے تو حاجتمندون کی حاجت روائی مین اعانت کے طریق پر چلنا چاہئے اور حاجتمند کو امیر و وزیر کے پاس لیجانا۔ اور منزل مقصود کو پہنچانا چاہئے۔ اگر انگشت مین گرہ کشائی کی قوت نہو تو بذریعۂ زبان قلم حاجتمندون کی سفارش کرنی چاہئے۔ کلام نہی آپ کی سفارش کا رقعہ اکسیر ہے غربا و فقرا آپ کے رقعہ کو آیۂ رحمت جانتے ہین۔ جس شخص کو آپکا رقعہ ملا گویا اُس نے رقعۂ زر پایا۔ امرا آپکے رقعہ کو مانتے تہے۔ آپکی سفارش سنتے تہے۔

بردباری کا ذکر

آپ حلیم الطبع و سلیم المزاج و متواضع تہے اگر آپ کسی نا اہل جاہل سے سخت کلامی و درشتی سنتے تو چشم پوشی فرماتے تہے۔ اور فرمودۂ الٰہی (واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما) پر عمل کرتے تہے۔ آپ فرماتے تہے کہ کلام تلخ ایسی دوائے تلخ ہے کہ اُسکا پینا مفید ہے شور و شر کو دفع کرتا ہے۔ اور کلام تلخ کا جواب فتنہ و شر کا سبب ہوتا ہے۔ ایکوقت کسی بزرگ نیک محضر نے مرتبان کلان مُربا سے بہری ہوئی آپکی خدمت مین ہدیۃً بہیجی آپ نے جانی نام خادم کے حوالہ کیا۔ جانی اُٹہا کے لے گیا۔ پہر آپ نے مرتبان کو ایک ساعت کے بعد

دیکھا ربع حصہ خالی ہوگیا - آپ کو گمان ہوا کہ جانی نے تصرف کیا - اُس سے اسطرح پوچھا - اے جانی اگر تو نے مرتبان مین ہاتھ دہو کے ڈالا ہے تو بہتر ہے نہین تو باقی تمام مربا بیکار ہوگا - جانی نے کہا کہ مین نے ہاتھ دہو کے مرتبان مین ڈالا تہا - آپ نے فرمایا بہت خوب کیا - آپ کی چشم پوشی و معافی سبحان اللہ کیا خوب تہی - اللہ اللہ بزرگان سلف کیسے ملائک صفت ہوتے تہے - عفو کرم حلم و تواضع انکا خمیر ہوتا تہا واقع مین یہی شرفا انسان کامل ہوتے تہے - فی زماننا ہم خلاف کو ان کے خلاف پاتے ہین - ادنے خادمون زیردستون کو ذراسی تقصیر خطا پر سخت سخت سزائین دیتے ہین بلکہ کوتوالی مین بہیجتے ہین - انکی قدیمانہ خدمتون کو بہول جاتے ہین - رعونت وغرور مین ایسے مست ہین کہ عفو و کرم و حلم و تواضع کے مفہوم کو نہین جانتے اللہ تعالی ہم تمام کو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کے طریقہ پر چلین - اور اُن کے واقعات کو عبرت کی نظر سے دیکہین -

گل رعنا کے مولف لچہمی نراین نے لکہا کہ اورنگ آباد مین ایک رات آپکی شال چوری گئی چند روز کے بعد ایک دست فروش نے فروخت کے لئے بازار مین لایا - آپ کے کسی دوست یا شاگرد نے شال کو پہچانا کہ یہہ حضرت کی شال ہے - خرید کے بہانہ سے حضرت کے پاس لایا - اور عرض کیا کہ دست فروش کو گرفتار کرنا چاہئے - اور اس سے استفسار کرنا کہ یہ شال کہان سے لایا - آپ نے مخبر کی بات نہین سُنی اور فرمایا - کہ یہہ معاملہ حاکم وقت کی پیشی مین جائیگا - مین مدعی ہونگا - مین اس بات کو پسند نہین کرتا ہون کہ دعوی مین حاکم کے اجلاس مین بازاری آدمی کا مقابل ہون - شال واپس کردی اور سارق کو چہوڑ دیا -

عقل و فراست و فہم و کیاست

آپکی عقل و فراست و فہم و کیاست اس درجہ پر تہی کہ ارسطو آپسے سبق لیوے اور افلاطون اصلاح - چنانچہ ایکروز جناب مولانا فخرالدین اورنگ آبادی کے پاس ایک شخص ہدیہ لایا - اور مولوی صاحب نے ہدیہ کو رشوت سمجہہ کے رد کیا - اسوقت حضرت آزاد حاضر تہے - آپنے شخص مذکور سے کہا کہ اگر یہہ ہدیہ مجہکو دیتا ہے تو مین لیتا ہون - اُس شخص نے برضا و رغبت دیا - آپنے ہدیہ لیکے - مولوی صاحب کے سامنے رکہا - اور فرمایا مولانا یہہ میری ملک ہے مین آپکو دیتا ہون لیجیے اسمین رشوت کی آمیزش نہین ہے - مولوی صاحب نے مسکرا کے قبول کیا - حاضرین مجلس اس معاملہ کے دیکہنے سے تعجب کرنے لگے -

نقل ہے کہ ایکروز سید غلام حسن و مولوی فخرالدین کے درمیان نغمہ کی حلّت و حرمت کی بابت باہم مباحثہ ہونے لگا - سید صاحب نغمہ کی تحریم کے دلائل بیان کرتے تہے - اور مولوی صاحب دلائل حلّت - حاجی حسام الدین علّامۂ سیاح سید کا طرفدار ہوا یہہ مباحثہ بہت بڑہگیا حضرت آزاد بہی اسی مجلس مین شریک تہے - ہرچند کہ آپنے رفع مناقشہ مین جسقدر کوشش کرنی تہی ادا کی لیکن کوشش مفید نہین ہوی بامرلاچاری ایک تدبیر سوجہی - حاجی حسام الدین سے پوچہا کہ آپنے کہان کہان کی سیر و سیاحت کی - فرمائے - ہود علیہ السلام کی قبر کہان ہے - آپنے فرمایا یمن مین - آپنے فرمایا نہین شام مین ہے - حاجی نے کہا مین نے اُن کی قبر کی زیارت یمن مین کی آپنے کہا کہ مین نے ایک معتبر کتاب مین دیکہا کہ شام مین ہے - حاجی اپنی راستی پر مبالغہ کرنے لگا - حضرت آزاد بہی معارضہ کی زنجیر ہلاتے تہے - مولوی و سید

اپنا مناقشہ چھوڑکے آزاد و حاجی کے مناقشہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور نغمہ کا مذاکرہ بھول گئے۔ جب آزاد نے دیکھا کہ مناقشہ نغمہ منقطع ہو گیا۔ تب آپنے حاجی سے فرمایا آپ جو کچھہ کہتے ہین وہی صحیح ہے ہود کی قبر یمن مین ہے۔ آپنے مناقشہ کو حکمت عملی سے دور کیا۔

قوت حافظہ۔ و لطیفہ گوئی۔ و حسن ظرافت

آپکی قوت حافظہ نہایت ہی قوی تہی۔ جو بات ایکدفعہ سنتے وہ حافظہ کے صفحہ پر نقش کالحجر ہو جاتی تہی۔ پہر کبہی نہین بہولتے تہے۔ چنانچہ آپنے سرو آزاد مین سید عظیم الدین بلگرامی کے ترجمہ مین لکہا کہ ایکوقت قاسم کاہی کی یہہ بیت ان کے سامنے پڑہی گئی۔ ع

چون زعکس عارضش آئینہ برگ گل شود   گرد ران آئینہ طوطی بنگرد بلبل شود

بہت محظوظ ہوئے۔ انہین ایام مین احمد آباد گجرات اپنے والد میر نجابت کے پاس گئے پہر پانچ برس کے بعد بلگرام مین آئے۔ آزاد سے پوچہا کہ وہ بیت خوب آپنے سنائی تہی فوراً آزاد نے سنا دیا۔ سید متعجب ہوا۔

آپ لطیف لطبع و ظریف لوضع تہے۔ قاضی بیضاوی نے آیہ کریمہ (الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا) یعنے خدائے تعالی نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی کی تفسیر مین کہتا ہے مثلاً جب مرخ کی شاخ کو عفار کی شاخ پر رگڑتے ہین یہانتک کے دونون سے پانی ٹپکتا ہے آخر آگ انہون سے نکلتی ہے۔ جوہری صحاح مین کہتا ہے کہ مرخ و عفار دو درخت ہین انسے آگ لیتے ہین عفار نر ہے مرخ مادہ ہے۔ آپنے سبحۃ المرجان مین لکہا کہ بیضاوی اگر ایسا کہتا کہ عفار کو مرخ پر رگڑتے ہین۔ تو اس صورتمین

زیادہ پرہوتا۔ لیکن قاضی نے قول آلہی پر عمل کیا۔ فاتوحرثکم انّا شئتم پہر آپنے قاضی کے جانب سے خوش طبعی کے ساتہہ جواب دیا کہ آیہ کا معنی یہہ ہے کہ تم مباشرت کرو بی بیون سے جسطرح چاہو۔

لطیفہ دیگر ۔ سیف الدولہ میر بخشی آصفجاہ ثانی کی زوجہ کو دردزہ عارض ہوا۔ ولادت مین دیر ہوئی۔ حاجی علی اکبر نامی تعویذ نویس جو میر بخشی کے دولتخانہ پر حاضر تہا۔ آسانی ولادت کے لئے اُس سے تعویذ طلب کیا گیا۔ حاجی مذکور نے تعویذ لکہہ کے دیا۔ حق التعویذ گیارہ پیسے مقرر ہوئے۔ اتفاقًا بچہ مردہ شکم سے برآمد ہوا اُسی دن حاجی کی ماں بہی فوت ہوئی۔ حق التعویذ گیارہ پیسے حاجی کو دئے۔ اُسوقت کسی ظریف الطبع نے کہا بچہ مردہ برآمد ہوا۔ حاجی صاحب اجرت کیون لیتے ہین۔ حضرت آزاد صاحب نے برجستہ فرمایا۔ ماں کا کرایہ لیتے ہین۔ اسلئے کہ میر بخشی کا لڑکا پیادہ نہین چل سکتا ہے۔ حاجی کی گہوڑی پر سوار ہوکے جاتا ہے

لطیفہ دیگر ۔ حضرت آزاد شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر غجدوانی کے تکیہ مین سکونت پذیر تہے حسن اتفاق سے ایک مغل تازہ بخارا سے آیا۔ عصر کیوقت تکیہ مین وارد ہوا۔ حضرت شاہ محمود نے اُسکو آزاد کے حجرے کے پہلو مین اُتارا۔ مغل نے رات اپنے حجرے مین گذاری۔ باوجود عدم تعارف صبح آزاد کے حجرے مین آیا۔ اور کہا مین آپکا مہمان ہون۔ آپنے میری ضیافت نہین کی آپنے فرمایا باوجود آشنائی قدیم ہمارے لئے کیا تحفہ لایا۔ ضیافت طلب کرتے ہین بعدازان ماحضر سے اُسکی عزت کی۔ مغل بخاری مرہون منت ہوا۔

لطیفہ دیگر ۔ ایک روز ایک فقیر جو مدّعی فضیلت تہا۔ اور خود کو شعرائے عرب سے شمار کرتا تہا آپکے پاس آیا۔ اور عربی قصیدہ اپنا طبع زاد پڑہا۔ قصیدہ تمام پڑہنے کے بعد تحسین و تعریف کا امیدوار ہوا۔ چونکہ قصیدہ شعرا کے عادات کے خلاف تہا و قواعد عربیت و موزونیت سے

خارج تھا۔ آپنے اسکی تعریف اسطرح کی کہ آپکا قصیدہ خرق عادت ہے۔ آپکی مجلس مین کبھی کسیکی برائی نہین ذکر کی جاتی تھی نہ آپ کی زبان قلم سے یا قلم زبان سے لغو وبیہودہ لفظ وحرف نہین نکلتا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

زحرف تلخ مبرّاست خانۂ آزاد … کہ زہر ریختن از نیشکر نمی آید

لطیفہ دیگر آپنے سرو آزاد مین لکھا کہ فقیر کو عالیجناب غفران پناہ آصفجاہ سے محبت واتحاد کامل تھا۔ اکثر اوقات مصاحبت رہی ہے۔ اتفاقاً ایک روز عین مجالست کے وقت ایک ہندو بارادہ اسلام آیا۔ شرف اسلام سے مشرف ہوا عرض بیگی نے عرض کیا کہ نام کا امیدوار ہے فرمایا کوئی نام ایسا رکھنا چاہئیے کہ دین اسلام پر دلالت کرے۔ آزاد نے عرض کیا کہ دین محمد نام رکھو آصفجاہ نے فرمایا کہ کلھہ ایک شخص مسلمان ہوا اُسکا نام دین محمد رکھا گیا۔ آزاد نے عرض کیا دین محمد جسقدر زیادہ ہو جائے بہتر ہے اللھم انصر من نصر دین محمد نواب بہت خوش ہوے یہی نام رکھا گیا۔

لطیفہ دیگر آپنے فرمایا کہ میسور کے سفر مین نواب نظام الدولہ اور مین ہاتی پر سوار جاتے تھے۔ میدان ناہموار و صحرائے ناہنجار مین گذر ہوا۔ تمام میدان سوار و پیادے سے معمور ہو گیا۔ جدہر نظر پڑتی تھی اُدہر سوار و پیادہ دکھلائی دیتے تہے۔ نواب نے مجھہ سے کہا کہ لشکر کی رفتار کو ملاحظہ کرنا چاہئیے۔ مین نے کہا جبر و اختیار کا مسئلہ مشکل زیادہ مسائل لاینحل سے ہے یہان حل ہوتا ہے کہ تمام خلائق کی حرکات ایک ہی شخص کے تابع ہے اور اسے ایک کے حکم سے حرکت کرتے ہین۔

مقبولیت بارگاہ ایزدی

گل رعنا کے مولف نے لکھا آپ جب مکہ معظمہ مین سکونت پذیر تھے اُسوقت ایک

عجیب و غریب واقعہ غیبی و کرشمہ وہبی نمود ہوا - جس سے آپکی مقبولیت بارگاہ ایزدی مین مترشح ہوتی ہے - معتقدین پیر پرست و مستان الست کہینگے کہ کرشمہ و کرامت گویا خرق عادت ہے و حکمائے فلسفی مشرب اس کیفیت کو بخت و اتفاق پر محمول کرینگے ھو ھذا

آپ مکہ مین سکونت کے زمانہ مین ایک روز جبل ثور جو مکہ معظمہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اور اسی پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار برج ثور کی مانند واقع ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شب ہجرت اسی غار مین رونق افزا تھے - خود آزاد صاحب ترجمہ مآثر الکرام مین لکھتے ہین کہ مین نے اُنتیس تاریخ ماہ محرم ۱۱۵۲ھ ہجری مین جبل ثور کی زیارت کا ارادہ کیا - اُسوقت گرما کا موسم ایسا سخت تھا کہ باد سموم تند و تیز برق تاز و حرارت خارا گداز تھی - فرودگاہ سے چند قدم برآمد ہوا کہ تشنگی کی حرارت نے غلبہ کیا - زبان خشک ہونے لگی - اور ہمراہ پانی اس خیال سے نہین لیا تھا کہ راستہ مین ملجائیگا راستہ مین کہین پانی بجز عرق نہین نظر آتا تھا - راستہ مین چند آدمی ملے جنکے پاس تھوڑا سا پانی تھا - بلحاظ شرم اُن سے سوال نہین کیا - خود اُن کے پاس اسقدر ہے کہ انکو کافی نہین ہے سائل کو کیا دینگے خاموش ہو گیا اور چلنے سے باز نہین آیا - بمشقت تمام راستہ کے نشیب و فراز کو طے کیا - میرا جگر حرارت کی سوزش سے کباب ہوا - بمشکل تمام پائین پہاڑ پہنچا اب دوسری مصیبت پیش آئی کہ باوجود تشنگی و تکان پہاڑ پر چڑھنا چاہیے - افتان و خیزان کمر کوہ تک چڑھ گیا لیکن طاقت سے طاق ہو گیا - آگے بڑھنے کی قوت باقی نہین رہی - ایسی حالت مین کہ مین پانی کے شوق و خیال مین تھا - میرے آئینہ دل مین عجیب و غریب کیفیت نقش پذیر ہوئی - دیکھا کہ ایک بزرگ مجھسے دو تین قدم آگے چڑھ رہا ہے اور اُس کے ہاتھ مین صراحی ہے - یکایک اسکی صراحی پتھر سے ٹکرائی - اُسکا نصف حصہ علی عزیز کے ہاتھ مین آیا

اور نصف اسفل کا سیکیطرح بلندی سے نیچے آرہا تھا۔ اور اسمین پانی محفوظ تھا۔ فوراً اُسکو دونون ہاتھہ سے اخذ کرلیا۔ اور اُسمین بزرگ کے اجازت لیکے پیا۔ بخدا وہ پانی ایسا شیرین وبامزہ تھا کہ ابتک اسکا مزہ حلق و زبان مین موجود ہے۔ جب خیال کرتا ہون لطف و مزہ خاص پاتا ہون۔ اسوقت خدائے جل شانہ نے بندۂ غریب و سوختہ دل کو آب رحمت سے سیراب فرمایا۔ فسبحان الذی ھو یطعمنی ویسقین انتہی کلامہ

ایضاً

جب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید و مظفر جنگ کے درمیان پہلچری مین مقابلہ و معرکہ واقع ہوا نصارائے فرانسیس مظفر جنگ کے معین و مددگار تہے۔ مقابلہ تمام روز رہا۔ طرفین میزان عدل مین برابر تہے۔ شام تک جنگ کا فیصلہ نہین ہوا تھا۔ نواب ودیگر امرا نے نماز مغرب ادا کی آزاد صاحب ترجمہ امام تہے۔ نواب و امرا مقتدی تہے۔ آپنے نماز مین تفاولاً سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ پڑہے۔ نماز سے فارغ ہونیکے بعد تمام مقتدیون نے تحسین و تعریف کی کہ سورہ موقع پر پڑہا گیا۔ انشاء اللہ تعالی ضرور ہم فیروز و کامیاب ہون گے۔ مخالفین بمصداق و یدخلون فی دین اللہ اطاعت و اسلام کے دائرہ مین داخل ہون گے۔ آپنے فرمایا کہ مین نے عمداً تفاولاً اسی سورہ کو پڑہا۔ دوسرے دن نواب نظام الدولہ کو فیروزی و کامیابی حاصل ہوئی۔ اور آپ کی فال واقع کے مطابق ہوئی تمام آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔

ایضاً

جب ۱۱۷۴ھ ہجری مین احمد شاہ درانی نے بہاؤ رئیس مرہٹہ پر بمقام پانی پت مین فیروزی پائی آپنے فتح سے چہہ مہینے پیشتر تفاولاً ایک غزل موزون کی تہی۔ چنانچہ آپ کی فال کا

آخر نتیجہ ظاہر ہوا۔ غزل یہہ ہے۔

شاہے رسید و ہند سپہ شام را گرفت	ماہے طلوع کرد و سر شام را گرفت
شکر خدا کہ کذلک تصحیح حک نمود	نقشِ غلط کہ صفحۂ ایام را گرفت
چون ریشۂ خویش شد علفِ تیغ بے دریغ	آن برہمن کہ سلطنتِ عام گرفت
آخر ز تیغ خسروِ غازی بریدہ شد	زلفِ ایاز کز دلِ خود کام را گرفت
انجامِ کار غیر ندامت چہ صرفہ برد	فیلے کہ راہ خانۂ احرام را گرفت
نازم باقتدار سلیمانِ کامگار	از دستِ دیو لشکرِ اسلام را گرفت
آمد خبر ز دہلی محروس در دکن	آزاد ما بہ بیکدہ کُل جام را گرفت

رحمدلی

آپ رقیق القلب و رحیم الفؤاد تھے۔ کسی انسان و حیوان کو ایذا نہین دیتے تھے حتی المقدور جان کی حفاظت مین کوشش فرماتے تھے۔ آپنے سرو آزاد مین لکھا کہ جب نواب نظام الدولہ بطور دورہ ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے۔ اُسوقت صحرائے پرفضا و مرغزار روح افزا مین شکار کے لئے گئے۔ حسب ضابطہ قراولون نے ہرن کو نواب کے خیمہ کے قریب لاکے ٹھہلائے۔ نواب نے حاضرین محفل سے کہا کہ اس ہرن کو شکار کرنا یا آزاد کرنا چاہئے حاضرین نے دیکھا کہ نواب شکار کی طرف مائل ہے۔ نواب کی مرضی کے موافق کہا کہ شکار کرنا چاہئے۔ آخر نواب نے آزاد سے دریافت فرمایا۔ آزاد نے عرض کیا۔ اسوقت ایک نقل یاد آئی ہے اگر حکم ہو تو عرض کرون۔ فرمایا وہ کیا ہے۔ آزاد نے عرض کیا کہ سلاطین سلف سے کسی ایک بادشاہ نے کسی قیدی کے قتل کا حکم جاری کیا۔ رسم عام ہے کہ جب کسی کو قتل کرنا چاہتے ہین اُس سے دریافت کرتے ہین اُسوقت جو چیز مطلوب ہو ظاہر کرے۔ اگر وہ

جو حکم کرے اُسکی تعمیل کرتے ہین - جب سیر سے استفسار کئے - اُس نے کہا میری
یہہ آرزو ہے کہ مین ایکمرتبہ بادشاہی دربار مین باریاب ہو جاؤن - اسکی خواہش کے موافق
دربار مین حاضر کئے - اور اُس سے استفسار کیا کہ کچھہ عرض کرنا ہے جواب دیا نہ خیر - جب
بادشاہ دربار سے برخاست کرنے لگا - قیدی نے عرض کیا کہ مین اگرچہ واجب القتل
ہون - لیکن بادشاہ پر حق مصاحبت ثابت کردیا - بادشاہ اسکی حسن تقریر سے
بہت خوش ہوا اور اُسکو آزاد کردیا بالفعل اس نے بھی حضور پر حق مصاحبت ثابت
کردیا - آپ مختار ہین جو چاہین کیجئے - نواب نے مسکرا کے آزاد کردیا - میرزا جلال اسیر کا
شعر حسب حال ہے - ع

اگر ز مئی مروت قدحے چشیدہ باشی ۔ کباب آہو نمک خلاصی او

۲ ایضاً

صاحب ترجمہ یعنی آزاد مین لکھتے ہین کہ نواب نظام الدولہ نے اورنگ آباد مین سادات عرب کی
دعوت کی - قہوہ کا دور چلنے لگا - نواب اپنے بزرگان سلف کی طرح قہوہ دوست تھا
سادات مین سے ایک نے جو عقل و خرد سے خالی تہا کہا ع القهوة محرمة عند
بعض العلماء نواب نے آزاد سے پوچھا - آپ کیا فرماتے ہین مولانا نے عرب کے قول کی
ایسی توجیہ کی کہ نواب خاموش ہو گیا - توجیہ یہہ ہے - سید عرب فرماتے ہین کہ بعض علما کے
نزدیک قہوہ معظم ہے لفظ محرم مادہ احترام سے ہے - آزاد کی توجیہ سے نواب نے سکوت
اختیار کیا عرب صاحب سے بحث و تکرار نہین کی مجلس برخاست ہونیکے بعد سید عرب نے
آزاد کا شکریہ ادا کیا - اور کہا مرحبا مولانا آپنے میرے کلام کی خوب توجیہ کی - نہین تو
نواب مجھہ سے سخت رنجیدہ ہوتا - انتہی کلامہ -

بدیہی گوئی

آپ کو نظم فی البدیہ کہنے مین قدرت کاملہ تہی ۔ جب ارادہ کرتے فوراً موزون کر دیتے تہے طبیعت مین مضامین کی آمد تہی غور و فکر کی ضرورت نہین ہوتی تہی ۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ حضرت آزاد صاحب جبکہ ایک مجلس درس تدریس مین فرمارہے تہے کہ مجمع النفائس مین سراج الدین علیخان آرزو بابا فغانی کے ترجمہ مین لکہتا ہے کہ بابا فغانی کی یہہ ایک بیت مجکو نہایت خوش مزہ معلوم ہوتی ہے ؎

نخل قدرت کہ از چمن جان برآمدہ — شاخ گلے بصورت انسان برآمدہ

پہر آپنے فرمایا شاخ کا برآمد ہونا انسان کی صورت مین محض ادعا ہے ۔ انسان مین برآمد ہونا امر وقوعی ہے ۔ اسوقت آپنے بابا فغانی کے جواب مین ایک مطلع موزون کیا ؎ طفلی بطرز نور دبستان برآمدہ ۔ یعنی پیری بصورت انسان برآمدہ

ایضاً

ایکروز نواب معین خان بہادر ناظم اورنگ آباد نے آپسے کہا کہ میرے والد فرخ نژاد خان تحسین تخلص نے ایک ایسا مصرع موزون کیا ہے کہ اسکا ثانی مصرع موزون نہین ہوسکتا ہے وہ مصرع یہہ ہے ؎ کاغذ سوختہ ام خندہ من نزع من است ۔ آپنے اسیوقت فی البدیہ یہہ ایک مصرع موزون کردیا ۔ وھو ھذا صبح افروختہ ام خندہ من نزع من است صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است + پہر اسی غزل کو تمام کیا ۔ وھو ھذا

صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است	برق افروختہ ام خندہ من نزع من است
شمع پابر کابم کہ نظر بر رخ غم	دو طرب وختہ ام خندہ من نزع من است
در شبستان جہان ہمہ طرب انگیز	خوب آموختہ ام خندہ من نزع من است

گفت آزاد برین مصرع تحسین غزلے	کاغذ سوختہ ام خندہ من نوع سن است

صلح پسند

گل رعنا کے مولف نے لکھا ایک بات تقریب عرس حضرت محبوب سبحانی الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضرت غلام حسن صاحب قدس سرہ کے مکان پر تمام شہر کے مشائخ وامرا مجتمع تھے۔ شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر بھی تشریف لائے۔ سید موصوف رعونت کے سبب تعظیم کے لئے نہین اُٹھے۔ شاہ محمود رنجیدہ وکبیدہ خاطر ہوئے۔ سید بھی بدستور شاہ صاحب کے طرف متوجہ نہین ہوا۔ دیر تک سید وشاہ صاحب عالم سکوت مین رہے۔ حضرت آزاد اس فکر مین تھے دونون بزرگون مین باہم صلح ہو جائے۔ اور شیخین کے دلون سے کدورت دور ہو جائے۔ آپ دونون کے قریب آئے۔ اور بیٹھہ گئے۔ اُس روز سید صاحب چھیٹ ہزارہ کا جبہ زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ { ہزارہ اُس چھیٹ کو کہتے تھے جس کے گل ولوٹے مختلف ہوتے تھے } آپ نے دونون بزرگون سے خطاب کر کے فرمایا ای حضرات اس چھیٹ مین صوفیہ کرام کا مسئلہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ حق تعالی کی تجلی مین تکرار نہین ہوتی ہے۔ آپ کے اس قول سے دونون بزرگ مسکرائے۔ اون کی بستگی کشادگی سے مبدل ہوگئی۔ دونون بزرگ باہم مکالمہ کرنے لگے۔ اور اُٹھے اور فرمایا خدا تعالی عالم ہستی سے مناج ہے۔ اور عالم کے ہر ایک جز مین موجود ہے واحد کی طرح۔ علمائے حساب واحد کو اعداد سے نہین شمار کرتے ہین اور وہ تمام اعداد مین موجود ہے۔ یہہ مضمون رباعی مین موزون کیا گیا ہے۔ رباعی

اللہ برون ز عالم ایجاد است	اما ہیدا بجملہ افراد است
شک نیست کہ واحد نبود از اعداد	لیکن موجود در ہمہ اعداد است

پھر فرمایا کہ اس عالم مین جو تمام سے کمتر ہے۔ عالم اخری مین تمام سے برتر و بہتر ہے
جیسا کہ کتاب کے صفحہ مین انتہائے صفحہ کا کلمہ اس صفحہ کے تمام کلمات سے موخر ہے
لیکن دوسرے صفحہ کے تمام کلمات و فقرات سے مقدم ہے آپنے اس مضمون کو
موزون کیا۔ هو هذه

حرف ختم صفحه تاج صفحه آینده است — سرفراز آنجهان باشد ذلیل اینجهان

آپ کے علم وفضل کا ذکر

آپ جامع کمالات انسانی و مظہر انوار تجلیات ربانی تھے۔ برہان قاطع معقولات
و میزان عدل منقولات شیرازہ بند دفتر صلح کل۔ آب و رنگ بہار تفضل۔ پیشوائے
ارباب بلاغت و قدوۂ صاحبان فصاحت مفتاح کنوز الہی۔ و مصباح رموز نامتناہی
آپکا تبحر علم وفضل علمائے معاصرین کے نزدیک مسلم الثبوت تھا۔ آپکی
طبیعت فطرۃً موزون تھی۔ شعرگوئی و شعرفہمی کی استعداد خداداد تھی۔ آپ علوم
وفنون کی تکمیل سے پہلے ہی شعر موزون کرنے لگے۔ آپکے اشعار سنجیدہ و پسندیدہ
ہوتے تھے۔ مضامین تشبیہ و استعارہ کے زیور سے آراستہ ہوتے تھے۔ جب آپ تحصیل
علوم وفنون سے فارغ ہوئے۔ تب آپ درس و تدریس مین ہمہ تن مصروف ہوئے اور
شعرگوئی کے میدان مین ایسی سبقت کی کہ امثال و اقران مین مقدم ہو گئے۔ اور اساتذہ
کے زمرہ مین شمار کئے گئے عربی و فارسی دونون زبان مین موزون فرماتے تھے۔ اور اپنے
جد اعلی مولانا عبد الجلیل بلگرامی اور اپنے ماموں سید محمد بلگرامی سے اصلاح لیتے تھے
آپکا کلام کیا ہے گویا الہام ہے باوجود بسیارگوئی کلام کو خوبی و خوش اسلوبی کے قالب
مین بطرز عجیب و غریب ڈھالتے ہین۔ خیالات نفائس کا فوٹو نہایت خوشنما پیرایہ مین

کہینچتے ہین ۔ مضامین کو تشبیہ و استعارہ کے نوادر زیور سے سجاتے ہین ۔ آپکا کلام معجز نظام اعجاز عیسوی کا دم بھرتا ہے ۔ اور اپنے ید بیضا سے سحر سامری کا بازار سرد کرتا ہے آپ صاحب تالیف و تصنیف ہین ۔ عربی و فارسی مین آپکے متعدد دیوان مدون ہین چونکہ آپکے اکثر قصائد حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین ہین ۔ آپکو حسان الہند کے لقب سے ملقب کرتے ہین ۔ آپنے عربی اشعار کو ایسی ایسی تشبیہات سے آراستہ فرمایا کہ اہل عرب آپکی تقلید کرنے لگے ۔ ہند مین ابتدائے فتح اسلام سے کوئی شخص ایسا پیدا نہین ہوا ۔ اکبری عہد کے بعد آپ ہی ایک ایسے بزرگ ہین کہ تذکرہ نویسون مین مقتدر و مستند مانے جاتے ہین ۔ تاریخ و تذکرہ نویسی مین قوت کاملہ و ملکہ تامہ رکھتے تھے آپکی تصنیفات سے متعدد کتابین متداول و متعارف ہین ۔ ازانجملہ تذکرہ خزانہ عامرہ [1] و ید بیضا [2] ۔ و سرو آزاد [3] ۔ و غزلان الہند [4] ۔ شرح بخاری تا کتاب الزکوۃ [5] ۔ و شمامۃ العنبر [6] فی ذکر الہند ۔ تسلیۃ الفؤاد [8] ۔ سند السعادات فی حسن خاتمۃ السادات [9] ۔ روضۃ الاولیائے خلد آباد ۔ مآثر الکرام [10] ۔ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان [11] ۔ دو دیوان عربی سہ ہزار اشعار دیوان فارسی پنجہزار بیت ۔ خود آزاد صاحب ترجمہ خزانہ عامرہ مین لکہتے ہین کہ مینے کلام عربی کو طرز خاص سے ادا کیا ہے ۔ اور بابل کے افسانہ گویون کا بازار سرد کیا ہے مین طوطی ہند ہون قمریان عرب کے ساتھ ہمدم و ہمنوا ہون و نغمہ سنج پورب ہون با خوش نوایان حجاز ہم آواز ۔

من قولہ

سخن عربی را بطرز خاص ادا میکنم و بازار افسون خوانان بابل می شکنم ۔ طوطی ہندم با قمریان عرب دمسازم و نغمہ سنج پوربم باخوش نوایان حجاز ہم آوازم ۔ دیوان فقیر در حرمین شریفین

وبلاد یمن و مصر شہرت یافت و محافل عرب عربا باین غربت تازہ وارد معمور گویا شوکت
بخاری از زبان من گوید ؎

شنیدہ اند بتان یمن کلام مرا + نوشتہ اند بآب عقیق نام مرا + انتہی کلامہ

گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ سید حسین بغدادی جو عالم فاضل و شاعر علامہ تھا بغداد سے عازم ہند ہو کے شہر اورنگ آباد مین وارد ہوا۔ حضرت آزاد سے ملا چندروز باہم خوب ملاقات رہی۔ آپ کے قصائد نعتیہ سنکے وجد کرتا تھا۔ آپکی فصاحت و بلاغت کی داد دیتا تھا۔ جب سید بغدادی عربی اورنگ آباد سے عازم بغداد ہوا۔ آپکے دیوان کے دو نسخے ہمراہ لیگیا بندر مسقط مین پہنچ کے ایک خط عربی عبارت مین مورخہ ٢٩ ماہ رجب سنہ ١١٨٠ ہجری آپکی خدمت مین بھیجا۔ خط مذکور بتاریخ دہم رمضان سنہ مذکور شہر اورنگ آباد مین پہنچا۔ اسمین لکھتا ہے کہ حسن اتفاق سے یہان بصرہ و بحرین کے علما و شعرائے اکابر جمع ہوئے مین نے آپکا عربی دیوان علما کے مجمع مین پیش کیا۔ تمام نے دیکھا اور پڑھا بہت پسند کیا ایک ایک مرحبا مرحبا واہ واہ کہتا تھا۔ اشعار کے مضامین پر وجد کرتے تھے۔ اور تعجب کرتے مین کہ ہندی الاصل جسکی نشو نما ہند کی سرزمین مین ہوئی ہو کسطرح زبان عربی اہل زبان کی طرح کہتا ہے اور اشعار مین مضامین فصاحت و بلاغت میر باندھتا ہے۔ منجملہ علمائے بحرین حضرت شیخ عبد العلی بحرینی نے جو اجل علماء سے ہے کہا۔ واللہ لو ادعی النبوۃ فی الھند صاحب ھذا الدیوان لصحت دعواہ یعنے قسم خدا اگر دعوی نبوت کند در ہند صاحب این دیوان ہر آئینہ صحیح شود انتہی مضمون المکتوب۔

میرزا محمد امین مثل قطعہ خواجہ حافظ شیرازی جسکا اول یہہ ہے ؎

بعہد سلطنت شاہ ابو اسحق + بہ پنج شخص ملک فارس بود آباد الخ کہتا ہے ؎

درین زمانہ کہ ارباب فضل کمیاب اند
زبلگرام دو شخص اند در سخن استاد

یکے امام زمان سیدی غلام نبی
رسا نہ فطرت و شعر ہند را بمراد

کلام فائق آن شہرۂ دیار عرب
زخوبی سخن این بہند شور فتاد

نگاہ دار ہمیشہ الٰہی ایشان را
بمرسل عربی و آلہ الامجاد

حضرت آزاد صاحب ترجمہ نے دیوان فارسی سے چند اجزا خان آرزو کے پاس اورنگ آباد سے دہلی بھیجے۔ خان آرزو نے جواب مین لکھا کہ مین نے آپکے اشعار اول سے آخر تک دیکھے کوئی شعر لطف و مزے سے خالی نہین انتہی کلامہ۔

بخدا خان آرزو کی زبان سے حرف راست و درست مطابق واقع برآمد ہوا۔ دیوان کے مطالعہ سے آپکے کلام فصاحت التیام کی خوبی و نازکخیالی معلوم ہوتی ہے۔

جب آپ سبحۃ المرجان کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔ چاہا کہ ایک نسخہ دیار عرب مین روانہ کرین بمقتضائے وقت انہین ایام مین فیمابین نصاری و اعراف مناقشہ واقع ہوا بسبب فتنہ و شر علما اکابر تجار بصرہ و بحرین سے حفظ جان و مال کے لئے سرزمین مسقط مین پناہ گیر تھے۔ آپنے ایک نسخہ مع خط عربی بنام سلطان مسقط امام احمد بن سعید نواب قائم الدولہ حاکم بندر سورت کے پاس بھیجا۔ اور لکھا کہ آپ اپنے ذریعہ سے امام مسقط کے خدمت مین روانہ کرین۔ نواب موصوف نے کتاب مکتوب کو روانہ کیا۔ امام نے نامہ کا جواب بتعظیم تمام و تعریف کتاب مع ہدیہ بھیجا۔ **ھوھذہ**۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد اللہ المتوکل علیہ المعتصم با امام المسلمین احمد بن سعید بن احمد بن محمد البوسعیدی الی حضرۃ افصح الامۃ لسانا و ابرعھم بیانا واحد سہم

عقلاً واثبتهم نقلاً الشیخ الاستاد علامۃ الدهر وفریدۃ العصر آزاد الحسینی الواسطی البلگرامی سلمہ اللہ تعالی۔ احیی رسوم الفصاحۃ بعد ان عفت واطلع شموسها بعد ان انکسفت واجری میاهها بعد ان غاضت وشیّد ارکانها بعد ان انهاصت الخ چونکہ خط دراز ہے تخمیناً پچاس فقرے نثر مین اور چند اشعار نظم مین ہے۔ طوالت کی وجہ سے باقی فقرات کو قلم انداز کیا۔

ضمیمۂ وقعت

آپ دکن مین تمام عمر اعزاز واکرام کے ساتھ رہے۔ اہل دکن امرا و فقرا کل آپسے مانوس و موافق تھے۔ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی نظر مین آپ معزز و مکرم ہے۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید آپکی بہت ہی خاطر و مدارات فرماتے۔ آپکو تا بہ شہادت اپنی مصاحبت مین رکھا۔ آپکے دائرۂ تلمذ مین داخل ہوا۔ آپکی صلاح سے اپنا کلام درست کرتا رہا آپ ناصر جنگ کی مجلس کے رونق تھے اگر رات ہو تو روشن چراغ۔ اگر دن ہو تو آفتاب روشن تھے۔ سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہمرکاب رہتے تھے۔ شہید مرحوم آپسے جدا رہنا پسند نہین کرتا تھا۔ آپکی صحبت کو غنیمت سمجھتا تھا۔ اسیطرح نواب نظام علیخان خجستہ بنیاد بہادر آصفجاہ دوم بھی آپکی بہت قدر کرتے تھے۔ چنانچہ مآثر آصفی کے مولف نے لکھا کہ جب حضرت آزاد بتقریب سیر یا بحسب طلب بعض احباب حیدر آباد تشریف لائے اور شاہ علی بنڈہ پر قریب دروازہ علی آباد لب سڑک پر فروکش ہوئے۔ قائم الدولہ نے آپکی تشریف آوری سے خبر دی آپنے فرمایا۔ کہان فروکش ہوئے وہ ہمارے مہمان ہین انکو مکان عزیز پر اُتارنا چاہئے۔ قائم الدولہ نے فرمایا کہ علی آباد کے دروازہ کے قریب فروکش ہین فرمایا آج ہم اس راہ سے تفرجاً جائین گے۔ محل فرودگاہ کے قریب

سواری پہنچے تو ہمکو مطلع کرنا۔ آپ حسب قرارداد سہ پہر کو ہاتھی پر سوار دروازہ کے
قریب پہنچے نقیب نے عرض کیا حضور یہہ آزاد کا فرودگاہ ہے۔ آپ ہاتی سے اُتر رہی
تہے کہ حضرت آزاد حاضر ہوئے نذر دکہلائی۔ حضور خیر و عافیت دریافت کرکے روانہ
ہوگئے۔ سیر سے مراجعت کرکے آئے۔ قائم الدولہ کو حکم کیا کہ حضرت آزاد کے لئے ایکہزار
روپیہ مرد قدم و شصت سر بہیجدیجئے۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی۔ حضرت آزاد نے عطیہ حضور
کو منظور فرمایا۔ اور شکریہ ادا کیا۔ دوسرے روز آپ حضور سے ملے۔ حضور آپکی ملاقات
سے بہت مسرور ہوئے۔ پوچہا آپ کبتک یہاں رہینگے۔ آپنے فرمایا۔ چندروزہ۔
حکم صادر ہوا۔ کہ آپ ہمارے مہمان ہین ہر روز صبح و شام آپکے لئے خاص ہمارے
خاصہ سے ماحضر طعام پہنچتے رہین۔ جبتک آپ رہے خاصہ کے طعام سے سرفراز رہے
دیکہو سرکار آصف جاہ اول کے زمانہ سے اس عہد تک وہی شان مہمان نوازی۔ و علما و فضلا
کی قدر دانی۔ اور ہر ایک اہل ہنر کی جوہر شناسی نسلاً بعد نسلٍ میراثاً اباً عن جد مسلسل نظر آتی
ہے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت تو مہمان غریب کی ایسی مہمانی و خاطرداری فرماتے ہین
کہ وہ وطن کو غربت اور دکن وطن قرار دیتا ہے۔ اور آپکے سایۂ عاطفت مین ایسا جمتا ہے
کہ مرکے اُٹہتا ہے۔ اللہ جل شانہ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت فلک شوکت میر محبوب علیخان
نظام الملک فتح جنگ مظفر الممالک آصفجاہ ششم مع صاحبزادگان بلند اقبال دائم
و قائم رکہے آمین ثم آمین۔

تعمیر عاقبت خانہ کا ذکر

آپنے ۱۱۹۵ ہجری مین عزم جزم کیا کہ اس مسافرخانۂ ناپائیدار سے دارالسرور پائیدار کی طرف
رحلت ضرور ہے۔ پس زاد راحلہ کی فکر کرنا چاہئیے۔ راہ مین اعمال خیر و افعال پسندیدہ

گئے جاتے تھے۔ اور مکان اصلی و وطن ابدی کیطرف جانیکے لئے مستعد رہتے تھے۔ آپنے جسم خاکی کے دفن کیلئے ایک قطعۂ زمین روضۂ خلدآباد قریب مزار حضرت شاہ برہان الدین غریب خرید کیا۔ اور وہان قبر بنوائی۔ تاکہ اس قالب سے روح کے برآمد ہونیکے بعد آسانی سے جسم فانی کو اسمین دفن کرین۔ اور آپنے اُسکا نام عاقبت خانہ رکھا۔ عاقبت خانہ کی آبادی و تعمیر کا جشن بزرگ و عرس عظیم الشان منعقد فرمایا جشن مین شعرا و امرا و مشائخ کو دعوت دی۔ عمدہ عمدہ کھانے پکوائے اور طرح طرح کے حلوے بنوائے۔ حاضرین دعوت کی خاطر و مدارات و تواضع مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے یہہ جشن وداعی ہے۔ غنیمت ہے خلان باصفا و دوستان باوفا کا مجمع آپ ہر ایک سے فرماتے تھے۔ هذا فراق بيني وبينك آپکے اس فقرہ سے ہر ایک کے دل پر حسرت و رقت مؤثر ہوتی تھی۔ آپ ہشاش و بشاش تھے فرماتے تھے یہہ جدائی چند روزہ ہے آخر ہم سب عقبی مین باہم ملینگے۔ یکے بعد دیگرے اُسی مقام اصلی مین پہنچ جائینگے۔ فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے کوئی پیچھے پہنچیگا۔ طعام سے فارغ ہونیکے بعد آپ نے تمام حاضرین جشن کا شکریہ ادا کیا۔ اور ہر ایک سے معافی چاہی۔ شعرا نے آپکے عاقبت خانے کے تعمیر کی تاریخین کہین۔ اور آپکی مدح سرائی مین قطعات مدحیہ و دعائیہ لکھے۔ مین نے یہہ قطعات کتاب مسمی تہنیۃ الشائقین فی جلائل حضرت محبوب سبحانی مؤلفہ میر غلام علی رشد تخلص مین دیکھے ہے۔ اور یہی اُسمین اکثر اسلامی تذکرے تھے۔ افسوس وہ نسخہ نادر الوجود رود موسی کی طغیانی مین برباد و تلف ہو گیا۔ اُسکی گم ہونے پر مجکو سخت رنج و الم عائد حال ہے۔ بامر لاچاری صبر و شکر اختیار کرتا ہون۔ اس جشن کے بعد آپ۔ پانچ سال تک زندہ رہے۔ آخر سنہ ۱۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف رخصت ہوئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ آپکی رحلت سے

مشاہیر شہر و مشائخ کرام و امرائے عظام کو بہت رنج و غم لاحق ہوا۔ تمام مشائخ و بزرگان شہر نے آپ کی تجہیز و تکفین کرکے آپکا جنازہ اعزاز و اکرام کے ساتہہ لیجا کے خانۂ معہود مین دفن کیا۔ کسی شاعر نے آپ کی رحلت کا مادۂ تاریخ نکالا۔ ؎ آہ غلام علی آزاد
۱۲۰۰ھ

سخن دانی و سخن فہمی کا ذکر

آپ ایسے ذکی الطبع و سریع الفہم تہے اشعار لاینحل کو آسانی سے حل کردیتے تہے۔ اساتذہ و قدما کے کلام کی توجیہ واقع کے مطابق فرماتے تہے۔ محاورات و اصطلاحات سے ماہر تہے استعارات و تشبیہات کے رموز سے واقف تہے۔ کلام کی بلاغت و فصاحت کو خوب پہنچتے تہے مضامین کی خوبیان و معانی کی نازک خیالان۔ و صنایع بدایع کی موشگافیان صراحت و وضاحت کے ساتہہ حسن تقریر سے کرسی ظہور پر جلوہ افروز فرماتے تہے۔ سامعین و طالبین آپکی تقریر دلپذیر سے محظوظ ہوتے تہے۔ اور کلام کے حسن و قبح سے واقف ہوتے تہے۔ آپکی طبیعت جامع العلوم و الفنون تہی۔ اور خاص آپ کی طبع سلیم ہر ایک علم و فن سے مناسب تہی۔ جس فن و علم کا طالب آپکی خدمت مین آتا تہا مستفید ہوتا تہا۔ آپکے حسن توجہ و فیض سے بہرۂ کامیاب ہوتا تہا۔ آپ اورنگ آباد دکن مین شاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت پذیر و گوشہ نشین تہے۔ قطب کی طرح جمے ہوئے تا زندگی مقام تکیہ سے نہین نکلے آپ کی شہرت ہند و سندھ و عرب و عجم کے اطراف مین دہوم مچی تہی۔ آپ شب و روز درس و تدریس و اصلاح شعر و شاعری مین مصروف رہتے تہے۔ آپکی مجلس مین مذاکرۂ علوم و فنون کا جوش و شعر و شاعری کا خروش رہتا تہا۔ آپکے حلقۂ درس مین طلبا عرب و عجم رہتے تہے۔ آپکی بدولت دکن مین اکثر بیمایہ علم سے آراستہ ہوگئے۔ مثلاً مولانا عبد الوہاب افتخار مولف تذکرۂ بینظیر و عبد القادر مہربان فخری۔ و افضل بیگ خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا

و لچھمی نرائن شفیق مولف گل رعنا وغیرہا و غلام علی ارشد مولف تنبیہات کین - و مولانا رفیع الدین قندہاری - و نواب ناصر جنگ شہید وغیرہم - یہہ تمام آپکے خوان نعمت سے مستفید ہوئے ہین - اب مین بطور نمونہ آپکی تحقیقات مسائل مختلفہ و حل مشکلات مالاینحل سے دو ایک مثالین ناظرین کے ملاحظہ کے لیے پیش کرتا ہون تاکہ میرے کلام کی تصدیق - اور حضرت آزاد صاحب ترجمہ کی ذکاوت ذہن و سرعت فہم کا اندازہ ہوجائے

ایکروز وقت صبح نواب شہید کے دیوانخانہ مین شعرا و امرا مجتمع تھے - نوابنے غزل پڑھنی شروع کی ایک شعر مین سرو خرامان یعنی درخت سرو باندہا تہا - موسوی خان جرات نے کہا کہ سرو خرامان معشوق کے قد پر صادق آتا ہے - درخت سرو پر اسکا اطلاق کیونکر ہوسکتا ہے - نوابنے آپکی طرف اشارہ کیا آپنے فرمایا کہ میرزا صائب نے سرو خرامان سے درخت سرو مراد لی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

یک رہ برآر از آستین دست نگارین در چمن   تا دستہا پنہان کند سرو خرامان در بغل

نواب شہید بہت محظوظ ہوئے اور بیت کو حفظ کر لی - جرات نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے کہ درخت زمین گیر کو خرامان کہا - آپنے جواب مین فرمایا - شعر کی بنا تخیل پر ہے - درخت ہوا کی تحریک سے ہلتا ہے گویا خرامان کرتا ہے - ایسا ہی آپنے سلمان ساوجی کا شعر بہی تائیداً بیان کیا ؎

سرو از صبا گردد چنان تا چون قدت شد با روان   ہرچند بخرامد بدان سرو خرامان کی رسد

آپکے نظائر و شواہد سے تمام حاضرین مجلس خاص مولانا جرات خاموش ہوگئے - اور آپکی معلومات و شعر فہمی کی تعریف کرنے لگے - آپکی سخن دانی و سخن فہمی کا کامل اندازہ آپکی تالیفات و تصنیفات دیکھنے سے ہوتا ہے - طوالت کی وجہ سے صرف ایک ہی مثال پر اکتفا کیا - اگر

کوئی طالب تحقیق و شائق ہو تو آپ کی تالیفات کو دیکھے۔

تاریخ گوئی کی مہارت کا ذکر

آپ تاریخ گوئی مین فرد کامل تھے اکثر واقعات خوشی و غمی کی تاریخین موزون فرماتے تھے۔ اشعار موزون مین ایک مصرع یا نصف یا زائد مادہ تاریخ وسن واقعہ ہوتا ہے بحساب جمل حروف ابجدی پورا سنہ برآمد ہوتا ہے۔ آپ کے قطعات تاریخی بیشمار ہین اگر جمع کئے جائین تو ایک کامل کتاب مفید ہو جائے۔ مین چند تاریخی قطعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ تاکہ ملاحظہ سے لطف اٹھائین۔

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین محمد شاہ بادشاہ ہند۔ و وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدینخان بہادر و نواب میر قمر الدینخان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر یہ ارکین ثلاثہ یکے بعد دیگرے عالم بقا کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ نے باسقاط شش عدد تعمیۂ تاریخ کہی۔ ع

گشت تاریخ چون شنیدم آہ | موت شاہ و وزیر آصفجاہ

ایضاً

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند	شاد حیف سہ رگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہرسہ یافتم تاریخ	نماند شاہ زمان و وزیر آصف دہر

تاریخ شہادت نواب ناصر جنگ بہادر مرحوم

نواب عدل گستر عالیجناب رفت	فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد	تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

تاریخ وفات شجاع الدولہ

کرد از عالم فانی رحلت	سرور غالب صاحب صولت

گفت تاریخ این ظفر آزاد	نصرت بادشاه عالیجاه
	۱۱۷۳ھ

ایضاً

شاه باؤ را پس از وی تا به گشت	گرد در انجام و در آغاز فتح
سورنائے خامۂ تاریخش نواخت	شاه درّانی نموده باز فتح
	۱۱۷۴ھ

ایضاً

باؤ با فوج خود تلف شد	از دست مجاهدان قتال
تاریخ شکست فوج کفّار	فرمود خرد غنیم پامال

تاریخ فتح کشمیر

کشمیر گرفت بار دیگر	سلطان احمد بزور شمشیر
فرمود زبان تیغ تاریخ	او فتح نمود باز کشمیر
	۱۱۷[illegible]ھ

منه تاریخ رحلت میرزا خان رسا

شیرازۂ نظم میرزا خان	هم نثر بعنکر او مباهی
تاریخ وفات او خرد گفت	پیوست برحمت الهی
	۱۱۷۴ھ

منه تاریخ رحلت موسوی خان جرأت

موسوی خان کلک گهربار	آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد	کرد جرأت وداع دنیا را
	۱۱۷۵ھ

منه تاریخ رحلت سراج الدین علیخان آزاد

خان والاشان سراج الدین علی	شمع رونق بخش بزم گفتگو
زود فهم آزاد سال رحلتش	رحمت کامل بروح آرزو
	۱۱۶۹ھ

منه تاریخ میر محمد افضل اله آبادی ثابت

استاد زمان که کرد تعلیم — اعجاز سخن بکلک صامت

تاریخ برائے رحلت او — فرمود خرد رحیل ثابت

۱۱۵۷ھ

اب مین آپکے اشعار آبدار فارسی بترتیب ردیف گزارش کرتا ہون۔ **هوهذا**

الهی نالهٔ گرمی دل دیوانهٔ ما را — کرامت کن نهال آتشینی دانهٔ ما را

بده در دست زنگار هوس آئینه دل را — ز حسن خویش کن آباد حیرت خانهٔ ما را

کریمان را نظر بر زشتی مهمان نمی باشد — متراز باغ بیرون سبزهٔ بیگانهٔ ما را

درین محفل مکن از دست محروم آبرنیری — تو گردش ده برنگ آسمان پیمانهٔ ما را

وله

برار از ند بسم الله تیغ خوش مقالی را — مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را

چو آن زلفی که بعد از شانه کردن یار بربندد — بجمعیت رساند صبر من آشفته حالی را

نگاهی هست چشم یار را با چشم گریانم — که بستان دوست میدارند ابر برشکالی را

وله

اگرچه فرمود ز بند قفس آزاد مرا — گشت بیرون قفس منت صیاد مرا

بلبلی دور ز گلزار بزاری میگفت — خاطر عاطر گل کاش کند یاد مرا

وله

کرد تا آهنگ رفتن محمل جانان ما — چون جرس در سینه می غلطد دل نالان ما

وله

مزاج کم کسی را الفت اول بجا ماند — برو در بیکسی سنجیده ام بسیار یاران را

وله

بی فنای خود میسر نیست دیدار شما — میفروشد خویش را اول خریدار شما

منکه باشم تا شوم در بزم والا بار یاب — میکنم سر را فدا بر پای دیوار شما

وله

سفیدی آمده بیوقت زلف پرخم را — مبین بچشم حقارت بلای رقم را

اسیر دام دو معشوق می شود رسوا — برآورد ز چمن آفتاب شبنم را

کردم علاج درد دل خود ز درد دل
از می توان شکست خمار شراب را

در وصل بیقراری عاشق نمی رود
دارم گواه خویش گل آفتاب را

وله

زخود گذشتم و در عالم دگر رفتم
مریض عشقم و تبدیل می کنم جا را

دو چشم او دل آزاد را ز پا افکند
دو نا توان زده بر خاک یک توانا را

وله

با سرمه سرو کار ندارد دو بصر ما
خاک قدم یار بود در نظر ما

والله که ما طاقت پرواز نداریم
صیاد چرا می شکند بال و پر ما

وله

ای مصور از تو آید اینقدر تدبیر ما
با شبیه آن پری پیکر بکش تصویر ما

التماس آشنایان را بیفگن بر زمین
قابل گوش تو باشد گوهر تقریر ما

وله

ساقی ما جام و بجا می بده پیمانه را
با آتشی بهوش ده این قاسم پروانه را

وله

می داد چشم یار دل زخم دیده را
داند که نافع است جراحت رسیده را

خطش دمید و وحشی دل را اسیر کرد
تو جا کری گرفت غزال رمیده را

پیری رسید بر در طاعت مقیم شو
ضایع مساز حلقهٔ قد خمیده را

نازم به صاحبی که سرا پا مروت است
آزاد کرد پیر غلام خریده را

وله

با گل پیام گفت ز برگ گیاه ما
شاباش بر نسیم سفارت پناه ما

تسخیر دل نمود بطوریکه واه واه
هرچند خورد سال بود بادشاه ما

وله

همچو گل رنگین لباس صلح کل پوشیده ایم
تار و پود شعله و آب است در دامان ما

وله

با تو تا نیست روزنا توان روشن شود
گر کتان را افگنی در آفتاب و ماهتاب

وله

بادشاها خاطر آزاد را آباد کن
ننگ سلطان است از اقلیم و شهر خراب

وله

دست طلب ز غنچه و گو سر کشیدنی است
یکبار طره و سخن او شنیدنی است

بی فیض قابل دم تیغ اجل بود ‌‌ شاخی که برگ و بار ندارد بریدنیست

وله

نامه را در پیش پای قاصد افگندن بجاست ‌‌ خاکساری اثرها در وصول نامهاست

گفتم آن یاری که باشد شمع این محفل کجاست ‌‌ آمد آواز که در دل جوی گفتم دل کجاست

بیا که چون گهر از تو چشم تر باقیست ‌‌ تمام خشک شدم لیکن اینقدر باقیست

توان رساند ببالین حضرت صیاد ‌‌ ز مرغ بسمل و مشت پال و پری باقیست

وله

دل با علو همت خود از جهان گذشت ‌‌ بر پشت این براق ز تیه آسمان گذشت

با من نسیم صبح حدیث صحیح گفت ‌‌ بیمار شد کسیکه برین گلستان گذشت

وله

در هجر از خرابی احوال ما مپرس ‌‌ یعنی که در قلمرو ما پادشاه نیست

وله

دست هوس مزن کمر یار نازکست ‌‌ شوخی مکن چو آبله کاین کار نازکست

دل از غبار خاطر خویش شکند ‌‌ این شیشه لطیف چه مقدار نازکست

ای باد صبح مرضی او دیده عرض کن ‌‌ پیغام من که نازک و بسیار نازکست

وله

بوده آهوی صیاد شناس ‌‌ دام در راه تو چیدیم عبث

وله

شراب خورده ز میخانه شد روان کج مج ‌‌ کلاه گوشه بسر حرف در زبان کج مج

وله

معاشران سبب پیچ و تاب می پرسند ‌‌ ندیده اند مگر زلف جابجا کج مج

وله

خوش آن قدان ساغر بکف چو شاخ گل استاده اند ‌‌ شاید ز دست کسی ازین بستان گیرد قدح

کسی چه رنگ اقامت درین زمین ریزد ‌‌ نشد ز آبله خار این بیابان سرخ

سپهر مایه دولت بتلخ رو بخشند ‌‌ رخ محیط نماید ز شاخ مرجان سرخ

عمری بسوی عمکده ما گذر نکرد ‌‌ روزیکه کرد زود گذشت و خبر نکرد

با آنکه صبح و شام ازین راه میرود ‌‌ یکبار جوی گور غریبان نظر نکرد

دربزم دوشش جانب ما ملتفت نشد / اینهم غنیمت است که ما را بدر نکرد

وله

خط مشکین خال رخسار ترا بر سر رسید / فوج هندوستان بتسخیر ملک عنبر رسید

پیش گل بی رتبه می گردد بهار یاسمن / قدر مفلس نیست در بزمی که صاحب زر رسید

وله

سرکشی سرمایهٔ نقصان دولت می شود / نیشکر را بند با لا کم حلاوت می شود

وله

ساقیا امروز برسم جشن باران میرسد / فکر ساغر کن که وقت عیش یاران میرسد

میتوان تا دامن صحرا باستقبال رفت / در چنین روزی که ابر از کوهساران میرسد

کیست تا باری نگهدارد عنان هوش را / با هزاران ساغر گل نوبهاران میرسد

وله

در کوی یار از دل من ناله میرود / دل نیز عنقریب بدنباله میرود

دارد شراب طرفه دهان و دو چشم یار / هوشم ازین ثلاثه غساله میرود

اشکم ز بلگرام بر آید بسوی شوق / مانند رود گنگ به بنگاله میرود

وله

دلارام مرا گیسوی مشکین بر قدم افتد / چو هندوی سیه فامی که در پای صنم افتد

وله

ابروی یار و چشم تر ما نظر کنید / ماه ربیع و آب روان را نظر کنید

سحبان باین عبارت رنگین سخن نکرد / تقریر آن دو نرگس شهلا نظر کنید

وله

نیلوفر از شگفتن شبها ادا کند / چون یار رفت دیده خود بر که وا کند

یکبار هم بطرف مزارش نمیروند / این ماجرای بیکسی که بخوبان وفا کند

صیاد لاابالی من صید تشنه را / در وادیی که آب ندارد رها کند

وله

عطر حسن خلق وزر وقتی که یکجا میشود / قدر صاحب دولتان چون گل دوبالا می شود

میکند طوطی سخن اما پس از آموختن / بلبل خوش نغمه بی استاد گویا می شود

وله

چشم دارم که مرا گوشهٔ صحرا بخشند / راضیم گر دگرانرا همه دنیا بخشند

دلِ آرام طلب عیش دو بالا خواهد کاش در سایۂ آن سرو مرا جا بخشند

وله

چه خوش شد دل بخته مغز از دیدن این باغ میگردد گل صدبرگ را دل در جوانی داغ میگردد

این پسر سلمه الله جوان خواهد شد هست گر ماه نوی بدر جهان خواهد شد

خورد سالی که خورد شیر پستان کرم پدر مشفق ابنائے زمان خواهد شد

گل همان به که زر خویش به بلبل بخشد بعد چندے همه تاراج خزان خواهد شد

وله

صبح دیدم بدر میکده میخوارے چند ساغرے چند خریدند بدستارے چند

چیست حاصل ز تماشائے بیابانے چند گر بپایم نخلد خار مغیلانے چند

وله

نگار ما دل شب در نظر نمی آید که جز بشام و سحر زهره بر نمی آید

وداع کرد جهان را مگر نسیم علیل که مدتیست ز جانان خبر نمی آید

بود ضرور شعور مزا جدانیها تقرب امرا از هنر نمی آید

وله

دل از شنیدن پیغام آشنا شگفد که غنچه از مدد حضرت صبا شگفد

ز گرم جوشی آن آفتاب دل واشد چو آن گلے که بهنگام استوا شگفد

منم شهید حنا بند قاتل آزاد همیشه بر سر خاکم گل حنا شگفد

وله

شیشۂ نازک ز سنگ خاره پیدا می شود گاه می باشد که دهقان زاده میرزا می شود

همچو صیادے که فی الواصل سازد در شکار کار ظالم از تهی مغزان دوبالا می شود

وله

عمر همیشه نقد نصیب ستاره شد تنخواه ما بنسیۂ عمر دوباره شد

وله

نگاه نرگس خوابیده ات ز جان نافذ خدنگ ناز تو تا جسته از نشان نافذ

بلا بود مرض مسری که چشم تر است که شد بچشم زدن درد دل جهان نافذ

وله

زن بود در زبان هندی نار وقنا ربنا عذاب النار

می شکند گلستان طرف کلاه از غرور — چشم نمائی تو هست نرگس شوخ از غرور

وله

دل عنان گرداند زیار کین موی دگر — قبله را تحویل کرد از طاق ابروی دگر

علاج خسته دلان کرده خنده لب یار — زیک انار برآید مرا و صد بیمار

وله

رو بدرگاه الهی چه نمائی فردا — به که خود فوت شود پیشتر از فوت نماز

همچو زلفی که رسد تا کمر صاحب ناز — می کشد تا بعدم سلسله عمر دراز

مژگان بدور مردم چشم سیاه او — استاد گرد کعبه مدور صف نماز

وله

آتش زدیم پیکر خود را ز داغ خویش — ما سوختیم پیکر خود از چراغ خویش

فردوس را وداع چو طاوس کرده ام — گل گل شگفته ام تماشای باغ خویش

وله

دلی که زلف نگاری بود شبستانش — ز تنها و هند فزون است نفحات بستانش

کجا نصیب که چینم گلی ز بستانش — غنیمت است مرا نکهت گلستانش

من از خزانه او گوهری نمیخواهم — نمی ایست مرا از سحاب نیسانش

مرا ز حاجت آن طفل آرزو این است — که خاک روب شوم پیش دبستانش

وله

ابد بافت روم با تو بوسم مرحبا ای دل — که می آنی ز سیر لیله المعراج بیش

چه واقع شد که اکنون نقش پای او نمی بینم — خوشا وقتیکه با این سر من بود زانویش

بسکه شوخیهاست پنهان در سینه حال او — می تواند کرد بر رخسار آتش فام رقص

صهبا خوش است وقت بهاران علی الخصوص — در حالت ترشح باران علی الخصوص

هنگامهای میکده بسیار دلرباست — انداز رقص بادکشان علی الخصوص

یاران نیازمند همی من در جناب او — کردند عرض آینه داران علی الخصوص

رسم ادب بحلقه مخلص نگاهدار — در بارگاه کوه وقاران علی الخصوص

نیست خودداری میسر شعلهٔ جواله را | وله | از طپیدنهای دل صوفی کند ناکام رقص

ترا ز آمدن جای ما چه بود غرض | وله | بجز نواختن آشنا چه بود غرض

دل شکسته قابل فشار نبود | ز تاب دادن کاکل ترا چه بود غرض

زمین آئینه را مخلصانه بوسیدی | بحیرتم که ازین التجا چه بود غرض

سوای این که کند پاس حکم پیر مغان | ز پیر میکده آزاد را چه بود غرض

خون مرا حلال مکن میکنی غلط | وله | زنهار این خیال مکن میکنی غلط

حال بتان همیشه بجا طرز نگاهدار | انکار ز خال خال مکن میکنی غلط

شراب خورده کجا میروی خدا حافظ | وله | گشاده بند قبا میروی خدا حافظ

هزار حیف که پروانه قدر خود نشناخت | به پیش شمع چرا میروی خدا حافظ

چه واقع است که آن طفل در شب تاریک | دویده پا بحیا میروی خدا حافظ

جدا از شهر شور خنده کبک ... میدارد | وله | چه عشرتها که در کوه و بیابان است در واقع

موسم طفلی عجب جنت بود طاوس را | وله | در جوانی ز آتش اندیشه گردد داغ داغ

عداوت غربا میکنی ز بی انصاف | وله | تلاش کشتن ما میکنی ز بی انصاف

ز ساغر تو درد محض میخواهم | جواب صاف دا میکنی ز بی انصاف

مرا اگرچه نسبت نامست با سهیل یمن | وله | نمیرود طپش سینه جز به آب عقیق

اگر ز دام بلا ها نجات میطلبی | مشو اسیر تامل مرو بچاه عمیق

بلند رتبه کند از قبول منت ننگ | وله | ببا حنی جبهه ز برگ حنا نگیرد رنگ

دو چشم شوخ تو با من کرشمها دارد | بحیرتم ز بهر ماه کافران فرنگ

حسن بیرنگ مرا نشد بلا عالم رنگ | گرد دلم شکسته تماشای تصاویر رنگ

وله

سبز شد از فیض جاری هم هوای برشکال — محو سازد از زمین و آسمان گرد ملال

خط تراشیدی و عارض را ز زلف آراستی — عامل معزول را از مرحمت کردی بحال

چون بلا نازل شود سازند سازان بهم — تارهای مختلف را کوک سازد گوشمال

نیست در صف بینوائی قسمت آزادگان — جاده پیدا می‌کند از خود زمین پایمال

بی مشقت نیست ممکن وصل آن سرو سهی — خار بستی از رقیبان هست گرد این نهال

وله

نوا زد گر به آهنگ اثر با زلف سنبل — به هر غنچه نما موشش را شور جرس بلبل

دماغ عاشق شوریده هم دارد بلندیها — نشستن بر بساط برگ گل دارد هوس بلبل

وله

که کند در شکن زلف تو غمخواری دل — نشنود گوش تو با وی به مکان زاری دل

وله

من از رشتهٔ طول امل دل را رها کردم — بدور این چنین ره بهر آن کام اثرها کردم

مرا چون غنچه کی شد فرصت نظارهٔ هستی — نفس گردید تاراج صبا تا چشم وا کردم

گرانی کرد با من زندگی از دام بر دوشم — چو شاخ میوه دار از پختگی سر را جدا کردم

وله

بهر دو مکتوب من واغم رنجت نارسا — کاش من هم بال مرغ نامه بر میداشتم

هر کسی برداشتست یک چیز از اسباب جهان — من از این دنیای فانی دست بر میداشتم

وله

بیخودم از نشاء وحدت به رنگ چشم یار — خود قدح گردان و خود مخمور و خود میخانه‌ام

چو سایه … از توام — مرید سلسلهٔ گیسوی دراز توام

وله

دلم را کرد غارت زلف بابانی که من دارم — بدست کافری افتاد قرآنی که من دارم

درین ماتم سرا کردند با دولاب هم رنگم — حمایل شد بگردن چشم گریانی که من دارم

وله

کشیده اند ز رنگ نیاز تصویرم — خط شکسته از خوشنویس تقدیرم

وله

کبوتر را چو طوطی کاش باشد خوش بیانی هم — که یارانرا رساند نامه پیغام زبانی هم

امید قوتم در وقت پیری نیست از صهبا — که محتاج عصا چون تاک بودم در جوانی هم

شبی آزاد با پروانه شد آن شمع اقدس را — بجا آورد آداب غلامی جانفشانی هم

چشم بر لطف تو دارد درخت بی سامانیم — ز آتشین تیغی تو جامهٔ عریانیم

شسته‌ئی نااهل دارد وحشتی از آفتاب — ماه می باید که گیرد نور را از پیشانیم

گوهرم را آسمان هرچند دارد در گره — آخر از قید صدف بیرون برد غلطانیم

وله

بگیر تنگ مرا تو اسیر دام توام — بلطف تربیتم کن که نوغلام توام

تو بعد سوختنم قصد کشتنم داری — بکش مرا که چراغی برای شام توام

وله

ز روی عنایت کم بیشمار میدانم — چو عندلیب یکی را هزار میدانم

جواب وقت تکلم بجا بلان ندهم — که قدر این گهر آبدار میدانم

ثبات نیست سفید و سیاه عالم را — نظر ز گردش لیل و نهار میدانم

نگاه مرحمتش نیست جز باهل جنون — دماغ عالی فصل بهار میدانم

وله

قماش مذهب هر شخص در نظر دارم — مرقع عجب از صلح کل ببر دارم

وله

خواهم که کارخانهٔ ایجاد بشکنم — گر دست من رسد دو جهان را بهم زنم

وله

یاران بهم نشستن فردا که دیده است — باید شمرد صحبت امروز مغتنم

آنقدر چشم ز تصویر بتان میدارم — که فرشته بباز ایمان تصویرم

گرد از بسکه سر زلف بتان زنجیرم — نیست مقدور مصور که کشد تصویرم

وصل آن ماه کند چارهٔ بیماری من — قرص کوکب نتواند که کند تدبیرم

منع کردی که کسی حرف شفاعت نزند — شرح کن بنده نوازا چه بود تقصیرم

وله

تو خداوندی و من بندهٔ سرکار توام — خواه کشتن خواه رها کن که گرفتار توام

جان من نیز فدایم باشد و جانش بسر   چه قدر خون ز گل گوشهٔ دستار توام

وله

باغبان بلبل نوآموز دبستان توام   قبلهٔ من ز رگ گل ره که ثنا خوان توام

قبلهٔ عالمیان کعبهٔ حاجت طلبان   خبر از حالت من گیر که قربان توام

وله

داد بر باد جفائے تو اگر بنیادم   می توانی که کنی از سر نو آبادم

در قفس یاد چمن کردم و خود را کشتم   کاش در سایهٔ گل دفن کند صیادم

وله

منتظر دارد مرا یار کرم فرمائے من   دیر می آید چو عیسی صاحب احیائے من

سائلم اما لب از اظهار مطلب بسته‌ام   حالتم چون ماه نو پیدا ست از سیمائے من

بسکه جا چون چرخ بر طاق بلندی داده اند   دست خارا را تصرف نیست بر مینائے من

وله

بخود نازم ز راز سرمهٔ آن چشم فهمیدن   که گرد ته نشین جام بالا شد ز گردیدن

وله

آسان درین جهان نیست بسر پایه گرفتن   سوراخ میشود گوش از بهر زر گرفتن

وله

روزیکه کامیاب شوم از لقائے او   بے غذا ار سیر شوم از قسم بپائے او

وله

شریک صحبت ما جغد را نهان مشو   کناره گیر و بو که سبزه و امشو

وله

خدا را ز پیاله در این شب مهتاب بنتو   بدهان یار ماند قدح شراب بنتو

صنما سیر تو کردم شب ماه جلوه فرما   بخدا که چشم من شد گل مهتاب بنتو

نه بخانه می نشینی نه بباغ انس گیری   که بود بچشم گریان همه جا حباب بنتو

بعد از الف قیامت چو سوال من ببندد   سخن فرشته کار زاند هم جواب بنتو

وله

ماه من امشب مهمانم که مهمان که   گرم رفتی از نظر شمع شبستان که

سالها شد در سراغت سر بصحرا داده‌ام   اے غزال همرهت در بیابان که

من هم آخر رود منا چشم بیمار توام   ای تغافل پانت رو دم در فکر درمان که

تا توفیقی یک قلم مکتب خراب افتاده است — طفل شیرین حرف من شور دبستان که
خاطر آزاد دارد سخت بی جمعیتی — خیر باشد واله زلف پریشان که

ولہ
در نظرها بچه اندازه نمایان شده — چشم بد دور را مام صنف خوبان شده
باد سیراب گلستان تو از آب بقا — بر سر تربت آزاد گل افشان شده

ولہ
هزار حیف که از مخلصان جدا شده — بگو برای خدا یا که آشنا شده

ولہ
دل من از هوایت گشته وا آهسته آهسته — برنگ غنچه گل از صبا آهسته آهسته
اگر طشتم فتاد از بام رسوائی بدست من — نمی ترسم که برخاستن ماند صدا آهسته آهسته
دل نومشق را در کوی او نشد طاقت جولان — گذارد طفل در رفتار پا آهسته آهسته
به پیش آفتاب آرا دهر روم سایه می کاهد — شدم در پرتو رویش فنا آهسته آهسته

ولہ
ز جانان در کمند وحدت خود میکنم یادی — درین منزل نشستم بهر تسخیر پریزادی
چه لازم تا کشم ز سبز گل تهمت بیجا — کفایت میکند بر مرقد من سرو آزادی

ولہ
نشاط آدمیان کم غم زمانه زیاد است — برای گریه دو چشم و برای خنده دهانی

ولہ
الهی تا زنم در حلقه خم گیسوی او دستی — کرامت کن مرا چون شاخ سنبل مو بمو دستی

ولہ
به پیش او دل بیمار نیک شد آهی — علاج می طلبد از طبیب بدخواهی
دلا بر آن در رفتن نومید و خدا بنشین — مخسپ در شب تاریک بر سر چاهی

ولہ
مرا بسمل نمودی زنده باشی — ز پا انداختی پاینده باشی

ولہ
تا کجا تشنه خون من ناکام شوی — آنقدر هم نکنی جور که بدنام شوی
ز خود آسودگان دانند آئین حق آگاهی — درین دار الخلافت میرسد منصور را شاهی
درین عالم که همراه موافق میکند پیدا — نیامد راست از خضر و کلیم بید همراهی

آگاہ - مولوی محمد باقر ناعط مدراسی

آگاہ تخلص - محمد باقر نام - قبیلہ نوناعط سے ہین - آپکے بزرگان سلف وطناً بیجاپوری تھے - بکشش آبخورش مدراس مین آئے شہر ویلور مین سکونت اختیار کی - آگاہ صاحب ترجمہ شہر مذکور مین پیدا ہوئے - وہان کی سرزمین مین نشو و نما پایا - سن شعور کو پہنچ کے اساتذۂ کرام و علماء عظام سے کتب علوم و فنون کی تحصیل درجہ تکمیل کو پہنچائی - فراغت تحصیل کے بعد درس تدریس مین مشغول ہوئے - اکثر طلبہ مدراس مین آپسے فارغ التحصیل ہوئے - آپ سخندانی و سخن شناسی کے مسند نشین تھے آپکا کلام مثل اہل زبان بامحاورہ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے - آپکے اشعار آبدار سے سامعین و شائقین کو لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - شمع انجمن کا مولف آپکی نسبت لکھتا ہے - کہ در جیابان کرناٹک ہمچو او نہالی سر بالا نکردہ - و از گلزمین مدراس مثل او گلے خوش رنگ ندمیدہ انتہی کلامہ - آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے - فضائل نفسانی و کمالات روحانی سے بہرہ ور تھے - سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین اس دار فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے - -

من اشعارہ

غم فراق تو از بسکہ کاست جان مرا	عصا آہ بود جسم ناتوان ما
ستم بطرۂ تو دل زار خویش را	آخر فگندہ ام بسرت بار خویش را
شیخ در میخانہ باہر مست یاری میکند	ظاہرا با دختر رز خواستگاری میکند

امین - محمد امین

امین تخلص - محمد امین نام - ہندی الاصل تھا - شہر ارکاٹ مین سکونت پذیر تھا

نواب سعادت اللہ خان ناظم صوبہ کرناٹک کی خدمت مین میرمنشی تہا۔ نظم و نثر مین استعداد کامل رکہتا تہا۔ تحریر و تقریر مین منشی بے نظیر تہا۔ انشا رگلشن سعادت و دیوان شعر اسکی تالیفات سے یادگار ہے۔ خوش فکر و سخن سنج تہا۔ اسکا کلام اہل زبان کیطرح ہوتا تہا۔ آخر سنہ ہجری مین فوت ہوا۔

من کلامہ

بخابت ہرکرا چون مہر رفعت قرین باشد ‖ اگر بر چرخ چہارم رفت چشمش بر زمین باشد

باب الباء موحدہ

بدیع۔ ملا بدیع

بدیع تخلص۔ ملا بدیع نام۔ سمرقندی الاصل تہا۔ سمرقند کے مشاہیر سے تہا۔ فن معما و تواریخ مین استاد مانا جاتا تہا۔ وطن سے دکن مین آیا۔ شہر مین اسکے فن معما و تواریخ دانی کا ذکر کوچہ و بازار مین ہوتا تہا۔ اسکا کلام دلچسپ و شیرین ہوتا تہا۔ بلدہ جنیر کو کن مین مدت تک رہا۔ وہان اسکو کافی کامرانی ہوئی آخر وہین رحلت کی۔

من اشعارہ

چشم تو بیدار ساز فتنہ مست است ‖ زلف تو ہندوے آفتاب پرست است

شبے در خواب را با رقیبان ہم سخن دیدم ‖ نہ بیند ہیچکس در خواب یارب آنچہ من دیدم

ترا الگل چع خندان صبحدم در بوستان دیدم ‖ زشبنم غنچہا را آب حسرت در دہان دیدم

بسمل۔ میر محمد یوسف خان

بسمل تخلص۔ میر محمد یوسف خان نام۔ آپ میر امام بدخشانی کے فرزند ہین

آپ وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئی۔ مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد کی ملازمت اختیار کی۔ مدت تک خان موصوف کی خدمت مین رہا۔ جب ۱۱۳۷ھ ہجری مین مبارز خان و نواب آصفجاہ کے فیمابین جنگ ہوا۔ بسمل صاحب ترجمہ خان موصوف کے ہمرہ معرکہ مین تیسری تاریخ ماہ محرم سنہ مذکور مین تلوار و نیزون کے زخمون سے بسمل ہو گیا بسمل صاحب ترجمہ کے فرزند واقع قلعہ فرخنگر مین بتقریب خدمت قلعداری سکونت پذیر تھے۔ شاعر خوش فکر و شیرین زبان تھا۔ دلیری و بہادری مین بے نظیر تھا۔ شعر و شاعری کا شائق تھا۔ بشرط فرصت کبھی کبھی شعر موزون کرتا تھا۔ آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہوتا تھا۔

من نتائج طبعہ

زاہد تو صبح و شام عبث شور می کنی
شوخی بنجیر برہم میزند یکدام را
از گردش نگاہ مست شدہ ایم کشتہ بسمل

اللہ ہو اکبر ست ز اللہ اکبر ست
تا نبود ابتر دل من الف او ابتر شد
گردیدہ ترنم گردم یک غمزہ بار دگر

از غم جگر فگار بردہ ایم
صحرائے عدم ز لالہ پر شد
از حیرت ما نبود وقف
اے اہل وفا نداشت قدرے
خاک رہ او شدیم بسمل

این گل بسر مزار بردیم
تا ما دل داغدار بردیم
آئینہ بہ پیش یار بردیم
این جنس بہر دیار بردیم
از سرمہ چہ اعتبار بردیم

بینش۔ سید مرتضی مدراسی

بینش تخلص۔ سید مرتضی نام۔ میر صادق علی حسینی کے فرزند ہین۔

مشہدی سے ہین۔ نسب کا سلسلہ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے پہنچتا ہے آپکی جد اعلی مشہد مقدس سے ملک دکن مین وارد ہوئے۔ گلبرگہ مین اقامت گزین ہوئے۔ آپکے احفاد مین شاہ ابراہیم مصطفی حضرت خواجہ سید محمد بندہ نواز گیسودراز کے ماموں تھے۔ شاہ نوراللہ جو شاہ ابراہیم کے اولاد مین سے تھے۔ نواب سعادت خان کے زمانہ مین شہر ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوئے۔ شاہ نوراللہ سید ابراہیم بینش کے جد حقیقی ہین۔ شاہ صاحب نواب والاجاہ کی عنایت و مرحمت کی وجہ سے مدراس مین سکونت پذیر ہوئے۔ سنہ ۱۲۲۶ ہجری مین بینش کی ولادت شہر مدراس مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد علماء مدراس سے کتب درسیہ عربیہ فارسیہ تحصیل کین تحصیل کے بعد شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ اولاً والد ماجد و برادر سے مشق سخن کرتے رہے۔ ثانیاً مولوی واقف سے مستفید ہوئے۔ ذکی الطبع و صحیح الفکر و خوش تقریر و حاضر جوابی مین بیمثل۔ شعر و شاعری مین بیبدل تھا۔ حیدرآباد مین مدت تک مقیم رہا۔ پھر مدراس مین پہنچا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا۔ شعراء معاصرین سے خوب مناظرہ و معارضہ کرتا رہا۔ آخر سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ راہ مین بہت سی تکلیفین اٹھا مین آخر فائز المرام ہوا۔ حج و زیارت سے مشرف ہوا۔ ایک سال کے بعد وطن مالوفہ مین مراجعت کی۔ چند مدت کے بعد وطن مین مسافر عدم ہوا۔ وفات کا سن کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔

من اشعاره الفارسی

نتوان یافت جز بکوچہ یار	دل از خود رمیدہ ما را
آثار عشق سبز خطان جلوہ میدہد	از سبزہ رمیدہ خاک مزار ما

نشاء بادۂ این بزم خمار آمود است ۔ وله ۔ سر بسر در پئے ہر سو زبیابانست اینجا

دلم از زلف بتان ربط نہان میدارد ۔ وله ۔ دانۂ سبحہ کند رشتۂ زنار طلب

خط شعاعی نیست کہ از پنجۂ جنون ۔ وله ۔ گشتہ است تار زنار گریبان آفتاب

چشمم گہر اشک فشاند بعقد دوشش ۔ وله ۔ گر پیک صبا زان گل رعنا خبر آرد

از وطن آوارہ گردید از نظر افتادہ ۔ وله ۔ برق عالم سوز حسنش سوخت تا ماوائے شکیبا

لغزد چسان بکوی تو از ضعف پای دل ۔ وله ۔ باشد ہمیشہ آہ رسایم عصای دل

گر خاک شوم پاے حنا بست تو بوسم ۔ وله ۔ ور سرمہ شوم چشم سیہ مست تو بوسم

روز افزون حسن تو یا ماہ یا آزار من ۔ وله ۔ گرم تر خوی تو یا خورشید یا بازار من

آستینت پر شکن یا زلف یا پیچش نیم ۔ دست تو گوہر فشان یا ابر یا افکار من

خال مشکین طرف چشم بلا انگیز تش ۔ وله ۔ مست افتادہ سیاہی بدر میکدہ

بینش بہرد لیکہ صفا موج می زند ۔ وله ۔ نایاب گوہریست بہای زندگی

ہر دم از رنگ گل عارض آن غنچہ دہن ۔ وله ۔ بینوا گل کند اکنون بخیالم چمنی

بہار۔ سید علی مدراسی

بہار تخلص۔ سید علی نام۔ آپ سید عبد الحق مذہباً حنفی مشرباً قادری مولداً مدراسی کے فرزند ہین تیس تئیس برس کی عمر ہے۔ جوان صالح و مستعد طالب علم ہین۔ فارسی و اردو دونون مین شعر کہتے ہین۔ اوائل مین سید صادق حسین شریف مدراسی سے مشق سخن کرتے رہے۔ اور آخر مین منشی امیر احمد امیر لکھنوی کے شاگرد ہوئے صاحب دیوان ہین کلام شیرین و رنگین ہے۔

من اشعاره الہندی

نیم بسمل مرے قاتل نے مجھے چھوڑ دیا
اور آفت میں پڑا رحم کے قابل ہو کر

عکس سے آئینہ میں اوس نے بگڑ کر پوچھا
آپ ہی آئے ہو کیا بوسہ کے سائل ہو کر

سختیاں بعد فنا بھی ہی باقی ہیں بہار
سنگ میری چھاتی پہ ہاسل ہو کر

ولہ

آتی ہے بوئے محبت آج دود شمع سے
جل بجھا شاید کوئی پروانہ اس محفل میں ہے

یہ تیری نیچی نگاہیں کہہ رہی ہیں صاف صاف
مجھسے بڑھ کر وصل کا ارمان تیرے دل میں ہے

بلیغ - محمد غریب الدین فتحپوری

بلیغ تخلص - محمد غریب الدین نام فتحپوری ہسوہ کے رہنے والے ہیں - کتب عربیہ درسیہ سے فارغ التحصیل ہیں - جامع معقول و منقول ہیں - آپنے علم حدیث میں مولوی محمد شاہ صاحب محدث دہلوی سے سند پائی ہے - ذی استعداد و لائق ہیں ہر ایک علم و فن میں لیاقت و قابلیت رکھتے ہیں اور آپکے شعر گوئی میں حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی سے تلمذ ہے شعر خوب کہتے ہیں - کلام صاف و شیرین ہوتا ہے - خوش طبع و خوش خلق ہیں مدت سے حیدرآباد دکن میں وارد ہیں - معلوم نہیں کہ آپ کس محکمہ میں ملازم ہیں - آپکی عمر قیاساً پینتیس برس کی ہوگی - بارک اللہ فی عمرہ

من اشعاره

اون کی حنائی ہاتھ میں جام شراب ہے
یا جلوہ گر شفق میں فلک آفتاب ہے

یہ بات ہے جو کہتے نہیں خط کا وہ جواب
اک ایک حرف خط کا مرے لاجواب ہے

اوٹھے اگر نقاب تو باقی رہی حیا
بے پردگی بھی آپکی عین حجاب ہے

سر پر بلا نہ لائے لٹکا کے زلف کو | آنکھیں دکھائیگا جو مجھے پر عتاب ہے
مٹی تری خراب نہوگی کبھی بلیغ | تو تو نہال باغ بن بوتراب ہے

بیان خواجہ احسن اللہ دہلوی

بیان تخلص ۔ خواجہ احسن اللہ نام ۔ آپکا اصلی وطن دلی ہے ۔ آپنے عالم شباب مین علم و فضل کے حاصل کیا جسکے بعد شعرگوئی کا شوق کیا طبیعت مین موزونیت خداداد تہی ۔ موزون کرنے لگے ۔ جناب مرزا جانجانان مظہر کے شاگرد ہوئے ۔ استاد کی توجہ و اصلاح سے چند ہی روز مین درجہ کمال کو پہنچے ۔ آپکا کلام شیرین و دلاویز رنگین و شورانگیز ہوتا تہا ۔ آپ اپنے معاصرین و اقران سے بڑہ گئے ۔ خوش خلق و خوش سیرت تہے ظریف الطبع لطیف المزاج تہے یاران ہم شہر سے نہایت خوشی و خرمی سے ملتے تہے خندہ رو شگفتہ پیشانی تہے ۔ مولانا فخرالدین اورنگ آبادی کے مرید تہے ۔ مرشد کے عاشق تہے مرشد کے معتقد و مطیع تہے ۔ آخر آپ دلی سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے چند مدت تک زندہ رہے پہر آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوئے ۔

من اشعارہ

قفس مین مین رہائی کیلیئے کیا کیا نہین کرتا | تڑپتا ہون پہڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا
کہتا نہین مین عرش پہ اپنا نالہ جا پہنچ | ولہ | کانون تلک تو اوسکے نوا ہی رسا پہنچ
باتون مین آدہی نکلا یار سمی بیان | ولہ | رکہتا تہا کان تک مری فریاد کیطرف
ہوویگا ذوق حسرت دیدار مین خلل | شیرین گذر نکیجیو فرہاد کی طرف
بادہ وہ تہی کہ سمجہے تہی بلا تہی | ولہ | ظالم یہہ تیری نگاہ کیا تہی

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی | ولہ | جسطرح کٹتا روز گذر جائیگی شب بھی
بیان کون ہے اتنلک پوچھتے ہو | ولہ | تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھسے ہمنشین | ولہ | شام سے لیکے صبح تک وُہی نہین نہین ہی ہی

بندہ میر محمد میر اورنگ آبادی

بندہ تخلص - میر محمد میر نام - سید صحیح النسب شریف الحسب ہین - اصلی وطن اورنگ آباد دکن ہے - آپ فارسی و عربی مین ذی استعداد طالب علم تھے - زبان ریختہ مین نہایت نزاکت و لطافت سے کلام موزون فرماتے تھے چند مثنویان ہندی زبان مین ارباب دل کی تعریف و توصیف مین تالیف کین - لچھمی نرائن صاحب کے دوستون مین سے ہین - صاحب چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ میر صاحب ابتدا مین میر تخلص کرتے تھے جب مجھہ سے ملاقات ہوئی تو مین نے کہا کہ میر تقی یہہ تخلص آپکے ہمنام و تخلص ہند مین موجود ہین میرے نزدیک اشتراک تخلص خوب نہین آپنے میری بات قبول کی او سیروز سے بندہ تخلص فرمایا انتہی کلامہ آپ حرف گیرون کے بیان مین ایک مثنوی لکھی ہے - ہم مثنوی کے چند اشعار لکھتے ہین ہو ہذہ

مثنوی

سنو نکتہ چینون کا مجھسے بیان | کہ اون کی حقیقت ہے انپر عیان
کہیگا اگر شعر ہے خوب صاف | ولیکن وہ کہتے زراہ خلاف
کہ اس شعر مین کچھہ نہین بند و بست | ہر اک جائے پر بحر مین ہی شکست
کسی کا ہے مضمون اگر بہترین | یہہ کہتے ہین وہ سارے زراہ کین
یہ مضمون مدت سے ہیگا قدیم | کہ اسکو کہا ہے اسیر و کلیم

کسی نے اگر تازہ مضمون پڑہا
یوں کہتے ہین وہ نکتہ چین از حسد
سرو شمشاد ہو گئی حیران

شعر

کہ جس کے معانی ہے بس بے بہا
یہ مضمون کسی سے نہین ہے سند
جب چمن مین ترا خرام ہوا

بیان آقا مہدی اصفہانی

بیان تخلص - آقا مہدی نام - ابو طالب کلیم کا ہمشیرہ زادہ ہے - ہمدانی المولد اصفہانی المنشا ہے نشو و نما کے بعد اصفہان مین علوم و فنون مین استعداد وافی و مہارت کافی حاصل کی - جامع علوم و فواضل تہا - تحریر و تقریر مین بے نظیر زمین خوش مزاج و حلیم تہا ظراف الطبع و لطیف الوضع تہا تکبر و غرور سے نفور صاحب عزت غیور تہا - شاعری مین استادانہ کلام شستہ و پختہ کہتا تہا - عالمگیری زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا - دلی و لاہور آگرہ مین چند مدت تک بسر کرتا رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا اوسوقت عبداللہ قطب شاہ زندہ تہا - بادشاہ کے حضور مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا - اُسوقت گولکنڈہ دکن مین وبا کی بیماری پیدا ہوئی - اکثر خلائق اس مرض مین مبتلا ہو کر فوت ہوئے بیان بہی اسی مرض مین مبتلا ہو کر فوت ہوا - یہ واقعہ سنہ ہجری کے آخر مین واقع ہوا - صاحب نتائج الشعرا اور صاحب تذکرہ کے بیان صاحب ترجمہ کے حال مین اختلاف کرتے ہین - صاحب نتائج الشعرا کا قول فقیر مولف کے موافق ہے - اور صاحب تذکرہ بی نظیر کہتے ہین کہ بیان اولاً وطن سے کشمیر مین وارد ہوا اور وہان سے چند روز کے بعد سنہ کے آخر مین وطن کیطرف مراجعت کا ارادہ کیا

کشتی مین سوار ہوا کشتی کو آگ لگ گئی آگ و دریا مین حریق وغریق ہو گیا

من اشعارہ الفارسی

شب جنابت و دل خانقی زلف تو زیر	وله	خوب دستی آن بت بیدادگر وا کردہ است
بیابان خاک ہے گرد بہ یتمر بیست	وله	بزیر پا نگاہے مینوان کرد
خدنگت بہر غم وا میگذارد	وله	اگر در سینه ام جا میگذارد
گذشت تیر جانان را بلا کم		که پیکان را بدل وا می گذارد
ازان خاک سر را ہم بکوبت		که آنجا مدعی پا میگذارد

بیجان - لالہ جگکشن داس اورنگ آبادی

بیجان تخلص - لالہ جگکشن داس نام - آپکا وطن اورنگ آباد ہے - آپ نواب صلابت جنگ بہادر کی دار الانشا مین تہے - منشی خوش تحریر - اور خوشنویسی مین جواہر رقلم - شعرگوئی ریختہ کا فریفتہ تہا - اور شاہ سراج اورنگ آبادی کی خدمت مین کلام کی اصلاح لیتا تہا - مضامین نازک و معانی لطیف کو موزون کرتا تہا - خوش خلق نیک سیرت درویش دوست و صوفی مشرب تہا لچھمی نراین چمنستان شعرا مین نقل کرتے ہین کہ ایکروز مجہسے شاہ سراج نے نقل کی کہ جگکشن نواب صلابت جنگ کے لشکر جانے کے لئے تیار ہوکر میرے پاس رخصت کے لئے آیا اور ایک شعر تازہ جو کہا تہا پڑہا اور اصلاح کا خواہان ہوا شعر یہہ ہے

تری یاد کمر سے یون عالم مین ملگیا بیجان + کہ قالب بہی نیاوے گو کوئی اسکا کفن کہولے +

حاصل کلام رخصت ہوکر چلا گیا اتنک اسکا

بیتاو نشان نہین انتہی کلامہ ۔

من اشعارہ الہندی

نگہ کی جوت پتلی کی نین سیتی نمایان ہے ۔۔۔ اندہاری رات مین بجلی ہی چمکی ہی خدا حافظ

وله

یار ہندی ہی بہری ہاتون سی اگر ہوی طبیب ۔۔۔ نشاخ نبض دل بیمار سے مرجان ہہولے

قید مین عاشق اگر یاد کرے گلرو کو ۔۔۔ وہان کی زنجیر کے والے سے گلستان ہہولے

وله

باغ مین کرے نرگس عرض حال اگر اپنا ۔۔۔ آنکہہ کے اشارت سے تب جواب دیتا ہے

کیون نہ حاصل ہوئی خوشی غمگین ۔۔۔ دل بیجان مین جان آیا ہے

باقی ۔ راجہ گردہاری پرشا حیدرآبادی

باقی تخلص ۔ راجہ گردہاری پرشاد نام بنسی راجہ عرف ہے ۔ آپکے بزرگونکا اصلی وطن چہپرا ہوے ہے ۔ آپکے جد اعلی آصفجاہی زمانہ مین وطن سے حیدرآباد دکن مین آئے بندگان عالی سرکار نظام کی قدردانی سے خدمات جلیلہ پر مامور ہوئے ۔ ہر ایک خدمت مفوضہ کا کام دیانت داری امانت سے انجام دیتے رہے ۔ امانت و دیانت وقتاً فوقتاً آپکی بزرگون کی ترقی کا باعث ہوتی رہی ۔ آپکا خاندان ہمیشہ ترقی کے اوج پر عروج کرتا گیا ۔ روز بروز عزت و آبرو بڑہتی گئی ۔ فی الحال زمانہ کے امتداد سے اور خاندانی سلسلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی پانچ یا چہہ پشتین گذرین ہین ۔ برابر آپکے بزرگ مسلسل طور پر اس ریاست مین معزز و مکرم رہے ہین ۔

آپکی ولادت باسعادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی ۔ نشو و نما بہی یہین کی آب و ہوا مین ہوا ابتدائے تعلیم و تربیت کے بعد آپنے شروع شباب مین علماء حیدرآباد سے کتب درسیہ

فارسیہ کی تحصیل کی۔ اور عربی مین مختصرات نحو و صرف کو حاصل کین۔ انشا پردازی و عبارت نویسی مین منشی بیدل ہوئے۔ فن حساب و سیاق مین جو آپکا موروثی ہی محاسب بے مثل ہوئے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی موجزن۔ اور طبیعت مین شوخی و حیا کی شعلہ زن تھی۔ مزاج مین جولانی اور دماغ مین سنجیدگی کا جوش۔ اور قوت ناطقہ مین تازگی اور خیال مین نازک خیالی کا خروش تھا۔ طرفہ یہہ ہے کہ شباب کا عالم ہر رگ و ریشہ تازہ دم تھا ایسے زمانہ رشک بہار مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ تلاش مضامین کا ذوق ہویدا ہوا۔ آپنے اکثر استادون کے دواوین فارسی و اردو جمع کئے۔ اور ہر ایک دیوان کو ابتدا سے انتہا تک خوض غور و فکر سے ملاحظہ کیا۔ مواد و اسباب ہر قسم کا حافظہ کے خزانہ مین موجود تھا۔ دواوین کا دیکھنا کیا تھا کہ آپ دیوانہ و مستانہ نکلے۔ جوش دل سے تازہ تازہ مضامین شگفتہ شگفتہ معانی کے ساتھہ موزون کرنے لگے۔ سننے والون کو آپکے کلام سے حیرت ہوتی تھی۔ اور اکثر اوقات تعجب سے عالم سکتہ مین محو ہوتے تھے۔ آپکا کلام دونون زبانون مین نہایت ہی شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ ہر ایک شعر لطافت و نزاکت مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ حضرت شمس الدین فیض کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

ہے فیض صاحب سے یہ ستنا ۔۔۔ دکن سے جا مین کیون ہندوستان ہم

آپ بظاہر امیر مگر بباطن فقیر ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ آپکا کلام ہمارے اس قول کی تصدیق کا مخبر ہے۔ اکثر آپکا کلام صوفیانہ ہوتا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے توحید و وحدت عیان ہے۔ ہر ایک فقرہ و کلمہ سے انا الحق کی کیفیت نمایان ہے آپکے صوفیانہ کلام سے صوفیائے کرام کو وجد و حال آتا ہے۔ آپکی رباعیات مین بھی کیفیت ہے

غزلیات مین عاشقانہ جوش و خروش ہے کہین خط و خال کی تعریف ہے۔ کہین سراپائے حسن و جمال کی توصیف ہے۔ کہین شکایت فراق ہے کہین لذت وصال ہے۔
اور آپ کے قصائد مدحیہ کا اور ہی رنگ ہے کہین ممدوح کی سیرت و صورت کی بہار ہے کہین شجاعت و سخاوت کا گلزار ہے۔ کہین مضامین واقعہ کا مرقع۔ کہین لطافت و نزاکت کا تماشا دکھایا ہے۔ غرضکہ آپ جامع الکمال ہین۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع ہین سلیم المزاج و حلیم الخصال ہین۔ آپکی عمر قریب ستر برس کی ہوگی۔ ماشاء اللہ چشم بددور روشن دل تازہ دماغ ہین۔ ابھی تک طبیعت مین جوانی کا ولولہ ترقی کا حوصلہ موجود ہے حسن اتفاق و اشفاق مین شہرۂ آفاق ہین۔ آپکو خلائق کے ساتھہ کیا خاص کیا عام اتفاق ہے۔ پیشتر بندگان عالی متعالی حضور پرنور کی قربت۔ رات دن مورد عنایت و مرحمت تھے۔ بعد ازان نظم جمعیت مین عہدۂ جلیلۂ سر رشتہ داری پر مامور ہوئے صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ کلیات بابا باقی۔ انوار التاریخ۔ دیوان تقاضائی قصائد باقی۔ سیاق باقی۔ ہدایت العروض۔ آئینہ سخن وغیرہ مین
آخر آپنے سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

شبے اے ترک ارباب طرب بر روے ما بکشا	کلاہ از سر بنہ بنشین کمر وا کن قبا بکشا
بہ بستان نرگس شہلا بہ شوخی دیدہ می بازد	تو نیز از خواب شب بیدار چشم سرمہ سا بکشا
بسر اے صیاد رحمی کن بہار آمد رہائی دہ	چنین باب قفس تا بند داری تا کجا بکشا
بیا و بادہ دہ بہ خمارم تا کجا داری	در میخانہ اے پیر مغان بہر خدا بکشا
نگردد سیر ام از شیشہ و ساغر تو اے ساقی	سر طل و سبو وا کن خم سر بستہ را بکشا

به محشر تا حساب دیگران را فرصتی باشد | تو باقی دفتر آوارهٔ خود را جدا بگشا
نبازان زلف بربند و کاکل از ادا بگشا | بآن بست و گشاد این خاطر وابسته را بگشا
همه فانیست الا آخر زبان در بحث لا بگشا | بجز او کیست باقی چشم عبرت انتما بگشا
به بند از نقش چشم صنعت نقاش را منگر | مکن صورت پرستی دیدهٔ معنی نما بگشا
تماشای دو عالم دیدنی دارد چو آئینه | بهبین از پای تا سر دیدهٔ حیرت نما بگشا

من اشعاره الہندی

جلوہ فرما جو کبھی وہ مہ انور ہوتا | شرف منزل خورشید میرا گھر ہوتا
بلبل آتش نفس ہوں شرر کیا ضیا کا | شعلہ آواز ہے یہ کون قفس فولاد کا
ولہ
ملے گا خضر کو اپنا پتا کب | رواں ہیں صورت ریگ رواں ہم
ولہ
آگ دیتا ہوں جگر کو دل سے | حق ہمسایہ ادا کرتا ہوں
ولہ
شور گریہ سے زمانہ کی ہوا بدلی ہے | ہر گل دیدۂ تر ابر سے کیا بدلی ہے
ایک گل میں بھی نہیں بوئے وفا اے بلبل | اندنوں گلشن عالم کی ہوا بدلی ہے

ردیف بائے فارسی

پروانہ۔ شاہ ضیاء الدین برہانپوری

پروانہ تخلص۔ شاہ ضیاء الدین نام آپکا مسقط الراس دار السرور برہانپور ہے اور آپکے بزرگان سلف اورنگ آباد آئے اور سکونت پذیر ہوئے۔ آپ بھی بزرگان سلف کے ساتھ ایام طفلگی میں آئے۔ اور اسی شہر میں نشو و نما پایا۔ اور سن شعور کو پہنچکے کتب درسیہ متداولہ اساتذہ کرام سے حاصل کیں۔ اور شعر و شاعری میں حضرت آزاد بلگرامی سے

اصلاح لیتے رہے۔ آزاد کی اصلاح سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ چنانچہ میر کی خدمت میں اپنی نیازمندی کا اظہار کرتا ہے ؎

بتست اے نسیم صبح عرض مطلبی دارم — رسانی حضرت آزاد را از من زمین بوسی را

پروانہ صوفی مشرب فقیر دوست تھا۔ شاہ سراج الدین اورنگ آبادی کا مرید و خلیفہ تھا تا زندگی پیر اورنگ آباد میں قیام پذیر رہا۔ پیر کی رحلت کے بعد سیر و سیاحت کا عزم کیا پیر و مرشد کی قبر و مکان کی عمدہ تعمیر کی۔ تعمیر کے بعد بیدر گیا۔ اور وہاں اپنے لئے ایک تکیہ تعمیر کیا۔ وہاں کے حکام و اعزہ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ گل رعنا کا مؤلف لکھتا ہے ایک زمانہ میں ہم دوستان موافق یعنی میر اولاد محمد ذکا و میر عبد القادر مہربان و میرزا عطا ضیا۔ و شاہ پروانہ صاحب ترجمہ وغیرہم کا مجمع ہوتا تھا۔ باہم حسن صحبت و اخلاق سے لطف و حظ حاصل ہوتا تھا۔ شعر و شاعری کا مذاکرہ و مباحثہ رہتا تھا انتہی کلامہ۔ پروانہ صاحب ترجمہ ہندی فارسی دونوں زبانوں میں کلام موزوں کرتا تھا۔ لیکن شعر گوئی ہندی کیطرف زیادہ مائل تھا۔ کبھی کبھی اعزہ و احباب کی خواہش سے فارسی بھی موزوں کرتا تھا۔ دونوں زبانوں میں آپکا کلام رنگین و خوش ادا ہے آپ ۱۱۵۰ھ ہجری میں بطور سیاحت بیدر میں رونق افزا ہوئے تھے۔ بہ مقتضائے آب و ہوائے خوش چند مدت تک وہاں سکونت پذیر رہے۔ اس سکونت کی وجہ سے بعض نے آپکو احمد نگری اور بعض نے بیدری لکھا۔ واقع میں آپ مولد اور نشو و نما کی وجہ سے اورنگ آبادی تھے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکا سنہ وفات نہیں لکھا۔ لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۱۹۰ھ ہجری میں رحلت کی۔ والعلم عند اللہ

من اشعاره الفارسی

در جناب حق ز سرتا پا تولائیم ما
بر سر غیر خدا تیغ تبرائیم ما

کی شناسد هستی ما چشم پوچ حباب
در نظرها قطره‌ایم و عین دریائیم ما

وله
در میان ما حجابی نیست جز پیدا ما
آئینه شد حد فاصل شاهد و مشهود ما

وله
کرمی نهد بجز عشاق قدر کم نگاهی را
تغافلهای صیاد است دام مرغ ماهی را

بدست خنجر و در دست دیگر تیغ می آید
خدا حافظ دل خود داده ام طفل سپاهی را

بمن پروانه دیروز حرم این حرف میگوید
که در هر شمع دیدم شعلهٔ نور الهی را

وله
روز عید از دست خود بود قربانی مرا
خلعت بسیار رنگین کرد ارزانی مرا

رنگ دامن کرد رسوا قاتل بیرحم را
آه گشت از خون خود حاصل پشیمانی مرا

وله
چه سخت سینه زار دهر که می آید سوار هائش را
بمن هم لطف کن یا رب بصد برگ پایش را

وله
اگر به بود بدل اینچنین که تخلص شد تقیین
پروبال سوخته را ببین بطواف شمع لگن درا

وله
انحرافی از هوا دارد مزاج عندلیب
می توان از قرص گل کردن علاج عندلیب

وله
کیست از سلسله جنبان که گرفتار تو نیست
نیست در مصر عزیزی که خریدار تو نیست

وله
من بهم دل بنگاری که وفائی دارد
باز ده آئینهٔ من که ز من کار تو نیست

دوش پروانه با شمع خود آرائی گفت
که بجز من سببی گرمی بازار تو نیست

وله
ندارد بر کف ساقی این پیاله عبث
نکرده ایم باو نقد جان حوالهٔ عبث

وله
پای من وقت خزان گشت بدامان محتاج
فصل گل دست جنون شد بگریبان محتاج

وله
نه از تراوش می وش شور قلقل بود
گر خواند شیشه او را خوان دعای قدح

وله
ز شمع گریه پروانه نماند خاکستر
آب چشم صراحی نچکاند پای قدح

وله
هست در بستان اگر صحن و در و دیوار سرخ
در بیابان از کف پایم بود هر خار سرخ

چون شمع مرا شعلهٔ آتش بسر افتاد
زند دم بوالهوس بر زخم از روی نادانی
ز شوخی بسکه داری در دل من آمد و رفتی
دید چون نقش مرا پرسید این مقتول کیست
غنچه‌سان خوابیده گان را کیسهٔ زر می‌نهند
فغانم غفلت آسودگان خاک برهم زد
نمی‌ماند ز رفتن شمع گر آتش بسر بارد
خیالت در دل تنگم بر آنکس بد می‌گوید
تا حال دل خود بدلارام نویسم
خدا برون آورد از گلدام آزادم نکرد
با زبان تیر خواهم گفت حرف را جواب
جز دل آگه خدا را نمی‌توانی یافتن
هر بلبلے کز زاغ شود هم‌نوائے او
کی کند با سرو یا در گل بستان خیال
لاله و سنبل نگر در کوه و صحرا کرد گل
خیال روئے تو از دل نمی‌شود زائل
سوختن در محفل عشاق چون سر کرد شمع
موسم خط در بساط زلف و یکدل نماند
جان داد و در رهش دل امیدوار حیف

ولہ
تا قدم سوخته در چشم تر افتاد
ولہ
چو شمع گشته از سوز درونم دود برخیزد
غبارے کز تو بر خاطر نشیند زود برخیزد
ولہ
دیده و دانسته میدانم تجاهل می‌کند
ولہ
هوشیاران را چو شبنم دیدهٔ تر می‌دهند
ولہ
دل بیتاب الله الهی چنین باشد
رشته سالکے او را جان آگهی چنین باشد
که تاریکی چنین یوسف چنین جاهی چنین باشد
ولہ
اے اشک می‌باش مشو دشمن کاغذ
ولہ
مرغ دست آموز تمکین نشسته بر بامم هنوز
ولہ
بوالهوس از جوهر شمشیر عریانم مپرس
ولہ
قبله گر میجوئی از قبله نما غافل مباش
باشد با و چو غنچه خموشی هزار فرض
گر کند قدمی بان سرو خرامان اختلاط
دست سر دیوانه دارد با گریبان اختلاط
بر رنگ آتش خار است در وطن محفوظ
دیده را اول ز اشک آتشین تر کرد شمع
کهنه دولتمند یارب نعوذ پریشان شد دریغ
آن طفل نے سوار نیامد هزار حیف

وله
یکروز ہم نگر و گذار ان سیاہ چشم
چشم سفید شد برہ انتظار حیف

وله
ریخت ہر شب شورہا در دیدۂ لیلی نمک
گرد پیدا در جہان یا رب جنون ما نمک

وله
در بیع گاہ یار بہ یک جو نمیخرند
آرد اگرچہ یوسف مصری ہزار دل

وله
بیاد سرو دلجوی قیامتہا کردم
چو قمری مشت خاک خویش را اندر ہوا کردم
بگوش گل رسان پیغام دردآلود مشتاقان
بہ پیشت عرض احوال خود ای باد صبا کردم

وله
نقش تصویرم سراپا انتظار کیستم
کیست داند تا مرا جز خود دو چار کیستم

وله
ہمین کہ فال شہادت گذشت در دل من
رسید خنجر بران بدست قاتل من
عشقبازان دیدہ ہا سازند پا انداز او
رخصت تشریف فرمودن دہد گر ناز او
زکات بود فرض برجت امشب
کہ ماہ حسن رخت صاحب نصاب شدہ
باواز حزین در کوی او میگفت مایوسی
زنم بر سنگ سر تا چند مالم دست افسوسے

پناہ۔ محمد پناہ اورنگ آبادی

پناہ تخلص۔ محمد پناہ نام۔ اورنگ آبادی الاصل ہے۔ لچھمی نرائن شفیق کے رفیقون مین سے تہا۔ شاعر خوش سلیقہ تہا۔ فارسی و ہندی دونو زبانون مین موزون کرتا تہا کلام پاکیزہ و صاف ہے جو کچھ کہتا ہے خوب کہتا ہے۔ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین زندہ تہا۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔

من اشعار الہندی

تری دو زلف سیہ کی قسم ہے ای دلبر
علاج جلد مرا کر لڑا ہے کالا ناگ
حسن کے دریا مین تیری حلقۂ در کی قسم
ماہی دل کو مری یہہ زلف جالا ہو گیا

پنچھی نجم الدین بلگرامی نزیل حیدرآبادی

پنچھی تخلص - نجم الدین نام - سادات بلگرام سے ہے - پیشتر عاجز تخلص کرتا تہا - عارف الدینخان عاجز کا شہرہ سنکر بجائے عاجز پنچھی تخلص اختیار کیا - سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا محلہ حسینی علم حیدرآباد کے قریب سکونت اختیار کی - قناعت و توکل مین زندگی بسر کرتا تہا - مستغنی المزاج تہا کسی امیر فقیر سے کچھ غرض و واسطہ نہین رکھتا تہا پنچھی نرائن لکھتے ہین کہ مین سنہ ۱۱۸ مین میان پنچھی سے حیدرآباد مین ملا خوش مزاج و خوش خلق پایا - مجھہ سے نہایت محبت سے ملے - طرفین مین خوشی حاصل ہوئی - اور مجکو اپنے چند اجزا جنمین آپکے اشعار طبعزاد مرقوم تہے عنایت کئے - ہم آپکے چند اشعار آبدار چمنستان شعرا سے نقل کرتے ہین -

جناب نجم الدین صاحب نے حیدرآباد مین بلگرام کی براق کی نقل یہان حسینی علم کے قریب قائم کی - ابتک ہر سال ماہ محرم مین وہ براق قائم ہوتی ہے - اکثر اہل دکن نیاز گل و چراغ چڑہاتے ہین - شہر مین آپکے نام پر مشہور ہے - لوگ پنچھی کی براق سے نامزد کرتے ہین - یہہ خاص میری تحقیق ہے - اسکو کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے نہین لکھا آپ سنہ ۱۲ ہجری کے قریب اسی شہر مین فوت ہوئے -

من اشعارہ الہندی

کفر و اسلام کی کچھہ بات نہ پوچھو ہمین
دربدر نالہ و فریاد کیا ہم ہر چند
اسقدر نادان نہین ہو مین کہ دل یا تو نہین دون

بت عیار کو ہم اپنا خدا کہتے ہین
یہہ کبھون نے نہین پوچھا کہ یہ کیا کہتے ہین
عمر گذری ہے تجھے تمہین عیارون کے بیچ

ابرو کمان چڑھا کے کھینچتے ہو تا گری	ولہ	جی تو لیا ہمارا اب کیا کروگے لڑکے
شاید کہ آج آوے تجھی تیرا تماشا		بیٹھے ہے آنکھ ہر دم دلکو لگے ہے دھڑکے
صنم بتا تو خدائیکا تجھکو کیا نہوا	ولہ	ہزار شکر کہ تو بت ہوا خدا نہوا
کہان آتا ہے رحم اسکو ستم کا جو مزا جانے	ولہ	مری کوئی بلا جانے صیاد ظالم کی بلا جانے
چھپی نہین ہے حقیقت داغ دل میرے گلشن مین		وہ لالہ جانتا ہی باغبان جانے صبا جانے
تبنگ آیا ہے ایسی قید کے جینے سے جی میرا		قفس مین کب تلک قسمت ہماری ہے خدا جانے
قیامت ہے ترا گھونگٹ کے اوٹو نمین لٹک جانا	ولہ	بلا انکھیان سوا انکھیان سے کرانہنسکر مٹک جانا
نئی تم سے چلی ہے نازکی یہہ طرح دنیا مین		کہ دکھلا دو رہے جھلکے نملنا اور ٹھٹک جانا

حرف التاء

تجلی۔ محمد حسین کاشی

تجلی تخلص۔ محمد حسین نام۔ کاشانی المولد ہے۔ استعداد ضروری حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق ہوا سخن سنجی و نکتہ پردازی مین عدیم المثال تہا۔ طبیعت مین بلند پروازی تہی مضامین نگین و معانی دلنشین کی شیرازہ بندی کرتا تہا آپکے کلام سے نزاکت نمایان ہے ہر فقرہ سے لطافت عیان ہے۔ وطن مالوفہ سے ہندمین وارد ہو کر گجرات مین سکونت اختیار کی مولانا نظیری کا معاصر تہا مشاعرہ مین مولانا کے ساتہہ ہمطرح ہوتا تہا۔ بطور سیاحت حیدرآباد دکن مین بہی آیا تہا اور قطب شاہیہ سلاطین سے انعام و اکرام پاکر پہر دکن سے گجرات مین مراجعت کی آخر سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین فوت ہوا خاک گجرات مین مدفون ہوا۔

من اشعارہ

بر جائے خدنگ تو دہد بوسہ شادی | وله | صید تو کہ آرد بسوئے زخم دہن را

تو کشتی بادہ و تجلی آہ | وله | آتش آنجا بلند و دود اینجا

چہ شد کہ رخ ننمودی درین ملال بری | وله | کہ روئے بستہ حریفان زنند قافلہ ہا

دمی در بزم تو خواہ این خون خالی نخواہد شد | " | اگر ساغر کند دوران پس از مردن گل ما را

بہ فریاد شہیدان نے چراغ و نے گلے | " | ہر طرف پروانہ در طوف ست و ہر سو بلبلے

تابع خلیفہ اسد اللہ تتوی نزیل برہانپوری

تابع تخلص - خلیفہ اسد اللہ نام - آپکا اصلی وطن تتہ سندہ ہے - وہاں سے شہر برہانپور میں آکے مدت تک مشغول رہے - پھر وہاں سے بندر سورت میں پہنچے علی نواز خان جو سورت کے متصدی تھے اُن کے مصاحب ہوئے - تا مرگ معز الیہ کی خدمت میں زندگی بسر کرتے تھے - آخر سورت میں سنہ ۱۱۹۵ ہجری میں فوت ہوئے - شعر گوئی کے عاشق و شائق تھے - کبھی کبھی موزون کرتے تھے - دو شعر آپکے طبع زاد ہمکو تذکرہ مردم دیدہ سے ملے ہیں لکھے جاتے ہیں ؎

رہ سفر وصل تو تا سر نشود ای دوست | پیش از قدمم در رہ شوقت سرم افتاد

ای دل تو بپرواز برمن یکدو قدم پیش | راہی بسر کوچہ آن دلبرم افتاد

تسلیم محمد قلی برہانپوری

تسلیم تخلص - محمد قلی نام - برہانپوری المولد ہے - آپکے بزرگ ہمدانی الاصل تھے - آپ صوفی المشرب حنفی المذہب تھے - گوشہ نشین و تارک دنیا تھے زندگی آزادانہ گذارتے تھے

توکل وقناعت کا سہارا تہا۔ رات دن زبان پر صبر وشکر کا نعرہ تہا۔ جوش محبت وعشق الٰہی مین جگر پارہ پارہ تہا۔ دل شیفتہ مجنون کی طرح جنگل وصحرا مین آوارہ تہا۔ نواب منور خان خویشگی المتوفی سنہ ۱۱۵۶ ہجری آپ کے معتقد تہے ہمیشہ آپکی خبرگیری کرتے تہے تسلیم نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین زندہ تہے۔ نواب شہید کی شہادت کے بعد برہانپور مین فوت ہوئے۔ تقریبا سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین وفات واقع ہوئی۔

سخنوری وسخن گوئی مین لائق تہے ہمعصرون مین فائق تہے۔ ذی علم وفہم تہے۔ آپکے اشعار دلکش ودلاویز۔ شورانگیز وشکر ریز ہین۔ صاحب دیوان تہے آپنے ایک مثنوی ایک لڑکے برہمن زاد کی تعریف مین لکہی تہی ہم اشعار کے ساتہہ مثنوی کے بہی چند شعر گذارش کرتے ہین تاکہ ناظرین محظوظ ہووین۔

من اشعارہ

فکر خود در فکر بالای تو عالی کردہ ام — زان کمر باریکتہ نازک خیالی کردہ ام

درفراقت نیست غیر از سرگرانی با نسیم — داغ پہلوی تو گلہای نہالی کردہ ام

این غزل را مصرع نواب برکرسی نشاند — من بقدر رم درین صحرا غزالی کردہ ام

حرف حرفم خوش نگاہا برزند ناخن بدل — بسکہ تعریف بروی لالی کردہ ام

من المثنوی

کہ رساند بگوشش صاحب رام — وحشئی تازہ از نظارہ بدم

دل من مہر نقش روی تو بست — گو بگو بندہ آفتاب پرست

ولہ

شعلۂ سرزدہ تسلیم زدل حرف کلیم — می کشد خار درین بادیہ دامان زمن

نواب نورالدین خان بہادر فوجدار سیاکول نے ایک عرضی نواب ناصر جنگ

شہید کی خدمت مین لکہی عرضی مین جوش شوق ملازمت ظاہر کیا ہے۔ اور عنوان نامہ پر
یہہ ایک بیت تہی ؎

ہردم از شوق آستان بوسی ۔۔۔ میشوم محو بیقرار یہا

جس زمانہ مین نواب صوفی کے پاس عرضی آئی آپ سوقت نواب شہید کے مہمان تہے۔ آپنے
بہی اسی بیت کی طرح مین غزل لکہی۔ غزل یہہ ہے ؎

چہ نگارم بر بیقراریہا ۔۔۔ بیقرارم با نتظار یہا
چہ گلہ از تغافل یارست ۔۔۔ چون ز خود نیست چشم پاریہا
سوخت گز بہر شمع پروانہ ۔۔۔ شمع را بہر کیست زاریہا

تجلی۔ شاہ تجلی علی حیدرآبادی

تجلی تخلص۔ شاہ تجلی علی نام۔ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپنے نشو ونما کے بعد عالم شباب مین علماء حیدرآباد سے کتب رسیہ عربی وفارسی تحصیل کین مستعد ولائق ہوئے۔ تحریر وتقریر مین فائق شمار کئے گئے۔ شہر مین سب لوگ کیا عام کیا خاص آپکی تعظیم وتوقیر کرتے تہے۔ جامع علوم وفنون تہے۔ فن زرگری وآہنگری ونجاری مین ہوشیار تہے۔ اور ان فنون مین عمدہ قدرت رکہتے تہے اور تصویر کشی مین مصور بےمثل تہے۔ آپکے ہات کی قلمی تصویر اسطرح صاف شفاف ہوتی تہی کہ ناظرین کو عکسی معلوم ہوتی تہی ذرہ برابر بہی فرق نہین ہوتا تہا۔ آپنے نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی تصویر خاکہ پر برابر قد مبارک کہینچی تہی۔ اور جواہر قیمتی جو بندگا نعالی سے عنایت ہوے تہے آسپر مزین کئے۔ اور اقسام اقسام کے رنگون اور طرح طرح کی بیل بوٹون سے اسکو سجایا

تیار ہونیکے بعد حضور پرنور مین پیش ہوئی۔ بندگانعالی و اہل دربار نے پسند فرمایا آپکو پانچہزار روپئے انعام ملا۔ آپ فن خطاطی مین بہی اُستاد کامل تہے۔ انواع انواع کے خطوط لکہتے تہے۔ آپنے اس فن مین حضرت شاہ معین تجلی قدس سرہ ایرانی سے جو شہر حیدرآباد مین نزیل تہے کمال حاصل کیا۔ اور آپ درویشی مین شاہ صاحب موصوف کے مرید خلیفہ تہے۔ حسن ارادت کی بدولت درجۂ کمال کو پہنچے تہے۔ آپکے مرشد اسی شہر مین فوت ہوئے۔ اولاً آپکو بیرون دروازۂ علی آباد مدفون کیا۔ آپ نے چار مہینہ کے بعد محمد جلیل اللہ خان کو جو آپکے مرید خاص اور بندگان عالی حضور آصفجاہ ثانی کے اُستاد زادے تہے خواب مین کہہ دیا کہ مجھکو غصبی زمین سے نکالو دوسرے مقام مین دفن کرو خانموصوف اُسیوقت قریب نصف شب سو دو سو ملازم سپاہیان ہمراہ لیکر قبر پر حاضر ہوئے اور قبر کو کہولا سب نے دیکہا کہ نعش مبارک مع کفن بجنسہ موجود ہے۔ سڑہی نہ گلی۔ گویا آج ہی کی میت تازہ ہے۔ اُسیوقت نعش کو پلنگ پر ڈالکر اپنے دولتخانہ پر جو یاقوت پورہ مین تہا لیگئے اور اپنے خاص باغ مین مدفون کیا۔

آپ شعرگوئی و تاریخ دانی مین عدیم المثال تہے۔ صاحب تالیف و تصنیف تہے۔ فارسی مین ناظم و ناثر کامل تہے۔ اہل زبان کے ساتہہ فارسی مین اسطرح مکالمہ کرتے تہے کہ اہل زبان آپکی تقریر و لہجہ کو دیکہکر کہتے تہے کہ یہہ شخص ہندی نژاد نہین ہے ضرور فارسی الاصل ہوگا خوش گفتار و خوش کردار تہے۔ ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ کے سامنے کسر نفسی سے جہکے جاتے تہے۔ نہایت عاجزی و خاکساری سے ملتے تہے۔ شاعری مین خوش مذاق و ظریف تہے تازہ تازہ مضامین کو بیان کے سانچے مین ڈہالتے تہے۔ معانی رنگین و شیرین بیانی کا فوٹو کہینچتے تہے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے تہے۔ کلام سے لطافت

ونزاکت ٹپکتی تھی۔ سامعین لذت وحلاوت پاتے تھے۔ ہم آپکے کلام سے ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

آپ کو بسبب جامع الفنون و العلوم ہونیکی وجہ سے حضور پرنور آصفجاہ ثانی۔ و اعظم الامرا ارسطوجاہ و نواب شمس الامرا بہادر ہر وقت یاد فرماتے تھے۔ آپنے روزانہ اوقات تقسیم کردئے تھے۔ ہر ایک مقام مین وقت معینہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور آپکو ہزارہا روپئے اور خلعتین عنایت کرتے تھے۔ آپ حقیقت مین فقیر امیر تھے آپنے "تزک آصفیہ" تالیف کرکے اعظم الامرا ارسطوجاہ کے توسل سے بندگان عالی آصفجاہ ثانی کی خدمت مین پیش کی حضور کے پسند ہوئی۔ ارسطوجاہ نے امرا ریاست سے نقد پچاس ہزار روپیہ لوایا اور حضرت بندگان عالی شاہ تجلی کی لڑکی کی شادی مین اون کے مکان پر رونق افزا ہوئے اُسروز پچاس ہزار روپیہ کا سلوک فرمایا گویا یہ صلہ تزک آصفیہ کا تھا۔ راجہ راجندر رگہوتم راو پیشکار سرکار عالی نے تزک آصفیہ کو با تصویر نستعلیق خط مین لکھوایا۔ اور اُسکی جداول طلائی۔ اور رنگ آمیزی تصاویر مین تین ہزار روپئے خرچ کئے۔ تیاری کے بعد حضوری کتبخانہ مین داخل کیگئی صاحب گلزار آصفی لکھتا ہے کہ اتبک حضوری کتبخانہ مین موجود ہے۔ صاحب گلزار آصفی بزمانہ حضرت بندگانعالی ناصرالدولہ مرحوم زندہ تہا سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین کتاب کو تالیف کیا۔ مین یقین کرتا ہون کہ فی الحال بہی حضوری کتبخانہ مین نسخہ مذکورہ موجود ہوگا مدارالملک گہاسی میان شاہ تجلی علی سے بہت محبت و اتحاد رکھتے تھے۔ شاہصاحب کے ساتھہ عزیزانہ و برادرانہ سلوک کرتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا باہم یکدگر قرابتدار قریبہ ہین۔ واہ رے حسن محبت و اتفاق۔ فی زمانا باپ بیٹون مین محبت و اخلاص عجیب معلوم ہوتا ہے یہی بدبختی و پہٹکار ہے کہ ہم ذلیل و خوار ہین۔

شاہ تجلی آخر سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
آپکے خلف الصدق مرزا محمد متخلص بمرزا یادگار تھے۔ مرحوم الیہ بہر مومن کے
دائرہ مین مدفون ہوئے۔

من نتائج طبعہ

تاریخ فیروزی سریرنگ پٹن

مشیر الملک از تائید حیدر — باسم اعظم و عقل ارسطو
بہمراہ سکندر جاہ غازی — روان شد از پئے تنبیہ بدخو
خرد تاریخ این سال نکو گفت — بدست آمد سرنگ پٹن و ٹیپو

وله

شاہ دین پرور سلیمان حشمت و آصف لقب — ماہ اوج سلطنت عالی نسب والا حسب
چشمہ امید جہان روشن ز گرد راہ او — یک نگاہ فیض عامش جاہ و عزت را سبب
میتو و غلطان بچون لعل گران از اشک او — گر گہر پاشی کند وقت تکلم از دو لب
خاک راہ در نگہش در بوتۂ چشم ہوس — می سزد گر میکند فغفور چین کسب ادب
سینہ میگرد در اندوہ دو اگر ز نشاط — میکشاید ہر کہ پیش باب او دست طلب
بہر دفع چشم حاسد میکند ورد دعا — انس و جان صبح و مسا و ہم ملک در روز و شب

حرف ثالث مثلثہ

ثاقب۔ محمد احسان اسد خان بدایونی

ثاقب تخلص۔ محمد احسان اسد خان نام۔ مولوی نصر اسد خان بہادر صدر الصدور
آگرہ کے فرزند ہین۔ آپکا اصلی وطن بدایون ہے۔ آپنے عربی فارسی وانگریزی مدارس

انگریزی مین تحصیل کی۔ مدراس کے سندیافتہ ہین فہیم وذہین ہین۔ موزون الطبع وخوش فکر ہین۔ شعرگوئی شروع کی متفرق استادون سے مشق کرتے رہے۔ اولاً حافظ خان محمد خان نزیل بہوپال سے۔ ثانیاً محمد محسن کاکوروی سے۔ ثالثاً مولوی فضل رب عرشی نزیل حیدرآباد سے اصلاح لیتے رہے۔ اوستادون کی توجہ سے شاعر بنگئے۔ کلام پاکیزہ وشایستہ ہوتاہے۔ فارسی اردو دونون زبان مین کہتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

ہشدار اے سپہر کہ شست کمان من
دردا کہ نماندہ است درو جز نفسے چند
زد دست کہ جا گرم کنم بر سر شاخش
ناصح چہ زاہد کہ وسکے آمد و سکے رفت

ولہ

تیر فغان و ناوک آہ رسا گرفت
بشنو لب کشتۂ خود ملتمسے چند
الحمد للہ کہ شکستم قفسے چند
ما را چہ چیز ازین گاوخسے چند

من اشعارہ الہندی

تیری نمود ہے کف ہر ذرہ سے عیان
اک لطف ہے شرابہے ساقی ہی شوخ وشنگ

جلوہ ہے تیرا ہر رگ سنگ وشرار مین
ناقب سا ہمنشین ہے روز بہار مین

حرف الجیم

جانی۔ میرزا جانی ترخانی

جانی تخلص۔ میرزا جانی نام۔ ساکن بہکر ہے۔ قبیلہ ترخانیان سے تہا۔ اُسکا جد میرزا عیسی ترخان المتوفی سنہ ۹۷۵ ہجری بہکر من اعمال سندہ کا بادشاہ تہا۔ اُسکے بعد محمد باقی میرزا پدر میرزا جانی قائم مقام ہوا۔ اور اکبر بادشاہ کا تابع تہا۔ ہمیشہ فیمابین

سلطان محمود بھکری بادشاہ سابق و محمد باقی میرزا کبھی جنگ کبھی صلح کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آخر ۹۸۲ھ ہجری میں اکبر بادشاہ نے محب علیخان کو بھکر کی تسخیر کیلئے بھیجا۔ انہیں ایام میں سلطان محمود بھکری فوت ہوا۔ اور بھکر اکبری تصرف میں آیا۔ اور بعدازان محمد باقی بھی ۹۹۳ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اور میرزا جانی صاحب ٹھٹھہ باپ کی جگہ قائم ہوا۔ اور حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اکبر بادشاہ نے خانخانان عبدالرحیم کو ٹھٹھہ کی تسخیر کے لئے ۹۹۹ھ ہجری میں روانہ کیا۔ اول میرزا جانی اکبر سے خلاف کرتا رہا۔ اور مقابلہ کے لئے مستعد و قائم رہتا تھا۔ آخر عاجز ہوا۔ اور خانخانان سے ملاقات کی اور ۱۰۰۱ھ ہجری میں خانخانان کے ہمراہ درگاہ اکبری میں حاضر ہوا۔ اور امرائے زمرہ میں شریک ہوا۔ اکبر نے ٹھٹھہ کو اسکی جاگیر میں مقرر کیا۔ انہیں ایام میں بادشاہ اسیر کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا میرزا جانی بھی ہمرکاب برہانپور میں آیا۔ اور وہاں ۱۰۰۸ھ ہجری میں فوت ہوا۔ تاریخ طاہری[1] میں لکھا ہے کہ بہادرپورہ میں فوت ہوا اور وہیں دفن کیا گیا۔ موزون الطبع تھا۔ شعرگوئی کرتا تھا۔

من کلامہ

عشقی خواہم کہ از خودی پاک کند   آب مژہ گرد رہ نمناک کند
پائے کہ بیابان اجل را سپرد   دستی کہ گریبان ہوس چاک کند

جرأت۔ میر محمد ہاشم

جرأت تخلص۔ میر محمد ہاشم نام۔ موسوی خان خطاب۔ اورنگ آبادی المولد ہیں آپکے نسب کا سلسلہ بیس واسطہ سے امام ہفتم سے ملتا ہے۔ ابتدا میں آپکے جد سید علی

[1] تاریخ طاہری ۱۲

زمین گیلان سے ہند مین وارد ہوئے۔ اور آپکے والد میر محمد شفیع بھی ہمراہ تھے۔
علوم و فنون مین مہارت کامل رکھتے تھے۔ عالمگیری زمانہ تھا علم و فضل کا بازار گرم تھا
جد و والد بادشاہی ملازم ہوئے۔ بکشش آب و دانہ اورنگ آباد متعین ہوئے۔ اور اس
شہر مین سکونت اختیار کر لی سنہ ۱۰۸۸ ہجری مین موسوی خان پیدا ہوئے۔ والد کے
سایۂ مرحمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد امیر الامرا حسین علیخان
بارہہ کی ملازمت مین پہنچکر ہارور ضلع اورنگ آباد کی قلعداری پر مامور ہوئے۔ جب سنہ ۱۱۳۱ ہجری
مین جب دکن سے ہند کو روانہ ہوئے تب موسوی خانصاحب بھی ہمرکاب ہوئے۔ دلی مین
پہنچکر علما ہمعصر مثلاً میرزا عبد القادر بیدل و میر عبد الجلیل بلگرامی وغیرہ سے ملے۔
ہر ایک سے استفادہ کیا۔ سادات بارہہ کی خرابی کے بعد حضور بندگان عالی آصفجاہ کی
خدمت مین آئے غفران پناہ نے عنایت مرحمت سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور منصب
ڈھائی ہزاری اور دار الانشا کی میر منشی گری سے سرفراز کیا۔ غفران پناہ کے انتقال کے بعد
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کے زمانہ مین بھی بدستور دار الانشا کی میر منشی گری پر مامور رہے
منصب چار ہزاری اور معز الدولہ کے خطاب سے سربلند ہوئے۔ امیر الممالک آصف الدولہ
صلابت جنگ مرحوم کے زمانہ مین بسبب ضعیفی خانہ نشین ہوئے۔ اور اپنے فرزند
مستعد خان کو ۳۷ برس کی عمر مین دار الانشا کی خدمت پر قائم مقام فرمایا۔ آخر
سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین جہان فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے۔ اورنگ آباد کے غربی
جانب مین دفن کئے گئے۔ جناب میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی

موسوی خان زکلک گوہر بار — آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد — کرد جرأت وداع دنیا را
۱۱۷۵

سرو آزاد و گل رعنا ۱۲

موسوی خان سخندانی وسخن سنجی وانشا پردازی وشعر فہمی مین فرید زمانہ تہا۔ اسوقت نواب آصفجاہ کے ہمراہ محمد شاہی دربارمین بارباب ہوا تہا۔ اسوقت آصفجاہ نے دربار مین بادشاہ کے حضور مین کہا کہ موسوی خان اس زمانہ کا ابوالفضل ہے میر آزاد و عبد الجلیل و مرزا عبد القادر بیدل و خان آرزو وغیرہ کا معاصر تہا۔ آزاد اور آپ مین بہت ہی محبت تہی۔ زمانہ دراز تک ہم صحبت رہے باہمدیگر علمی مذاکرہ رہتا تہا۔ اکثر آپسمین غزلین طرح کرتے تہے۔ اور دونون مین کہتے تہے۔ ہفتہ عشرہ مین مشاعرہ بہی ہوتا تہا۔ خوب لطف رہتا تہا۔

من اشعارہ الفارسی

بابادابروش راکردیم نقش زردل ۔ رسم است بنگہ گیرند دردست چپ کمان را

وله
تا نوائی ہمعنان بوے گل دارد مرا ۔ از نسیم صبح می جوییم سراغ خویش را

وله
آنکس کہ بنازد بہ نسب مردہ فروش است ۔ مائیم کہ باشد نسب ما حسب ما

وله
وضع ہموار است مرغوب ملایم طینتان ۔ ہر کہ را دندان نباشد دوست دارد آتش را

وله
دریاد خدا باش کہ کارے بہ ازین نیست ۔ تیاجی دل کن کہ دیارے بہ ازین نیست

وله
بے بہارہ خلق شہرت با ہنر مساز نیست ۔ نکہت گل بے شگفتن قابل پرواز نیست

منتہائے کار عشق از بدایت روشن است ۔ شمع را آئینہ انجام جز آغاز نیست

وله
ہوس زخم بہ مہتاب تجلی دارم ۔ کاش عریانی من رنگ کتانی مبدأ شدست

وله
توآن خدنگ نگاہے بسوے ما افکند ۔ ہنوز باتن مجروح نیم جانی ہست

وله
آمد اندیشہ دنیا بطلب گاہی دل ۔ گفتم آن شیفتہ بے سروپا حاضر نیست

وله
چون قلم مردم سخن چین را ۔ از جہان روسیاہ باید کرد

خلق عالم گرم سازی ستند ۔ خیمۂ گردون چرا برپا بود
وله
کاش دنیا با جوانمردی سپر پیدا کند ۔ بادہ است این بهو فانتاید ز سے پیدا کند
وله
شب که در بزم چمن طرب آمادہ بود ۔ دانۂ انگور قندیل چراغ بادہ بود
وله
قرب شہان مجو که نمک مایه می شود ۔ با آفتاب ماہ چو ہمسایه می شود
وله
فارغ از ہر دو جہان بندۂ جہان نوام ۔ سرو آزادم و پابندۂ گلستان توام
وله
نه بهر آنکه منزل دور و پا لنگ ست می نالم ۔ دلم را چون جرس ماۓ طپش تنگ ست می نالم
وله
بسملم کردی و بر می طلبم آزردہ مشو ۔ میکنم رقص که در ذیل شہیدان توام
وله
شد صرف سوز عشق بیا پے که یافتم ۔ مانند شمع سوختۂ بانی که یافتم
منظور از نظارۂ حسنت تماشا نیست ۔ از نعل بند پرست مانی که یافتم
وله
راز جانان به معشوق ست با پیداس دانست ۔ بهترین لیلی نباشد بهتر از دل محملے
وله
پاس ل رپنہان دانست سلطانی مثنوی ۔ این نگین که بدست آری سلیمان مثنوی
بے غبار کینه توان بستن آسادہ لوح ۔ از صفاۓ سینه چون آئینه حیران می شود
تا شنید مه نیند ناصح می کرد بزم از شراب ۔ چون گذر کس سنگ دیوانه می ترسد ز آب
دل چو ان گشتنه چشم نه بتا خیر چکید ۔ وانمی شد گرہ الفت او دہر چکید

جویا ۔ محمد فاضل سرہندی

جویا تخلص ۔ محمد فاضل نام ۔ آپکا اصلی وطن سرہند ہے ۔ اوسط عمر میں وطن سے اورنگ آباد دکن میں وارد ہوۓ ۔ خواجه کامگار خان اورنگ آبادی کے ہم صحبت تھے مزاج میں یوانگی تھی ۔ عزلت نشین رہتے تھے ۔ اہل دنیا سے کم ملتے تھے ۔ گذر اوقات کا مدار

اطفال ہنود کی تعلیم پر تہا۔ آپ سرکاری ملازمت سے تنفر تہے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ درویشانہ رنگ رہتے تہے۔ شعرگوئی مین ذہین و فہیم تہے۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے تازہ تازہ مضامین ایجاد کرتے تہے۔ اور اشعار مین نئے نئے رنگ دکہلاتے تہے۔ خواجہ موصوف آپکی مدح مین کہتے ہین ؎

سخن فہمی بجو یا ختم شد چون حسن بر یوسف　　کہ پیش از جنبش لب یافت معنی طبع چالاکش

لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے تذکرہ گل رعنا مین لکھا کہ آپ دوسری تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین ہشت بہرین روانہ ہوئے۔ بیرون شہر اورنگ آباد مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بسکہ ابر پرست گلشن از بہار جلوہ ات　　وله　　بال بلبل آشیان گردید از پرواز ماند
سرکشان از من حیا ای من یاد کنید　　وله　　آب گردید دلم آئینہ ایجاد کنید
پیش سرو قد رعنا می کسے از قمری　　　　مشت خاکی بہ نخوت شمشاد کنید
ز غیرت عشق چشمی غیر می بندد تماشا کن　　وله　　عبا پیر کنعان سرمہ چشم زلیخا شد
شوخی رنگ شکستہ است صدف را چون گل　　وله　　فکر نقاش بہم رسید کہ تصویر کہ بود
غم ندارد گشتہ چشم تو از خورشید چشمہ　　وله　　بر مزارش سایہ از شاخ غزالان می شود
شب کہ یاد غیرت او شمع این کاشانہ بود　　وله　　تا سحر از شمع نہ در ناخن پروانہ بود
ہلال آسائے بیداری دل مژگان جمع یا　　وله　　خبر از صبح محشر رسید بر حال ما گوشش
ندانم تا چہ سازد با نقاب آن شوخی نرگس　　وله　　کہ دل شد پردہ زنبور از بازش چو غربالم
چنان از خانمان آوارگی دارم ز بیتابی　　　　کہ نتوان دید اندر خانہ آئینہ تمنا لم
موی را کہ از خضاب سیہ فام کردہ ایم　　　　خوبان برق جلوہ درین دام کردہ ایم

جو یانہ شبنم ہست کہ از اشک عندلیب	تعویذ بستہ ہست صبا در گلوئے گل
زفیض عشق سبز آہنگ حیرت نالہ دارم	کہ موئے چینی افلاک گردیدہ است افغانش

جولان ۔ میر حسن علی احسان حیدر آبادی

جولان تخلص ۔ میر حسن علی خان نام حیدر آبادی المولد ہین ۔ شہر کے مشاہیر شرفا مین سے تہے ۔ سرکار عالی نظام کے منصبدار تہے ۔ ذی استعداد و لائق آپکو عالم جوانی مین شعرگوئی کا شوق ہوا طبیعت کی تیزی و چالاکی سے موزون کرنے لگے ۔ کلام سنجیدہ و با محاورہ ہوتا تہا ۔ ملاحت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا ہمکو نہین معلوم ہوا کہ آپ کس شاعر سے اصلاح لیتے تہے ۔ میرا گمان ہے کہ آپ بمصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن ؛ فیض الٰہی سے فیض پاتے تہے ۔ آپ سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین زندہ تہے ۔ رحلت کی تاریخ کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہی ۔

من کلامہ الہندی

اب ایسی جام ساقی شراب ارغوانی بہر	کہ جسکو دیکہہ کے زاہد کے منہ مین آئے پانی بہر

جوش ۔ مرزا غلام حسین مدراسی

جوش تخلص ۔ مرزا غلام حسین نام ۔ مدراسی الاصل ہین ۔ مدت سے حیدر آباد دکن مین سکونت پذیر ہین ۔ فارسی مین مستعد و لائق ۔ شعرگوئی کے شائق ہیر محمد زکی لکہنوی سے اس فن مین مشق کی ہے ۔ استاد کی اصلاح سے چندہی روز مین آپکا کلام صاف و درست ہوگیا ۔ پختگی و شستگی کلام سے نمودار ہے ۔ آپ

نیک کردار و پسندیدہ گفتار و حمیدہ رفتار ہین فی الحال تخمیناً آپکی عمر چالیس برس کی ہوگی

من اشعارہ الہندی

یہ یکتائی ہے اونکا روئے زیبا دلکی صورت ہے
ہمارے قلب روشن کا سویدا تل کی صورت ہے

ہوئے ہم محو حیران ہے لب مہر خاموشی
یہ رخ کی ہے یہان یار کی یہ تل کی صورت ہے

جگر ہو سبز داغون سے بہنے دل آتش غم سے
ہوئے لالہ رویان مین بہی حاصل کی صورت ہے

نہون دریادلون کے قرب سے کم ظرف مستغنی
صدف کے کف مین یکسر کاسہ سائل کی صورت ہے

مگر یہ بہی تو ہونکی چہرہ سیمین کا ہے کشتہ
عیان آئینہ سیماب مین بسمل کی صورت ہے

جرأت - سید رضوی خان

جرأت تخلص - سید رضوی خان نام - سادات صحیح النسب سے تھے - عالم فاضل ومنشی کامل تھے - کتب درسیہ سے فارغ التحصیل - انشا پردازی مین منشی بیمثل و شعرگوئی مین شاعر بے بدل تھے - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی سرکار مین ملازم تھے دارالانشا کے میر منشی تھے - نواب شہید کے مقربین مین داخل - میر آزاد بلگرامی سے نہایت محبت رکھتے تھے - جب ملاقات کرتے تو نہایت خلوص و اخلاص سے کرتے تھے یجہی نراین گلرعنا مین لکھتے ہین کہ میرے حال پر بہت ہی مہربان تھے - آخر آپ بمقتضائے قضا و قدر ارکاٹ گئے - نواب سراج الدولہ بہادر محمد علیخان بن نواب انورالدینخان شہامت جنگ گوپاموی سے ملے - نواب نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی دیوانی کی خدمت پر مامور فرمایا - دو تین سال تک دیوانی کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے - آخر ۱۲۱۸ ہجری مین ارکاٹ مین فوت ہوئے - اُسی مقام مین مدفون ہوئے

جناب میر آزاد بلگرامی نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہے

رضوی خان منشی ہمیشہ | یکقلم طبع زاد او سامی
سال تاریخ فوت او جستم | گفت دل رفت منشی نامی
۱۲۸۱ھ

چونکہ آپ کے نتائج طبع ہمکو دستیاب نہیں ہوئے اسوجہ سے گذارش نہیں کیے گئے

جلیل۔ مولوی حافظ جلیل حسن صاحب اُستاد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ

جلیل تخلص۔ جلیل حسن نام ہے۔ آپ مولوی حافظ عبد الکریم صاحب کے فرزند ہین۔ آپکا وطن اصلی مانک پور ضلع لکھنؤ ہے۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین واقع ہوئی۔ اور آپ کی نشو و نما بھی وطن ہی کی آب و ہوا مین ہوئی۔ آپ ابتدا سے ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ آپکی طبیعت نہایت چست و چالاک تھی۔ ذکاوت و فطنت کے میدان مین جولانی کرتی تھی۔ اولاً آپنے دہ سالہ کی عمر مین حفظ قرآن سے فراغت پائی۔ بعد ازان طالب علمی شروع کی۔ لکھنؤ مین آئے متعدد اساتذہ سے کتب متداولہ درسیہ عربی و فارسی حاصل کین۔ اور آپ کو تحصیل علم کے بعد شاعری و سخن گوئی کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت مولوی امیر احمد مینائی کی خدمت مین آئے اور آپکے سلسلۂ تلمذ مین وابستہ ہوئے۔ اور آپکے دامن خدمت کو ایسا تھاما کہ تا بمرگ امیر مرحوم کے ساتھہ سایہ کی طرح رہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں ہوا کہ آپ حضرت مرحوم سے دور ہوئے ہون۔ آپ مرحوم کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ مرحوم آپکو اپنے فرزندون سے زیادہ چاہتے تھے۔ جلیل کے کلام مین اصلاح دیتے وقت و فرماتے تھے کہ کلام الجلیل جلیل الکلام ہے۔ آپکی طبیعت سخن سنجی و شاعری کی بلندی پر

عروج کر رہی تہی۔ شعلۂ جوالہ کیطرح آسمان نہم کیطرف مرتفع ہو رہی تہی اور طبیعت مین
قوت مستحضرہ ایسی تہی جس مضمون کو چاہتے نہایت خوبی و خوش اسلوبی کے ساتہہ نمایان کرتے
تہے۔ اور استاد کے ملاحظہ مین پیش کرتے تہے۔ اُستاد کی پیرایش و آرایش سے آپکے
شاہد سخن کا حسن دوبالا ہو جاتا تہا۔ آپکی نازک خیالی و شیرین مقالی کے زیور سے شاہد
سخن کی وہ حالت ہوتی تہی کہ شعرائے وقت فریفتہ و شیفتہ ہوتے تہے آپکے کلام کی
نزاکت و لطافت کیا ہے گویا کرامت و خرق عادت ہے۔ معترضین میرے کلام
پر قہقہہ لگائین گے۔ اور کہین گے کہ جلیل کی تعریف حضوری تعلق کی وجہ سے تملقاً
کر رہا ہے۔ بخدا مین کسیکی تعریف تملقاً و مذمت عداوتاً نہین کرتا ہون بلکہ واقعہ کو
واقع کے مطابق بیان کرتا ہون۔ اگر کسی نکتہ چین کو ہمارے کلام کی تصدیق و تکذیب
مطلوب ہو تو حضرت جلیل صاحب ترجمہ کا دیوان مسمی تاج سخن جو فی الحال مطبوع ہو کے
شایع ہوا ہے مطالعہ کرے۔ ہمارے کلام کی تصدیق و تکذیب صراحۃً ہو جائیگی عجب
نہین کہ معترض نکتہ چین کلام کی کرامت کے اثر سے اسبات سے توبہ کرے گا کہ
مین نے مولوی صاحب پر بیجا اعتراض کیا۔ اور انکو تملق کے طرف منسوب کیا
مین فی زماننا حضرت جلیل کے دیوان کو دیکہہ رہا ہون۔ آپکا کلام مجہہ پر جادو کا اثر
کر رہا ہے ہر وقت میرے دل و زبان سے یہی آواز بر آمد ہوتی ہے واہ واہ کلام جلیل
جلّ جلالہٗ۔ جلیل شاگرد۔ اور امیر استاد مین تمیز کرنا امر دشوار ہے۔ اگر کوئی ناواقف
شخص کے سامنے دونون بزرگون کے کلام کو پیش کرین۔ اور حکم بنائین کہ دونون
مین بایکدگر کیا نسبت ہے تو غور و فکر کے بعد یہی کہیگا کہ دونون استاد جلیل الاستعداد
ہین یہہ نہین بتلا سکیگا کہ ایک استاد و دیگر شاگرد ہے۔ یہی وجہ تہی کہ امیر مینائی

جو نقادِ سخن تھے جلیل کو مثل لختِ جگر سمجھتے تھے۔ اور جلیل کی شاگردی پر ناز کرتے
تھے۔ میں نے دونوں بزرگوں کے کلام کو خوب غور و فکر سے دیکھا ہے اور میزان
عقل میں دونوں کے کلام کو تولا ہے تو دونوں میں عام خاص من وجہ کی نسبت
پائی۔ اگر میں بمصداق پسر از پدر کہوں تو میرا قول بیجا نہ ہوگا۔ لیکن بعض نکتہ چین
میرے قول کو مبالغہ پر محمول کریں گے یا سخن فہمی میں ناقص کہیں گے۔ جو اہل سخن
منصف مزاج ہوں گے وہ تسلیم کریں گے اور کہیں گے کہ جلیل صاحب ترجمہ کی تعریف
واقع میں حضرت امیر مرحوم کی ہی تعریف ہے۔ پہلے میں لکھ چکا ہوں کہ آپ استاد
مرحوم کے رکاب میں ہر وقت سفر و حضر میں سایہ کی طرح ہمرکاب ہمراہ رہتے تھے۔ جب
امیر مینائی مرحوم حسب الطلب نواب والی رامپور۔ رامپور گئے۔ تب آپ بھی ہمراہ تھے۔ چند مدت
رامپور میں خوشی و خرمی سے بسر کئے جب سنہ ۱۳۱۸ ہجری میں اعلیحضرت کلکتہ سے واپس ہوتے وقت
بنارس میں فروکش ہوئے تب امیر مینائی رامپور سے بنارس آئے آپ سے ملے اور مسدس
مؤلفہ کو پیش کیا۔ اعلیحضرت مسدس کے ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور امیر مرحوم کو
حیدرآباد ہمراہ لائے۔ سوء اتفاق سے حیدرآباد میں پہنچتے ہی پیچش سے بیمار ہوگئے
پیچش کیا تھی گویا موت کا سفیر تھی۔ ایک مہینہ تک پیچش کا سلسلہ جاری رہا
آخر اسی مرض میں واصل حق ہوئے۔ یہ واقعہ بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۸ ہجری
میں واقع ہوا۔ پس حضرت جلیل صاحب صاحب ترجمہ بھی آپ کے ہمرکاب تھے۔ امیر مرحوم
کے فوت ہونے ہی افسوس و حسرت میں مبتلا ہوئے۔ اور حیدرآباد میں اسی امید کے
سہارے پر استقلال کیا تھا کہ اعلیحضرت قدر قدرت اپنی فیضان کرم سے سرفراز
فرمائیں گے سنہ مذکورہ سے ۱۳۲۰ ہجری تک بسر کئے آخر اعلیحضرت نے آپکو اعزازاً و اکراماً

پانسو روپیہ ماہانہ کے تقرر سے سرفراز فرمایا - اور آپکو استاد کے لقب سے ممتاز کیا
اعلیحضرت کبھی کبھی آپکو اپنا کلام دکھلاتے ہین - حضرت جلیل صاحب ترجمہ بمصداق
انّ مع العسر یسراً صبر و قناعت و استقلال کی برکت سے فائز المرام ہوئے - اب
فراغت سے زندگی بسر کرتے ہین - آپ خوش اخلاق و مقبول آفاق ہین - سیرتاً
فرشتہ و صورتاً انسان برگزیدہ ہین - متقی و پرہیزگار - صوم و صلوٰۃ کے پابند امر معروف
و نہی منکر پر پورے کاربند ہین -

الحمد للہ فی الحال ظاہراً آپ کی شان و عظمت درجۂ عروج پر ہے مگر آپکو اس شان پر
غرور ہے نہ ناز ہے - آپکے مزاج مین وہی خاکساری و کسر نفسی ثابت و قائم ہے
آپ بظاہر امیر ہین لیکن بباطن درویش - آپ اکثر اوقات ورد و وظائف و قرات
قرآن مین صرف کرتے ہین - اور شائقین شعر و شاعری کے کلام کو اصلاح سے
درست فرماتے ہین - آپکا دربار دربار عام ہے - غربا و فقرا اعزہ و امرا سے شگفتہ
جبین و خندان روئی سے ملتے ہین - ہر ایک خواہ امیر ہو یا فقیر ہو برابر حسن اخلاق سے
ملاقات فرماتے ہین - چند مہینے گذرے کہ فقیر مولف کو بھی آپ سے ملازمت حاصل ہوئی
ہے بحمد اللہ مجکو آپ کی ملازمت سے بہت لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - آپنے اپنا
خاص دیوان مطبوعہ جو مجکو ہدیتہً عطا فرمایا ہے اُس کے دیکھنے سے ہر وقت دلکو انبساط و سرور
و مزہ ہمدست ہوتا ہے کہ مین اس لطف کو زبان قلم و قلم زبان سے ادا نہین کرسکتا ہون
آپکا کلام نہایت شستہ و پاکیزہ - شگفتہ و تازہ ہے - حشو و زوائد سے پاک و صاف
تعقید لفظی و معنوی سے مبرا ہے -

اب مین آپ کے نتائج طبع سے چند اشعار گزارش کرتا ہون -

کلام الجلیل جلیل الکلام ہے

شکریہ فرازی

جو دن پہرتے ہین تو سامان پیدا ہو ہی جاتا ہے
شب غم لاکہہ طولانی ہو تڑکا ہو ہی جاتا ہے

چمن مین پہول نے پہلنے کی نوبت آ ہی جاتی ہے
دکن مین بارور نخل تمنا ہو ہی جاتا ہے

رہا جو شہ کی نظرون مین ترقی اسکو لازم ہے
ملا دریا سے جو قطرہ وہ دریا ہو ہی جاتا ہے

چمک ذرے مین سورج کی کرن سے آ ہی جاتی ہے
در شہ کا گدا ادنی سے اعلی ہو ہی جاتا ہے

توجہ چاہیے تہوڑی سی شاہ بندہ پرور کی
فقیرون کا جہان مین بول بالا ہو ہی جاتا ہے

جو دل سے ہو رہا حضرت کا پہر اسکو کمی کیا ہے
موافق آسمان تابع زمانا ہو ہی جاتا ہے

مرے گلزار مین تک خزان کب تک جما رہتا
کہ اک دن فصل گل کا دور دورا ہو ہی جاتا ہے

توقع شاہ سے رکہنا کبہی خالی نہین جاتا
یہ دیکہا ہے کہ فضل حق تعالی ہو ہی جاتا ہے

اشارہ چاہیے پہر مشکل آسان ہو ہی جاتی ہے
سہارا چاہیے پہر بوجہہ ہلکا ہو ہی جاتا ہے

کسی کا درد دل ہو بے اثر یہ غیر ممکن ہے
مریضون پر کرم فرما مسیحا ہو ہی جاتا ہے

مسیحا جب کرم فرما ہوا پہر پوچہنا کیا ہے
دوا ہو یا نہو بیمار اچہا ہو ہی جاتا ہے

تجسس [illegible] مقصود کا ضایع نہین [illegible]
وہ اک دن زیب آغوش تمنا ہو ہی جاتا ہے

عقیدت جسکی [illegible] پوری تو کیسا پردہ دوری
رخ محبوب لمین جلوہ آرا ہو ہی جاتا ہے

سجا ہے اب عروس شاعری گلدون کی لینا
شباب آتا ہے تو جوبن دوبالا ہو ہی جاتا ہے

گل مضمون جو گلہائے خشک تہے سکا عجب کیا
خزان کے دور مین پہر پہول کلٹا ہو ہی جاتا ہے

نہ مین اچہا نہ میرے شعر اچہے بات اتنی ہے
جسے اچہا کہین کار اچہا ہو ہی جاتا ہے

جلیل زار کو دیکھو جلیل القدر کو دیکھو　　لقب جو شاہ سے ملتا ہے پیدا ہو ہی جاتا ہے
تعجب کیون کسی کو ہو ہماری سرفرازی پہ　　خدا کا فضل ہوتا ہے تو ایسا ہو ہی جاتا ہے
یہ ایسی سرفرازی ہے یہ وہ ذرہ نوازی ہے　　نہ کچھہ کہئے مگر لوگون مین چرچا ہو ہی جاتا ہے
حسد کوئی کرے کسواسطے سبب یہ ظاہر ہے　　کہ جو قسمت کا لکھا ہے وہ پورا ہو ہی جاتا ہے
لکھون اب یہ کیا تھا کچھہ مدح شہ والا　　کہ اس موقع پہ لیکن جوش پیدا ہو ہی جاتا ہے
یہ مدح شاہ وہ مضمون ہے جسکے نظم کرنیکا　　ارادہ تک نہین کرتا ارادہ ہو ہی جاتا ہے

مطلع

کمال شاہ پر انسان شیدا ہو ہی جاتا ہے　　جمال شاہ کو دیکھو تو سکتا ہو ہی جاتا ہے
نظر جسکی پڑی آئینہ روئے مبارک پر　　نصیب اسکو سکندر کا نصیبا ہو ہی جاتا ہے
سواری کا سمان سو بار دیکھا ہے مگر پھر بھی　　سلیمان کا شہ آصف پہ دھوکا ہو ہی جاتا ہے
زہے سر لعزیزی بخت و دولت بھی یہ کہتی ہین　　تمہین جو دیکھہ لیتا ہے تمہارا ہو ہی جاتا ہے
خدا رکھتے شہ جمجاہ کا ہے رعب داب ایسا　　کسی کا بخت ٹیڑھا ہو تو سیدھا ہو ہی جاتا ہے
تجلی محو کر دیتی ہے ایوان معلّے کی　　در شہ کا تماشائی تماشا ہو ہی جاتا ہے
کسی آزاد کی اس در پہ آزادی نہین چلتی　　کرم کا خلق کا احسان کا بندا ہو ہی جاتا ہے
بہت دور آپکو کھینچے جو کوئی فائدہ کیا ہے　　خدنگ لطف شاہی کا نشانا ہو ہی جاتا ہے
دلون پر کیون نہ ہو قبضہ کہ دل کو شاد کرتے ہین　　یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے
مثال ماہ تابان انجمن آرا جو ہوتے ہین　　تو شاہان جہان کا حلقہ ہالا ہو ہی جاتا ہے
کمال شاہ کا اللہ اکبر کیا تصرف ہے　　کوئی ارمان ہو دم بھر مین پورا ہو ہی جاتا ہے
جہان مجرم کوئی ہنسکر ہوا سائل رہائی کا　　مروت آہی جاتی ہے اشارا ہو ہی جاتا ہے

عتابِ شاہ بھی خالی نہین شانِ ترحم سے
ہوا جو برطرف اُسکا وظیفہ ہو ہی جاتا ہے

نکل جاتی ہے خدمت تا بتہ سیفِ زنی نہین جاتی
یہی وہ بات ہے دل جس پہ شیدا ہو ہی جاتا ہے

سزا کیواسطے دل مین کوئی پہلو نہین آتا
عطا کیواسطے کوئی بہانا ہو ہی جاتا ہے

مرے شہ کی سخاوت مشک کی تاثیر رکہتی ہے
چھپا کر لاکھ دین عالم مین شہرا ہو ہی جاتا ہے

ہمیشہ فیض جاری ہے ہمیشہ خیر جاری ہے
لٹاتا ہے جو موتی دل کا دریا ہو ہی جاتا ہے

عجب عہدِ مبارک ہے کہ جب چاہو جہان چاہو
خوشی کا عیش کا سامان مہیا ہو ہی جاتا ہے

مسافر کو سفر مین دہوپ کی ایذا نہین ہوتی
کہ ہر دامنِ دولت کا سایا ہو ہی جاتا ہے

اسی در پر تو پہل ملتا ہے نخلِ خاکساری کا
جو قدمون پر جھکا اُسکا سر اونچا ہو ہی جاتا ہے

دل آئینہ ہے اور اُسمین خواصِ جامِ خسرو ہے
کسیکا رازِ دل ہو آشکارا ہو ہی جاتا ہے

سبق دیتے ہین لقمان کو فلاطونِ زبان ہوکر
ہوا جو بندۂ بیدام دانا ہو ہی جاتا ہے

زہے تیر افگنی نکلے نہ نکلے تیر چٹکی سے
دلِ حساد مین خونِ تمنا ہو ہی جاتا ہے

کلامِ خسروی کیونکر نہ دنیا سے نرالا ہو
شہ یکتا کا ہر مضمون یکتا ہو ہی جاتا ہے

خدا رکہے جہان دو گل کہلائے طبعِ رنگین نے
گلستان بوستان کا رنگ پھیکا ہو ہی جاتا ہے

زبان پر طوطیِ ہندوستان کو وجد آتا ہے
بیان پر بلبلِ شیراز شیدا ہو ہی جاتا ہے

فلک کو داغ آتش کو جلن جامی کو بیہوشی
صبا کو بیکلی سودا کو سودا ہو ہی جاتا ہے

بجا ہے سامعین کا مثلِ قمری نعرہ زن ہونا
کہ اک اک شعر موزون و رعنا ہو ہی جاتا ہے

زمینِ سخت مین بہی معنیِ روشن نکلتے ہین
صدف مین در حجر مین لعل پیدا ہو ہی جاتا ہے

بناوٹ کی ضرورت کیا تصنع کی ہی جا کیا
طبیعت ہو جو بانکی شعر بانکا ہو ہی جاتا ہے

دئے ہین شاہ کو خالق نے کیا کیا چاند کے ٹکڑے
قمر جب بکتا ہے گھٹ کے آدھا ہو ہی جاتا ہے

نہ کیون خوش ہون سب کے دیدہ و دل شاہزادون سے
کہ مہر و ماہ سے گھر اُجالا ہو ہی جاتا ہے

مجھے دعوی نہین لیکن ثنا جب شہ کی لکہتا ہون
سخن کو اپنی یکتائی کا دعوی ہو ہی جاتا ہے

کوئی مانے نہ مانے مین تو ہون اس فیض کا قائل
زمین مشکل سے مشکل ہو قصیدہ ہو ہی جاتا ہے

جلیل آصف کے حق مین جو دعا دل سے نکلتی ہے
اثر فضل خدا سے اُس مین پیدا ہو ہی جاتا ہے

اشعار منتخبہ دیوان

ہے لاکہہ لاکہہ شکر خدائے جلیل کا
جس نے دُرِ سخن سے بہرا منہ جلیل کا

خود فرش خاک پر ہے نظر عرش پاک پر
اعدا سے حوصلہ ترے عبد ذلیل کا

ولہ

ناوک اُسکا کبہی خطا نہوا
طائر سدرہ تک نشانہ ہوا

تیرے قدمون سے کیون رہتا
ہائے پامال دل حنا نہ ہوا

دل سے صبر و قرار سب بہاگے
مگر اک داغ دل جدا نہ ہوا

ولہ

نہ ملا یار مہر و قد افسوس
شجر آرزو ہرا نہ ہوا

ولہ

مرے جذب دل کا اثر دیکہہ لینا
تم آؤ گے تہامے سے آوا ادہر دیکہہ لینا

ابہی ہے تڑپنے کا ارمان باقی
ذرا پہر ادا سے ادہر دیکہہ لینا

ولہ

ابہی باقی ہے آنا قبر پر اس فتنہ قامت کا
قیامت ہو چکی پہر بہی رہا دہڑکا قیامت کا

فلک اسمین تڑپ اسمین الم اسمین ہے غم اسمین
مرے پہلو مین دل کیا ہے خزانہ ہی محبت کا

ولہ

مرے وحشت کا جو افسانہ بنایا ہوتا
سننے والون کو بہی دیوانہ بنایا ہوتا

مر کے بہی روح نہ پینے کو ترستی ساقی
مری مٹی سے جو پیمانہ بنایا ہوتا

ولہ

پردہ نہ تہا وہ صرف نظر کا قصور تہا
دیکہا تو ذرے ذرے مین اُسکا ظہور تہا

ولہ

نہ وہ شمع دیکہین نہ پروانہ دیکہین
کوئی ہو اُنہین دل جلانے سے مطلب

آ ہی جائیگا محبت مین اثر آپسے آپ ولہ ہو ہی جائیگی اُنہین میری خبر آپ ہی آپ

پہلو سے وہ اُٹھے سو کہا دل نے ہائے دوست ولہ آباد ہوکے لٹ گئی دولت سرائے دوست

اُنسے ملنے کا ہے سوال عبث ولہ جان بچنے کا ہے خیال عبث

چمک کر بولی وہ برق نظر آج ولہ کہ لوٹگی خرمن دلکی خبر آج

کہو اُنسے بچائین دامن اپنا کہ ہے شعلہ فگن داغ جگر آج

یون تو بسمل ہے ترا سارا جہان میری طرح ولہ پر تڑپنے لوٹنے والا کہان میری طرح

گل اگر بجلی سے چھوٹا آج صرصر لے اُڑی ہو نہ دشمن کا یارب آشیانہ میری طرح

موسم گل ہے پھول پھولے ہین ولہ دیکھنا باغ کیا ہے سرخا سرخ

ستم ہے مبتلائے عشق ہو جانا جوان ہوکر ولہ ہماری باغ ہستی مین بہار آئی خزان ہوکر

نصیبون سے ہوا کرتا ہے مرنا اچھی صورت پر ولہ خدا شاہد ہمین تو ناز ہے اپنی محبت پر

توکل کا یہہ منشا ہے کہ اطمینان پیدا کر ولہ نہ ہو سامان کا پابند یا سامان پیدا کر

صیاد کو ہے بلبل ناشاد کی تلاش ولہ بلبل مین ہم کہ ہے صیاد کی تلاش

قسمت نے دی نجات نہ مجکو تلاش سے دلبر ملا تو ہے دل ناشاد کی تلاش

اللہ رے تیری زلف سیہ فام کے خواص اک مرغ جان خط مین ہین سو دام کے خواص

کیا نصیبے کے زبردست ہین خال عارض جنکو حاصل ہے شب و روز وصال عارض

کہان ہم اور کہان اب شراب خانہ عشق نہ وہ دماغ نہ وہ دل نہ وہ زمانہ عشق

غلط ہے صاحب دولت کو گر غنی کہئے غنی وہ ہے جسے ملدے خزانہ عشق

کیا کیا شب غم جسنے مصیبت نہین دیکھی اتنی ہے کہی صبح قیامت نہین دیکھی

دیکھے ہین طرحدار مہ و بلبل آنکھ سے لاکھون دل جسپہ ہے آئینہ وہ صورت نہین دیکھی

جعفر - مرزا جعفر بیگ قزوینی

جعفر تخلص - مرزا جعفر بیگ نام - آپ بدیع الزمان قزوینی کے خلف الصدق مین - اکبر و جہانگیر کے عہد مین معزز و ممتاز رہا - فن شاعری مین استاد کلام تہا مثنوی شیرین خسرو اسکے کلام شیرین کی یادگار ہے - اپنے عم بزرگوار کے فوت ہونے کے بعد مخاطب بہ آصف خان ہوا تہا - سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین بلدہ دار السرور برہانپور مین فوت ہوا - کسی شاعر نے تاریخ وفات اس فقرہ سے نکالی ہے

صد حیف از آصف خان -

من اشعاره

دریاد صبا بوئے کسے ہست کہ یعقوب — چشمے کہ ندارد برہ قافلہ دارد

وله

ہزار بلبل شوریدہ خاک شد جعفر — ہنوز رسم خود آرائی چمن باقیست

درستی ہمہ کس در شکست بیداری — شکست زلف کجا و دل شکستہ کجا

ای صبا در شکنم اما دل این جوش مکنم — کہ این گلستان نیست نتوان در رو باد بست

نشہر گنجائش غمہائے دل ما چو نداشت — آفریدند برائے دل ما صحرا را

زشوق آنچہ آنجا دید فرہاد — مرا اینجا قلم از دست افتاد

حرف الحاء حطی

حفظی - نواب حفظ اللہ خان

حفظی تخلص - حفظ اللہ خان نام - آپ نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے فرزند ہین - آپکی ولادت ہند مین واقع ہوی - سن شعور کے بعد علمائے وقت سے

کتب درسیہ تحصیل کین۔ لائق وفائق ہوئے۔ بادشاہی منصب سے سرفراز تہے آپ خوش خلق وباخیر نیک طینت ونیک صورت تہے۔ علما وشعرا وفقرا سے نہایت اخلاص ومحبت رکہتے تہے۔ ماہ ربیع الاول مین میلاد شریف کی مجلس نہایت عظمت وشان سے کرتے تہے۔ ایکہزار سے زیادہ اہل دعوت ہوتے تہے۔ کہانے سے اول وآخر وقت تک خود بذاتہ آفتابہ وسیلابچی ہاتہہ مین لیکر تمام اہل دعوت کے ہاتہہ دہلاتے تہے اس فعل خیر سے ثواب اخروی حاصل کرتے تہے۔ عالمگیری زمانہ مین ٹہٹہ وسیوستان کے صوبہ دار تہے۔ صوبہ داری کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تہے۔ آپکے زمانہ مین تمام رعایا امن وامان مین تہی۔ آخر ۱۱۲۰ ہجری مین سیوستان مین آخرت کا سفر اختیار کیا۔ جناب میر غلام آزاد بلگرامی نے آپکی وفات کی تاریخ کا مادہ آیہ کریمہ سے پایا فلہم جنات المأوی نزلاً کانوا یعملون۔ خوشگو اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ آپ موزون الطبع تہے کبہی کبہی رباعی یا غزل موزون کرتے تہے۔ ایکوقت آپ کی مجلس مین کسی میر نے ناصر علی سرہندی کی رباعی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین پڑہی ہے

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ	ہرچند کہ آخر بظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد	دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

آپ رباعی کو سنکر حسرت کرنے لگے اور فرمایا کاش یہہ رباعی میرا حصہ ہوتی تو بروز قیامت باعث نجات ہوتی۔ پہر فکر کرکے ایک رباعی کہی وہ یہہ ہے

در انجمن دہر نخست آمدہ	زانگونہ کہ شائستہ نشست آمدہ
اے ختم رسل اگرچہ در بزم وجود	دیر آمدہ ولے درست آمدہ + انتہی۔

من اشعارہ الفارسی

اے کہ می گوئی کہ می آئم نمی آئی چرا
اے آنکہ سراپا ہمہ لطف نمکی
جز شیرہ پستان حلاوت نمکی

ولہ

پائے شوقت را مگر رنگ حنا زنجیر پاست
بر برگ گلِ تازہ چکیدہ نمکی
پیغمبر خوبانی و اما نمکی

فائدہ نواب متوسل خان بہادر بندگانعالی حضور آصفجاہ کے داماد اور حسب رضا نز جمبہ کے لخت جگر تھے اور ہدایت محی الدین مظفر جنگ بن متوسل خان آپکے پوتے تھے۔ ان دونون بزرگون کو دکن سے خاص تعلق تھا۔ اسی تعلق کی وجہ سے دکنی شمار کئے گئے تھے۔ ہم نے بھی انھو بزرگون کے وجہ سے نواب حفیظ اللہ خان کا ذکر اہل دکن مین شامل کیا فتاملِ ولا تکن من الغافلین۔

ہمیشہ بہار کے مولف نے لکھا کہ حفظ اللہ خان ذی استعداد کمال دوست تھا علوم عقلی و نقلی مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ عالمگیری عہد مین صوبہ داری لاہور پر مقرر تھا۔ ناظم و ناثر تھا۔ من کلامہ

تر دماغی می کند پروانہ در پرواز شوقے ✤ روغن بادام گویا در چراغش کردہ اند۔ انتہی کلامہ

حشمت محتشم علی خان

حشمت تخلص میر محتشم علیخان نام۔ سادات بدخشان سے تھے۔ آپکے اجداد مین ایک بزرگ وارد ہند ہوئے۔ آپکے والد میر باقی محمد یار خان صوبہ دار دہلی کی رفاقت مین مدت تک ہے صوبہ دار عالمگیری امرا مین تھے۔ میر حشمت کی ولادت دہلی مین ہوئی۔ سن شعور کی بعد دہلی مین علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ پھر آپکو

شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا شعرگوئی شروع کی خوب شعر کہنے لگے ہندی و فارسی دونو زبانون مین کلام موزون کرتے تہے۔ آپکا کلام دونون زبانون مین پاکیزہ و صاف ہے۔ ہر ایک شعر کی عبارت سلیس و بامحاورہ ہے۔ آپ فنون سخنوری مین ممتاز تہے مدت تک میر محمد افضل ثابت و شیخ عبدالرضای متین و مرزا عبدالقادر بیدل و آزاد کے مصاحبت و مجالست مین رہے اکثر یاران معاصر کے ساتھہ مشاعرہ مین شریک رہتے تہے۔ ہم طرحی غزلون پر مشاعرہ کا بازار گرم کرتے تہے۔ آپ کی وفات سنہ ١١٦٣ ہجری مین واقع ہوئی۔ علی قلی خان والہ ریاض الشعرا مین لکھتا ہے کہ مین ایکروز حشمت کے دیوان کو دیکھہ رہا تہا کہ یہہ بیت میری نظر سے گذری ؎

نہ ہر ایرانی ہم طرح حشمت می تواند نہ ہر چینی فروش ہم سر فغفوری گردد

چون چندکس از مردم ایران بعنوان سوداگری دلّی مین چینی فروشی کرتے تہے مین ہندوستان مین ایرانیون کے لئے دوکانداری کرنا ننگ ہے۔ اس لئے ہندی نژاد کل ایرانیون پر چینی فروشی کا طعن کرتے ہین۔ مثلاً کسی ور ہندی نے کہا ؎

ما زبان اہل ایران را بموئی بستہ ایم دست این چینی فروشان را بموئی بستہ ایم

ان ابیات کے دیکھنے سے میرے دلمین حمیت و غیرت نے جوش پیدا کیا حشمت کے دیوان کے حاشیہ پر یہہ دو بیتین لکھین اور حشمت کے نزدیک دیوان کو بہیجدیا ؎

باستادان ایران ہندی ہمطرح میگردد بچینی میزند پہلو سفالین کاسۂ بنگی

حریف نالۂ دلہائے زارمانہ حشمت مزن انگشت بر لب چینی فغفور ما را

پس حشمت صاحب ترجمہ ابیات کو دیکھکر پشیمان ہوا معذرت کی انتہی کلامہ۔

آپ صاحب دیوان ہین تقریباً سات ہزار اشعار ہین۔

من کلامہ

کشته شمع را چو سحر اهل بزم گفت | وله | این روز بود اول شب در نظر مرا

رونق از دیوانهٔ کشور سودا گرفت | وله | دشت از پا بود کو مجنون دو روزی جا گرفت

گر چنین شهر بسودای تو دیوانه شود | وله | همچو زنجیر ز هر کوچه فغان برخیزد

با رقیبان نکنم سجدهٔ خاک در دوست | وله | این نماز نیست که بی شرط جماعت باشد

سر از نقش هستی عقدهٔ کار دل من شد | وله | خط پیشانیم چون قفل ابجد مشکل من شد

نگاه گرم چه سان در بغل کشد تنگش | وله | که از فروغ در آغوش خود پرد رنگش

صبر و بیطاقتی آن روز که قسمت شد | وله | بیقراری بمن و صبر با تو برسید

جان بقربان کمان تو که زد آخر کار | وله | تیر صافی که بداد دل ما خوب رسید

پیر گردیدم و سر می گردد | وله | آسیا وقت سحر میگردد

از رنگ لاله و داغش عیان است | وله | که حسن و عشق با هم توامان است

قشقه از بالای ابروی تو آفت می شود | وله | آفتاب از قبله سر زد قیامت می شود

بیا که از اشک سوزانیم با هم بلبل و گل را | وله | تو گل را کن خجل در حسن من در عشق بلبل را

زین پیش که دل ناله و آهی میکرد | وله | چشمش بمن التفات گاهی میکرد

گریان گریان ز دور میدارم داد | | خندان خندان بمن نگاهی میکرد

مستزاد

آئینه ببزم دلکشای تو رسید انجا نگاه | | هم شانه بزلف مشک سای تو رسید ما را چه گناه

ما خاک شویم و سرو منظور قدت داغیم ز رشک | | دل خون نشود و حنا بپای تو رسید سبحان الله

میر درد نے نکات الشعرا میں لکھا کہ محتشم شعراء ہندوستان سے ہے۔ سید صحیح النسب سپاہی عمدہ تھا فارسی ہندی میں سخن گوئی کرتا تھا۔ خوش خلاق و خاکسار تھا

ہر ایک سے نہایت عاجزی وانکساری سے ملتا تہا۔ عزیز دل شہر دلی مین سکونت پذیر تہا آپکی بڑے بہائی میر ولایت اللہ خان تہے۔ حشمت مدت سے خانہ نشین رہے ریختہ مین صحیح الفکر ذکی الطبع تہا۔ یہ دو بیت میر کے تذکرہ سے نقل کیجاتی ہے

نکہت گل نے جگایا کسنے زندان کے بیچ
بہار آئی دیوانے کی خبر لو

پہر کہ زنجیر کی جہنکار پڑی کان کے بیچ
اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

گلشن بیخار کا مولف لکہتا ہے کہ میر محتشم علی خان حشمت خلف میر باقی بدخشانی دہلوی المولد ہے۔ فارسی زبان مین رنگین خیال وشیرین مقال تہا۔ میر محمد افضل ثابت وشیخ عبد الرضا متین کا ہم صحبت وہم طرح تہا۔ سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین بمرگ مفاجات فوت ہوا۔

حقیر۔ مہا سنگہ اورنگ آبادی

حقیر تخلص۔ مہا سنگہ نام کنہال عرف ہے آپکا مولد ومنشا اورنگ آباد ہے۔ یکتئی جواہر قلم ودبیر عطارد رقم تہے مضمون نگاری وانشا پردازی مین بلند پرواز۔ ایجاد معانی وسخن سازی مین سحر پرداز تہے۔ طبع نقاد وذہن وقاد سے لالی آبدار اشعار کو رشتہ نظم مین پروتے تہے۔ تحریر وتقریر مین زبان وقلم سے موتی رولتے تہے۔ خوش وضع وخوش مزاج تہے۔ نیک رفتار وپسندیدہ اطوار تہے۔ باوجود لیاقت واستعداد کسر نفسی سے ہر ایک کے مقابلہ مین اپنے کو حقیر وناچیز سمجہتے تہے۔ سراج دکنی وآزاد بلگرامی کی ہم صحبت تہے۔ جناب نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے دار الانشا مین ملازم تہے۔ سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

از بہار سبزات سرسبز بخت باغبان　　وز لب چون غنچہ ات گلرنگ رخت باغبان
در چمن از حال بلبل ہیچگہ آگاہ نیست　　خارہا دارم بدل از طبع سخت باغبان
تا تماشای نگاہ چشم آن گلرو کند　　نرگستان گشتہ در گلشن درخت باغبان
از ہوائے قامت شمشاد رنگش شد حقیر　　در زمین سربلندی سبز بخت باغبان

وله

چون از زلف درازش یافتم سر رشتہ مطلب　　دعای زدیاد عمر او در نیم شب کردم
سخن از پستہ گفتم بر لب لعلش نگہ کردم　　باین حسن طلب زان پستہ لب مطلب طلب کردم
حقیر این مصرع موزون ز شہرت در دلم آمد　　جلوہ ریز آمدم در دآن معنی را طلب کردم

حامد - محمد خان المخاطب بحامد علیخان دولت آبادی

حامد تخلص - محمد خان نام - حامد علیخان خطاب ہے - آپ دولت آبادی ہین - شیخ ابوبکر الہ آبادی چشتی کے شاگرد و مرید تھے - حنفی مذہب صوفی مشرب حریفان ہم مشرب کی یاد و رنگین مزاجان ہمدم کے دوستدار تھے - شعرگوئی و شعرفہمی مین قابل و لائق تھے - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے ہم صحبت و مشاعرہ تھے - اکثر اوقات نواب شہید کی ترغیب سے غزلین کہی ہین - تعریف و تحسین کے مورد ہوئے ہین - پیری کی وصیت سے شعر کم کہتے تھے کبھی کبھی فارسی زبان مین موزون کرتے تھے - علوم ادبیہ مین مستعد و کامل تھے گاہے ماہے عربی مین کہتے تھے - بدیہہ گوئی مین ضرب المثل تھے ایکروز ایک نوجوان لڑکا خوش لباس آپ کے سامنے آیا - آپنے اسیوقت یہہ شعر موزون فرمایا

داد صد رنگ خوشدلی بدلم　　جامۂ سبز و چہرۂ گلنار

ایک وقت نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر کے جشن سالگرہ روز مبارک کے بیان مین لکھا

از بہر نثار این خداوند جہان
لعل و گہر آمدہ ز کان عمان

بار وی جہان فروز در روز ن
خورشید در آمدہ سراج منیران

ان صنمی کان فی الجلباب کنت رایتہٗ
بل ھو شمس شفقت نظرت فی المطر

ان دو تین اشعار کے سوا ہمکو آپکا کلام نہین ملا۔ شاید تلف ہو گیا ہو۔ تحفۃ الشعرا مین مرزا افضل قلی قزلباش نے جو آپکا معاصر ہے یہی اشعار لکھے ہین۔ شاید میان حامد بیر کی تمامت کی وجہ سے اشعار کی حفاظت نکرتے ہون۔

حفیظ۔ شیخ حفیظ دہلوی

حفیظ تخلص ۔ شیخ حفیظ نام آپکا اصلی وطن دلی ہے۔ آپکی بزرگ سپاہ پیشہ تھے سپاہ گری کے پیشہ مین زندگی بسر کرتے رہے۔ مگر آپ سن شعور کے بعد عالم شباب مین طالب علم ہوئے۔ چند مدت مین علما و فضلا کی خدمت مین ضروری لیاقت حاصل کرکے فن شاعری کے طرف متوجہ ہوئے۔ آپکی طبیعت تیزی مین شعلہ جوالہ تھی طبع والا و فکر رسا سے شعر موزون کرنے لگے۔ کلام شیرین و رنگین ہونے لگا معاصرین دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ درجہ اُستادی کو پہنچ گئے سب شعرا معاصرین آپکی اُستادی کے قائل ہوئے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ دونو زبانون مین آپکا کلام سنجیدہ و با محاورہ ہوتا ہے۔ پاکیزہ و شستہ آپ ہند سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ راجہ ہمیت رام کے خدمت مین باریاب ہوے راجہ صاحب آپکی لیاقت و قابلیت دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور آپکو نہایت اکرام

واعزاز سے اپنے پاس کہا۔ اور آپکے لئے معقول تنخواہ بھی مقرر کردی۔ چند مدت راجہ صاحب کے مصاحب رہے۔ جب راجہ صاحب کا کام درہم وبرہم ہوگیا۔ تب راجہ سے علیحدہ ہوئے۔ آپ بھی مجبوراً وہان سے حیدرآباد آئے۔ اور راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر سے ملے ایک قصیدہ بھی پیش کیا۔ مہاراج بہادر نقادسخن تھے اسوقت آپکو خلعت اور ہزار روپیہ ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ پھر آپ حیدرآباد مین ملک الشعرائی کے درجہ کو پہنچے۔ اور مہاراجہ بہادر کے مصاحب ہوئے۔ آپنے اپنی خوش کلامی وجادوبیانی سے مہاراجہ کو مسخر کرلیا تہا۔ مہاراجہ بہادر آپکے کلام پر فریفتہ وشیفتہ ہے آپ خوش اخلاق ونیک طینت تھے۔ نازک دماغ وپاکیزہ خیال تھے۔ ہرروز دربار مین تازہ ونیا لباس پہنکر آتے تھے۔ باوجود جاہ وحشمت فقرا دوست وغربا پرور تھے۔ مہمان نواز وفیض گستر۔ کلمۂ خیر مین بڑے جوانمرد تھے۔ ہرایک کی سفارش کرتے۔ آپکے نزدیک آشنا وبیگانہ مساوی تھے۔ آپکی بدولت ہزارہا غربا وفقرا مہاراجہ بہادر کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ اور صدہا آدمی سلسلۂ ملازمت مین شریک ہوئے۔ ایک عالم آپکا ممنون منت تہا۔ آخر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری مین جنت کو روانہ ہوئے۔ اور حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

لب جانان سے جی اُداس آیا
ہمکو آب بقا نہ راس آیا
مین وہ شمع مزار بیکس ہون
کہ پتنگا نہ جس کے پاس آیا

ولہ

ہم اُسے بادۂ گلرنگ پلادیتے ہین
خانہ باغ آئینہ رخ کو بنادیتے ہین

ولہ

ہمارے دل مین ہمیشہ دردوالم کا جوش رہا
کہ سینہ داغون سے دوکان گل فروش رہا

خیال کاکل مشکین پہ مجکو دوش رہا — کہ مثل کعبہ مرا دل سیاہ پوش رہا
ہزار نالۂ محشر نما نہ لب تہے — کسیکا پاس ادب تہا خموش رہا

وله

خط مین کچھہ حسن طلب تہا نہ سوا اسکے جسے — ما بخیر و سلامت بشما کہتے ہین
تسمہ تشہیر کیا قاتل بیچارے کو — آپ فرمائے قبلہ اسے کیا کہتے ہین

وله

چاک سینہ ہو گیا دلسے صدا آنے لگی — کہلتے ہی اس در کی جنت کی ہوا آنے لگی
لڑکون نے لیکے مارے جون ہی سینے سنگ — دیوانگون کی خون سے ہوا رستے رنگ رنگ

آپنے ایک رباعی حضور سکندر جاہ نور اللہ مرقدہ کی نذر کی تہی - **رباعی**

کوئی نام خدا لے کے حرم تک پہنچا — کوئی پوجتے ہی دیر صنم تک پہنچا
خوش طالعی میری ہے کہ لیکر یہ نذر — تجھہ سے سکندر کے قدم تک پہنچا

وله

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکہاتی ہے — اگر یکدم ہنساتی ہے تو پہر پہرون رلاتی ہے
روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرون مین آپکا — ہو رہینگی پہر کرو باتین ہماری آپکی

حنا - مہدی حسین خان لکھنوی

حنا تخلص - مہدی حسین خان نام - آپ محمد حسین خان لکھنوی کے فرزند ہین - آپکی ولادت شہر لکھنؤ مین ہوئی - تعلیم و تربیت بہی اسی شہر مین پائی - استعداد علمی کے بعد شعرگوئی شروع کی - مومن خان مومن دہلوی المتوفی سنہ ۱۲۶۸ ہجری کی خدمت مین سخن کی مشق کی - استاد کی توجہ کی برکت سے لائق و ممتاز ہوئے - دس گیارہ برس حیدرآباد دکن مین کسی سرکاری خدمت پر مامور ہین - چست و چالاک ہوشیار بیباک ہین خوش سیرت نیک عادت ہین محبت و دوستی کے لائق ہین شگفتہ جبین و خوشخو ہین

بار اللہ فی بقائہ

من اشعارہ

قلم ہے کیا جو ہے عرض مدعا کے لئے — زبان ہی نہین صرف التجا کے لئے

تمہارے لب جو کرین دعوی مسیحائی | مرض ملے نہ کہین نام کو دوا کے لئے

حبیب - محمد کاظم صاحب کنتوری

حبیب تخلص - محمد کاظم نام - آپکا مولد و منشا قصبہ کنتور ضلع لکھنؤ ہے آپکے نسب کا سلسلہ جناب سید حمزہ بن حضرت امام موسی کاظم سے ملتا ہے - آپکے بزرگ سادات نیشاپور سے تھے - زمانہ سلف مین وطن اصلی سے ہند مین وارد ہوئے ملک اودہ قصبہ کنتور آکر وہین فروکش ہوئے - اسوقت کنتور مین فضلا و علما بہت سکونت پذیر ہے - آپکے جد اعلی نے بھی وہین سکونت اختیار کر لی - آپکے بزرگون مین اکثر علما گذرے ہین - علوم عقلی و نقلی مین بے نظیر ہوئے ہین - زمانہ حال تک بھی اسی موروثی علم کا خاندان مین اثر باقی ہے - آپنے ابتداء شعور مین کسیقدر فارسی و عربی کتب پڑہین ہین - زمانہ طالب علمی مین آپکو شعر و شاعری کا شوق پیدا ہو گیا آپکی طبیعت کا میلان شعرگوئی کے طرف رجوع ہوا - اور طالب علمی حالت مین خلل واقع ہوا - آپ تحصیل علوم و کسب فنون سے محروم رہے - مگر شاعری مین اُستادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے - آپنے سخن کی مشق جناب سید لطف اللہ قدر مرحوم سے جو آپکے نانا تھے کی - آپکا کلام نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہے - آپ خوش وضع و خوش فکر ہین - فی الحال آپکی عمر قیاساً پینتالیس برس کی ہے - چند سال سے اس ریاست مین ملازم ہین معتمد مدار المہام سرکار عالی نظام کے میر منشی ہین -

من اشعاره الہندی

دلسوز کون تھا ہمین روتا جو بعد مرگ | ہان بیکسی کا رکھتی ہے شمع مزار غم

اسیری مین بلا نازل ہوی وحشت کے پر نکلے
چلے صحرا سے زندان کو گریبان پہاڑ کر نکلے

ہمارے ساتھہ جاتے ہین عالم کو حسرت و ارمان
یہہ حسن اتفاق اسوقت جیسے ہم سفر نکلے

ولہ

لے چلی ہین دلکو سوے کوے قاتل حسرتین
کشمکش مین ہے میرا کاروان شام و سحر

ولہ

عرش پر ہوگا دماغ رہروان کوے عشق
آسمان پر ہے غبار کاروان شام و سحر

ولہ

عکس روے یار ہے تصویر پشت آئینہ
دیکھئے چمکی ہے کیا تقدیر پشت آئینہ

خط تقدیر ہے میرا جسے سمجھے ہین سب جوہر
بن گئے ہین غم سے ہم تصویر پشت آئینہ

حشمت میر حشمت علی حیدرآبادی

حشمت تخلص حشمت تخلص - میر حشمت علی نام - آپکا مولد و منشا حیدرآباد دکن ہے - آپ میر حیدر علی مرحوم کے فرزند ہین - مرحوم لیہ سرکار عالی نظام کے صدر ڈپٹیہ خانہ کے میر منشی تھے - آپنے سن تمیز کے بعد علما حیدرآباد سے کتب فارسیہ کی تحصیل کی - انشا پردازی و عبارت نویسی مین خوب مہارت پیدا کی - مزاج مین سخن سنجی و شعرگوئی کا ولولہ تھا - او طبیعت بھی سنجیدہ تھی - شعرگوئی کے میدان مین سبقت کرکے خوب جولانی کرنے لگے - سید حسین خان حیدر المتوفی ۱۲۸۵ ہجری سے کلام کی اصلاح لیتے رہے - کلام سے نزاکت و ملاحت نمود ہوتی ہے - آپکی عمر تخمینا پچاس برس کی ہوگی - متوسط قد - گندمی رنگ مائل بہ سیاہی - خدا تعالے آپکو دیر تک زندہ رکھے

من اشعارہ الہندی

مرگ عاشق پر بھی مسطح غم کہاتے نہین
صبر کی جا ہے مرے ساتھہ مر جاتے نہین

ہوگئے ہین جاکے شاید کوے جانان مین مقیم
حضرت دل آج پہلو مین نظر آتے نہین

اس حلقۂ حشمت سخندان فیض کب پاتے نہیں	وله	بخشش حیدر کا دربار معلا عام ہے
گور تیری میں نہ پھر شمع کی حاجت ہوگی		گورے ہاتھوں سے جو دفناؤ گے منت ہوگی
روح عاشق پہ اجی ورنہ قیامت ہوگی		ہچکی نہ شور مچانا سر مدفن کیسا

حبیب - محمد حبیب حیدرآبادی

حبیب تخلص - محمد حبیب نام شعرائے حیدرآباد سے ہے - تذکرہ نویسوں نے آپکی پوری کیفیت نہیں لکھی سنہ ولادت و وفات کا بھی کچھہ ذکر نہیں کیا۔ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاعر لائق و فائق تھے - مضامین تازہ خوب تلاش کرتے تھے - خوش فکر و خوش خیال تھے - تقریباً آپکا بھی انتقال ۱۳۰۰ھ ہجری میں واقع ہوا ہے ۔

من اشعاره الهندی

رہ گئی صرف یہی یار کی نشانی آخر	وله	نہ گئی چشم سے آنسو کی روانی آخر
کہاں گئی یار تری غنچہ دہانی آخر		ہنس پڑا باغ میں مینا بلبل کی دیکھہ
نہ سنی حیف مری ہم کہانی آخر		موند کر آنکھہ کو کیا ذوق سے سویا ہے حبیب
کچھہ تو اپنی نشانی دو جانان		دل بیدل کی بات تسلی ہو
دیکھہ بھی شور کریں بلبل مالی آری		گلبدن پھول کی مت توڑ تو ڈالی آری

حسن - امیر حسن دہلوی

حسن تخلص - امیر حسن نام - نجم الدین لقب ہے - آپ میر علا سنجری کے فرزند ہیں - آپکا مسقط الراس شہر دلی ہے - آپکی نشو و نما و تربیت و تعلیم بھی وہاں ہی ہوئی

ہوئی۔ عالم شباب کے ابتدا مین علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ شعر و شاعری کے
میدان مین سبقت کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین سخن سنجی کی قوت خداداد تھی۔ آپکا کلام
تصوف و تجرد و وحدت الوجود اور دنیاوی اسباب کی بے ثباتی پر شامل ہوتا ہے۔ صاحبدلان
کامل و بزرگان صاحب دل آپکے کلام کے سننے سے وجد کرتے ہین اور نیم بسمل کی طرح
تڑپتے ہین۔ دنیا و ما فیہا سے بیخبر و مست ہوتے ہین و مقام الست و بلی کے طرف
رجوع ہوتے ہین۔ آپ فطرۃً رند مشرب و فقر طلب تھے۔ مرات الخیال کے مولف نے
تاریخ ہند سے نقل کیا کہ آپ مکارم اخلاق و لطافت و ظرافت و استقامت عقل مین
بے نظیر تھے۔ اور روش صوفیہ تجرید و تفرید و بے تعلقی دنیا مین بے مثل تھے۔ رندانہ
مستغنیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور آپکی توبہ کا سبب یہہ لکھا کہ آپ ایکروز ایک نانبائی کی
دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً اسوہ و قدوۃ السالکین حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہ
مع مریدین بازار سے گذر رہے تھے اور امیر خسرو بھی ہمراہ تھے۔ یکایک امیر کی نظر فقیر یعنی
حسن صاحب ترجمہ پر پڑی۔ امیر نے دیکھا کہ صورت زیبا لائق و قابل سلوک ہے۔ آگے
بڑھ کے خواجہ حسن صاحب ترجمہ سے سوال کیا کہ نان و کلچہ کسطرح بیچتا ہے۔ حسن نے جواب دیا کہ
روٹی کو ترازو کے پلڑے مین رکھتا ہون اور خریدار سے کہتا ہون کہ دوسرے پلڑے
مین زر قیمت رکھے۔ جب خریدار پلڑے مین زر رکھتا ہے اسوقت اسکو روٹی دیکر روانہ
کرتا ہون۔ امیر قدس سرہ نے کہا اگر خریدار مفلس ہو تو کیا صورت ہوگی۔ حسن نے
جواب دیا کہ اس سے درد و نیاز قیمت لیتا ہون۔ امیر قدس سرہ آپکے جواب سے متعجب
ہوئے۔ واقعہ کی پوری کیفیت حضرت شیخ قدس سرہ کی خدمت مین گزارش کی۔ شیخ
قدس سرہ نے کچھہ جواب نہین دیا۔ لیکن حضرت کی توجہ باطن نے حسن کے دل پر وہ اثر کیا کہ

اُسیوقت حسن کا حال متغیر ہوا - اور درد طلب دامنگیر ہوا - فوراً نانبائی کی دوکان سے اُٹھہ کر حضرت کی خانقاہ مین آیا اور توبہ کی اور حضرت کی بیعت سے سرفراز ہوا - دیکھو حضرت کی توجہ تیر بہدف تہی - بزرگان دین واہل اللہ کی نظر بے اثر نہین ہوتی ہے پیر ہون تو ایسے ہون - خدائے تعالی ہمکو ایسے بزرگون سے ملائے کہ ہم دنیا و مافیہا سے سبکدوش ہو جائین - فی زماننا پیری مریدی کی نسبت اگر گویم مشکل وگر نگویم مشکل بامر لاچاری شق ثانی کو اختیار کرتا ہون - اور دم بخود رہتا ہون خدا ہم تمام کو نیک ہدایت کرے - بزرگان دین کی توجہ موثرہ کی بابت کسی شاعر نے کہا ہے ؎

آنرا کہ بدانیم کہ او قابل عشق ست ۔ رمزے بنمائیم و دلش را بربائیم

آپ امیر خسرو کے معاصر ہین گویا دونون بزرگ سخنوری مین برادران توام ہین - اور دونون بمصداق ہذان لساحران فن شاعری مین جادوگر ہین -

بہارستان سخن کے مولف نے لکہا کہ امیر خسرو وامیر حسن مین باہم الفت و صحبت برادرانہ تہی - دونون شاہزادے سلطان محمد بن غیاث الدین بلبن کی ملازمت مین ملتان گئے - امیر خسرو شاہزادے کی مصحف داری پر خواجہ حسن دوات داری پر مامور تہے - شاہزادے کی شہادت کے بعد دہلی مین آئے - ملازمت کے زمانہ مین دونون ہم نوالہ وہم پیالہ رہتے تہے - لیکن امیر حسن امیر خسرو پر تقدم رکہتا تہا - تقدم کے مختلف اسباب ہین - امیر حسن کے قطعات و قصائد سلطان غیاث الدین بلبن کی مدح مین زائد ہین - اور امیر خسرو کے قصائد سلطان کی مدح مین کم ہین -

اور مولف مذکور نے یہہ بہی لکہا کہ خواجہ بعمر ٥٦ سالہ حوض شمسی کے کنارے شراب وکباب مین مصروف تہا کہ یکایک اسطرف حضرت شیخ نظام الدین اولیا کا گذر ہوا

خواجہ حسن نے آپکو دیکھکے یہہ دو بیتین پڑہین ؎

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم — گر ز صحبت ہا اثر بودے کجاست
زہد نان فسق از دل ما دور نکرد — فسق مایان بہتر از زہد شماست

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا صحبت مؤثر ہے۔ اگر حسن نیت سے ہو۔ کامیابی کا وقت پہنچ گیا تہا۔ فوراً شیخ کے قدمون پر گرا اور تمام گناہون سے توبہ کی۔ اور حضرت کے حلقۂ ارادت مین داخل ہوا۔ اور ایک غزل کہی اسکا مطلع یہہ ہے ؎

یک سر موئے دولت سفید نشد — ہیچ مو بر تنت سیاہ نماند
اے حسن توبہ انگہی کردی — کہ ترا قوت گناہ نماند

آپ کی غزلین و قصائد درد آمیز و شور انگیز ہوتے ہین فصاحت و بلاغت کی خوبیان مضامین و معانی کی موشگافیان کلام سے ظاہر ہوتی ہین۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپنے ایک کتاب مسمی فوائد الفواد جو حضرت شیخ کے احوال و اقوال پر شامل ہے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے لکہی ہے۔ رسالہ متانت الفاظ و لطافت معانی سے مرکب و مرتب ہے۔ نقل کرتے ہین کہ امیر خسرو رسالہ کی نسبت فرماتے تہے کاشکے اگر میری تمام تصانیف حسن کے نام ہوتین اور یہہ کتاب میرے نام پر ہوتی تو بہتر ہوتا۔ اور مین اس سعادت ابدی سے مشرف ہوتا۔ اور دارین مین اس سعادت پر فخر کرتا۔ امیر خسرو کا یہہ کلام محبت و اتحاد کی وجہ سے ہے۔ خواجہ حسن صاحب ترجمہ شعر گوئی و روش شاعری مین سعدی شیرازی کی پیروی کرتا ہے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردست — کہ اہل معنی گل چین ازان گلستانند

سعدی شیرازی کی پیروی کرنے سے آپ سعدی ہندوستان کہتے تہے مولانا عبدالرحمن جامی نے

بہارستان مین لکہا کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی مین طرز خاص اختیار کیا ہے۔ اکثر قوافی تنگ اور ردیفین نادر اختیار کین۔ آپکے کلام کی حالت مجتمعہ اگرچہ ظاہر النظر مین آسان معلوم ہوتی ہے لیکن ایسا کلام کہنے مین دشوار و مشکل ہوتا ہے۔ بناءً علیہ آپکے کلام کو سہل ممتنع کہتے ہین۔ ملک الشعرا شیخ فیضی کہتا تہا۔ ایہ حسن آنے وارد کہ عاشق آن تواند شد گو امیر خسرو یوسف زمان بود چنانچہ خود میفرماید ؎

اے حسن برآستین نظم خود ونوک طراز خاصہ این ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

انتہی کلامہ۔ لطائف اشرفی کے مولف نے لکہا کہ آپ ظریف لطیف الطبع ولطیف المزاج تہے۔ آپ جب مجلس احباب مین جلوہ افروز ہوتے تہے تب تمام جلسہ آپکے وجود سے رونق پذیر ہوتا تہا۔ آپکے لطائف و ظرائف سے احباب کو لطف مزہ حاصل ہوتا تہا۔ بحسب اتفاق خواجہ حسن کو بیماری لاحق ہوئی۔ عارضہ کی شدت سے بیہوش ہوگئے۔ چند احباب مثلاً امیر خسرو و منصور وغیرہ ہم عیادت کے گئے اور آپکو آواز دے کہ خواجہ صاحب کہ ما را می شناسید یا کیانیم کہ آخر گفتند ما چہ کسانیم۔ خواجہ نے آنکہہ کہولکر کہا کہ ما بندہ سخن اولیتم کہ تمام آپکے کلام ظرافت انجام سے محظوظ ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ایسے وقت مین بہی ظرافت کو ترک نہین کیا۔ تاریخ فیروز شاہی کے مولف نے لکہا کہ مین نے لطیف المزاج سلیم الطبع و خوش اخلاق مثل خواجہ حسن کسیکو نہین دیکہا۔ لطافت مزاج و خوش خلقی مین بے نظیر تہا سلاطین و امرا آپکے ساتہہ خاص توجہ رکہتے تہے یعنے آپکے کمال و حسن لیاقت کے خریدار ہوتے تہے۔ آخر عمر مین جب سلطان محمد تغلق شاہ نے دہلی کو خراب کرکے دیوگڈہ دکن کو دار السلطنت بناکے دولت آباد نام سے موسوم کیا۔ تمام باشندگان دہلی حسب الحکم دیوگڈہ مین آئے۔ آپ بہی تمام کے ساتہہ آئے۔ چند روز کے بعد خلد برین کو روانہ ہوئے

{مخدوم اولیا} تاریخ رحلت ہے - بحساب ساتہہ سو اڑتیس ہوتے ہین - اخبار الاصفیا ۷۳۸ھ
کے مولف نے لکھا کہ سنہ ۷۳۷ ہجری - اور مرات الخیال کے مولف نے سنہ ۷۳۸ ہجری
لکھا - سنہ رحلت بقول مرات الخیال صحیح معلوم ہوتا ہے - والعلم عند اللہ -
روضۂ خلد آباد مین قریب مقبرۂ شاہ برہان الدین غریب وغیرہم مدفون ہوے - دکن مین
حسن شیر نام سے مشہور ہین - یہہ خرابی وتصحیف حسن شاعری کی ہے - آپ صاحب دیوان
تہے آپکا دیوان ہند ودکن وعرب وعجم کے کتبخانون مین موجود ہے - اب مین آپکے
گلزار ہمیشہ بہار دیوان سے گلہائے رنگین وشگوفہائے شیرین انتخاب کرکے بطور گلدستہ
ناظرین کی خدمت مین پیش کرتا ہون تاکہ اسکی خوشبو سے دل ودماغ کو معطر وتازہ کرین

ہو ہذہ

باز دل سوئے سفر می بینم آن دلدار را — نیست از یار یکہ تنہا می گزارد یار را

گر بہم شبے تاکہ طالع نشوی عین مہ — بگذرد چو نسیم گل وقت سحرے بر پا

باز در زنجیر زلف دلبران آویختم — چون کنم جائے نمی یابم دل دیوانہ را

صبر من بیگانہ تر شد چون تو برگشتی ز من — آشنا ہر گہ بر گردد چہ غم بیگانہ را

خوبان اگر بدست رقیبان گرو ہند — گرد چمن برائے چہ بندند خار ہا

ہمرہ از رویت نمیگردد جدا — کافران را نیست از آتش نجات

جرعہ کز دست افتد بر زمین — خون او ہفت آسمان را خونبہاست

یارب منجمے برسان تا بپرسمش — کان آفتاب شب روم از کہ آسمان گذشت

زلف تو شفیع محشرم باد — ہرچند کہ نامہ ام سیاہ است

ساقی دم صبح مشکبارست — غائب نشوی کہ با تو کارست

چشمت سوئے من نمی شود باز	وله	جانان مگر از منت غبار است
یار یاری کند اگر خواهد	وله	قصهٔ من ہنوز بر اگر ست
بپوسم نامهٔ خود روز محشر	وله	که از خط سیاہش یادگار ست
عشقبازان دیگرند و عیش سازان دیگرند	وله	آنچه در فرہاد می بینم در پرویز نیست
از خط خونریز و از رخسار خویش گوئیا	وله	محضر ظالم به پیش پادشاه عادل است
سنگ را بر روئے خود زن آتشے در رخت خویش		اے حسن این سنت دیوانگان عاقل است
روئے گل مین صفت روئے کسے با او ہست	وله	بوئے حلقهٔ گیسوئے با وی ہست
دوش چشم ہمه کس در مه نو حیران بود		چه نشینی خم ابروی کسے با وی ہست
گفتم زباغ وصل تو بوئے بمن رسد	وله	آواز از در تو بر آمد که بار نیست
خال تو بر رخ جہان افروز	وله	ہندوی آمد آفتاب پرست
آب مژه ما گذران شد ز سرما	وله	نیکو مثل است نیکه بلم ز ما است که بر ما ست
خط کشیدی من شدم عاشق	وله	راستی مشک و عشق پنہان نیست
مرا بزور گرفتی به رحمت بگذار	وله	که پادشاه بسے صید را گرفت و گذاشت
یار آوار کی ہمی خواہد	وله	رفتن چه بہانه افتاده است
بیش تر خواہم شنوم کان لفظ را تا بی دہم	وله	زان مثل ترسم که در باب سخن تاب آمده است
ما گناہے نکرده ایم	وله	خوئے بد را بہانه بسیار است
دلم بردی و نتواختی ہزار افسوس	وله	چنانکه دلبری ہست دلنوازی ہست
مگر بگوش رسیده است کان بزرگ چه گفت	وله	میان ما و شما عشق ہست و بازی نیست

فائده اس بیت مین شیخ فریدالدین کے کلام کی طرف تلمیح ہے یعنے ایکوقت

شیخ بہاء الدین کے طرف سے شیخ فرید الدین کی خدمت مین ایسی بات پہنچائی گئی کہ شیخ فرید الدین کے موافق نہ تہی - بعد مین شیخ بہاء الدین نے آپکی خدمت مین ایک معذرت نامہ بہیجا - اسمین یہہ ایک فقرہ تہا کہ میان ما و شما عشق بازی ہست کہ شیخ فرید الدین نے جواب مین لکہا کہ میان ما و شما عشق ہست بازی نیست الخ

وله رویت در بهشت بود خط چه میکشی — ای ظلم پیشه خار منه بر در بهشت

وله سروری که سایه کرم از من دریغ داشت — صبح سعادت است دم از من دریغ داشت

یارب همیشه بر سر من پایدار باد — آن ابر رحمتی که نم از من دریغ داشت

گشتم ز فرق تا بقدم حلقه چون رکاب — زان شهسوار من قدم از من دریغ داشت

وله گر شبی خوابی سگ کوی خودم — واللہ آن شب روز بازار من است

وله دلم گم شد درین مجلس کجا رفت — لبش گیرم که پنهان کرده اوست

وله روز من تو برفروز شبم را تو نور بخش — این کار تست کار مه و آفتاب نیست

گفتی ترا چه سود و چه سوزست در سماع — این آن سوالهاست که آن را جواب نیست

وله شب آمد و شنید کلام حسن ز دور — گفتم پری مگر بفسون آمدن گرفت

وله نا گر با خنده شیرین تو لافی زند — در دهانش باز نگذاریم دندانی درست

وله چشم هر ناظر بمنظوری منور کرده اند — توتیای گرد گرد راه مستان بس بود

وله جان پیشکشم چو تو در آئی — در خلوت دوست جان نگنجد

وله هر چه بغمزه میکشی زنده همیکنی بلب — چشم تو جور میکند لعل تو دادمی دهد

شیرین لبان کشند و نوازند یار ما — اندکتری نوازد و بسیار می کشد

حسن دعای تو گر مستجاب نیست مرنج — ترا زبان دگر و دل دگر دعا چه کند

وله
شیرین لبان کشند و نوازند یار ما
اندک نوازد و بسیار می کشد

وله
دلرا نسیم زلف تو مدهوش آورد
جانرا شمائل تو به بیهوشی آورد
لعل تو ای نگار چه معجون حکمت است
گرچه خوانده‌ایم فراموشی آورد
گفتی چرا سخن نکنی چون بمن رسی
حیران جمال تو مدهوشی آورد

وله
دل ربودی دگر چه خواهد شد
راضی‌ام من بهر چه خواهد شد
دل نشد جان بسوخت این گم شد
شد نشد نی شد دگر چه خواهد شد
بخت برگشت یار برگردید
ای حسن زین بتر چه خواهد شد

وله
سیر من بر زمین باشد همیشه پیش مه رویان
مگر آن روز معذورم که در زیر زمین باشد

وله
تحفهٔ هر دو جهان بر در او می آرند
از من خسته سلامی و دعا هم برسد

وله
ای چو گل خاسته خاری بتمامت مرساد
قرة العین منی عین کمالت مرساد

وله
ای خضر یکبار دگر محمل بسوی روم کن
روح اسکندر را بگو کان آب حیوان میبرد

وله
بمکتبی که در و میبردی همه طفلان
بغیر سورهٔ یوسف دگر نمی خوانند

وله
مصلحت نیست که پندم دهی ای خواجه حکیم
هر کسی مصلحت خویش نکو میداند

وله
خواهم که بوسم پای تو چندان که دارم دسترس
ای صبح دولت یکدمی با دوستان شو همنفس

وله
فراق روی تو بسیار شد چه چاره کنم
مگر لباس حیاتی که هست پاره کنم
گرفتم اینکه به بندم دهن ز نالیدن
طپیدن دل بیچاره را چه چاره کنم

وله
اگر گوئی بمیر اندر غم من
عجب نبود که از شادی بمیرم

وله
لب شیرین و غمزهٔ شوخت
نسخهٔ صلح و جنگ می بینیم
صلح کردم ببوسه و دهنت
جنگ چشم و وقت تنگ می بینیم

چگونه آدمی حیران نماند — وله — پری پیدا شده از نسل آدم

گفتم بفاخته که چه می نالی اینچنین — وله — گفتا که درس عشق تو تکرار می کنم

ای از شب گیسوی تو هر شب مرا قدری دگر — وله — پرده ز رخ بکیسو فگن روز مرا نوروز کن

جان نخواهم جز بخاک کوی تو — وله — جان من نشنیده حب وطن

خون شد دل دیوانه ام لعبت بیا زین اینچنین — وله — آخر رسید افسانه ام شب دراز آری چنان

بسیار خوانده ام صفت دوزخ و بهشت — وله — دوزخ فراق تست بهشتم وصال تو

کباب گشت جگر بی می جگر گونم — وله — مرا جگر بده آن باده جگر گون ده

گفتی بداغ خاص بکرم کنم ترا — وله — این وعده را امید وفا هست گر کنی

داغ گشتم از دیر رفتن تو — وله — داغ دیگر که دیر می آئی

سگ تو باشم و خاک درت شوم چکنم — وله — غلام حکم توام تا چه حکم فرمائی

بیا که بر همه خوبان شهنشاه توئی — وله — چو غنچه در صف گل صاحب کلاه توئی

ز دست تو بکه نالم که نامه حکم تراست — ز تو سوی که گریزم گریزگاه توئی

امیر حسن صاحب نے جو ایک مختصر مثنوی سلطان علاء الدین کی مدح میں لکھی تھی

من ابیاته

بیا ای گهر جوی دریای غیب — ز در هر چه داری برون کن ز جیب

چو آئی درین بندگی بنده وش — بهر در چه باشد ترا پیشکش

طبق از ورق در از نظم خواه — درین در طبق نه بیا پیش شاه

زهی گلشن ملک نونهال — برآورده حضرت ذو الجلال

روان کرده از بهر میدان خویش — روان کرده از بهر احسان خویش

زخورشید بر آسمان گوئے زر — ز از ریختن در زمین جوئے زر
برائے وبرایت برافراشتن — تراختم شد مملکت داشتن
توئی برخلافت بحق دستیاب — یمین الخلافہ ازان شد خطاب
فریدون اگر کین کشید از دو مار — تو از صد فریدون برآری دمار

حاکم - حکیم بیگ خان لاہوی

حاکم تخلص - حکیم بیگ خان نام ہے۔ آپ شادمان خان اوزبک کے فرزند ہین - قاضی میر یوسف ہراتی کے دختر زادے - شادمان خان عالمگیری زمانہ مین بلخ سے ہند مین آئے - بادشاہی منصبدارون کے زمرہ مین شریک کئے گئے منصب ہفتصدی سے پنجہزاری تک ترقی کی - فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے عہد مین منصب پنجہزاری ونوبت ونقارہ سے سربلند وممتاز تھے - اور لاہور مین سکونت پذیر تھے حکیم بیگخان بھی فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے ابتدائے عہد مین منصب وخانی سے ممتاز ہوئے آخر آپ تارک الدنیا ہوئے اور فقیری کا دامن تھام لیا۔ کشمیر و دہلی مین سیاحی کی - اور حرمین شریفین کی زیارت کا مصمم ارادہ کیا - اولاً خود صاحب ترجمہ وشیخ نور العین واقف بٹالوی باہم ملک دکن کو روانہ ہوئے - ۲۹ تاریخ ماہ رجب سنہ ۱۱۴۷ ہجری مین اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے - میر غلام علی آزاد بلگرامی کے پاس فروکش ہوئے - آزاد آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے - مہمانداری بطور شائستہ ادا کی - ایک ہفتہ تک دونون عزیز آزاد کے پاس مہمان رہے - ایک ہفتہ کے بعد دونون بزرگ بندر سورت روانہ ہوئے - واقف بندر سورت مین بسبب بیماری لاحقہ

سکونت پذیر ہوا۔ اور حاکم صاحب مع جمعیت جہاز مین سوار ہوکے روانہ ہوگیا۔ مع الخیر والعافیہ حرمین شریفین مین پہنچ کے حج و زیارت سے فائز المرام ہوکے سورت مین مراجعت کی۔ پھر بتاریخ ۱۵ جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین حاکم و واقف اورنگ آباد مین داخل ہوئے آزاد دونون اعزہ کے ملنے سے بہت خوش ہوئے۔ اسوقت حاکم نے ایک مختصر تذکرہ شعرا لکھا۔ اور اس تذکرہ مین ان شعرا کو درج کیا جنکو دیکھا۔ تذکرہ کا نام تحفۃ المجالس تجویز کیا۔ آزاد بلگرامی نے کہا کہ اس کا نام "مردم دیدہ" رکھنا چاہئیے تاکہ اسم بامسمی ہوجائے۔ اور اسمین ایہام بھی ہے حاکم نے پسند کیا۔ اور یہی نام قرار داد ہوا۔ حاکم نے تکملہ نسخہ مین یہہ قطعہ منظوم کیا ؎

نسخۂ تازہ کردہ ام تالیف — کہ ازو تازہ شد روان سخن
نام او کردہ مردم دیدہ — آنکہ بودہ است رازدان سخن
اسم سامی او غلام علی است — سرو آزاد بوستان سخن
غیر او دیگرے بملک دکن — نیست باللہ قدردان سخن
او و پدر او معنی و لفظم — او بود رمزدان سخن

جب حاکم تارک الدنیا ہوا تب سے بشاہ عبد الحکیم ملقب ہوا۔ بتاریخ ۱۹ شوال سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین اورنگ آباد سے بطریق سیر حیدر آباد گیا۔ سیر کرتے ۱۹ تاریخ ماہ صفر کو اورنگ آباد پہنچا اور دوسری تاریخ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین حاکم و واقف ہند کو روانہ ہوئے۔ چونکہ مالوہ کا راستہ خوفناک تھا۔ احتیاطاً برار و چندر پور کا راستہ اختیار کیا۔ اتفاقاً راستہ مین ایک واقعہ پیش آیا۔ اورنگ آباد و بالاپور کے درمیان رہزنون نے دونون اعزہ کا مال و اسباب لوٹ لئے۔ خیر گذری کہ

جان سلامت رہی۔ آخر دونون اعزہ بمصیبت تمام بالاپور برار مین پہنچے۔ وہان سے ایک خط قاصد کے ہاتھہ سے آزاد بلگرامی کے پاس بہیجا اور اپنا تمام واقعہ لکہا۔ آزاد نے تہوڑا روپیہ بذریعہ ہنڈوی روانہ کیا۔ لیکن خرچ کافی نہین تہا۔ بالاپور سے کہولاپور پہنچ گئے۔ پہر آزاد کے پاس ایک آدمی بہیجا۔ آزاد نے اسوقت خرچ کافی بہیجدیا۔ دونون کہولاپور سے منازل قطع کرتے ہوئے مع الخیر و العافیہ وطن مالوفہ پہنچے۔ حاکم نے خانپور ضلع سہارنپور تو ابع لاہور سے ایک خط آزاد کی خدمت مین بہیجا۔ اور لکہا کہ ہم بتاریخ دوم شوال سنہ حال مع الخیر وطن مالوفہ پہنچے۔ اعزہ و اقارب عیال و اطفال کو مع الخیر و العافیہ پایا۔ مادر پیرانہ سر نے کہ بیچنی سے آئی سپرو۔ اور دیدہ کو نور حاصل ہوا اسیطرح اعزہ نے بہی ہمارے دیکہنے کی بہت خوشی منائی۔ اور حضرت واقف بہی خیر خوبی کیساتہہ اپنے وطن مالوفہ بٹالہ مین پہنچ گئے۔ تم کلامہ۔

حاکم کو تلمذ شاہ آفرین لاہوری سے تہا۔ خود شاگردی کا اظہار کرتا ہے ؎

حاکم ندا شتم سر و سامان فکر و شعر | از فیض آفرین بسخن آشنا شدم

حاکم خوش طبع و خوش مزاج و ظریف تہا۔ ملا حامد لاہوری کے لڑکے کی ختنہ کی تاریخ کہی۔ ع ختنۂ ملازادہ۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ حاکم نے مجہہ سے مکرر ذکر کیا کہ مین اپنا دیوان سراج الدین علیخان آرزو کے پاس اس غرض سے لیگیا کہ نظر اصلاح سے مطالعہ کرین اور کلام کے حسن و قبح سے مطلع فرمائین۔ اولاً انکار فرمایا لیکن میرے اصرار سے نگہداشت کیا۔ اور دو مہینے کے بعد واپس بہیجا۔ جو کچہہ خیال مین آیا حاشیہ پر لکہدیا۔ والہ سنہ سیالکوٹی نے اعتراضات کو دیکہا تو ایک رسالہ مسمی بہ جواب شافی لکہا۔ آرزو کے اعتراضات فضول تہے۔ آرزو و حاکم کی

خوش اخلاصی تحسین و آفرین کے لائق ہے۔ باوجود مناقشۂ شاعری دونون مین
بدستور اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم تہا۔ آرزو مجمع النفائس مین حاکم کی تعریف
کرتا ہے اور حاکم بہی مردم دیدہ مین آرزو کو نیکی کے ساتہہ یاد کرتا ہے۔ شعرا مین
اس قسم کا خلوص کم دیکہا گیا۔ متقدمین علما و فضلا مین بہی باہم مسائل حکمیہ و فقہیہ مین
مناظرے و مباحثے ہوتے تہے بابا بدیگر بحث و تکرار رسا تا و قلما کرتے تہے۔ لیکن ان کے
قلوب کدورت و کینہ سے صاف پاک ہوتے تہے باہم برادرانہ تعلق رکہتے تہے کبہی
ایک دوسرے کی مذمت نہین کرتا تہا۔ چنانچہ علامہ سید شریف جرجانی۔ و علامہ
سعد الدین تفتازانی امیر تیمور گورگان کے پاس تہے ایکروز دونون بتقریب شکار
بادشاہ کے ہم رکاب ہوئے۔ سید کا عالم شباب تہا۔ اور تفتازانی کا عالم پیری و ضعیفی
بادشاہ نے سید کے لئے گہوڑا تیز و چالاک و پیر بزرگ کے لئے لاغر و ضعیف تجویز کیا
القصہ امیر و دونون بزرگ گہوڑون پر سوار ہوکے سمرقند کے میدان پر فضا و صحرائے
راحت افزا مین جولانی کرنے لگے۔ سید کا بادپا آگے بڑہتا تہا نہایت خوشی سے چہلتا
کودتا تہا۔ اور ملا کے ضعیف کا سست قدم آہستہ آہستہ قدم اوٹہاتا تہا۔ پیچہے
پیچہے چلتا تہا۔ تیمور کبہی گہوڑا دوڑا کے سید کے پاس جاتا تہا کبہی علامہ
تفتازانی کے پاس آتا تہا۔ تیمور نے امتحانا کہ دونون بزرگون مین باہم خلوص ہے
یا کینہ کم اولا تفتازانی سے آہستہ کہا دیکہو کہ جرجانی کسقدر غرور و تکبر سے گہوڑا
دوڑا رہا ہے۔ تقدم و تاخر مین پاس ادب نہین کرتا ہے۔ تفتازانی نے امیر سے کہا
غرور ہے نہ تکبر سید جرجانی عالم افضل و ہنر ہے۔ فی زمانہ جسکا نظیر نادر ہے گہوڑا
خوش ہو رہا ہے جوش خوشی سے کود رہا ہے کہ مجہہ ایسا عالم فاضل جسکا مثل معدوم ہے

سوار ہے۔ اے بادشاہ گھوڑا جسقدر فخر کرے اُسکا فخر بجا ہے۔ پھر میر تیمور سید کے
پاس آیا۔ اور آہستہ سے کہا دیکھیے تفتازانی سُست قدم و پست دم پابو پر آہستہ
آہستہ بروبا با بروبا با کھینچے ہوئے آرہا ہے۔ سید نے فرمایا اے بادشاہ علّامہ کا پابو
سُست قدم نہیں ہے نہ علّامہ سُست ہیں۔ اس آہستگی و سستی کا اور ہی سبب ہے
امیر نے کہا وہ کیا ہے سید نے کہا علّامہ جامع العلوم و الفنون و حاوی الحواشی و المتون
ہے۔ علوم و فضائل کے ذخائر سے علّامہ کی ذات گران بار ہو گئی ہے گران باری ایسی ہے
کہ اسپ قوی متحمل نہیں ہو سکتا ہے بنا علیہ آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ امیر تیمور دونوں فاضلوں
کے خلوص صفائے قلب سے واقف ہو کے بہت خوش ہوا۔ دونوں کو خلعت و انعام سے
سرفراز فرمایا۔ اور خدا کا شکریہ نہایت عاجزی و نیازمندی سے ادا کیا۔ کہ میرے زمانہ
میں ایسے علما باصفا ہیں۔ فی زماننا علما و مشائخ کی جو حالت ہے اظہر من الشمس ہے
گزارش کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک انا و لاغیری کا دم بھرتا ہے۔ اور مدعی بنکے دوسرونکو
ذلیل کرتا ہے۔ اور اپنی نمائش کا علم بلند کرتا ہے۔ و اپنی گرم بازاری چاہتا ہے۔
میرے نزدیک علما کی یہہ حالت کس وجہ سے ہوتی ہے؟ وجہ یہہ ہے کہ ہر ایک ناقص العلم
ہوتا ہے اگر کامل العلم ہوتا تو کبھی نمائش کی پیروی نکرتا۔ اور انا و لاغیری کا مدعی نبنتا
اللہ جلشانہ ہم تمام کو اخلاص اخلاق کے رستہ پر لائے۔

اب میں جواب شافی سے دو ایک مثالیں گزارش کرتا ہوں

مثال اول۔ حاکم کہتا ہے ؎

غلط ما زند مردم بعد ازین از روزن گلخن	چنین گر میتوام ز چشم جہان دود میخیزد

خان آرزو اعتراض کرتا ہے از روزن گلخن سے اگر در گلخن مراد ہے تو گلخن دروازہ

کو چاک کہتی ہے اسکو روزن نہین کہہ سکتے ۔ اگر اس سے دودکش ہندی مراد ہے تو وہ بھی بمعنی روزن گلخن نہین آیا ہے ۔

وارستہ جواب دیتا ہے کہ اہل زبان کے محاورہ مین آیا ہے چنانچہ طاہر وحید کا قول شاہد حال ہے ؎

چو لالہ روزن گلخن بود گریبانم ۔۔۔ ازین چہ سود کہ در باغ گشتہ اند مرا

دودکش کو محاورہ ہند کہنا ۔ زبان دانی پر خاک ڈالنا ہے ۔ اس لئے کہ وہ لفظ فارسی ہے ۔ طاہر نصیر آبادی جو کبھی ہند مین نہین آیا ۔ اُس نے اپنی نثر مسمی خواب و خیال مین لکھا ہے " از دود عود دماغش پریشان می شد " " دودکش حمام مقاماتش را م " صاحب ابراہیم شاہی نے لکھا کہ دودکش ۔ با رہ جہانہ و حمام کے روزن کو کہتے ہین

مثال ثانی حالم ؎

گل کردہ تا ز مشرق دل مطلع گرہ ۔۔۔ خورشید شد ز شرم برنگ سہا گرہ

خان آرزو کہتا ہے ۔ خورشید گرہ شد ۔ غیر مانوس ہے ۔ وارستہ جواب دیتا ہے کہ مانوس ہے اس لئے کہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

طوفان گرہ شدہ است مرا در دل غیور ۔۔۔ تا خندہ ہم برلب اظہار ماندہ است

طوفان را گرہ زدہ کہنا غیر مانوس نہین ہے ۔ گل رعنا کے مولف نے اس مقام مین دو شعر دیوان صائب سے نظیراً پیش کیا ۔ اس سے صاف ظاہر ہے گرہ زدن آفتاب مانوس ہے ؎

آہ سردے از لب سرکش کہ می گردد بلند ۔۔۔ آفتابے در تہ دل چون سحر دارد گرہ

اسی طرح کے متعدد اعتراضات مع جوابات مذکور ہین ۔ مین نے طوالت کی وجہ سے اسی قدر پر اکتفا کیا ۔

شاہ عبد الحکیم حاکم صاحب ترجمہ آزاد سے بہت صحبت و اتحاد رکھتا تھا۔ مردم دیدہ میں آزاد کو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ع

زبسکہ صحبت و غربت نمود آزادم | درِ غلام علی شد مرا علی قاپی

علی قاپی صفاہان میں دولتخانہ صفویہ کے سامنے ایک دروازہ کا نام ہے۔ قاپ ترکی میں دروازہ کو کہتے ہیں۔ یہہ دروازہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے نام پہ بنوایا گیا۔ اور قرار دیا ہوا تھا کہ جو کوئی اس دروازہ سے داخل ہو جائے آئندہ وہ مامون و امن یافتہ ہوتا ہے۔ اگرچہ گناہگار واجب القتل ہو۔ گویا یہہ دروازہ دار الامن تھا۔ دروازہ مذکورہ کو کعبہ کا حکم دئے۔ گل رعنا کے مولف لچھمی نراین نے لکھا کہ نور العین واقف لاہوری کا خط بنام آزاد مورخہ اوائل محرم ١١٨٢ھ ہجری ملتان سے آیا اس سے معلوم ہوا کہ حاکم و واقف کشمیر میں نواب سربلند خان بہادر صوبہ کے پاس گئے مراجعت کیوقت مقام ٹھٹھہ میں حاکم بعارضہ تپش فوت ہوئے وہاں دفن کیا گیا یہہ واقعہ ١١٧٩ھ ہجری میں واقع ہوا۔ اب آپکے بوارق طبع گزارش کیے جاتے ہیں۔

من اشعارہ

بابرو می نماید ترک چشمش کج کلاہی ہا | کہ می نازند دائم بر بروت خود سپاہی ہا

ولہ

ہر کہ با دیوانگان پیوست ایمن از بلاست | نیست بیم وزد ہرگز خانۂ زنجیر را

ولہ

نمایم گر با سکندر کتاب سینۂ خود را | شمارد فرد باطل صفحۂ آئینۂ خود را

بود در فقر لب بستن ز حرف مدعا واجب | کنم از موئے چینی خرقۂ پشمینۂ خود را

ولہ

بر بامہان بباز ندا ز حرص نقد جان را | دونا سہ ہان شمارند بینند چو سنان را

صاحب سخن نہ بیند عیب از ضرر کثرت | افزونی نقطہ شد آرے زیان زبان را

کار من تنها ز درد دل نمی سوزد همان گذشت
درد اگر این است می باید مرا از جان گذشت

نیست معلوم که جا داد ز ما دل شدگان
اینقدر هست که در کوی تو غوغائی هست

مجنون چو مرد چاک گریبان بگل گذاشت
داغش بلاله دامن صحرا بما رسید

شد نقد عمر صرف در بند آن شکرفروش
در کیسه زر نماند چه سودا بما رسید

نی بخار آتش و نه باد خزان کرد بگل
آنچه با بلبل من حسرت بیباکی کرد

به گلستان ندهم گوشه زندانی را
مکن ز دام برای خدا مرا آزاد

ملامت کند از سختی فلک با من
زری که آب شود کی غم محک دارد

تا نگردد کعبه داغ عشق کی بخشد فروغ
شمع کم پرتو دهد چون تازه روشن میشود

بی تعلق نبود چالاک تر در راه دوست
پا برهنه هر که گردید است بهتر میدود

نه بدرد آشنائی نه بعشق راه دارد
بچکار آید این دل که کسی نگاه دارد

زمن باشد بعالم خانمان کفر و دین روشن
داغ شمعی است کاندر کعبه و بتخانه می سوزد

زنده در گور بی تو می سوزم
همچو اخگر بزیر خاکستر

ناقه لیلی بصحرا رفت تا من گردباد
میدوید از پشت خاک ما همه از پی رود باش

خاکم نساخت سوختگان از هوای او
حالم بیاد نسیم گلگون شود چو شمع

هلاک چشم توام منکر و نکیر از ناز
دهد بگوشه ابرو جواب ته خاک

اهل دولت نه باظهار پریشانی کنند
با وجود زر لباس پاره در بر داشت گل

در دل خیال چشم تو دائم بگردشی است
مانند آن مریض که حجامی کند بدل

در شادی و غم همدم تو با تو تنه یکیست
یک خنده بیک لب کنی و گریه بیک چشم

بتان نه شکر بوسی نه زهر دشنامی
هزار شکر که شرمنده شما نشدم

سوخت برق جلوهٔ آن سرو قدتا پیکرم
چشم قمری می شود آئینه از خاکسترم

دل دیوانه ام شاید بقربی بیاساید
بیاد زلف و شبها بگو افسانه دارم

بزیر خون مرا از دام کن آزاد
بیا برای خدا کن ازین دو کار یکی

ظهور کون ز نیرنگ و حادثات است
هزار رنگ بر آید گل و بهار یکی

حیاتی - کاشی مرزا حیاتی

حیاتی تخلص - مرزا حیاتی نام کاشانی الاصل تھا - میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین لکھا کہ شاعر شیرین ابیات میرآب چشمہ حیات تھے - ابتدا مین سقائی تخلص کرتا تھا - الحاد و زندقہ کیطرف مائل رہتا تھا ملاحدہ و زنادیق کی مصاحبت مین ایسی ترقی کی تھی کہ ملاحدہ کا افسر مانا جاتا تھا - عاشقانہ مزاج رکھتا تھا - ایک اونکے لڑکے حسین پر فریفتہ ہوگئے اُسکے ہمراہ کاشان سے قزوین کو گیا - مدت دراز تک وہان ملاحدہ کے ساتھہ ہم نوالہ و ہم پیالہ رہا - اہل کاشان نے اس فرقہ کی ایک جماعت کو مع چند ارباب زندقہ و الحاد شاہ طہماسپ صفوی کے حضور مین بھیجے - تمام حسب الحکم شاہی بزا یاب و مقید ہوئے - تقریبا دو سال تک شکنجہ حبس عذاب مین گرفتار رہے - حیاتی بھی انکے ساتھہ رنج و بلا مین مبتلا رہا - دو سال کے بعد شکنجہ قید سے رہائی پاکے شیراز گیا دو سال تک وہان بسر کیا - پھر سنہ ۹۸۶ نو سو چھیاسی ہجری مین اپنے وطن مالوف کاشان مین پہنچا - الحاد و زندقہ سے توبہ کی - دین نبوی کا حلقہ بگوش بنا - تھوڑے زمانے بعد کاشان سے بطریق سیر دکن مین آیا - اور احمدنگر مین نظام بحری کی ملازمت مین رہا - خوشی و خرمی سے زندگی بسر کر رہا تھا کہ کسی مقرب مصاحب نے جہانگیر بادشاہ ہند کے

حضور مین حیاتی کی تعریف کی۔ بادشاہ اسکے دیدار کا مشتاق ہوا۔ اور اسکی طلبی کا حکم صادر فرمایا۔ حیاتی احمدنگر سے حسب الحکم درگاہ بادشاہ مین حاضر ہوا۔ شاہانہ عواطف سے سرفراز۔ و خلعت و انعام سے سربلند۔ سنہ ۱۰۱۹ ہجری مین تغلق نامہ مولفہ امیر خسرو بادشاہ کی خدمت مین پیش ہوا۔ بادشاہ مثنوی مذکور کے دیکھنے سے بہت محظوظ ہوا۔ لیکن کتاب ناقص تھی ایک داستان اسمین سے مفقود تھا۔ بادشاہی شعرا اس داستان مفقودہ کے نظم کرنے پر مامور کئے گئے۔ ہر ایک نے اپنے نتائج طبع کو پیش کیا۔ ان تمام سے حیاتی کی نظم زیادہ مقبول ہوئی۔ بادشاہی حکم ہوا کہ حیاتی کو زر سرخ و سفید مین وزن کرین۔ حیاتی تولا گیا وزن و سنگ مین چھ خریطہ ترازو کے پلڑے مین آئے ہر ایک خریطہ ہزار اشرفی و روپیہ پر شامل تھا۔ یہ تمام زر سفید و سرخ حیاتی کو دیا گیا۔ حیاتی مالامال ہو گیا سعیدائے گیلانی نے اس واقعہ کی تاریخ کہی وہو ہذہ

چون حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر	بادشاہ عدل گستر شاہ گردون اقتدار
شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ	آفتاب ہفت کشور سایہ پروردگار
بہر تاریخش بروئے کفۂ میزان چرخ	شاعر سنجیدہ شاہی رقم زد روزگار

کسی تذکرہ مین آپکا سنہ وفات کا ذکر نہین دیکھا گیا۔ تقریباً آپکا انتقال سنہ ۱۰۵۳ ہجری مین ہوا۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

من بوارق طبعہ

فغان کہ رنجش جانان بآن مقام رسید	کہ ہر کہ کرد گنہ از من انتقام کشید
خاک کوئے تو ز سیل قطرہ پر نم کردیم	تا غبار رہ تو از رہگذر ما نرسید
در بلائے عاشقی دل یاری من میکند	جان فدائے او کہ جانب داری من میکند

در دل من درد افزودی و میگوئی منال | آتشی در جانم افکندی و می گوئی مسوز
می نمایم شاد خود را گرچه می میرم ز جور | تا نباید رحم در خاطر جفا کار مرا
بهر شوخی گو نداند دوستی در اصل حقیقت | خلق را با خود حیاتی از چه دشمن کرده
بے لعل تو گر خون رود از چشم تر من | شادم که نباید دگرے در نظر من
ترسم که شود یار غمین غیر شود شاد | اے باد مکن جانب آن کو خبر من

حافظ۔ خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی

تمہید ذکر خواجہ حافظ

چونکہ خواجہ حافظ شیرازی حسب الطلب محمود شاہ بہمنی دکن مین آنیکے لئے مستعد ہوے تہے بہمنی نے زاد و راحلہ کے لئے دس ہزار تنکہ جو مساوی پینتیس ہزار روپیہ سکہ انگریزی ہوتے ہین بہیجدیا تہا اور آپ جہاز پر سوار ہوئے کہ یکایک باد مخالف شروع ہوئی آپ بندر ہرمز مین جہاز سے اُترکے بہ بہانہ ملاقات یاران مقام لار مین چلے گئے۔ اور دکن کا ارادہ فسخ کردیا اور ایک غزل لکہہ کے میر فضل اللہ انجو کے پاس بہیجدی۔ چنانچہ تمام واقعہ ذیل مین مذکور کیا جاتا ہے بناءً علیہ ایسا ہی مولانا جلال الدین دوانی و مولانا عبد الرحمن جامی کو بہی خواجہ محمود گاوان نے مدرسہ بیدر کی تدریس کے لئے طلب کیا تہا لیکن یہہ بزرگ بسبب ضعیفی و فاصلہ بعیدہ نہین آئے۔ معذرت نامہ بہیجدیا اور خواجہ سے مراسلت کا سلسلہ جاری رکہا۔ دوانی نے ہیاکل النور کی شرح لکہی اور اسکا دیباچہ خواجہ کے نام سے معنون کیا۔ اگرچہ علمائے ثلثہ دکن مین نہین آئے لیکن آنے کے لئے مستعد ہوگئے تہے۔ موانع ایسے ہوئے کہ آنے سے معذور ہوگئے

دکن کے سلاطین سے انکا تعلق رہا۔ بناءً علیہ انکا ذکر تذکرہ شعرائے دکن مین کرنا واجب ہوا

هوهذه

حافظ تخلص۔ خواجہ حافظ نام شمس الدین لقب ہے۔ آپکے والد خواجہ بہاء الدین تاجر پیشہ تھے۔ تاجرون مین بزرگ تاجر شمار کیے جاتے تھے۔ آپکے والد نے جب اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ تب تین فرزند لڑکے اور لڑکیان وارث چھوڑ گئے بعد ازان تمام مال و اسباب باہم وارثون مین تقسیم ہو گیا۔ جو کچھہ مال و اسباب زنین کو ملا تھا تھوڑی ہی مدت مین خورد و برد ہو گیا۔ اور تمام اعزہ پراگندہ ہو گئے۔ صرف خواجہ صاحب کی والدہ رہگئی۔ اور خواجہ صاحب بوجہ خورد سالی مان کے سایہ آغوش مین رہگئے۔ جو کچھہ ذخیرہ موروثی پاس تھا اُس سے گذراوقات کرتے تھے۔ چند روز مین پاس کا سرمایہ صرف ہو گیا درجہ مفلسی کو پہنچ گئے۔ فاقون کی نوبت آئی۔ مان نے آپ کو کسی صاحب مال کے پاس رکھدیا کہ وہ آپسے اپنا کام لیتا رہے اور آپکو کھانا و پارچہ دیتا رہے۔ آپ چند روز کے بعد وہان سے ترک تعلق کرکے کسی نان بائی کے پاس خمیہ بنانے وغیرہ کا مون پہ مقرر ہوگئے رات کو خمیہ بنانیکا کام کرتے تھے صبح اپنی اجرت لیکے چلتے ہوتے تھے۔ آپ سن شعور کو پہنچ گئے تھے کہ آپکے دل مین پڑہنے لکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ مدرسہ مین داخل ہوکے پڑہنے لگے۔ آپ کو جو کچھہ اجرت ملتی تھی اُسکے تین حصے کرتے تھے۔ ایک حصہ والدہ کو دوسرا اُستاد کو تیسرا فقرا کو دیتے تھے۔ چند مدت مین کتب عربیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی۔ اور قرآن شریف کو بھی حفظ کر لیا۔ آپکی طبیعت فطرۃً موزون تھی سخن سنجی سے مناسبت واقع ہوی تھی۔ جوش طبیعت سے کلام موزون کرنے لگے۔ مگر آپکے اشعار بعض درست و بعض نادرست ہوتے تھے۔ آپ لیرانہ مشاعرون مین جاتے تھے بیدترک

اپنے کلام کو سُناتے تھے۔ ارباب مجلس سنجیدہ کی داد دیتے اور غیر سنجیدہ پر قہقہہ لگاتے
تھے۔ آپ کچھ پروا نہین کرتے تھے۔ لوگ آپکو جلسون مین بلاتے خوش طبعی و دل لگی سے
لطف و مزہ اُٹھاتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ کی لیاقت و استعداد ایسی بڑہ گئی کہ لوگ
آپ کے کلام کو سنکے حیران ہوتے تھے۔ پھر آپکی شاعری و سخن سنجی کا تذکرہ اطراف آفاق مین
پھیل گیا۔ امرا و سلاطین آپ کی ملاقات و دیدار کے مشتاق ہوئے اور خطوط طلب بھیجنے لگے
اُسوقت شاہ ابواسحق انجو شیراز مین حکمرانی کرتا تھا۔ عالم فاضل تھا۔ علما و شعرا کا
بڑا قدردان تھا۔ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ آپ بھی اُسکے احسان مند تھے۔ اکثر
اشعار مین اسکی مدح سرائی فرماتے ہین۔ اسیطرح اور بھی بادشاہ یکے بعد دیگرے آپ کی
قدر کرتے رہے۔ جب تیمور نے سلطان منصور حاکم شیراز پر فتح پائی۔ اور منصور قتل ہوگیا تو اُسوقت
تیمور نے خواجہ حافظ صاحب ترجمہ کو بلایا۔ اور کہا کہ مین نے سمرقند و بخارا کو بزور شمشیر
مسخر کیا۔ اور ہزارہا بنی آدم کو تسخیر کے معرکون مین تہ تیغ کیا۔ آپ میرے ملک مفتوحہ
معمورہ کو معشوق کے خال سیاہ کو عطا کرتے ہین۔ آپنے فوراً جواب مین کہا کہ نہین
بیجا و فضول اخراجات کی وجہ سے تہیدست و مفلس ہوگیا ہون فقر و فاقہ مین بسر کرتا ہون
تیمور آپ کے جواب سے بہت خوش ہوا۔ اور آپکو شاہانہ عطا سے سرفراز فرمایا۔ سلطان احمد
بن اُویس جو جامع کمالات تھا آپکو بغداد مین بلایا آپکو شیراز کی سیرابی و شادابی نے شیراز سے
نکلنے نہین دیا۔ آپ سیرگاہ مصلی و رکناآباد کی پرفضا میدانون پر فریفتہ تھے۔ چنانچہ آپ
فرماتے ہین ؎ نمی دہند اجازت مرا بہ سیر و سفر + نسیم باد مصلّے و آب رکناباد
آخر آپ بغداد نہین گئے۔ ایک غزل سلطان کے پاس بھیجدی۔ جسکا مطلع یہہ ہے
؎ احمد اللہ علی معدلۃ السلطان + احمد شیخ اویس حسن ایلخانی + الخ

اسیطرح سلطان محمود شاہ بہمنی جو دکن مین حکمرانی کر رہا تہا۔ عالم فاضل تہا۔ شعر و شاعری کا فریفتہ۔ شعرائے عرب عجم کے لئے مزد قدم و شست سر حسب دستور بہمنیہ مقرر کیا تہا کہ جو شاعر عرب یا عجم سے آئے ایک ہزار ہُن دیا جائے۔ ہفت اقلیم وغیرہ تذکرہ نویسون نے لکہا کہ آپکو بہی دکن کی سیر کا شوق ہوا۔ مگر یہہ شوق خیالی تہا۔ میر فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی کو جو محمود کے دربار کا صدر تہا آپکے خیال کی خبر پہنچی تو میر نے ایک ہزار ہُن آپکے لئے زاد وراحلہ بہیجکر آپکو تشریف آوری کے بابت لکہا آپنے زر مرسلہ سے کچہہ رقم ادائے قرض مین صرف کی۔ اور کچہہ اعزہ و اقربا کو دی۔ اور باقی رقم سے زاد وراحلہ کا سامان مہیا کرکے شیراز سے نکلے۔ اور مقام لاہور مین پہنچے۔ وہان ایک دوست سے ملاقات ہوئی جسکا مال و اسباب رہزنون نے لوٹ لیا تہا۔ آپنے بقیہ زاد وراحلہ اُسکو دیدیا۔ اور خود تہیدست ہو گئے۔ اور متردد ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہئیے۔ وہان اتفاقاً خواجہ زین العابدین ہمدانی و خواجہ محمد گازرونی تاجرون سے ملاقات ہوئی۔ دونون ہندوستان آئے ہوئے تہے۔ دونون ازروئے ہمدردی آپکے اخراجات کے کفیل ہوئے آپ محمود شاہی جہاز پر جو ہرمز مین آیا تہا سوار ہوئے۔ سوء اتفاق سے طوفانی ہوا چلنے لگی۔ آپ گہبرائے۔ اور جہاز سے اُتر گئے۔ اور اہل جہاز سے کہا کہ مین اپنے بعض احباب سے ملکر آتا ہون۔ چلدئے۔ اور یہہ غزل لکہکے شاہ فضل اللہ انجو کے پاس بہیجدی۔ غزل یہہ ہے ؎

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد — بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج است — کلاہ دلکش است اما بدرد سر نمی ارزد
بکوئے میفروشانش بجامے بر نمی گیرند — زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد

بس آسان می نمود اول غم دریا بہ بوے زر   غلط کردم کہ یک موجش بصد من زر نمی ارزد

فضل اللہ نے آپکی یہہ غزل محمود شاہ کی خدمت میں پیش کی اور تمام واقعہ مذکورہ الصدر کا ماجرا بیان کیا۔ بہمنی نے سنکے فرمایا کہ اگرچہ حضرت یہاں تشریف نہیں لائے لیکن دکن کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہو چکے تھے موانع کی وجہ سے نہیں آئے ہم کو حضرت کی خدمت کرنی چاہئے۔ حکم دیا کہ ایک ہزار ہن نقد و دیگر مصنوعات ہند خریدکے ملا محمد قاسم مشہدی کے ہمراہ روانہ کریں حسب الحکم میر فضل اللہ انجو نے ملا مشہدی کو مع زر نقد و تحفہائے ہندی حضرت خواجہ کی خدمت میں روانہ فرمایا۔

سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر حاکم بنگالہ نے بھی خواجہ صاحب کو بلایا تھا اور ایک مصرع طرح کا بھیجا تھا۔ وہ یہہ ہے ؎ ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود آپ نے اسطرح پر غزل لکھکر بھیجی۔

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود	وین بحث با ثلاثہ غسالہ می رود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند	زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث الدین	غافل مشو کہ کار تو از نالہ می رود

خواجہ صاحب نے سنہ ۷۹۳ ہجری میں اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ آپکو زندگی میں مصلی و رکن آباد کی آب ہوا و میدان پر فضا مرغوب و محبوب تھا۔ اسلئے مصلی کے ایک ٹیلہ پر دفن کئے گئے۔ اور کسی ادیب مورخ نے آپ کی وفات کی تاریخ {خاک مصلی} (۷۹۲) کہی اسمیں از روے حساب جمل ایک عدد کی کمی ہے۔ بہارستان کے مولف نے لکھا کہ میرزا محمد معمائی صدر بابری نے آپکا مقبرہ بنوا دیا۔ اور اسپر بیشمار زر خرچ کیا۔ چنانچہ ابتک موجود ہے مزار ہنوز تک آپکے مقبرہ کی وجہ سے اس مقام کا نام حافظیہ مشہور ہوگیا ہے

ہفتہ مین بروز پنجشنبہ لوگ زیارت و سیر کے لئے وہان جاتے ہین۔ آپکی زیارت کرتے ہین قبر پر حسن اعتقاد سے چادر و پہول چڑہاتے ہین۔ عمدہ عمدہ کہانے پکاتے ہین۔ کہاتے پیتے ہین اور غربا کو بہی کہلاتے پلاتے ہین۔ دن تمام وہان بسر کرتے ہین۔ ہمیشہ ہر پنجشنبہ کو آپکے مرقد مقدس پر خلائق کا ہجوم رہتا ہے۔ ارباب حاجت حسن ارادت سے استعانت کرتے ہین۔ آپ کو خداتعالی نے حیات و ممات مین قبولیت عامہ نصیب کی۔ مشائخ برہانپور کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے شاہ نعمان بہاءالدین ہندوستان آئے۔ اور مقام برہانپور و آسیر مین سکونت پذیر رہے آخر مقام برہانپور مین فوت ہوئے۔ مقام نعلچہ جو آسیر و برہانپور کے درمیان واقع ہے مدفون ہوئے۔ خواجہ ہاشم مجددی نقشبندی آپکا مرید تہا۔ آپ جب کبہی آگرہ یا دہلی جاتے تہے تب خواجہ کو اپنا جانشین کرکے جاتے تہے۔ انتہی کلامہ

آپ کی علمی لیاقت کی کیفیت اگرچہ تذکرہ نویسون نے مفصل نہین لکہی۔ لیکن آپکے کلام بلاغت نظام سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عالم فاضل و ادیب کامل تہے۔ نظم و نثر عربی و فارسی لکہنے پر قدرت کاملہ و ملکۂ تامہ رکہتے تہے۔ دیوان مین اکثر اشعار عربی موجود ہین اور جا بجا عربی جملے مذکور ہین۔ حافظ قرآن تہے۔ اور قرآن کو خوب سمجہتے تہے۔ عربی و فارسی کے محاورات سے خوب واقف تہے۔ آزادانہ رہتے تہے۔ رند مشرب تہے دنیا و مافیہا سے دور متوکل علی اللہ تہے اور ما حضر و ماحصل پر قانع و صابر تہے۔ آز پرست و فقر فروش نہین تہے۔ تونگرانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ سرو سہی کی طرح آزاد رہتے تہے سلاطین و امرا سے کم ملتے تہے۔ لیکن امرا و سلاطین آپ سے حسن عقیدت رکہتے تہے اور آپکی ملازمت و خدمت کے مستدعی رہتے تہے۔ چنانچہ محمود شاہ بہمنی وغیرہ کی استدعائے قدوم کا ذکر

صدر مین مذکور ہو چکا ہے اب عادہ کی ضرورت نہین۔ آپ غزل گوئی مین استاد مانے جاتے مین۔ بیشک آپکی غزلین سوز و گداز۔ و فراق و وصال اور معشوق کے خد و خال۔ و شراب کباب نغمہ رباب اور حسن و عشق و مستی و رندی و دنیا کی بیوفائی اور زمانہ کی بے اعتباری وغیرہا مضامین پر شامل ہوتی ہین۔ اور آپ ان مضامین کو غزلون مین ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب و ترکیب دیتے ہین کہ سامعین وجد کرتے ہین۔ اور حال سے بیحال و خودی سے بیخود ہو جاتے ہین۔

آپ حسن اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ ظریف الطبع و سلیم المزاج رند مشرب صوفی مذہب تھے۔ صلح کل کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔ شراب محبت کی نشہ مین ہمیشہ مست رہتے تھے مدت العمر کسی حاکم یا رئیس کی نوکری اختیار نہین کی ہمیشہ آزادانہ بے نیازانہ رہے سلاطین وقت آپکی خدمت مین ہزارہا روپے اعانتہ بھیجتے تھے۔ آپ تمام نائے نوش مین صرف کر دیتے تھے۔ فقرا و احباب اعزہ کو بھی عطا فرماتے تھے۔ چونکہ آپکا کلام جامع اسرار ہے۔ لوگ اکثر آپ کے کلام سے فال لیتے ہین۔ حسب اتفاق و موقع فال مین ایسا شعر بر آمد ہو جاتا ہے کہ صاحب فال کو شعر کے مضمون سے تسلی ہوتی ہے۔ غالباً صاحب فال کو کامیابی حسب خواہش ہو جاتی ہے۔ بنا برعلیہ آپکا لقب لسان الغیب مشہور ہوا۔ خزانہ عامرہ و بہارستان سخن وغیرہ مین بھی وجہ تسمیہ بتلایا گیا ہے۔

آپکا دیوان متداول ہے۔ ہر ایک جوان و پیر و نو آموزان صغیر و کبیر واقف ہین یہان زیادہ اشعار کے بیان کی ضرورت نہین ہے۔ مگر دیوان و تذکرون سے چند اشعار بطور نمونہ گذارش کرتا ہون۔ تاکہ یہہ تذکرہ کلام سراسر الہام سے محروم نہو جائے۔

من اشعاره الفارسی

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را — دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا

ده روز مهر گردون افسانه ایست و افسون — نیکی بجای یاران فرصت شمار یارا

ای صاحب کرامت شکرانهٔ سلامت — روزی تفقدی کن درویش بینوا را

در کوی نیکنامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

آئینه سکندر جام جم است بنگر — تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا

گر مطرب حریفان این پارسی بخواند — در رقص حالت آرد پیران پارسا را

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی — کاین کیمیای هستی قارون کند گدا را

خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند — ساقی بده بشارت پیران پارسا را

وله

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را — بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را

بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت — کنار آب رکناباد و گلگشت مصلا را

حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو — که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را

نصیحت گوش کن جانا که از جان دوست تر دارند — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی — جواب تلخ میزیبد لب لعل شکرخا را

غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ — که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

وله

شب از مطرب که دل خوش باد وی را — شنیدم نالهٔ جانسوز نی را

چنان در جان من سوزش اثر کرد — که بی رقت ندیدم هیچ شی را

حریفی بد مرا ساقی که هردم — ز زلف و رخ نمودی شمس و فی را

حماک الله من شر النوائب — جزاک الله فی الدارین خیرا

چو بیخود گشت حافظ کی شمارد — بیک جو مملکت کاوس کی را

وله

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را — که سر بکوه و بیابان تو داده ما را
شکرفروش که عمرش دراز باد چرا — تفقدی نکند طوطی شکرخا را
غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل — که پرسشی نکنی عندلیب شیدا را
بحسن خلق توان کرد صید اهل نظر — به بند و دام نگیرند مرغ دانا را
ندانم از چه سبب رنگ آشنائی نیست — سهی قدان سیه چشم ماه سیما را
در آسمان چه عجب گر بگفتهٔ حافظ — سماع زهره برقص آورد مسیحا را

وله

می دمد صبح و کله بست سحاب — الصبوح الصبوح یا اصحاب
می چکد ژاله بر رخ لاله — المدام المدام یا احباب
چون سکندر حیات اگر طلبی — لب لعل نگار را دریاب

وله

اگر بلطف بخوانی مزید الطافست — وگر بقهر برانی درون ما صافست
بیان وصف تو گفتن نه حد امکانست — چرا که وصف تو بیرون ز حد اوصافست

وله

حسن تو همیشه در فزون باد — رویت همه ساله لاله گون باد
هر کس که بهجر تو نسازد — از حلقهٔ وصل تو برون باد

وله

این چه شوریست که در دور قمر می بینم — همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم
هر کسی روز بهی می طلبد از ایام — مشکل آنست که هر روز بتر می بینم
ابلهان را همه شربت ز گلابست و قندست — قوت دانا همه از خون جگر می بینم
اسب تازی شده مجروح بزیر پالان — طوق زرین همه در گردن خر می بینم

وله

دلبر جانان من برد دل و جان من — برد دل و جان من دلبر جانان من

ازلب جانان من زنده شود جان من — زنده شود جان من ازلب جانان من

وله

ازخون دل نوشتم نزدیک یار نامه — اِنّی رَاَیتُ دَهراً من هجرکَ القیامه

ہرچند کازمودم ازوے نبود سودم — مَن جَرَّبَ المُجَرَّبَ حَلَّت بِهِ النَّدامه

عاشق مخور غم وصل خواہی — خون بایدت خورد درگاه و بیگاه

ردیف خا

خلیل - مرزا خلیل خان لاری

خلیل تخلص - مرزا خلیل خان نام - آپ عبدالرزاق خان لاری تاناشاہی کے فرزند ہین - عبدالرزاق رکن السلطنت ورکن عظم تاناشاہی تھے - یہہ ہی عبدالرزاق ہین جوگولکنڈہ کے معرکہ مین شمشیر بکف ہوکے عالمگیری فوج کو درہم برہم کرتا تہا - بڑا بہادر دلیر تہا - عالمگیر آپکی دلیری وبہادری دیکہکے فریفتہ ہوتا تہا - سپہ سالارون کوتاکید کی جسطرح ممکن ہو لاری کوزندہ گرفتار کرکے لاؤ - لاری معرکہ مین اپنے زخمون سے خستہ شکستہ ہورہا تہا - آخر عالمگیری سپاہ نے اسکو زندہ گرفتار کرکے لائے - عالمگیر نے لاری سے اپنی ملازمت کی درخواست کی - لاری نے قبول نہین کیا - کہا مین تاناشاہ کا نمک خوار ہون نوکری کرونگا تو اسکی کرونگا - ہرچند کہ کہا گیا قبول نہین کیا عالمگیر نے اسکا علاج جراحان ہوشیار سے کرایا - زخمون سے صحت پائی - عالمگیر سے وطن جانیکی رخصت طلب کی عالمگیر نے رخصت منظور کی - اور جاتے وقت یہہ کہا کہ آپ وطن سے ایکہزار لاری سپہ منقر کرکے بہیجدو - لاری نے وطن سے اپنے فرزند عبدالکریم خان کو مع ایکہزار لاری ملازم کرکے بہیجدئے - خلیل خان صاحب جمہ اسی بزرگ کی اولاد مین ہین - تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ فی زماننا خلیل خان زمانہ کی گردش سے

نہایت پریشان حال تہے مشکل سے زندگی بسر کرتے رہے۔ حیدر آباد مین سکونت پذیر تہے انتہای کلامہ۔ آپکو شعر و شاعری سے مناسبت تہے۔ موزون الطبع تہے فارسی و ہندی مین اشعار موزون فرماتے تہے۔

من اشعارہ

خوش آمدے و خوش آمد مرا خوش آمد تو
ہزار بار بمنت کنم خوش آمد تو

بدان خوش آمد لہاے ما ہمہ این است
خدا نصیب کند آنچہ ہست خوش آمد تو

ز دل خوشی تو ما دل خوشیم و خرم و شاد
خوش آمد ہمہ لہاست در خوشامد تو

ترا ہر آنچہ خوش آمد ہمان خوش آمد ماست
خوشیم ما و خوش آمد ہمان خوش آمد تو

خلیل سکہ خوش آمد خوش آمد تو مرا
خوش آمدم بود ہر لحظہ در خوش آمد تو

آخر آپنے حیدر آباد مین اس جہان فانی سے دار عقبی کیطرف رحلت کی۔ سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

سید مظفر مدار المہام ابوالحسن تانا شاہ کے فرزند کا نام بہی خلیل خان تہا۔ بعض تذکرہ نویسون نے دونون مین فرق نہین کیا۔ واقع مین خلیل خان دونون تہے۔ ایک خلیل خان لاری دوسرا خلیل خان ماثر ندائی ہے۔

ماثر ندائی عالمگیری منصبدارون مین ملازم ہوگیا اور لاری حیدر آباد ہی مین رہا۔ عالمگیر کی ملازمت مثل جد و پدر اپنے ہمعصرون کی اور یہی کہتا تہا کہ ہم مدت العمر تانا شاہ کے نمکخوار رہے۔ اب ہماری ہمت و غیرت اجازت قبول نہین کرتی کہ ہمارا آقا قید خانہ مین رہے اور ہم آقا کے مخالف کی نوکری کرین۔ ہمارے نزدیک ایسی نوکری سے بیکاری مین بسر کرنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ سواے علام توم الصدر کے کچہہ اشعار دستیاب نہین ہوے۔

زمانہ ماضیہ مین اہل دکن وضعداری و وفاشعاری - دلیری و دلاوری مین مشہور و معروف تھے - اور خود کو آقائے نامدار کے خانہ زاد سمجھتے تھے - جان نثاری مین سر مو فرق نہین کرتے تھے - میدان معرکہ مین پس پا ہونیکو ننگ و عار جانتے تھے - عہد و پیمان و قول و قرار مین راست باز و ثابت قدم ہوتے تھے - اُن کے قول و قرار کی ایسی وقعت تھی جہان مخالف سرکش کی درخواست پر قول بھیجا - فوراً قول پہنچتے ہی سرکش مخالف دست بستہ مع عیال و اطفال حاضر ہو جاتا تھا -

خواجگی - خواجہ باباخان بخاری

خواجگی تخلص - خواجہ باباخان نام - آپ کی نسب کا سلسلہ خواجہ احمد مشہور بہ مخدوم اعظم اور آپکے حسب کا رشتہ خواجہ احرار قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے - آپکے بزرگان سلف ولایت ما وراء النہر مین مشہور تھے - پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری تھا - بخارا و بلخ وغیرہ بلاد کے حکام وغیرہ حکام آپ سے حُسن عقیدت رکھتے تھے - قبائل از بک ترک آپکے غلام درم ناخریدہ تھے - آپ کی تربیت و تعلیم بخارا کے مدارس مین علمائے کرام سے ہوئی - جب آپ علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تب آپ کو بخارا مین شیخ الاسلامی کا خطاب ملا - آپ جامع فضائل و کمالات تھے - بتقریب حج و زیارت حرمین شریفین بخارا سے برآمد ہوئے حرمین شریفین مین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے وطن مالوفہ مراجعت کر رہے تھے - کہ آپ بطریق سیر دکن مین آئے - عالیجناب نواب آصفجاہ بہادر اول بانی ریاست دکن سے ملے - نواب صاحب نے آپکی بہت خاطر و مدارات کی اور آپکی مہمانی و دلداری مین ایک دقیقہ فرو گذاشت نہین فرمایا - مہمان عزیز کو

عزت وشان سے رکہا۔ اور آپکے خاندانی اعزاز وعظمت کا لحاظ کرکے خاص اپنی
دختر نیک اختر کو جو نواب ناصر جنگ شہید کی ہمشیرہ حقیقی تہی۔ آپ سے منسوب کرکے
شان وتجمل کے ساتہہ شادی کردی۔ اور آپ کو منصب مناسب جاگیر سے سرفراز فرمایا
چونکہ آپ دنیاوی امور سے متنفر وتارک تہے۔ کوئی خدمت سرکاری نہین لی۔ جامع العلوم
تہے۔ درس وتدریس مین مصروف رہتے تہے۔ اور طلبہ کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے
باوجود علوم وفنون آپکے دل مین شعروشاعری کا ولولہ بہی موجزن تہا۔ کبہی کبہی
شاعری کے میدان مین بہی سبقت فرماتے تہے۔ جوکچہہ موزون فرماتے تہے۔ سنجیدہ
وپسندیدہ ہوتا تہا۔ صاحب دیوان تہے۔ اب مین آپکے اشعار تحفۃ الشعرا سے
ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون

من اشعارہ

از نقطہ چو خال عنبرین دادہ نشان ولہ زیر و زبرش ز دو صف مژگانست
دل را کہ بجز عشق سروکارے نیست ولہ ہیچ است کہ در غم رخ یارے نیست
چون دیدہ اعمی است تہی از بینش آن دیدہ کہ در حیرت دیدارے نیست
اے ہرزہ تلاش عافیت دادہ دست ولہ اے بیہودہ گفت وگوئے آرام پرست
از خوان فلک عبث چہ روزی طلبی گز غیب رسانند ترا دست بدست
بر صفحہ رویش کہ خط ریحانش ولہ از مشک نوشتہ آیت قرآنست
برق آہم گر چنین انجم افشانی میکند۔ ولہ گردش موج ہوا را چرخ ثانی میکند۔
نسبتے با آن خم ابرو با سانی نیافت ماہ نو عمریست مشق ناتوانی میکند۔
ہر سحر گہ از گل خورشید جامش بر کف است ہر صبح از فیض بیداری جوانی میکند

در عدم از قرب بعدش خوش فراغی داشتم — وله — مرگ را نزدیک با ما زندگانی می کند
اشک غمازم نمی سازد رها دل از کنار — ورنه صد جوش بهار از گل فشانی می کند
خواجگی کج طینتان را نیست انصاف سخن — خامشی اینجا چاره نا بیزبانی می کند

وله
شور عشق و شکر حسن بہم بیختہ اند — قرص خورشید رخت را نمکین بیختہ اند
نازم آن گوہر دندان و لب شیرین را — شکر و شیر لطافت بہم آمیختہ اند

وله
خواجگی گشتم غبار از ناتوانیہای عشق — می کند خالی نسیمی گر وزد از جام را

وله
ای از گل رخسار تو آئینہ در چمن — گل بردہ طراوت از رخت در گلشن
خورشید ز مہر عارضت تاب گرفت — چندانکہ ز پرتوش جہان شد روشن

آخر آپنے حیدرآباد دکن میں انتقال حقیقی فرمایا۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی تاریخ وفات نہیں لکھی۔ نہ آپکے مدفن کا پتا بتلایا۔ آپ حیدرآباد کی زمین میں مدفون ہیں۔ یہہ تمام تذکرہ متفرق تذکروں سے لکھا گیا ہے۔ جہانتک پتا ملتا ہے اس کی تلاش میں کوشش کی جاتی ہے۔

خوبن شیخ غلام حسین برہانپوری

خوبن تخلص شیخ غلام حسین نام۔ آپ گھانسی میاں برہانپوری کے ہمشیرزادہ ہیں۔ فضائل و کمالات کے زیور سے آراستہ تھے۔ خوش خلق و نیک محضر تھے۔ فارسی و عربی میں بقدر ضرورت استعداد رکھتے تھے۔ نظم و نثر لکھنے پر قادر تھے۔ آپکو شعر و شاعری کے ساتھہ ہی دلچسپی تھی۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ عالیجناب نواب ناصر جنگ شہید کے منصبداروں میں ملازم تھے۔ نواب کی شہادت کے بعد نوکری و منصب سے دست بردار ہوکے

وطن مالوفہ برہانپور چلے گئے تھے۔ تا مرگ وطن ہی مین سکونت پذیر رہے تحفة الشعرا وغیرہ تذکرہ نویسون نے آپکے وفات کی تاریخ وسنہ نہین لکھا۔ آپکا عرف نام میان خوب تھا۔ لوگ خوبن کہنے لگے۔ اسیطرح آپکا تخلص بھی خوبن ہو گیا۔ فقیر مولف نے بھی تذکرہ نویسون کیطرح خوبن ہی لکھدیا جیساکہ شیخ کو شیخن وکلو کو کلن کہتے ہین

من اشعارہ

موج داری در طپش از آب میخواهیم ما — پارهٔ بینائی از سیماب میخواهیم ما

عذر مجنون خواست زنجیری که در پایم فتاد — آه از دیوانگان آداب میخواهیم ما

در تحیر اشک ما خونین دلان متوجه نیست — نرگس تصویر را سیراب میخواهیم ما

مدعا وابستهٔ چشم عنایات شماست — حیف آن عمری که از اسباب میخواهیم ما

دارم عشق نوجوان امداد با پیرانه سر — بادهٔ گلرنگ در مهتاب می خواهیم ما

وله

در لباس سلطنت خواهیم رنگ فقر هم — راحت بیخوابی از گرداب میخواهیم ما

بی تو در شهر دلم عشرت آئینه بست — نور از مهرت بود شمع شبستان مرا

با لباس سرمه در چشم خوبان میرم — تا بود بر من نگه برگشته مژگان مرا

وله

از دلش کن محو یارب یاد نسیان مرا — نتکلن از خاطر شکستیهائے پیمان مرا

وله

آنها که زلف یار مکرر نوشته اند — هر سطر این مسوده ابتر نوشته اند

وله

گر بصحرا نگه او چمن آرا گردد — شاخ آهو قلم نرگس شهلا گردد

صندلی رنگ شبی گرد سر درمان دارد — دارو هم گرد سر ما به تمنا گردد

وله

اگر گویم که چنین ابروست ابرو کمان من — رسد گر بهر چشمش میشود خاطر نشان من

وله

چو مو شد ناتوان دیوانهٔ زلف گره گیرش — تو آن از سایهٔ سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چہ سان از پردۂ حسنش چہرہ کشاید   بتان چون کلک مانی یکقلم شد صرف تصویرش

مستزاد

سازی تو حنا بہانہ در خون لطیم + اے داغ نگاہ
برسبزنی گلے و ما داغ شویم :: خورشید پناہ
این سلسلہ از کدام ملت یارب :: از بہر کردی
تسبیح رقیب و ما زیاد تو رویم :: سبحان اللہ

خواجہ - خواجہ ایوب مخاطب بہ جمیل بیگ خان اورنگ آبادی

خواجہ تخلص - خواجہ ایوب نام - جمیل بیگ خان خطاب - آپ جمیل بیگ خان مرحوم عالمگیری کے پوتے ہیں - مرحوم بہ عالمگیری عہد مین خان جہان بہادر کوکلتاش کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے - چھاونی کی وجہ سے متوطن ہو گئے - اورنگ آباد مین جمیل پورہ آپکا آباد کیا ہوا یادگار باقی ہے اور ایک مسجد بزرگ بھی آپکی بنائی ہوئی موجود ہے - مرحوم کے والد خان خواجہ محمد ذاکر مشائخ کابل سے تھے - پیری مریدی کا خاندانی موروثی پیشہ تھا - اکثر قوم مغل کلنہ تاری آپکے مرید و معتقد تھے -

خواجہ ایوب انقلاب زمانہ کی وجہ سے عالم بیکاری مین نہایت پریشانی و بیقراری سے زندگی بسر کرتے تھے - گذراوقات کیلئے کوئی ذریعہ معاش نہین تھا - بزرگون کا جو سرمایہ و ذخیرہ تھا وہ سب رفتہ رفتہ صرف ہوگیا تھا - تلاش معاش کے جویا تھے کہ نواب عضد الدولہ عوض خان بہادر صوبہ دکن نے صوبہ داری دکن کی نیابت و بیضاپور کی قلعداری پر مامور فرمایا - منصب و جاگیر بھی عطا کیا - آپ دونون خدمتون کا انجام

واہتمام عمدہ طرح سے کرتے تھے - ملک کی بہبودی مین سعی وکوشش فرماتے رہے سرکاری کام دیانت و امانت سے اداکرتے رہے - آخر بندگان حضور آصفجاہ نے قدردانی وجوہر شناسی سے آپکو برار کی صوبہ داری پر مقرر فرمایا - مدت تک برار مین رہے - آپ شجاع وبہادر تھے - مستقل مزاج وثابت قدم وتجربہ کار خوش کردار وخوش رفتار - اور یارباز دوست نواز تھے - رقص وسرود ومجالس سماع کے شائق تھے - مجلس سرود ورقص مین کثرت رقت ودرد سے زار زار روتے تھے - گھنٹون عالم سکوت مین مستغرق ہوتے تھے نواب عضدالدولہ بہادر حضور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ آپ سلف کے یادگار ہین آخر آپنے خدمت ملازمت ترک کی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی - آپکی زندگی کا آخر حصہ بخیر ہوا - آپ موزون الطبع وذہین وفہیم تھے - شعر فارسی مین کبھی کبھی فکر کرتے تھے کلام بلاغت وفصاحت سے خالی نہین ہے - ہم اشعار ذیل ہدیہ سامعین کرتے ہین -

من اشعارہ

دل می طپید از ذوق ندانم خبری کیست — رنگم پروازہ چہرہ درین رہگذری کیست
مد نظر سیر کنان قبلہ نما گشت — پروانہ نگہ از اثر بال وپری کیست

ولہ

بسوخت زآتش شوق تو جان تن باقیست — بسان شمع بسوزند و پیرہن باقیست
ہلاک گشتن مجنون ہزار سال گذشت — ہنوز در کفنش بوی سوختن باقیست
چراغ راہ ندارم بہ بزم سوختگان — مدام پرتو حسنت در انجمن باقیست
رسید تیر نگاہت بدل نشتابند — ہزار ریختہ گردند دوختن باقیست
بناز بر سر مقتول خود بیا ظالم ہین — کہ یک نفس از آہ زیستن باقیست

ولہ

ز شبنم نگہم دادہ آب بر رخ گل — بہار کشتم در برگ گل چو بو رفتم

گہرفشان شدہ اشکم ز چشم بہر نثار — بپائے بوس تو ہر دم بآ برو رفتم
ز گرمی نگہت چون خویش آب شدم — برائے آن لب لعل تو در سبو رفتم

ولہ
صدائے قلقل مینا شنیدہ مست شدند — کسے چگونہ چشند قطرۂ ایاغ ترا

ولہ
ز نیروی زمانہ مراد دو سر شدہ — صندل موافقت بسر من نمی کند

آخر آپ نے سنہ ١١٧٩ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا مین رحلت کی اور شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوئے۔

خاکی۔ حیدر بیگ بدخشانی الاصل

خاکی تخلص۔ حیدر بیگ نام بدخشانی الاصل ہے۔ آپ کے بزرگ بدخشان سے عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے۔ بادشاہی لشکر مین ملازم ہوئے۔ خاکی کی ولادت ہند مین واقع ہوئی نشو و نما بھی ہند کی آب ہوا مین پایا۔ بقدر ضرورت فارسی و عربی مین استعداد حاصل کرنیکی بعد شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ سپاہ پیشہ تھے ہند سے نواب نظام علیخان آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین دکن مین وارد ہوکے محمد وفادار خان داروغہ باورچیخانہ سرکار فیض آثار بخشی بیگم صاحبہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ داروغہ صاحب کے فرمانے سے ملکہ علیم النسا بادشاہ زادی مصر کا قصہ جو فارسی مین تہا اوسکو اردو زبان مین نظم کیا۔ قصہ مذکور ہمکو سنہ ١٢١٦ ہجری کا لکہا ہوا دستخطی سید عبد النبی خان مرتبہ خان دکنی ملا ہے۔ ہم اسمین سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ خاکی کا انتقال سنہ ١٢٥٧ ہجری مین واقع ہوا۔

من اشعارہ

ہم عشق بھی سیکھین اگر اُستاد ہو کوئی	دل تو ہی بتا دے مجھے گر ہو کوئی

من قصہ علیم النسا

الٰہی ترا مجھکو کون دیدار دے	مجھے دین اسلام کا پیار دے
تری ذات عالی ہے حیّ قدیم	جو تیری کرے یاد ہے مستقیم
محمد نبی صاحب تخت و تاج	رکھا اُنکے سر پر شفاعت کا تاج
نبی و علی دونون ہین پاک ذات	اُنہی کی شفاعت سے سبکی نجات
یہ قصہ جو تہا فارسی مین سب	لکھا فارسی کو مین ہندی مین اب
اگر کوئی پڑہیگا یہہ قصہ کو لا	وے ایک ہے عرض سب سے مرا
تو کچھہ نا کہے اُسکو خامی پر جا	بہر حال خاکی کو دیوے دعا

اس قصہ مین ایکسو سوال ہے۔ سوالات عالم عناصر وغیرہ اشیا کی حقائق کی نسبت مین ایک فاضل عبد العلیم ہندی کے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہے قصہ عجیب و غریب ہے رسالۂ ہزار مسائل کی طرح ہے مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے۔

خلیل اصالت خان حیدرآبادی

خلیل تخلص۔ اصالت خان نام۔ آپ سید مظفر نامدار کے جو ابو الحسن تاناشاہ والی دکن کے وزیر تھے فرزند ہین۔ آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین ہوی۔ اور نشو نما بھی دکن ہی کی زمین مین ہوا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب دریہ عربیہ و فارسیہ تحصیل کین۔ جامع فضائل و فواضل ہوئے۔ ہمعصرون مین لائق و فائق شمار کئے گئے۔ سرکاری خدمات پر متقرر تھے۔ مدت تک والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین

سرکاری کاموں کو اچھی طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر سنہ ۹۳ ہجری میں والد ماجد کے
ہمراہ عالمگیر بادشاہ کی خدمت میں پہنچے۔ بادشاہی منصبداروں میں شریک ہوئے۔
موزون الطبع خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ سنہ وفات کا ذکر کسی تذکرہ نویس
نے نہیں لکھا۔ لیکن آپ کی رحلت سنہ ۱۱۱۵ ہجری میں واقع ہوئی۔ خدا غریق رحمت
کرے۔ آپ کے نتائج طبع سے صرف ایک شعر ملا لکھا گیا۔

من اشعارہ

قطرهٔ خورشید را حلم چکیدن ندهم — تشنه لب عشق را ذوق چشیدن ندهم

خان۔ محمدی خان دکنی

خان تخلص۔ محمدی خان نام۔ آپکا اصلی وطن و مولد حیدرآباد دکن ہے۔ آپ
عالم شباب میں فارسی میں بقدر ضرورت لیاقت حاصل کرکے شہر میں کوئی ایسا سبب
واقع ہوا کہ وطن سے دل برخاستہ ہوکر دلی میں گئے۔ سپاہ پیشہ تھے وہاں کسی
محکمہ میں ملازم ہوگئے۔ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور دلی ہی میں سکونت
اختیار کرلی۔ شعرگوئی کا شوق تھا وہاں نواب سعادت یار خان رنگین المتوفی سنہ ۱۲۵۱ ہجری
کے شاگرد ہوئے۔ شعر خوب کہنے لگے۔ کلام درست صاف بامحاورہ ہوتا ہے۔ آپکے
انتقال کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھی۔ مگر تقریباً سنہ ۱۲۶۵ میں راہی عدم ہوئے

من اشعارہ

یاد جسوقت تری آتی ہے — مجھکو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

خاص۔ شاہ خاص حیدرآبادی

خاص تخلص - شاہ خاص نام - آپ حیدرآبادی المولد ہین آپکے والد شاہ خاموش صاحب اول جو آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین اندرون شہر چادرگہاٹ کے متصل سکونت پذیر تہے - درویش فانی و فقیر حقانی تہے - متوکل علی اللہ و قانع آپ بہی بدستور قدیم بزرگان سلف کے طریقہ پر قائم تہے - والد ماجد کے مرید و خلیفہ - آپکی شکل و صورت درویشانہ تہی - جبہ و دستار مشائخانہ پہنتے تہے خوش مزاج و پاکیزہ طینت تہے مزاج مین محبت الہی کا جوش اور دل مین شعر گوئی کا خروش تہا - شعر عمدہ کہتے تہے - نازک مزاج و عالی دماغ تہے - آپ سنہ ۱۲۴ ہجری کے قریب فوت ہوئے - آپکے دوسرے بہائی مسمی طہ بہی شاعر تہے - ہجوگوئی مین کمال رکہتے تہے - مہاراجہ بہادر نے دو روپیہ یومیہ مقرر کر دیا تہا

من اشعارہ

گلاب سے تازہ گال اسکے کلی نازک دہن گلابی	تمام قد نونہال رنگین قبا سراپا چمن گلابی

ردیف الدال

درگاہ - درگاہ قلیخان سالار جنگ

درگاہ تخلص - درگاہ قلیخان سالار جنگ نام - آپ ترکان نور نبورہ الوس مشہدی سے تہے - آپکے جد اعلی خاندان قلیخان شاہ صفی کے زمانہ مین علی مردان خان گورنر قندہار کے ہمراہ تہے - علی مردان خان نے شاہ صفی کی نا قدردانی کی وجہ سے نوکری ترک کرکے شاہجہان بادشاہ ہند کی خدمت مین آنیکا ارادہ کیا - تشریف آوری سے پہلے خاندان قلیخان کو درگاہ بادشاہ مین بہیجا - خاندان قلیخان غرہ جمادی الآخر

سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین درگاہ بادشاہی مین آیا علی مردان خان کی عرضداشت پیش کی
خلعت و انعام ہزار روپیہ سے سرفراز ہوا۔ علی مردان خان پندرہ تاریخ رجب سنہ مذکور
کو بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے نہایت قدردانی سے صوبہ داری
کشمیر پر مقرر فرمایا۔ اور خاندان قلیخان کو اپنے پاس رکھا۔ خاندان قلیخان کے انتقال
کے بعد اُن کے خلف الصدق درگاہ قلیخان کو بذریعہ علی مردان خان منصب و جاگیر
ضلع ٹھٹھہ مین مقرر فرمایا۔ سرکار علی مردان خان کی میرسامانی بھی منصب و جاگیر کا
ضمیمہ ہوئی۔ علی مردان خان کے بعد درگاہ قلیخان شاہزادہ اورنگ زیب کے
منصبدارون مین شریک کیا گیا۔ شاہزادہ کے ہمراہ دکن مین آیا۔ پھر چندروز کے بعد
ہند مین مراجعت کی اور وہان فوت ہوا۔ پھر اُنکا خلف الصدق نوروز قلیخان
دارواڑ ضلع بیجاپور کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ مدت تک قلعداری کا اہتمام
کرتا رہا۔ پھر وہین فوت ہوا آپکا خلف الصدق خاندان قلیخان ثانی منصب و جاگیر
سے سرفراز ہوکر منصبداران متعینہ اورنگ آباد مین شریک ہوا۔ شاہ عالم خلد منزل
کے زمانہ مین سنگمنیر کی وقایع نگاری اور ضلاع کی فوجداری پر سربلند ہوا۔
نواب آصفجاہ نے اپنے زمانہ مین اپنی خاص سرکاری خدمات پر مامور فرمایا۔ نظام آباد
بالائے کتل فردا پور جو اورنگ آباد سے جنوب آٹھ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اُسکی تعمیر آبادی
آپکے اہتمام سے ہوئی۔ آپ اُسوقت میر عمارت تھے۔ آپکے خلف الصدق نواب
درگاہ قلیخان ثانی سالار جنگ صاحب ترجمہ کی ولادت اُنیسوین تاریخ رجب سنہ ۱۱۲۲ ہجری
سنگمنیر مین واقع ہوئی چنانچہ خود سالار جنگ تاریخ تولد مین کہتا ہے ؎

شد سال ولادتش ز روئے الہام   درگاہ قلی ز خاندان والا

نشو نما کے بعد جب آپ نے چودوین سال مین قدم رکہا سرکار آصفجاہ نے منصب
و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ بیس برس کی عمر مین اپنا ہمرکاب کیا اکثر حضوری خدمتین
آپکے تفویض تہین۔ آپ خدمات کا اہتمام نہایت دیانت و امانت سے فرماتے رہے
جب تک زندہ رہے حضور آصفجاہ کی عنایات و مراحم سے خوشحال و سرفراز رہے
حضور کے سفر دلی مین جو ہنگامہ نادرشاہی مین ہوا تہا آپ ہمرکاب تہے۔ مدۃ العمر
سرکار ہی خدمات و آقا کی تابعداری مین جانفشانی و عرق ریزی کرتے رہے۔ نواب
نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے عہد مین بہی ممتاز اقران و محسود جہان تہے
نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے زمانہ مین منصب شش ہزاری اور موتمن الدولہ
خطاب و اورنگ آباد کی صوبہ داری سے سربلند و نامور ہوئے۔ خوب انتظام و بندوبست
کرتے رہے۔ جب ریاست دکن کا انتظام نواب آصفجاہ ثانی کے متعلق ہوا اسوقت
آپ ہفت ہزاری منصب و ماہی مراتب و موتمن الملک خطاب سے معزز ہوئے۔ اور سواری
عماری ہاتی دو جہالر کی اجازت ملی۔ اسوقت حضوری دستور تہا کہ کوئی امیر بغیر
اجازت حضور عماری پر سوار نہین ہو سکتا تہا۔ اب بہی دکن مین وہی دستور جاری
ہے چند مدت کے بعد حسن خدمات کے صلہ مین خاندوران خطاب سے مخاطب ہوئے
آصفجاہ ثانی آپکو بہت چاہتے تہے۔ اور نہایت عزیز رکہتے تہے جس زمانہ مین
کہ راجہ بہادر دریائے گنگا کے کنارے مقتول ہوا آصفجاہ ثانی اورنگ آباد
مین رونق افزا ہوئے۔ اور چہاونی کے لئے خجستہ بنیاد ہی کو تجویز فرمایا۔ حضور
بہی شہر مین مقیم ہوئے۔ بندگانعالی کثرت عنایت و رحمت سے آپکے محلات
مین رونق افروز ہوئے۔ چند روز رہے۔ آپنے آقائے نامدار کی نہایت شایان

وشوکت سے مہمانداری کی ہر روز جشن نوروز تھا۔ سامان عیش جلوہ افروز تھا۔
علی ہذا القیاس رات کی بھی یہی کیفیت ہوتی تھی رات کیا تھی شب برات تھی
جب حضور بندگانعالی رخصت ہوئے۔ اکثر تحائف بیبہا نذر گذرانے
حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔
بعدازاں گردش تقدیر سے کوئی ایسا سبب پیدا ہوا کہ آپ غرۂ رجب ۱۱۷۹ ہجری
مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ عزیز خلائق تھے آپکی معزولی
سے عام شہر مین رنج والم تھا گھر گھر شور وماتم تھا۔ اس حالت مین عام کا آپکے ساتھ
ہمدردی وافسوس کرنا اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ بانت دار وامانت دار
ومنصف تھے اور یہہ قبولیت عام اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ آپ خلق مجسم صلح کل
تھے۔ نہین تو ایسی حالت معزولی مین عوام حکام کے موافق کوئی ہمدردی نہین کرتا
بلکہ لعن وطعن کرتے ہین۔ آپ بحکم وجہہ سنہ مذکور اورنگ آباد سے نظام آباد
جاگیر مین تجمل وشان کے ساتھہ روانہ ہوئے۔ روانگی کیوقت مجمع عام تھا
عمائد شہر ومشائخ وفضلا بیرون شہر تک ہمراہ آئے آپکو نہایت حسرت ورنج
سے رخصت فرمایا۔ فقرا وغربا کا ہجوم تھا شور وغل تھا آپکے احسانات یاد کرتے
تھے اور کہتے تھے کہ شہر سے کرور آدمی چلے جائین تو کچھہ غم نہین ہوتا اور نہ شہر کی
آبادی مین بھی کمی نہوتی مگر اس مرد بیدل کے جانے سے شہر ویران نظر آتا ہے
آپ خوش مزاج وخوش خلق تھے منصف وعادل۔ کریم بادل تھے۔ شگفتہ طبع
وزندہ دل۔ دلاوری مین دلیر وبیدل تھے۔ رعیت پروری وغربا نوازی مین بے نظیر
تھے۔ ملکی ومالی تدابیر مین روشن ضمیر تھے۔ طلاقت بیانی وسخندانی مین بے مثل

انشاپردازی تاریخ دانی مین بے بدل۔ آپکی حاضر جوابی اور بداہتہ بیانی مشہور تھی۔ طبیعت کی تیزی نور علی نور تھی۔ آپ وقت کے پابند تھے آپکا وقت کاموں سے معمور رہتا تھا۔ وقت کی بڑی قدر کرتے تھے۔ آپکی ظاہری شان وشوکت وحشمت کی شان بھی قابل دید تھی اور آپکی سواری بڑی تکلف وتجمل سے نکلتی تھی۔ دو تین سو سوار حبشی وعرب دکنی جلو مین ہمرکاب ہوتے تھے۔ سواری کے آگے چند عرب وحبشی الغوزہ بجاتے ہوئے گاتے تھے۔ اچھلتے کودتے تھے۔ سواری کے دیکھنے سے لطف آتا تھا۔ امارت وریاست کا تماشا نظر آتا تھا۔ اور رعایا کے دلون مین رعب وخوف ہوتا تھا۔ کوئی مفسد وباغی فساد وبغاوت نہین کرنے پاتا تھا۔

آپ لطیفہ گوئی وبذلہ سنجی مین یکتا تھے۔ آپکے لطائف وظرائف اکثر مشہور ہین منجملہ ہم چند لطیفے شائقین کے مطالعہ کے لئے لکھتے ہین کہ اون کے دیکھنے سے لطف اوٹھائین۔ کہتے ہین کہ جناب شاہ علی صاحب کے صاحبزادہ کی شادی تھی مجلس منعقد مین شہر کے تمام امرا ومشائخ حاضر تھے۔ اور اس مجمع مین جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی وشاہ محمود صاحب نواب خاندوران صاحب جمہ ونواب اشجع الدولہ مجتمع تھے۔ اسوقت سب ستور طرفین یعنی داماد وعروس کے وکلا قاضی صاحب کے سامنے آئے۔ خواجہ دکھو نامی بنات فروش عروس کی طرف سے وکیل ہوکر آیا۔ خاندوران درگاہ قلیخان نے کہا۔ آج ہمکو معلوم ہوا کہ آپ بنات فروش ہین۔ حاضرین مجلس اس لطیفہ سے بہت ہی محظوظ ہوئے۔ لفظ بنات جمع بنت یعنی بیٹی۔ وبمعنی پارچہ پشمی۔

لطیفہ دیگر ایک روز شاہ علی صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ ہم غیرون کیلئے فقط دنیا کی دعا کرتے ہین مگر آپکے لئے دین ودنیا دونون کی دعا چاہتے ہین۔

دین کی دعا کا محل مسجد مقرر کیا ہون اور دنیا کی دعا کا مقام بیت الخلا - کیونکہ وہ مقام قضاء حاجت ہے - نواب نے کہا آپ مسجد مین کئے مرتبہ جاتے ہین - شاہ صاحب نے فرمایا پانچ وقت - اور بیت الخلا مین کئے بار شاہ صاحب نے کہا ایک مرتبہ یا دو مرتبہ - نواب صاحب نے کہا مین جناب الٰہی مین دعا کرتا ہون کہ حضرت کو پیچش ہو تا کہ آپ بیت الخلا مین بار بار جائین اور دنیا کی دعا بہت کرین شاہ صاحب و حاضرین قہقہہ مار کر ہنسنے لگے -

لطیفہ دیگر چند نوملازمین کی درخواستین نواب صاحب کی خدمت مین پیش ہوئین نواب صاحب نے ہر ایک شخص کو بالمشافہ بلا کر اُسکی حیثیت کے لائق تنخواہ مقرر کر کے دستخط فرماتے تھے - اونمین دو لڑکے کم سن تھے - نواب صاحب نے ایک کی درخواست پر لفظ بیاموزد لکھا اور دوسرے کی درخواست پر لفظ دیگر لکھا - وہ دونون کم سن لڑکے لکھی تحریرین نقشے سیکھنے پیشکار کی خدمت مین گئے - پیشکار نے دونون درخواستونکا نقشے لکھوایا - اور نواب صاحب کی خدمت مین دونون کو پیش کیا - فرمایا کہ کل یہ دونون منظور ہوئے - پیشکار نے عرض کیا جسکی فرد پر آموزد دستخط تھا وہ آج سیکھکر آیا ہے - اور دوسرا جسکی فرد پر دیگر ہے مین نہین سمجھتا ہون کہ دیگر سے وقت مراد ہے یا کوئی دوسرا شخص - نواب صاحب نے پیشکار کی تقریر سے تبسم فرمایا اور دونون کو نوکر رکھہ لیا -

لطیفہ دیگر - دلّی مین آپ نواب آصفجاہ کے ہمراہ تھے - دربار مین نادر شاہ نے محمد شاہ سے کہا کہ ہم کل جائین گے اُسوقت آپنے یعنی درگاہ قلیخان نے آہستہ نواب کے کان مین کہا کہ النادر کالمعدوم - نواب آصفجاہ بہادر آپکے

لطیفۂ نادر سے بہت خوش ہوئے۔

آپ شعرا دوست و علما پرست تھے۔ قدردان و جوہر شناس۔ ہر مہینہ مین دو تین عام جلسے اپنے باغ دلکشا مین منعقد فرماتے تھے۔ اور اُن بزرگون کو جو لائق صحبت ہوتے تھے بلاتے تھے۔ اور ہر روز آپکے دولتخانہ پر ہم شربان خاص کا جلسہ رہتا تھا۔ اور آپکی مجلس مین تکلف نہین ہوتا تھا۔ آپ حاضرین مجلس سے خندہ رو و شگفتہ جبین ملتے تھے۔ آپ تعمیر عمارات و آبادی قصبات و دیہات کے شائق تھے اورنگ آباد مین اکثر عمارات آپکی یادگار ہین۔ باغ دلکشا اورنگ آباد مین جنوبی جانب آپکا بنایا ہوا ہے سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین ایک نہر کھدوائے اور باغ مین لائے۔ اور باغ مین ایک کشادہ حوض بنوایا۔ حوض کی وجہ سے باغ سیراب و تازہ رہتا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اُسکی تاریخ لکھی۔

تاریخ بنائے نہر

خان دوران مہ عالیجاہ	مورد التفات ربانی
نہر آب حیات جاری کرد	خضر آنرا کند نگہبانی
کامیاب زلال احسانش	مردم شہر و بیابانی
کرد این نہر را روان در باغ	تازہ شد آب و رنگ بستانی
کند حوض وسیع در بستان	کہ توان گفت کوثر ثانی
این عمل امتیاز خاصی یافت	از قبول جناب سبحانی
سال تاریخ او طلب کردم	گفت دل نہر خان دورانی
	۱۱۶۶ھ

آپ موزون الطبع تھے۔ سخن فہم و سخندان تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے

اور ہندی مین مراثی حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے مراثیے بہت ہی خوب کہتے تہے ۔ چند اشعار مندرجہ ذیل آپکے طبعزاد ہین ۔ ایکروز میر آزاد بلگرامی نے خواجہ حافظ شیرازی کی غزل پر + صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را + کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ ما را + طرح کی اور فرمایا ۔ ؎

صبا بپیام رسا آن بہار رعنا را ۔ کہ داد بوے تو سرمایہ جنون ما را

اُسیوقت نواب جانہ دوران خان بہادر نے بہی فی الفور فرمایا ۔ ؎

صبا پیام رسا آن جنون تمنا را ۔ بہار آمد و سرسبز کرد صحرا را

لچھمی نرائن مولف گل رعنا نے بہی حسب خواہش نواب صاحب موزون کیا ۔ ؎

فزود جلوہ او سیل گریہ ما را ۔ طلوع ماہ کند بیشتر آب دریا را

نوابصاحب بہت خوش ہوئے اور تحسین و تعریف کی ۔ آپکی بحالی کا سامان موجود ہوگیا تہا ۔ یکایک آپ ۸ جمادی الاول سنہ ۱۱۸۰ھ مین مرض سرسام سے نظام آباد مین فوت ہوئے ۔ وہان سے نعش مبارک اورنگ آباد مین آئی آپکے والد ماجد کے مقبرہ مین جو شہر کے جنوبی جانب ہے دفن کئے ۔ دفن کیوقت عمائد شہر و مشائخ و فقرا جمع ہوئے ۔ شور و غوغا برپا تہا قیامت تہی ۔ میر علی رضا جیبی نے مادۂ تاریخ مین ایک مصرع لکہا ۔ ؎ اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ +
اور کسی دوسرے شاعر نے ایک مصرع مین تاریخ صوری و معنوی لکہی ؎

یکہزار و یکصد و ہشتاد سال

۱۱۸۰ ہجری

مین آپ کی اولاد و شجرۂ خاندان کو گزارش کرتا ہون

اولاد نواب موصوف

حنیف الدین خان بانی سرائے اورنگ آباد کی لڑکی کے بطن سے

ایک دختر
بنکاح محمد صفدر خان
غیور جنگ بن تہور جنگ
تھی

دو فرزند

امام قلیخان مؤتمن الدولہ
سالار جنگ جاگیردار
برار خجستہ بنیاد

وصی قلیخان مخاطب
بہ درگاہ قلیخان
جاگیردار برار ۔

شجرۂ نسب

شیعی مذہب اثنا عشری

خاندان قلیخان ذوالقدر از ترکان بوربورالوس خانان سیاہ خیمہ نواحی مشہد مقدس

درگاہ قلی خان اول

شیعی
نوروز قلیخان قلعدار دہارواڑ بیجاپور

خاندان قلیخان نظام آباد کی تعمیر آپ کے اہتمام سے ہوئی

درگاہ قلیخان ثانی المتولد ۱۱۲۲ ہجری بمقام سنگمنیر دکن

دختر

دو پسر

نواب سالار جنگ مرحوم اول کی ننھیال کا سلسلہ آپ سے منتہی ہوتا ہے ۔

جب سنہ ۱۱۴۶ ہجری میں وزارت خان اورنگ آبادی کو غفران پناہ عالیجناب آصفجاہ اول نے دوبارہ دیوانی سے سرفراز فرمایا۔ احباب نے جوش خوشی سے تاریخیں کہیں۔ آپنے بھی دو بیتیں تاریخی موزون کی۔ ہر ایک مصرع سے سنہ سرفرازی دیوانی برآمد ہوتا ہے لیکن مصرع آخر میں ایک عدد زائد ہے۔ **ھو ھذا**

شد بحکم نو بزم نورانی	با مصابیح فضل یزدانی ۱۱۴۶
از برائے صلاح خلق اللہ ۱۱۴۶	باز رونق گرفت دیوانی ۱۱۴۶

گل رعنا کے مولف نے آپکے اوصاف حمیدہ اسطرح لکھے ہیں۔ فی الواقع آپ جامع الصفات والکمالات تھے مولف کا قول مبالغہ سے مبرا ہے خوشامد و تملق کے شائبہ سے معرا ہے

ھو ھذا درگاہ قلیخان بہادر مخاطب بہ مؤتمن الدولہ خاندوران سالار جنگ امیرے بود عالیجاہ دانش نگاہ متصف بصفات حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ غنچۂ امید در محفل ملایمتش ہوائے شگفتگی در سر و طوطی خوش لہجہ از بیان شیرینش منقار در شکر و بلبل نوا پرداز بستان مستفید طلاوت زبانش۔ و گل شگفتہ جبین در برابر گلگونۂ چہرہ خندانش۔ جذب نرمی او دل سنگ را موم می ساخت۔ و تالیف قلوب او احبا و اعدا را در دام می انداخت ضمیر منیرش در بدیہہ بیانی بازار آئینہ می شکست و دواوین صفائش در بزم فردوسی با ناسخ ... می شکست۔ صولتش شیر نرہ را آب می نمود۔ و تیغ عدتش گوئے سبقت از رستم دستان می ربود۔ انتہی کلامہ

من اشعارہ الفارسی

... محض ست گمان تیغ تو	... تو نیست میان زن تیغ تو
معاش را نہ سوائے بدوستان داریم	برائے ما و شما این ہوا چہ میخواہد

نگاهش دیده صهبا آفریدند | قدش دیدند طوبی آفریدند
بعالم ریخت اشکم رنگ طوفان | ز جیب قطره دریا آفریدند

وله

می چکد رنگ بهار از خامه‌ام | وصف رخسار که انشا می کند
حکم آصف این غزل را تازه کرد | کار ها را کار فرما می کند

وله

کسی که در صدد وصف آن جبین باشد | چو شخص هیچ مدان در پی سخن باشد

وله

باغوش آید آن دلدار خوابی چنین باشد | خدا اگر راست آرد دولت و جاهی چنین باشد
چه تنهاست بر دل از صبا گر نکهت زلفش | حیات تازه می بخشد هوا های چنین باشد
مصفا ساختم مهر قدومش حشمت دل را | برای شاه والا جاه درگاهی چنین باشد

وله

سوای حیدر ای شاه مردان کیست | که ذوالفقار باو داد حق ببی دخته

وله

دلم را در قت آن با سلمان ساخت پیدا | نمود از هم جدا اجزای قرآنی که من دارم

وله

کردیم ثنا حجه عافت | ای صبر بما چه کار داری
باک نبود ز تیغ تدرا | گر صاحب ذوالفقار داری

وله

نوروز که روز سعد حسنت افزاست | مولای جهان تخت خلافت آراست
از مقدم گل نماند آثار خزان | سالی که نکوست از بهارش پیداست

وله

کونین شد ایجاد برای ایشان | حاشا که کسی رسد بجای ایشان
اسرار نبوت اند اولاد علی | درگاه فلک است خاکپای ایشان

دانش میر رضی مشهدی

دانش تخلص - میر رضی رضوی نام ہے - آپ میر ابوتراب مشہدی کے فرزند ہیں

آپکے والد عالم فاضل تہے۔ دانش بہی بمصداق الولد سر لابیہ ہوشیار و ہونہار تہا۔ کتب ابتدائی والد ماجد سے پڑہین اور باقی کتب مختلف اساتذہ سے تمام کین۔ تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد حرمین شریفین کی زیارت و حج کا ارادہ کیا جب حرمین پہنچا تو ایک مثنوی کعبہ کی تعریف مین لکہی۔ **من اشعارہ**

زخوبی کعبہ معشوق جہانست　　نشاط دلربائی در جہانست
بروئے تو نیازان در کشادہ　　چہ معشوقانہ خود را جلوہ داد
جمالش عذر خواہ رحمت دست　　بگرد آن تواضع بیتوان گشت

ایسا ہی روضۂ منورہ کی وصف مین بہی کہتا ہے۔

ہمایون قبۂ مرکوب افلاک　　بہشت بے گمان عالم خاک
زحق بیگانگان را آشنا ساز　　چو ابرو طاق محرابش خدا ساز
ز دیوارش فلک را دست کوتاہ　　نمایان تا بعرشش ز سایہ اش راہ

حج و زیارت سے مشرف ہوکے مشہد مین آیا ہندوستان مین باپ سے ملنے کا شوق دل مین شعلہ زن تہا۔ چنانچہ ہند کے شوق مین کہتا ہے ؎

راہ دور ہند پابستۂ طبع ارادہ مرا　　چون حنا شب در میان فتن ہندو خوش بستان ہست

آخر مقامات متبرکات کی زیارت سے فارغ ہوتے ہی ایران و ہند کے جانے مین تردد کا فیصلہ کیا کہ سفر ہند کو ایران پر ترجیح دی چنانچہ کہتے ہین ؎

پریشان خاطرے باہم دگل داشت　　میان ہند و ایرانم دو دل داشت
حجر را در بغل پنہان کشیدم　　در آن آئینہ روئے کار دیدم
جلا چون از سوادش دیدہ دادم　　سیہ رنگی ہند آمد بیادم

بدہ کز من روانش تازہ باد — دران گلشن بلند آوازہ باد
نشاط آباد غربت بود جایش — فضائے ہند باغ دلکشایش
شد از تحریک آن سرگشتہ بلبل — سواد ہند بر من سایۂ گل
حقیقت را بلند آوازہ کردم — نمک با لعل سبزان تازہ کردم
نگہ را حسن گندم گون نصیبست — چو طوطی سبز در ایران غریبست
گہر را قدر در خاک مرادش — محک بخت آزمایان را سوادش
سوادے دیدنش سرمایۂ نور — بمردم پروری چون دیدۂ حور
زبس سبزست نخل بوستانش — بہر طوطی بود برگ خزانش
رسیدم فصل جو بہاے ایام — ہوا برد از سرم فکر سرانجام

پھر دانش صاحب ترجمہ شاہجہان کے عہد مین وارد ہند ہوا۔ اور پدر بزرگوار کی ملازمت سے کامیاب۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکھتے ہین کہ در عہد شاہجہان با والد خود عازم ہند گردید الخ اور خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ در عہد صاحبقران ثانی شاہجہان بہند آمد و بدولت ملاقات والد کامیاب گردید الخ تحریر اول سے ثابت ہوتا ہے کہ ہند مین باپ کے ہمراہ آیا۔ تحریر دوم سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہانی عہد مین آیا۔ اور باپ سے ملا یعنے اسکا باپ پہلے سے ہند مین موجود تھا۔ تحریر ثانی درست وصحیح۔ تحریر اول مین تردد ہوتا ہے۔ شاید سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی۔ والا ایسے صاحب سے ایسا تضاد واقع نہین ہوتا والعلم عند اللہ۔ ماہ شعبان ۱۰۶۵ھ ہجری مین ایک قصیدہ مدحیہ بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎

بخوان بلند کہ تفسیر آیۂ کرم ست	خطے کہ از کف دست مبارکش پیداست

چندروز شاہزادہ داراشکوہ کی ملازمت مین رہا۔ شاہزادہ کی عنایت و الطاف سے مخصوص ہوا۔ بہارستان کے مولف نے لکہا کہ شاہزادے نے میر رضی کو غزل کے ایک شعر کا صلہ ایک لاکہہ روپیہ عطا کیا۔ وہ شعر یہہ ہے ع

تاک را سرسبز کن اے ابر نیسان در بہار	قطرہ تا می میتواند شد چرا گوہر شود

اور شعر کے مضمون سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور غزل مذکور یہہ ہے ع

موسم آن کہ ابر تر چمن پرور شود	نکہت گل مایۂ شور جنون در سر شود
تاک را سرسبز کن اے ابر نیسان در بہار	قطرہ تا می میتواند شد چرا گوہر شود
نالۂ بلبل نہان در پردۂ برگ گل است	بید را غم کاش زین یک پردہ نازکتر شود
تا بذوق گریۂ مستی درین بزم آمدیم	مے بدہ ساقی بقدر آنکہ چشمی تر شود
از پوشیدن نیاید دانش از بیتاب عشق	در میان انجمن پروانہ خاکستر شود

دارالخلافہ مین جب اس غزل کی شہرت ہوئی تب شعراے وقت نے اسکے جواب مین موزون کیئے۔ شاہزادہ داراشکوہ نے یہہ بیت موزون کی ع

سلطنت سہل ست خود را آشنائی فقر کن	قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود

انتہی کلامہ۔ میر دانش صاحب ترجمہ چند مدت بنگالہ مین شاہزادہ شجاع بن شاہجہان کے ساتہہ رہا۔ اور وہان سے ابتداے جلوس عالمگیری حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کی خدمت مین اعزاز و اکرام سے باریاب ہوا۔ قطب شاہ کے نزدیک معتبر و معتمد علیہ ہوا۔ قطب شاہ آپکے ملنے سے بہت خوش ہوتا تہا۔ آپکی تقریر و تحریر کو پسند کرتا تہا۔ آپ بار قطب شاہی کے

رونق تھے۔ تذکرہ نویسون کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے والد ماجد میر ابوتراب فطرت تخلص جو حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے۔ اور قطب شاہی سلاطین سے سایہ پروردہ تھے بسنہ ۱۰۶۰ ہجری مین فوت ہوئے اور میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین دفن کئے گئے۔ آپکی لوح مزار پر یہہ رباعی جو مرحوم نے رحلت کیوقت موزون کی تہی لکہی ہوئی ہے۔ خود مولف فقیر نے بہی سنہ ۱۲۸۶ ہجری مین دیکہا تہا

رباعی فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد	نو اخت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد	اکنون ز بہر دو نفس تنگی کرد

اور اسی رباعی کے تحت مین میر رضی دانش کی رباعی جو والد ماجد کے فراق مین یا لکہی مرقوم ہے ؎

دانش مکن اعتماد بر عمر دراز	کاید بزمان کم بسر عمر دراز
گیرم کہ چو عیسی بفلک بر شدہ	آید بچہ کار بے پدر عمر دراز

آخرالامر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے میر رضی دانش صاحب ترجمہ کو اپنے طرف سے نائب مقرر کرکے سنہ ۱۰۶۷ ہجری مین مشہد مقدس کو روانہ کیا۔ تاکہ روضہ رضویہ مین بادشاہ کے طرف سے زیارت کے مراسم ادا کرے اور اس کے لئے سالانہ دو ہزار تبریزی وظیفہ مقرر کردیا تا بزندگی سلطان اسکو پہنچتا رہا۔ فقیر مولف نے تقرر سالیانہ کا فرمان عبدالعلی طالقانی میر منشی قطب شاہ کی انشائے طالقانی مین جو میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تہی دیکہا تہا۔ افسوس صد افسوس کہ وہ انشا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی واقع سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین غرق آب نذر سیلاب ہوئی کاش اگر موجود ہوتی تو بجنسہ یہان فرمان کو نقل کرتا۔ آخر میر رضی دانش نے سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین

رحلت کی۔ اب مین متفرق تذکرون سے آپکے بوارق طبع کو گزارش کرتا ہون تا کہ ناظرین ملاحظہ کرین **ھو ھذہ**

زبسکہ مشق سخن ساخت ناتوان ما را — گداخت ہمچو قلم مغز استخوان ما را
نشد کہ بوسہ بپائے ہدف چو تیر دہیم — گذشت عمر بخمیازۂ کمان ما را
وله — ذخیرۂ بدل از چشم اشکبار نماند — شکست شیشۂ سیماب در کنار مرا
وله — غنیمت دان بہشت روئے گندم گون در محشر — کہ فرد طاعت محراب ابرو میدہد ما را
وله — بوئے گل شد فیض بخش آہوش قست و بیخود است — بیکنفس بگذار در سیر چمن تنہا مرا
وله — چون سر زلفش بدستم افتد از خود میروم — ہمچو طفلان اول شب خواب می آید مرا
وله — لب تشنۂ تیغم بگوفت تل ما را — کو آب کہ شیرینی جان زد دل ما را
وله — ہمدم ہم صحبتان رفتہ روز محشر است — دیر می آید قیامت گشت تنہائی مرا
فصل گل ست جوش بہار سخن مرا — گل کرد ہمچو غنچہ زبان در دہن مرا
تا رسا ز درین بزم نسبتے داریم — خوشا ندا اہل نشا ما ضعیف نالیہا
عینکے باید مرا از شیشۂ می ساختن — تا توانم خواند در پیری خط پیمانہ را
در رہ انتظار چو مژگان نشستہ ایم — بر آستان خانۂ ما جائے ما بس است
بر دیدۂ آلودہ بنجونم صف مژگان — چون حلقۂ ماتم بر در شہید ست
گر ز ابرو جبین کشاید در رزم بسمل بس است — خون بہائے کشتۂ ما خندۂ قاتل بس است
دست گل چین قتل عام لالہ و گل میکند — باغبان ہر پائے گلچین مست خواب افتادہ است
مردم رنجور را روز وصل — گریہ شادی عرق صحت است
وصل یاران چون دہد دلتنگ ریزی می بدنماست — گریہ شادی کم از باران روز عید نیست

مرا که خندهٔ گل سر بدرد می آرد — وله — دماغ گریهٔ بلبل درین بهار کجاست

آبروئے دودمان تاک هم بر باد رفت — وله — دختر رز را عسس صد بار با مستان گرفت

با و بلبل عرض چاک سینه میکردیم دوش — وله — ناز پروردهٔ گلستان زخم خارے هم نداشت

صفحهٔ دشت بامداد رفیقان طے کند — وله — چون قلم بے دو سه یاری بسفر نتوان رفت

کشاده روئے خوبان در آخر حسن است — وله — در چمن همه جا موسم خزان باز است

سینه صافان از غم محبت کشان بیش از خود است — وله — آب می بالد از آن بازی که بر دوش پل است

هر روز کامیاب ز روئے چو ماه دوست — وله — آئینه و روزنامهٔ چرخ نگاه اوست

گر سرمه لاف نسبت مژگان زند بجاست — وله — از خاک بر گرفتهٔ چشم سیاه اوست

در بزم کینه سیر که جائے دگرم نیست — وله — از حلقه برون چون قدح می سفرم نیست

رفتی و از اشک بلبل بر چمن طوفان گذشت — وله — رفته بر گل چون چراغان شب باران گذشت

چسان بینم که می از محتسب بر خاک میریزد — وله — که می لرزد دلم بر کے اگر از تاک میریزد

مدان وادی که من باشم آبادی نمی باشد — وله — سیاهی میکند از دور کاهے چشم آهوئے

بر سرم آمد و لے بسیار زود از من گذشت — وله — دولت سبزی که می گویند شمشیر تو بود

کسے در عاشقی هم پیشه را چون من نمیخواهد — وله — خورم گر آب شیرینی بیادم کوهکن آمد

نوبهار است هوا مایهٔ عشرت دارد — وله — مفت رندی ست که می دارد و فرصت دارد

اے هما از سر ما خاک نشینان بگذر — سایهٔ بال تو بدنامی دولت دارد

چه سان از قدر این صیاد آزادی هوس باشد — وله — که پرواز بلندم تا لب بام قفس باشد

پرده بر عیب خود از دامن صحرا پوشد — وله — هر که از سلسلهٔ اهل جنون رسوا شد

دلت فصل خزان گر خار خار جوش گل دارد — وله — بگیر آئینه در کف تا بهار رفته برگردد

چگونه بار بمنزل برد مسافر اشک ... که رهزنی بکمین همچو آستین باشد

وله

تا به پیغام زبانی از تو حرفی شنود ... مهر بالب بر لب قاصد بجای نامه زد

وله

در دودل بکاغذ ابری رقم زنیم ... شاید که پی بدیدهٔ گریان ما برد

وله

نمیدانم چه صیادی که زیر تیغ آهو را ... چو چشم دلبران در زیر ابرو خواب می آید

وله

دل از حسن جوانی داشت آرامی بدل رستم ... که این یوسف چو پیری کهنه گرگی در کمین دارد

وله

مرد دانا به هنر زبدهٔ اقران گردد ... میوهٔ رنگین چو شد از برگ نمایان گردد

نیستم ایمن اگر حشمت مرا دل میدهد ... صید را صیاد آب وقت بسمل میدهد

دگر زلف سیاهش در پی تاراج ایمان شد ... بفکر رهزنی افتد سیاهی چون پریشان شد

شاخ رنگینی ز گلبن بر زمین افتاده است ... بلبلان شیون بگرد کشتهٔ گلچین کنید

گر آه ندارم بجگر شکر که از من ... بر دامن آئینه غباری ننشیند

بی تکلف فیض بخش از خاکساران بگذرد ... گو بتعظیم نسیم گل غباری برمخیز

میتوان در پرتو روشندلانم یافتن ... جلوه گاه من چو عکس آئینه آبست و بس

پس از وفات کرا یاد کند بخور غم خویش ... چو خون مرده سیه پوش شو بماتم خویش

تنگ بر بی هنران روز فلک می گردد ... از قفس زود شود بلبل خاموش خلاص

باغبان پیدا چو شد خاطر پریشان میشوم ... جا اگر یابم چو بو در غنچه پنهان میشوم

صبح دیدم شبنمی بر برگ گل غلطان بناز ... یادم آمد طفلی و دامان مادر سوختم

ز ساقی باده میگیرم بپای تاک میریزم ... ندارم فکر خود میخانه را آباد می سازم

در رگم از بادهٔ مستی نمیگیرد قرار ... جامه در رنگینامی پاره چون گل میکنم

قلم سنبل شود گر حرف گیسوی تو بنویسم ... خط قلم صورت کند پیدا اگر روی تو بنویسم

غم و شادی مساوی دان و با گردن و مدارا کن
بنی کم از قدح عادت بدرد و صاف مینا کن

نشان آبحیاتم چه میدہی اے خضر
کجاست سرمہ زدید ہا نہان گشتن

ستیزه بختم از مژگان سیاہان
ندیدم راستی زین کج کلاہان

بامید وصالت در شب ہجر
نمی خواہم چو خون بیگناہان

اگر میخواہی مرادت از چمن حاصل شود
بلبلے را از قفس در جوش گل آزاد کن

درین رنگین چمن چون لالہ زار
غریبم در میان ہمنشینان

بگذار تا بعکس تو عکس آشنا کنم
گلگشت باغ آئینہ تنہا چہ می کنی

دانش ۔ میرزا اور علی

دانش تخلص ۔ میرزا اور علی نام ۔ آپ آقا سید علی رشتی کے خلف الصدق ہین ۔ آپکے والد ماجد علم و فضل کے زیور سے آراستہ ۔ خوش اخلاقی کے پیرایہ سے پیراستہ تھے ۔ شعر و شاعری کے میدان مین بھی سابق قدم ۔ سید تخلص فرماتے تھے عجم سے مہاراجہ چندولال کے عہد وزارت مین حیدرآباد دکن وارد ہوئے ۔ مہاراج کے شعرائے درباری مین ملازم ہوگئے ۔ نواب سراج الملک بہادر مرحوم کی دیوانی تک شعرا کے زمرے مین منصب مناسب پاتے رہے ۔ نواب مرحوم نے آپکو بلحاظ لیاقت و فضیلت اپنے برادرزادے یعنی نواب سالار جنگ مرحوم اول کی تعلیم و تکلم فارسی کیلئے مقرر فرمایا ۔ علاوہ منصب حسن سلوک بیحد فرماتے تھے ۔ پس دانش صاحب ترجمہ کے والد نواب کے دولتخانہ پر مدۃ العمر وابستہ رہے ۔ نواب مختار الملک بہادر بھی استاد کا بہت اعزاز کرتے تھے ۔ آخر سنہ ۱۲۸۵ ہجری مین کربلائے معلی گئے ۔ چند روز کے بعد وہان سے

بہشت برین روانہ ہوئے۔ دانش صاحب ترجمہ حیدرآبادی المولد ہے اُنکی ولادت سنہ ۱۲۴۴ ہجری
مین ہوئی۔ لیکن آپنے تربیت و تعلیم والد ماجد کی توجہ و سرپرستی سے پائی۔ بمصداق
الولد سر لابیہ۔ آپکی فارسی زبان و لہجہ و تکلم مثل اہل زبان ہے۔ سیرت و صورت سے
شان اہل زبان عیان ہے۔ آپ منشی ذی استعداد ہین۔ انشا پردازی مین ملکۂ کاملہ
رکھتے ہین ناظم و ناثر ہین۔ شعر و شاعری کے فریفتہ۔ آپکو تلمذ جناب ناجی صاحب سے
ہے آپکا کلام شستہ و شائستہ ہوتا ہے۔ لطافت و حلاوت سے بھرا ہوا۔ آپ فارسی
و اردو دونون زبانون مین کلام موزون فرماتے ہین۔ جو کچھہ آپکا طبع زاد ہوتا ہے لطف و
مزہ سے خالی نہین ہوتا ہے۔ ان فضائل کے سوا آپ خطاط و شمشیرباز ہین۔ خط نستعلیق
و شفیعائی مین جواہر رقم و عطارد قلم ہین۔ خوب لکھتے ہین اور خطاطی کے فن کو علما
و عقلا جانتے ہین۔ شمشیربازی یعنے بنوٹ مین بھی مشہور ہین اس فن مین آپ کو
محمد وزارت علیصاحب بن محمد مراد علی شاہ سے تلمذ ہے۔ فی زماننا شہر مین اُستاد کے
قائم مقام ہین۔ اکثر شائقین فن آپسے مستفید ہوتے ہین۔ آپ سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ
کے منصبدارون مین اکسوتین روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ نواب سالار جنگ بہادر حال کے
ادب موزون مین شمار کئے جاتے ہین۔ اور کتبخانہ سالار جنگی کی نگرانی بھی آپ ہی کے
متعلق ہے۔ آپنے کتبخانہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے رکھا ہے۔ اور کتبخانہ کی
فہرست بھی مرتب کی ہے غرض موصوف الیہ کتبخانہ کی درستی و نگرانی عمدہ طرح سے
کرتے ہین۔ فقیر مولف کو آپ کی خدمت مین نیاز ہے۔ نہایت محبت و اخلاص سے
ملتے ہین خدائے تعالی آپکو خوش و خرم رکھے۔ اب مین آپکے نتائج طبع ہفت بند
نعتیہ و قصیدہ مدحیہ اردو سے چند اشعار ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھتا ہون۔

السلام اے بارگاہت مہبط روح الامین | خسرو کون و مکان محبوب رب العالمین
بانیٔ بنیاد عرفان دار حکمت شہر علم | قبلۂ ارباب ایمان کعبۂ اہل یقین
چیست خور آسمان و کیست خور اے جہان | آن ز مہر تو مبین و این ز مہر تو حسین
بر سر انگشت تو ا برده از ید بیضا سبق | چه خورشید داری گویا در آستین
لب کشا یا چون بہ نعت تو گشت روح القدس | آیدش از پردہ قدرت صدائے آفرین

ولہ

ہمایون دولت و اقبال ہوے ظل سبحانی | جہان کی ہے بنا جب تک ہے قائم جہانبانی
نظام الملک محبوب علیخان آصف دوران | رئیس و خسرو ملک کن اسکندر ثانی
امیرونکا سر تسلیم جہک جاتا ہے یہان دائم | ادب سے آکے رکھتے ہین در اقدس پہ پیشانی
ہوا وہ سرور دوران جسے حضرت نے دی عزت | بنا وہ ہمسر یاران عطا کی جسکو دیوانی
امیری کبیری کا تفاخر ملگیا اسکو | دیا ہے جسکو آپنے حکم مگس رانی

داغ - نواب مرزا خان دہلوی

داغ تخلص - مرزا خان نام - آپ نواب شمس الدین خان برادر نواب ضیاء الدین بہادر والی لوہارو کے خلف الصدق ہین - آپ کی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی - ابہی آپ خورد سال ہی تہے کہ سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین والد کا انتقال ہو گیا - آپ یتیم ہوگئے - چونکہ آپکی والدہ صاحبہ کو صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر ولی عہد بادشاہ دہلی کی ہم آغوشی کا شرف حاصل تہا - اس لئے آپکی والدہ صاحبہ بادشاہی محل مین رہتی تہین - اور آپ بہی والدہ کے ساتہہ محل مین پرورش پاتے تہے - رسم تسمیہ کے بعد

والدہ نے آپکی تعلیم شروع کرائی - دس بارہ برس کی عمر مین بقدر ضرورت فارسی
و اردو مین استعداد حاصل کرلی - عالم شباب کا ابتدا تہا - طبیعت مین حستی و چالاکی
موجزن تہی شعر و شاعری کے ساتہہ دلچسپی تہی آپ شاعری کے میدان مین بڑہنے لگے
جناب محمد ابراہیم ذوق کی خدمت مین اصلاح سخن کے لئے حاضر ہونے لگے - ولیعہد بہادر
نے دیکہا کہ لڑکا شاعری کے طرف زیادہ مائل ہے اور ہونہار معلوم ہوتا ہے - جناب ذوق
سے آپکی سفارش کی - ولیعہد کی سفارش کی وجہ سے ذوق شوق سے آپکے کلام کی
اصلاح فرماتے تہے - استاد کی اصلاح سے روز بروز آپ ترقی کرنے لگے - چند ہی روز
مین استاد کے تلامذہ مین ممتاز ہوئے - دہلی کے مشاعرون مین شریک ہونے لگے
اہل مشاعرہ مثلاً شیفتہ و غالب و صہبائی و صابر وغیرہ سے داد سخن و تحسین پاتے تہے
ولیعہد بہادر کے فوت ہونیکے بعد آپ بہت پریشان ہوئے - اسی پریشانی کے زمانہ مین
ہند کے غدر کا ہنگامہ شروع ہوا - آپ آپ بہت رامپور آئے نواب یوسف علیخان والی
رامپور کے پاس رہے - نواب آپکے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے - نواب کے فوت ہونیکے بعد
نواب کلب علیخان بہادر نے بہی آپکے ساتہہ والد مرحوم کی طرح حسن سلوک جاری رکہا
اور آپکو کارخانجات کا معتمد و منتظم کیا - آپ تا زندگی نواب کی خدمت مین نہایت آرام و آسائش
سے بسر کرتے رہے - آپ نواب صاحب کی زندگی مین حرمین شریفین کی زیارت و حج سے
بہی مشرف ہوکر آئے اور وطن مالوف گئے - پہر وہان رامپور واپس آئے - نواب صاحب بہی
اسی زمانہ مین عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف روانہ ہوئے - آپ یہان سے برداشتہ خاطر
ہوکے دلی آئے - پہر ۱۳۰۵ ہجری مین حیدرآباد دکن آئے - بذریعہ راجہ گردہاری پرشاد
باقی تخلص حضور مین باریاب ہوئے - آپنے ایک قصیدہ مدحیہ سنایا - اعلیحضرت بندگانعالی

خلد اللہ ملکہ سنکے بہت خوش ہوئے۔ چند روز امیدوارانہ گوشہ مین پڑے رہے۔ بلحاظ ضرورت چند روز کے لئے دہلی چلے گئے تھے۔ غیبت کے زمانہ مین اعلیحضرت نے یاد فرمایا۔ نواب داور الملک کے ذریعہ سے آپکو اطلاع ہوئی آپ فوراً حیدرآباد آئے۔ اور استقلال کے ساتھہ سکونت پذیر ہوئے۔ تقریباً تین سال کے بعد ۱۳۰۸ھ ہجری مین ایک فرمان واجب الاذعان مع ایک غزل مہر شدہ آپکے پاس پہنچا۔ آپنے اُسیوقت غزل کو دیکھہ کے واپس بہیجدی اور حسب الطلب دربار مین حاضر ہوکے نذر دی۔ اعلیحضرت نے آپکی بڑی قدر و منزلت کی۔ اور آپکی عظمت و شان زیادہ رتبہ بلند فرمایا۔ اور آپکے لئے ۱۳۰۹ھ ہجری مین چار سو پچاس روپیہ ماہوار بلا خدمت بصیغہ منصب مقرر فرمایا اور ساتھہ ہی حکم بہی صادر فرمایا کہ آپ کو ابتدائے تشریف آوری سے آج تک کی کل تنخواہ دیجائے۔ دو تین سال کی کل تنخواہ بحساب چار سو پچاس روپیہ ماہانہ چہکڑون پر لدی ہوئی داغ کے مکان پہ پہنچی۔ حضرت داغ رقم کے دیکھتے ہی فارغ البال ہوئے۔ پہر ۱۳۱۱ھ ہجری مین جشن سالگرہ کی تقریب مین خانی و بہادری و جنگ و دولہ و ملک کے خطابات یعنی ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بلبل ہندوستان و منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز ہوئے۔ ۱۳۱۲ھ ہجری مین ایکہزار روپیہ وظیفہ ماہانہ مقرر ہوا۔ علاوہ تنخواہ آپکو وقتاً فوقتاً صلات و انعامات ملتے رہتے ہین۔ آخر آپنے ۱۳۲۲ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی مین رحلت کی۔ آپکی عمر ستر برس سے زیادہ تہی۔ اعضا قوی درست تہے۔ صورت و شکل سے معلوم ہوتا تہا کہ چہل سالہ ہین۔ آپکا کلام روزمرہ کی بول چال ہے مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کا چشمہ زلال ہے۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ

آپکی عمر متوسط تھی لیکن طبیعت مین جوانی کا ولولہ موجود تھا۔ زندہ دل و پاکیزہ منزل تھے۔ کلمۃ الخیر کے گویا۔ صحیح کے جویا تھے۔ درویش دوست غریب پرور آپ کی تصانیف متعدد دواوین ہین۔ گلزار داغ۔ آفتاب داغ۔ فریاد داغ یہہ تینون مطبوع ہو چکے ہین۔ آپکے یہان ہزارہا شاگرد ہین۔ اکثر آپکے چشمہ فیض سے سیراب فیضیاب ہوئے ہین اب مین چند ہی اشعار آپکے دواوین سے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الہندی

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا — یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

ولہ
ناوک ہی ہے سینے مین صیاد کے تیر — اُٹھتے ہین انگلیان نشانہ ترا دیا

ولہ
ہے سارا خون کے چھینٹون سے یہہ مین گلزار — تیرے شہید کا لاشہ بہار سے اٹھا

ولہ
غضب ہے جذبہ دل [illegible] — کہان [illegible] آمد آیا [illegible]

ولہ
یون آنکھ انکی کر کے اشارہ پلٹ گئی — گویا کہ لب سے ہو کے کچھہ ارشاد رہ گیا

ولہ
کبھی فلک کو پڑا دل جلون سے کام نہین — اگر نہ آگ لگا دون تو داغ نام نہین

ولہ
داغ کو چین ہی نہین آتا — جب تک اُس سے برا بھلا نہ سنے

ولہ
یہہ بھی [illegible] ہوتی ہے — ساری دنیا تمام ہوتی ہے

دم آخر تو کہہ مری سن لو — آج صحبت تمام ہوتی ہے

ملانے ہوا سے کو جاک ہین جو دل ملتا ہے — مری جان چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

دنیا مین ایسے لوگ مصیبت زدہ کہان — ہم آج خوب روئے گلے ملکے داغ سے

میری فریاد دوسرا نہ سنے — تم سنو اے بتو خدا نہ سنے

دوستی کیا اسیکو کہتے ہین	آشنا کی جو آشنا نہ سُنے

دولت ۔ میر دولت علی آسیری

دولت تخلص ۔ میر دولت علی نام ۔ مظہر علیشاہ خطاب ۔ آپکا مولد آسیر ہے بمقتضائے آب خورش سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوا ۔ مدت تک شہر مین سکونت پذیر رہا ۔ شعرا و علما سے ملتا رہا ۔ جنہین سے اُن صاحب تخلص و رنگ آباد سے نہایت ربط و اتحاد پیدا کیا تہا ۔ اکثر اوقات اپنی فرودگاہ سے صاحب کے دولتخانہ پر آمد و رفت کرتا تہا ۔ ریختہ مین اکثر صاحب کا تتبع کرتا ہے ۔ چنانچہ ایک مقام مین کہتا ہے ؎ نقش ہے ولیکہ میرے مصرعہ صاحب + کیا ہوا بات ہماری جو نہ مانے بہزاد + پہر اورنگ آباد بُرہانپور مین آیا ۔ رخصت کیوقت بداہتہً صاحب کے حق مین ایک مصرعہ موزون کیا ؎ دولت کو دل سے اپنے صاحب نہ بہول جانا وطن مین پہنچکر مدت تک زندہ رہا آخر سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین فوت ہوا ۔

شاعر زمین و خوش فکر تہا ۔ نازک خیال و رنگین مزاج تہا ۔ احباب کے ساتہہ خوش صحبت و خوش خلاق تہا ۔ آپکا کلام ریختہ صاف و شستہ ہے ۔ ایہام و تلازم شعریہ سے پاک ۔ سیدہا سادہ کلام ہے ۔

من اشعارہ الہندی

ہر آن گریہ کرنا ہر دم آہ بہرنا سب بلبلوں سے اول ہمکو تو ذبح کرنا یارو قسم ہے تمکو کہین جستجو کرو	ولہ	گر صبح ہے تو یہہ ہے اور شام ہی تو یہہ ہے صیاد سے ہمارا پیغام ہے تو یہہ ہے قاتل مرے کو مجہہ سے ذرہ رو بہ رو کرو

وله

چاہو نماز حضرت گل کی ادا کرو — اے بلبلو تم اشک سے اول وضو کرو

اُس چشم مے پرست کا مارا گیا ہے جو — لازم ہے اُسکو خاک سے خم یا سبو کرو

ہمکو ہمارے یار کے جلوہ سے کام ہے — اے زاہدو بہشت کی تم آرزو کرو

وله

لب و رخسار اور قد و قامت — دیکھ سب غنچے مسکراتے ہیں

مجلس میں نہ جا پیارے تجھ رخ کی تجلی سے — ہوئیگی شمع پانی جل جائیگا پروانہ

اسلام سے نہیں مقصد اور کفر سے نہیں مطلب — منظور مرے دلکو ہے جلوۂ جانانہ

سوتا تھا مست ناز اُسے کوئی جگا دیا — کیا عالم بہار خدا نے دکھا دیا

خوف ہے مجھکو مبادا کہ دیوانے ہوئے — صورت اُسکی نہ زلیخا کو دکھانا بہزاد

جائے مانی کی میں اُس یار کتیں بھیجونگا — کھینچ تصویر کو والتک لے آنا بہزاد

اس غم کی کشمکش میں یہ روتے ہی عمر گذری — کیا یاد میں کرونگا خوبی سے اس جہانکو

دانا نصیر الدین خان

دانا تخلص۔ نصیر الدین خان نام۔ آپ جمال الدین کے بھائی ہیں۔ بہادر شاہ کے زمانہ میں آپ منعم خان خانخانان کے مصاحب تھے۔ صحیح النسب تھے آپکا مولد و منشا اورنگ آباد تھا۔ آپ فضائل و فواضل سے آراستہ تھے۔ کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تھے۔ شعر گوئی کا شوق تھا۔ خوب مرغوب فرماتے تھے۔ اشعار کے دیکھنے سے آپکی لیاقت و استعداد معلوم ہوتی ہے۔ آپکا کلام آپکی لیاقت و استعداد کا محضر ہے۔ آپکی سرکار سے صوبہ برار میں تھوڑی جاگیر تھی۔ آپ جاگیر کے تعلق کی وجہ سے بلدہ ایلچپور برار میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور جاگیر سے جو کچھ محاصل

اُس مین زندگی بسر کرتے تھے۔ افسوس کہ کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و خاندان کا حال اور آپکی ولادت و وفات کی بھی تاریخ نہین لکھی۔

من اشعارہ

صراحی سجدہ ام ساغر پرستم تا چہ پیش آید		بہر سو میروم از خویش مستم تا چہ پیش آید
حسن تو شادا کرد گلہا ہمچو بہار ہر طرف	وله	چون گل و ثمر میدید شیشہ و جام و نای و دف
حیرت برق حسن یار بسکہ بگریہ جوش زد	وله	قطرۂ اشک شدہ بر مژہ چون دُر نجف
پیر مغان باعتقاد میکدہ را چو در کشاد		ساغر می بکف نہاد و گفت بنوش و لاتخف
ور تو کسے کہ نیست نیست نقاش چار و دان		غیر تو ہر کہ ہست ہست بمعرض تلف
با تو مرا است آنچہ و خواب فراموش خود		سینہ بسینہ و بر دو دست بدست کف بکف
آصف عہد ات نصیر یافت ز روح جہ افیض		طالع اگر یاد کند دامنش آرم بکف
نمیرسد بجز نشہ بجائے شراب		چہ جائے تنباکو چہ افیون شراب و ائے شراب

آپکا انتقال بھی تقریباً ۱۱۸۵ھ ہجری مین ہوا۔

درسی۔ سید محمد درویش براری

درسی تخلص۔ سید محمد درویش نام۔ آپکا اصلی وطن سورجی انجن گاؤن ضلع برار ہے۔ آپکے اشعار شاہد حال ہین بہ ع مکانست من عرصۂ سورجی * کہ ہرگز ندانم طریقہ کجی۔ دیارست موزون بصوبہ برار * چو آب و ہوایش طراوت دیار * بہشت است ثانی باب و ہوا * ہوا روز در روز خوش ہیشوا * آپ سید صحیح النسب والحسب تھے آپکا نشو و نما برار کی آب و ہوا مین ہوا۔ تربیت و پرورش ہین کی غذا سے ہوئی آپنے

نشو و نما کے بعد وہان کے علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد
شعر گوئی و عبارت نویسی کا شوق ہوا۔ طبیعت کی تیزی چالاکی سے انشا پردازی
و سخن طرازی شروع کی۔ رفتہ رفتہ دونون فن مین کامل ہوئے۔ ہمعصرون مین
منشئ بیمثل و شاعر بیبدل شمار کئے گئے۔ آپ فارسی کی نظم و نثر لکھنے مین اسقدر
قدرت رکھتے تھے۔ بغیر سوچے سمجھے مضامین تازہ موزون کرتے تھے۔ آپ بادشاہی
منصب پر ممتاز تھے۔ نواب عوض خان بہادر عضد الدولہ صوبہ برار کے مصاحب
تھے اور گلندار خان اسد خانی کے مقرب۔ آپ عالمگیری زمانہ مین زندہ تھے۔ آپنے
ایک کتاب مسمی نادر پسند نواب صاحب موصوف کے فرمانے سے لکھی۔ کتاب مین
وزیر زادہ اور شاہزادی ملکہ کا عشق و محبت بیان کیا ہے۔ کتاب عجیب و غریب ہے
تالیف کتاب کی تاریخ سنہ ۱۱۳۳ ہجری ہے ؎

بہ سن یکہزار و صد و سہ سی	ہمایون دران روزہائے بسے
مرتب شد این نامہ نامور	چنین کاخ پرداختم در دہر

آپ صاحب دیوان ہین۔ دیوان مختصر ہے۔ کلام بامحاورہ و سلیس ہے۔ عبارت صاف
و شستہ ہے۔ استعارہ و کنایہ سے خالی ہے۔ خط و خال و حسن جمال کے بیان مین
مبالغہ و تشبیہ کا استعمال کیا ہے۔ کلام مین تشبیہ مبالغہ کا ہونا ضرور ہے۔ یہہ کلام کا
نمک ہے۔ کسی شاعر کا کلام اس نمک سے خالی نہین ہوتا ہے۔ نواب صاحب موصوف اور
خانصاحب آپکے حال پر زیادہ مہربان تھے۔ اور ہمیشہ حسن سلوک سے دستگیری کرتے
تھے۔ آپ خوشحال و فارغ البال تھے۔ آپ بیشتر اوقات نواب صاحب اور خانصاحب
کی مدح مین صرف فرماتے تھے۔ چنانچہ آپنے دونون کی تعریف مین دو غزلین لکھی وہ ہم

هدیه ناظرین کرتے هین - آخر آپکا انتقال [illegible]۸۵ هجری مین هوا - انا لله وانا الیه راجعون

من اشعاره بمدح نواب عیوض خان بهادر

خدا شناس رحم دل نواب عیوض خان
همیشه بد نظر بر صواب عیوض خان

دلیل شرح حدیث هدیره انصاف
مراد حاجتیان از حساب عیوض خان

امیر تو رتبه دارد جلوس چون خورشید
منیر روز ازل شد شهاب عیوض خان

که فیض بخش بود فریاد رس ستم یابان
خدا نگهبان باشد بآب عیوض خان

سخن کاهی ز آه دل بگو درسی
که برتر است بجهان جناب عیوض خان

بمدح گلزار خان

از کمال بندگی مطلوب شد گلزار خان
شد رقم روزهای ازل طالع اسد گلزار خان

در سخن های کهن دارد بلاغت بیگمان
در طریقه دین شناسی میرسد گلزار خان

زین شمیم پاکیزه ها مقبول درباری شد
حسن خوبی خود بعالم می کند گلزار خان

از سحاب ابر الطاف الهی سبز تر
این نهال تازه دانم بشگفد گلزار خان

عالی همت جهان چون ثانی حاتم زمان
بیکس و محتاج را ملجای شد گلزار خان

با الهی ورد و عالم نام آوازش بلند
برتر از اوصاف کن بدا ابد گلزار خان

از دعاے جمله یاران هم سخن آن سؤال
اسم در هر دو جهان بالا شود گلزار خان

بسیا شیرین سخن درتهگان آگاه دل
ویزدار غیب استما باشد مدد گلزار خان

من اشعاره الفارسی

ساغرم پر نور کن ساقی بیا ساقی بیا
پژمرده را دور کن ساقی بیا ساقی بیا

کشور شیرین سخن آباد حمدش در بیا
در سخن منصور کن ساقی بیا ساقی بیا

بردیم دل تمام براه خیال دوست — حاصل شود به منعم خاصهٔ کمال دوست
اینها عیش نمایند نثار زر دارند — هم غذا اهل دلان غم بفکر می بینیم
ساقی بیار جام پر از بادهٔ مستی — بادهٔ مستی تو بده بادهٔ هستی

داؤد - میرزا داؤد اورنگ آبادی

داؤد تخلص - میرزا داؤد نام - آپ بزرگ عالمگیری زمانہ مین بلخ سے اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے - بادشاہی منصب سے معزز و مکرم ہوئے - آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی - اسی سرزمین مین نشو و نما پایا - علما و فضلا کی صحبت مین لیاقت قابلیت پیدا کی - شعرگوئی کے میدان مین قدم رکھا - چند روز مین ہمعصرون سے بڑھ گیا ریختہ مین ولی کا تتبع کرتا ہے - آپکے کلام سے شیرین بیانی و پاکیزہ خیالی ظاہر ہے آپ غزل کو مشاعرہ مین خوش الحانی سے پڑھتے تھے - آپکی حسن ادا سے مشاعرہ مین ایک لطف و مزہ ہوتا تھا یاران ہم صحبت کو سرور ہوتا تھا - آپ ولی کی کرامت کے قائل ہے اور اسکو اپنا استاد سمجھتے تھے - چنانچہ کہتا ہے ؎

سند بوس ہے شیخ مصرع ولی داؤد — کہ جلوہ شور قیامت سے بے نیاز کیا

اور دوسرے مقام مین لکھتا ہے ؎

سنکتے ہین سب اہل سخن اس شعر کو منکر — تتبع طرح مین داؤد کا اثر آیا

لچھمی نراین صاحب اورنگ آبادی تذکرۂ چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجھکو آپکے صاحبزادہ میرزا جمال اللہ عشق تخلص سے معلوم ہوا کہ آپکی وفات [illegible] ہجری مین واقع ہوئی - فقیر نے آپکی تاریخ لکھی ؎ بلبل گلزار معنی طوطی رنگین زبان

از غم آباد جہان بگذشت چون تیر از کمان + مصرع تاریخ فوتش گفت بامن ہاتفے - گو برفتہ میرزا داؤد فانی الجہان - انتہی کلامہ آپ صاحب دیوان ہین آپکی دیوان مین کم و بیش تخمیناً پانسو اشعار ہین - ہم آپ کے چند اشعار آبدار ذیل مین لکہے ہین -

جناب میر محمد تقی میر نے نکات الشعرا مین لکہا کہ میرزا داؤد تخلص شاگرد سید یعنی مولوی سید عبد العلی عزلت - اور صرف ایک شعر آپکا طبعزاد لکہا باقی حال کی نسبت فرمایا کہ تحقیقاً معلوم نہین ہوا - میر صاحب نے جسقدر لکہا یہ بہی پایۂ تحقیق سے دور ہے - داؤد عزلت کا شاگرد نہین تہا - اور صاحب گلشن بیخار نے لکہا کہ داؤد شعرا متقدمین سے ہے - مین خیال کرتا ہون کہ تذکرہ نویس سابق زمانہ مین تحقیقات کی طرف توجہ نہین کرتے تہے جو کچہہ سنتے تہے اسکو لکہہ دیتے تہے - اسی بے توجہی کی وجہ سے اکثر غلطیان کرتے ہین - اور تذکرہ مین صرف شاعر کے نام یا محض تخلص پر اکتفا کرتے ہین - ولادت و وفات اور اُن کی طرز معاشرت کی نسبت ایک فقرہ بہی نہین لکہتے - واقع مین انہین چیزون کی ضرورت ہے - ہم نے حتی الامکان اپنے اس تذکرہ مین انہین باتون پر زیادہ زور دیا ہے - کتب قدیمہ اور بایاضہائے دیرینہ سے ان باتون کو جمع کیا ہے اور ہر ایک شاعر کے حال مین لکہا ہے - فانظروا وانصفوا لاتکن من المکابرین -

من اشعار الہندی

ولہ
عزیزان خواب مین دیکہا ہون آج اس سرو قامت کو
ہوا معلوم وقت آیا ہے میری سرفرازی کا

ولہ
سند ہے اہل دل کو بساط زمین کا فرش
ہے بے ریا کو بوسے ریا نقش بوریا

ولہ
مجہے طومار لکہنا ہے دو زلف عنبرین مو کا
قلم کیون نا کرون اے باغبان شاخ سنبو کا

وله
قانون شفا تعلق مین ہے یار کے موجود | ایدل نہو محتاج طبیبان کی دوا کا

وله
ہوا ہے ابر گریان دیکھہ میری چشم گریان کو | پڑا ہے شور دریا مین مرے اشک جاری کا

وله
لالہ رو کو دیکھکر لالہ کا پہول | داغ دل کے ہات دکہلانے لگا
عاقبت اُس سنگدل کے جور سے | دل کا مینا پر شکست آنے لگا
ہجر مین دلبر کے ابر چشم آج | اشک کا برسات برسانے لگا
تجہ خیال زلف کے ہو پیچ مین | مو بمو دل آج بل کہانے لگا

وله
سرمہ لگانے مین کہتا ہے یون وہ دلبر | عشاق جیتا پر اب تو تیا کرونگا

وله
مجہ بزم مین رقیب عبث سرکشی نکر | شعلہ پڑا ہے شمع پہ مجہ سوز آہ کا

وله
جس بوستان مین وہ گل رخسار ہوویگا | بلبل دہا رہ گل ستی بیزار ہوویگا

وله
بجا ہے محتسب کے سر اوپر آج | مجہے اب پہوڑنا پہر میکا مٹکا

وله
اُس صنم کے خیال ابرو نی | ناتوان مجکو جیون ہلال کیا

وله
یہ جام چشم مست جسے دکہاؤگے | تا حشر اُسکو ہوش ہے اُسکے بہلاؤگے
دانہ دکہاکے خال کا جسکو دیو چاٹ | آخر کو دام زلف مین اُسکو پہنساؤگے

وله
دیکہہ تجہ چشم کا پیکدور | دل کے تئین نشۂ شراب ہوا
لکہتا ہون جب سے تجہ لب شیرین کی صفت مون | مجہہ ناتہہ مین ہان سے قلم نیشکر ہوا
آیا ہے بر مین جب ستی وہ صندلی قبا | واثو دہون دفع مرا درد سر ہوا

وله
نین سے بنلا کے داغ تیرے مکہہ پر ایصنم | آئینہ تجہ جمال کا جوہر ہوا

وله
دیکہہ کر خط سبز کو تیرے | تہا شرابی تو سبز پوش ہوا

وله
کاش ہم جوے خون مین ہوتے غرق | جب حسین علی شہید ہوا

جب سون کیا لباس وہ گل پیرہن ہرا
آتش عشق سون تری جل جل
رنگ گل غازہ ہوا ہے فاختہ
دیکھ تیرے لبون پہ رنگ مسی
دل پر خون میرا برنگ حنا
دست رنگین کو دیکھکر تیرے
بر جا ہے ہر گل سون کفن اسکو ہو نصیب
کیتے ہین عاشقان مرا حال دیکھ کر
کیونکر سہر چاندنی کر نکلے وہ صنم
مجھ پر سون ہوئے ہے اگر آوے عجب نہین
کرامت عارد کل جانمن عشاق ہیکل سے
مرا احوال چشم یار سے پوچھ
میرے حال پریشان کی حقیقت
میرے ہر یک سدا ستے آہ کا پیچ
نیم اسکا اون کے وضو کرنے سے افضل ہے
محمد مصطفی کی یاد ستی
زور دیتا ہے تا وسونے کو
ہوا ہون چار چشم اب عاشقی مین
اے زاہدان اٹھاؤ جبین کو زمین سے

وله یکبارگی دکھا کے جہپ عاشق کا من ہرا
وله دل ہوا دل ہوا کباب ہوا
وله جب لکھون سرو قد کی تین مکتوب
وله چشمۂ خضر پر پڑا ظلمات
لیگیا گلبدن ہا تون ہات
رنگ مہندی چھپا ہے پاتون پات
جو کوئی ہوا شہید وہ گلگون قبا کے ہات
شاید تو دل دیا ہے کسی بیوفا کے ہات
وله دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین
وله اس چشم پر خمار کو دیکھا ہون خواب مین
وله جو اپنی کل سے بیکل ہے اسے کیا کام کل سے
وله حقیقت درد کی بیمار سے پوچھ
صنم کے زلف کے بیمار سے پوچھ
وله سجن کے چہرہ بلدار سے پوچھ
کیا ہے جن نے حاصل خاکساری کی عبادت کو
مرا دل قلعۂ احمد نگر ہے
شوخ زرگر پسر مین کیا فن ہے
مجھے اس چار ابرو کی قسم ہے
جو سرنوشت ہے اسے کالتک مٹاوگے

گلبدن ہنستا ہے مجھ رونیکو دیکھہ
خندۂ گل گریۂ شبنم ہوا

آہ کیونہ یاد علی مین رہون مدام
روز ازل سے دل ہے مہر مرتضی نگر

شاہ خیبر کشا کی یاد دستی
دل مرا شاہ گڈہ ہوا یارو

یاد کرنے سے گلرخان کے سدا
گلشن آباد دل ہوا میرا

ہے شراب و کباب و فصل بہار
کونی اسوقت مین پیالا دو

زرگر اب مجھہ سے زرگری مت کر
بہاؤ نہ بلا ستاب سونے کا

زلف دلبر سے مجھکو سودا ہے
لوگ کہتے ہین تجکو سودا ہے

یہہ آخر کا شعر میر تقی میر نے نکات الشعرا مین لکھا ہے۔

دردمند۔ محمد فقیہ اودگیری

سنہ ۱۱۳۶ ہجری

دردمند تخلص۔ محمد فقیہ نام۔ آپ تعلقۂ اودگیر سے ہین۔ آپکی ولادت مین مقام اودگیر توابع محمد آباد بیدر مین واقع ہوئی۔ آپ صغرسنی مین والد ماجد کے ہمراہ دارالخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچے۔ سن شعور کے زمانہ مین علما و فضلا کی خدمت مین کتب متداولہ پڑھنے لگے۔ آپنے شاہ ولی اللہ نبیرہ شاہ گل وحدت تخلص سرہندی کے ظل عاطفت مین سکونت اختیار کی۔ اور آپکی خدمت بابرکت مین مستفید ہونے لگے۔ شاہ گل آپ کو ہونہار دیکھکے توجہ و دلدہی سے تعلیم فرماتے تہے۔ و تہذیب اخلاق وصفائے باطن کے طرف بہی راغب کرتے تہے۔ آپ استاد شفیق و پیر رہنما کی برکت سے روز بروز درجۂ اوج پر عروج کر رہے تہے۔ کہ آپکے والد ماجد نے دنیائے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی۔ آپ کو باپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہوا۔

حضرت میرزا جان جانان مظہر قدس سرہ نے آپکو اپنے سایۂ عاطفت مین لیا۔ تربیت و تعلیم کرنے لگے۔ آپ حضرت کی عنایت و تربیت سے مجموعہ کمالات ہوئے۔ اور فن سخن مین بھی درجہ کمال کو پہنچے۔ شعرا و صوفیہ مین مشہور ہوئے۔ چنانچہ میرزا صاحب آپکے حق مین فرماتے ہین ؎

مظہر مباش غافل از احوال دردمند   لعلیست این کہ درگرہ روزگار نیست

آپ فارسی اردو مین کلام موزون فرماتے ہین آپکا کلام درد آمیز و شوق انگیز ہوتا ہے صاحب دل آپکے کلام کو سکہ و جواہر بیبہا سمجھتے ہین۔ آپکا ساقی نامہ ریختہ مین مشہور ہے۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکھتے ہین کہ فقیر و فقیہ دردمند کے درمیان غائبانہ محبت و اتحاد کا سلسلہ ہے۔ ... مراسلات کا سلسلہ جاری ہے فی الحال بنگالہ تشریف لے گئے ہین۔ ناظم بہار کے پاس رہتے ہین آپکے اشعار فقیر آزاد کو دستیاب ہوئے۔ تم کلامہ۔ تحفۃ الشعرا و کلمات الشعرا کے مؤلفین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صاحب دیوان تھے ... دیوان فی زماننا نادر الوجود ہے۔ آپکا سنہ وفات تحقیقاً معلوم نہین ہوا۔ آپ تقریباً معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۹۷ہجری مین فوت ہوئے یا ۱۲۰۵ہجری مین۔ مدفن دہلی ہے۔

من اشعارہ الفارسی

بزخم خویش ازان کوہکن نمک بیزست	کہ شور خندۂ شیرین بکام پرویزست
درکوے می فروش نماند آبرو مرا	لب تشنگی فروخت بدست سبو مرا
جان یکسانہ دادم و شادم کہ عمرہا	بودہ است برمراد تو مرگ آرزو مرا
ازفیض تو اے شافع روز محشر	ہر روز بود عید غدیر دگر

چون جام بود چشم امیدم در حشر	رباعی	بر دست اے ساقی حوض کوثر
یکچند عتاب وناز ظاہر کردی		وین عمر دوروزہ بار خاطر کردی
بعد از مردن رہت بجا کم افتاد		اول بائست انچہ آخر کردی

داغ - لالہ نہالکرن اورنگ آبادی

داغ تخلص - لالہ نہالکرن نام - اورنگ آبادی المولد ہے - لچھمی نراین شفیق چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مین لالہ صاحب سے بتوسل محمد ایوب اورنگ آبادی کے ملا خوش مزاج ورنگین طبع پایا - خوش صحبت وخوش اخلاق ہین - ملاقات کے بعد وہ ہی میرے غریب خانہ پر آئے - پھر تو فیما بین مین ربطہ صحبت انتہا قائم ہوا - وہ میرے پاس آتے تھے - اور مین اُن کے پاس جاتا تھا - لالہ صاحب پہلے رفعت تخلص کرتے تھے - اور اُن کے والد کا تخلص لالہ تھا - مین نے اُن سے بمناسبت لالہ کہا کہ رفعت تخلص مناسب نہین آپ داغ تخلص اختیار کیجیے - داغ لالہ کے مناسب ہے - میرے کہنے سے داغ تخلص اختیار کیا ہے ع لالہ را لازم کہ او با داغ میروید ز خاک ؛ خاک بادا بر سر عشقی کہ مادر زاد نیست - انتہی کلامہ - داغ نازک خیال وشیرین مقال ہے تازہ تازہ مضامین موزون اور نئے نئے معانی ایجاد کرتا ہے ۱۱۷۵ہجری مین زندہ تھا - ۱۲۰۱ہجری مین فوت ہوا - آپ کا کلام اکثر ریختہ مین دیکھا گیا - فارسی کلام کہین دستیاب نہین ہوا - شاید آپ کو زیادہ دلچسپی ریختہ سے ہوگی -

من اشعارہ الہندی

دوڑتے تجھ رہ مین میرے متوالے	دانۂ تاک سے پانو نہین پڑے ہین چھالے

انتظاری سے تیری اے پر کیفیت ۔۔۔ دیدۂ نرگس فتّان میں بھرے ہیں جالے

بعضے اُن کہتے ہیں کہ بجائے پر کیفیت نسرین رخسار اگر کہتا تو خوب ہوتا ۔

ولہ

ہات مت ڈال میاں پاؤں میں اپنے سر کے ۔۔۔ تاک بیٹھی میں پٹائے ہیں سر کے پالے

دیکھکر داغ سیہ دست حنائی میں سجن ۔۔۔ لالہ رویوں کی جہاں بیچ ہوے دل کالے

ولہ

دل موج درد سر سے پژمردہ جیون کلی ہے ۔۔۔ شاید سخن کے سر پر دستار صندلی ہے

دارا - خواجہ بہاء الدین حیدر آبادی

دارا تخلص - خواجہ بہاء الدین خان نام ۔ عظام جنگ بہادر خطاب - آپ خواجہ یسین علیخان بہادر مرحوم کے خلف الصدق ہیں مشاہیر امرائے حیدر آباد دکن سے ہیں ۔ سن شعور کے بعد فارسی عربی میں ضروری استعداد و لیاقت حاصل کر کے شعر گوئی کی طرف توجہ کی ۔ خواجہ محمد مرتضیٰ خان بقا لکھنوی سے سخن کی اصلاح لینے لگے استاد کی توجہ سے آپکے کلام میں درستی و شستگی آگئی ۔ اور آپکی قوت ناطقہ بڑھ گئی کلام پختہ و شائستہ ہو گیا ۔ سنہ ۱۳۰ ہجری میں استاد کا انتقال ہو گیا ۔ آپکو سخت رنج و ملال ہوا ۔ اُس وقت سے آپنے کسی سے اصلاح نہیں لی ۔ اصلاح کی ضرورت بھی نہیں تھی ۔ خود ہی زور طبیعت و فکر رسا سے کہنے میں سنجیدہ و برجستہ کلام ہوتا ہے طرز کلام سے خوبی نمایاں ہے ۔ آپ صاحب دیوان ہیں ۔ آپکا دیوان مطبوع ہو گیا ہے فقیر مولف کے دیکھنے میں نہیں آیا ۔ ہم کو چند اشعار متفرق گلدستوں سے ملے ہیں ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں ۔ اسوقت آپکی عمر قریب چالیس ہو گی ۔ شگفتہ جبین و خوش خلق ہیں ۔ خاندانی شرافت چہرہ سے عیاں ہے ۔ آپ جناب قادر الدولہ

من اشعارہ الفارسی

نہ ہر انسان ہنر دارد ندارد ۔ نہ ہر دریا گہر دارد ندارد
میانش را نشانی نیست پیدا ۔ کہ می گوید کمر دارد ندارد

وله

وقت جولان جنون ست بیابان مددے ۔ نہ فلک تنگ بود وسعت امکان مددے
می طپد زخمی تیر نگہش بر سر خاک ۔ تیغ ابروے مددے خنجر مژگان مددے
سینہ ام سوختہ داغ تپ مہجوری دوست ۔ آہ سردے مددے دیدۂ گریان مددے

دوست سید خواجہ حیدرآبادی

دوست تخلص۔ سید خواجہ نام۔ آپ سید حیات حیدرآبادی کے فرزند ہیں۔ زیرک و ذکی الطبع ہیں خلیق و لئیق خوش باش و اہل معاش ہیں۔ شعر و شاعری کے میدان میں چست و چالاک ہیں۔ شیخ فدا حسین مشہور لکھنوی کے شاگرد۔ آپکی عمر تقریباً پینتالیس برس کی ہوگی۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ آپکا دیوان مسمی گلزار حیات مطبوع ہو گیا ہے۔ آپکا کلام مطبوع خاص و عام ہے۔ سلیس و با محاورہ ہے اللہ تعالے آپ کو صحیح و سالم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

خال مشکیں نہیں اس ابروے خمدار کے پاس ۔ ڈھال بھی رکھی ہے سفاک نے تلوار کے پاس
قبلہ سے کبھی قبلہ نما پھر نہیں سکتا ۔ پھرتی ہے ادھر آنکھ پھرے ہیں جدھر آپ
ناصح سنی ہوئیں ہیں جفا کی حکایتیں ۔ جاتا ہے کون کوچۂ جاناں کو چھوڑ کر
منعم عبث ہے دولت دنیا پہ یہ غرور ۔ جاتا ہے ایکدن سر و ساماں کو چھوڑ کر

نور الحسنین صاحب مرحوم کے قدر ابنداروں مین سے ہین۔ اللہ تعالے آفات آسمانی سے انکو محفوظ رکہے

من اشعارہ الہندی

فراق مین تیرے یہہ حال ہوگیا دل کا
کہ لوگ روتے ہین سُن سنکے ماجرا دلکا

بہرے ہین سینۂ عاشق مین جسقدر تیر کیا کیا
صنم برائے خدا سُنئے مدعا دلکا

پہڑک ہی جاتے ہین دلبر شعر دارا ایسے
کلام اُسکا بڑہاتا ہے ولولا دلکا

یون کہو کسدن نکالیگا خدا اُس پیچ سے
دل ہمارا شانۂ زلف معنبر ہوگیا

تم تو ہو مشہور دارا جہا نہین پارسا
دل تمہارا مائل آتے کا ذرہ پہ کیونکر ہوگیا

نغمہ سرائی وان تو رہی بزم غیر مین
اور یان رہا زبان پہ نالا تمام شب

شب جان پر بنی رہی گیسو کی یاد مین
چہاتی پہ لوٹتا رہا کالا تمام شب

دبیر۔ لالہ دولہ رائے برہانپوری

دبیر تخلص - دولہ رائے نام۔ وطن اصلی برہانپور ہے۔ لالہ خوشحال چند تخلص فرحت کا برادرزادہ ہے۔ دفتر انشا پردازی کا فرد فریدہ و جریدۂ سخن دانی کا دبیر بے نظیر تہا۔ ناظم و ناثر شاعر خوش کلام تہا۔ تاریخ دانی مین استاد۔ تاریخ آصفی نہایت عمدہ تالیف کی۔ خاندان آصفیہ و امراء عالیہ کا احوال تصریح و بسط کے ساتھہ لکہا ہے صاحب گل رعنا مین لکہتا ہے کہ فی الحال یعنی سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین وطن سے اورنگ آباد مین آیا ہے۔ مجہہ سے ملاقات کی لائق و خوش اخلاق ہے۔ تم کلامہ۔
آخر سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین وطن مالوفہ برہانپور مین فوت ہوا۔

جناب میر آزاد نے آپکی خواہش سے تذکرہ خزانۂ عامرہ تالیف کیا۔ پچیس تاریخ ماہ محرم ۱۱۸۲ھ ہجری مین بتقریب سیر عازم حیدر آباد ہوئے۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی جو حیدر آباد مین تھے اون کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔

لچھمی نرائن گلِ رعنا مین لکھتے مین کہ میرزکا و میر عزلت و فقیر وغیرہ شعرا کا باہم خوب جلسہ رہتا تھا سب یاران ہمصحبت خوشی و خرمی سے باہم ملتے تھے۔ ایکروز میر عبد الولی عزلت نے آپکے نام پر اعتراض کیا کہ لفظ اولاد کا اطلاق ایک ذات پر درست نہین ہے اولاد محمد کی جگہہ ولد محمد ہونا چاہئے۔ مینے ایک عرضی میر صاحب کی جناب مین بھیجی اور آپسے اس امر کی تحقیق طلب کی میر صاحب نے اسکے جواب مین لکھا کہ علم بدیع مین ایک صنعت جسکا نام الحاق الجزئی بالکلی ہے۔ اور یہہ صنعت شرح بدیعیہ ابن الحجہ اور انوار الربیع فی انواع البدیع مولفہ سید علی المدنی مین مذکور ہے صنعت کا مطلب یہہ ہے کہ کل کا اطلاق جزو پر تعظیماً کرتے مین اسی قسم سے ہے۔ آیہ کریمہ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ کَانَ اُمَّةً اس آیہ مین مفسرین کہتے ہین کہ ابراہیم اکیلا تھا۔ مگر اُمت کا اطلاق اسوجہ سے ہے کہ وہ جملہ صفات خیر پر جامع تھا۔ اور متنبی شاعر ایک شعر مین ممدوح کو باعتبار اوصاف کثیرہ اَنْتَ الْخَلَائِق کہتا ہے۔ اور فارسی مین بھی ضرب المثل ہے۔ یک آشنائے بامزہ یک عالم آشنا ہے۔ ایسا ہی اولاد محمد کے نام مین کہ ایک ولد بمنزلہ اولاد کثیرہ ہے انتہی کلامہ۔ میان عزلت حضرت کا جواب سنکے اعتراض سے باز آئے۔

جناب زکا شاعر خوش فکر و باریک نظر تھے مجلس سخن کے جلوہ افروز تھے آپکے مضامین رنگین دل افروز تھے آپ حسن خلق کے گلستان۔ شیر نیکو کے

خوب رخسار ولب لعلین کا نظارہ رہا — ہم حلب ہوتے ہوئے آئے بدخشانی طرف

ردیف ذال

ذکا - میر اولاد محمد خان

ذکا تخلص - میر اولاد محمد خان نام - میر غلام امام برادر میر غلام علی آزاد بلگرامی کے فرزند ہین - آپکی ولادت ۲۷ رجب سنہ ۱۱۵۱ ہجری مین بلگرام مین واقع ہوئی - خود ذکا نے عالم جوانی مین اپنی تاریخ ولادت کہی ہے

روزے کہ نمود بندہ را حق ایجاد — اولاد محمد پدرم نام نہاد

گفتم تاریخ خویشتن را من خود — در ماہ رجب تولد ما رو داد

نشو نما و ابتدائے تعلیم کے بعد عالم شباب مین سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین بلگرام سے اورنگ آباد مین جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین آئے - جس روز آپ اورنگ آباد مین پہنچے اُس روز غرۂ شعبان سنہ مذکور تہا - پانچ برس کامل میر صاحب کے سایۂ عاطفت مین رہے علوم عربیہ و فنون ادبیہ مین کمال استعداد حاصل کرکے عازم بلگرام ہوئے بلگرام مین دو برس گذرے پہر حسب الطلب میر آزاد مع میر حیدر بن میر نور الحسنین بن میر آزاد اورنگ آباد مین آئے - نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین باریاب ہوئے منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوئے سنہ ۱۱۸۷ ہجری مین گل زمین دکن مین رونق افزا تہے - اور میر آزاد کی خدمت مین رہتے تہے - چنانچہ ایک مقطع مین فرماتے ہین ہے

باشد جناب حضرت آزاد اے ذکا — اُستاد ما و قبلۂ ما افتخار ما

میبد بدر بزم خود هرگاه یار آئینه را وله دور نتواند نمودن از کنار آئینه را

معلوم شد که حسن بود مهربان عشق وله هر ذره را بزور کشد در بر آفتاب

پنجه از شوخی بدامانت زدن دستور نیست وله ورنه دست ما ضعیفان اینقدر کمزور نیست

بر شکست دل کمر بستن نمیزیبد ترا وله جام من ظرف سفال و چینی فغفور نیست

سایهٔ زلف بتان یارب نصیب او مباد گل زمین هند را هر کس که گوید خوب نیست

وادی عشق ز اشک و آه هم وله طرفه خوش آب و هوا افتاده است

دیدهٔ رفتن پروانه میان آتش وله حال ما سوخته محتاج بیان این همه نیست

در طرّه‌ات ز دل بفلک شور میرود وله آوازه را نالی شب دور میرود

ز جلاد از برای عبرت بدخواه میبرد وله بقربانگاه خونم فی سبیل الله میبرد

الٰهی تفاق ما و او امشب هم افتد وله فدای زلف مشکین دل شود سر در قدم افتد

کار دل مجروح سرانجام توان کرد وله قابل و سنه خم دگر انعام توان کرد

همین خیال بدل بار بار می آید وله که بی تو زندگی من چکار می آید

چو آن نسیم که از لاله زار می آید وله نفس برون ز دل داغدار می آید

از پی برون دل آمده یکدم بباش وله باز تقریب چنین کار کجا می افتد

بر سر تبسم از دست مبارک جانان وله گل فشاندن چون بسر نشود خاری چند

بدست کج کلاهان چون زمام ما افتد وله هزار طشت خرابی ز بام ما افتد

ز لطف طبع ذکا شاد میشوی بالله بسهو گر گذری از تو بر بلگرام ما افتد

چه قدر خانهٔ چشم و دلم بلند افتاده وله مباد طفل سرشکم ازین دو منزله افتد

نگاه نرگس مخمور را اعتباری نیست وله چو رفت نشئه از سر این کرم نخواهد ماند

بوستان تھے۔ جوان صالح خوش وضع و خوش طبع مزاج مین خاکساری زیادہ تھی۔ ملنے والون سے نہایت انکساری و عاجزی اور حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ عقیل و فہیم تھے۔ سخن فہمی نیز ذہنی مین مشہور تھے۔ تاریخ گوئی مین بے نظیر تھے۔ آخر آپ کی رحلت سنہ بارہ سو ہجری کے اوائل مین باختلاف روایات ۱۲۰۵ھ یا ۱۲۰۸ھ ہجری مین ہوئی۔

قدرت اللہ خان قدرت نے نتائج الافکار مین لکھا کہ نیر کا ۱۲۰۰ھ ہجری کے اوائل مین فوت ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

نامِ عالم آفرین سرِ حلقۂ عنوان ما — تا بسم اللہ شد خطِ پیشانیٔ دیوان ما

وله

دید چون زاہدِ صد سالہ دبستان ترا — دل و جان کرد فدا خواندنِ قرآن ترا

״

خواست از شیوۂ بیداد دہد یاد مرا — خبر قتل کسے گفتہ فرستاد مرا

״

طفل صیاد کہ استاد فن خود شدہ است — رشتۂ بستہ بپاے گذارد مرا

وله

چون خوردہ کہ ہیچ نیاید بکار گل — مال بخیل سود نہ بخشد بخیل را

زادند خدا منی بفلان نو بلا زبان — من ہم ز دل باو گذاردم کفیل را

وله

نمی گردد میسر روسفیدی ہمچو ما آن — اگر از سرخی نیالاید کسے کلک سیاہی را

وله

تمنا می کند قلبم دل فرمانروایان را — مسلّم باد یا رب این ولایت میرزا نیرا

اگر شمشیر خون آشام او بسمل نفرماید — کہ سازد در دو عالم سرخرو بیداد و بابا نیرا

رقم بر تربت فرہاد شیرین کرد یعنی — کہ آفت می رسد از دست خود در روز آزما نیرا

وله

تمنا خاطر مجنونِ ہندستان ہمین دارد — کہ لیلاے عرب آباد سازد محمل ما را

کجا آن طفل با خیل کبوتر سر کند بازی — ولہ — که به حمایت باغ اے پر کند بازی
با ئینے که ریزد گرد بر بالائے خود نیلے — شبیہ ست جنون با خاک راہش سر کند بازی

من اشعار الہندی

یاقوت لب سے مر گہڑی موج تبسم میں نہایان — بسملوں کا خون ہے یا رنگ پان بیچ کہہ
جنون کے ہات کیا میں کہوں دل سخت حیران ہے — ولہ — گریبان اپنا ڈہونڈ آ کے اب بیدامان ہے
تجہے واجب ہے جانا عرس میں اپنی شہیدان کے — سنا ہوں میں کہ انکا آج صندل کل چراغان ہے
رہا گر آستان پہ آ کے میں عقیدت سے — تکلف برطرف ۔ کار کا کیا ہمیں نقصان ہے
لگے کیونکر نہ دل کنج قفس میں عندلیبوں کا — جہان میں آج کل آبادی کچہہ کو زندان ہے
نہیں لازم ہے دینا ہات سے شیوہ ترحم کا — ہوتی واقع نہ ہا سے پہ کچہہ اگر تقصیر انسان ہے
کبہو آہستہ صبا جا کے تو اک کان بیچ — ولہ — بسمل نالہ گذرتا ہے کوئی آن کے بیچ
نہ کچہہ بے طاقتی پر لکی ظالم صد افسوس آیا — ولہ — نہ دل جانے سے منظور کیا تہا جو مدام آیا
فغان سے ایک دم تو باغ میں خاموش مت بیٹہا — ولہ — نہیں سنتی کہا اپنا زور آیا ہے خرابی کا
محبت پر نہ جا دل ہر کسو سے — ولہ — کہ ہے یہ آشنا سب پر دو کے
رہا بر رنگ نگین قید نام میں پابند — ولہ — جہان میں [illegible] نشان سے گیا
خبر پہنچے اوسکو جسطرح کا آہ بلبل سے — ولہ — ہو جا گل اوب ہٹ گئے سے باز آوے
غم اب تمہارے دل چہوڑ دیو خوشی آو — بیراتنا بیا ہوں پہر خدا نہ دکہلاو
نرم ہو جاوینگا آخر ابرو نکا بہی ب — دہکے آتش سے نرم ان کمانونکو نہ چہیڑ
کام آوینگے کسی دن صد جا نسبت — خانہ دولت ہے اپنے جانون کو نہ چہیڑ
کیوں نہ دیوے طالع شہرت خدا مجنوں کا — عالم ایجاد میں ہوں کیمیا نایاب ہون

وله
نمی گویم که شمعے با چراغ زیر دامان بر
بجائے هر دو خارے بر مزارم ز بیابان در

وله
کشید آخر مرا هم جذبهٔ گل جانب گلشن
صبا این مژدهٔ دلخواه سوئے عندلیبان بر

وله
خیال یار بدل رنج می کشد صد رنگ
فراخ حوصله عاجز بود ز خانهٔ تنگ

وله
چنین که کشور دل فتح کرده می آید
مسلم است بدانش خطاب نصرت جنگ

وله
گرفت موے سیاهِ مرا سفید بها
رسید بر سر هندوستان سپاه فرنگ

وله
تا ز عیسی نفسان نتوانم بر داشت
به که از مرگ کنم چارهٔ بیماریٔ دل

وله
گر رسی تیغ بکف از سر جانان برخیزم
پیش پائے نشینم ز جهان برخیزم

وله
نه من اوج فلک از عالم ایجاد میخواهم
فضائے پشت بامم ز جهان آباد میخواهم

چو قفل بسته کز نوک سوزن باز میگردد
کشاد کار دل از نشتر فصاد میخواهم

حریف وحشیم چون گردباد دامن صحرا
غبار هستی موهوم را برباد میخواهم

وله
شبے که یاد تو اے شوخ ماه پاره کنم
برون ز دیدهٔ گریان خود ستاره کنم

وله
سریر سلطنت و ظل هما بیقدار میدانم
ز بینائے رهبری شود در سایهٔ تاکم

وله
نسیم جانفزا از جانب آن گل نمی آید
نمیدانم چرا از خاطر عاطر فراموشم

وله
چه ضرور بنده پرور برقیب ناز کردن
ز خوئے تو شکوهٔ من شب و روز باز کردن

وله
تا دید آب بگل تنگ روان من و تو
بلبلان خانهٔ من ضرور است میان من و تو

وله
تا بسوز گذشته خود را بداغ تازه
بر روزن غیر افزوده چراغ تازه

وله
محبت در دل او کرد جا آهسته آهسته
نشست آخر بهم کار ما آهسته آهسته

زبان تیشهٔ فرهاد شیرین کار میگوید
توان برکند از جا کوه را آهسته آهسته

چو زلف دلستان از خدائے خود همین دارم
که طالع در شب تارم شود صبح بناگوشی

نہایت نرمی و فروتنی سے ملتے ہین - ملنے والون کو آپ کی ملاقات سے حظ و لطف آتا ہے - انسانیت و آدمیت کی مصداق ہین - فی الحال آپکی عمر تخمیناً چالیس برس کی ہوگی - آپ سنہ ۱۳۱ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوے مطبع ہزار داستان کے اڈیٹر ہوئے - جب تک آپ مطبع مین رہے اخبار رونق پر تھا - عمدہ عمدہ مضامین آپکے طبعزاد مطبوع ہوتے تھے - ناظرین حظ و لطف اٹھاتے تھے - پھر کوئی ایسا سبب واقع ہوا کہ آپ مطبع سے علیحدہ ہو گئے - آپکے جدا ہونے کے بعد اخبار ہی موقوف ہوگیا گویا آپ اخبار کی زندگی کا باعث تھے - اب ہمکو معلوم نہین کہ آپ یہان ہین یا وطن مالوفہ گئے - آدمی لائق ہین جہان ہین اللہ تعالی اُن کو خوش رکھے - آپ شاعری مین حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین - آپکا کلام رنگین و شیرین ہے -

من اشعارہ الہندی

بے رنگ گل ہے رشک گلستان کو دیکھکر — سکتے مین ہو رہے قد جانان کو دیکھکر
یہ جا رہا ان بہار کے مین پھر خزان — اترا نہ عندلیب گلستان کو دیکھکر
سکتا اگر یہین ہے تو اسکا تعجب نہین — حیران ہے آئینہ رخ جانان کو دیکھکر
کہتے نہ کیون ہو لمبین جو گزرا ہون بند مین — یوسف کو خوف کچھ نہو زندان کو دیکھکر

وله

وہان تو نیر سے شعل شرارت رہتا ہے — تپ الم سے یہان دل کباب رہتا ہے
شب وصال بھی باقی نہین ہے لذت وصل — ادھر حجاب ادھر اضطراب رہتا ہے

ذکا - محمد حبیب اللہ مدراسی

ذکا تخلص محمد حبیب اللہ نام - آپ مدراسی الاصل ہین - آپکا مسقط الراس مدراس ہے

جہان کے میکدے مین رات دن ہم بزم ساقی ہو
زبان پر اُسکے نکلے آبلے جس نے کہ مُے پی ہو

ولہ

ٹھہرنیکا نہین دل مر رہا ہے مارے غمون کے
جو کچھ کل اُس کے حق مین حکم فرمایا آج ہی ہو

ولہ

خدا کے واسطے مت چوکنا دل کی نشانی پر
بہت مدت کے پیچھے ہات پکڑی ہے کمان تونے

ولہ

مبادا دوست دشمن کچھ زبان سے اپنی کہہ بیٹھے
نہین ہے خوشنما بات مین ہندوستان رائی

کھلے بندون نکل آیا تھا گھر سے آج کہتے ہین
نہ تھا مین ورنہ ہوتا دیکھ خوبی قد موزون کی

مجھے اُس سایہ گستر کی تواضع یاد آتی ہے
جہان خم دیکھتا ہون مین جبین بید مجنون کی

بے طرح گل کے جگر کو چاک کرتی ہے شبنم
پہنچتا ہے کسقدر صدمہ ماتمی زنجیر سات

من چمنستان شعرا

دیوانہ ہو چلا ہون شہر سے صحرا کو اے لڑکو
کبھی ہرگز نکرنا جبکو جو نہ پھر آتی ہو

دل ہے بد مجھ سے دو تنخواہ فرمان کے سات
سبقت سے آقا نہ ہو خوش نہ تنہا اُن نوکرون کے سات

چاہتا ہون کہ دبو جیون شمع حال اپنی تئین
یہی کچھ ہے زندگی گذری جو در پہ کسی کے سات

دو نہ پتھر جسکے لگنے پھوٹ جا سر خون نکل آوے
نہان رکھا ہو پتھر حق مین سنگ آستان تو

خدا کیواسطے مت چوکنا دل کی نشانی کو
بہت مدت کے پیچھے ہات پکڑی ہے کمان تونے

ذکا فرمانبر کے امر مین جب عذر بندہ سے
مگر اس سخن کا کرلیا ہے امتحان تونے

ذکا - دوارکا پرشاد فتحپوری

ذکا تخلص - دوارکا پرشاد نام - آپکا وطن فتحپور ہسوہ ہے - آپکے آبا و اجداد سرکار انگریزی مین خدمات لائقہ پر ممتاز رہے ہین - آپ انگریزی فارسی مین لائق ہین - ذکی الطبع اور خوش فکر ہین - مزاج مین بردباری خاکساری ہے - ہر خاص و عام سے

لکھی ہے۔ آپکا کلام سامعین کے دلون پر جادو کا اثر کرتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین
مدراس سے شہر حیدرآباد مین آئے۔ تلاش معاش مین ہمہ تن مصروف ہوئے۔ منشی خانہ مین
مددگار ہوئے۔ پھر صدر محاسب کی خدمت مین میر منشی ہوئے۔ بعد ازان نواب سالار جنگ بہادر
کی جاگیرات مین عامل ہوئے۔ آخر مین ناگر کرنول کے سوم تعلقدار ہو گئے۔
اسیطرح درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین اس دنیا ناپائدار سے
عالم بقا رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی ظرافت و خوش طبعی و بذلہ سنجی
و ہجوگوئی دکن مین مشہور ہے۔ آپکے اشعار ہجویہ اکثر زبان زد عوام و خواص ہین
مین اس قسم کے اشعار کو بلحاظ ادب و تہذیب کتاب مین نقل کرنا پسند نہین کرتا ہون
اور اپنی زبان کو فحش و لغویات سے آلودہ کرنا مکروہ جانتا ہون۔ آپکے دو صاحبزادے
یادگار ہین جو بزرگوار ہین۔ ایک مولوی محمد میر صاحب دوسرے مولوی محمد اسد اللہ صاحب
دونون بزرگ لائق و فائق ہین۔ ہر ایک عربی و فارسی مین مہارت کاملہ رکھتا ہے
اور ہر ایک کی طبیعت شعر و شاعری موروثی کے ساتھ مناسب ہے کبھی کبھی موزون
فرماتے ہین۔ دلچسپی و خوبی سے خالی نہین ہوتا ہے۔ جناب مولوی محمد میران صاحب سے
مجھکو نیاز حاصل ہے۔ خوش خلق و محبت پرور ہین۔ اکثر اوقات غریبخانہ پر تشریف لاتے
تھے اور ملاقات سے مسرور کرتے تھے۔ زمانہ دراز گذرا کہ ملاقات نہین ہوئی۔ دونون بھائی
صدر دفتر محاسبی مین ملازم ہین۔ مینے سنا کہ مولوی میر صاحب ملازمت سے الگ ہو گئے
ہین اور وظیفہ پا رہے ہین۔ دونو بھائی نکوکار خدمت گزار سرکار ہین۔
اب مین حضرت ذکا کے بواقی طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ اسوقت میرے پاس
آپکا دیوان موجود نہین ہے لیکن گلدستون و مختصر تذکرون سے ماخوذ کرکے نقل کرتا ہون

آپکی ولادت سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین ہوئی۔ نشو و نما کے زمانہ مین اعزہ و اقارب آپ کی
صورت و سیرت کو دیکھکے کہتے کہ یہہ لڑکا ہونہار ہے۔ آپکے چہرے مہرے سے ہوشمندی
و چستی و بیباکی و چالاکی عیان ہوتی تھی۔ واقع مین جسطرح آپکو قیافہ سے گمان
کرتے تھے۔ اُسیطرح برآمد ہوئے۔ اعزہ کا گمان یقین کے مرتبہ کو پہنچا۔ آپ نے
سن شعور کے زمانہ مین مدارس کے علماسے فارسی و عربی مین کتب متداولہ ختم کین
عربی مین بقدر ضرورت استعداد رکھتے تھے۔ فارسی کے منشی بےمثل تھے۔ آپکی فارسی
اہل زبان کی طرح بامحاورہ تھی۔ تلفظ و لہجہ مین خاص اہل پارس معلوم ہوتے تھے۔
آپکی تحریر فاضلانہ بامحاورہ ہوتی تھی۔ نظم و نثر خوب لکھتے تھے۔ شاعری مین
استاد سخن مانے جاتے تھے۔ ابتداے شاعری مین سید مہدی ثاقب سے اصلاح لیتے
تھے۔ ثاقب کے بعد اپنا کلام سید نقی ہنس کو دکھلاتے تھے۔ جب حیدرآباد مین
آئے حافظ میر شمس الدین فیض سے مشورہ لیتے تھے۔ آخر مین اسد اللہ خان صاحب
دہلوی کی خدمت مین اپنا کلام بھیجتے تھے۔ اور اصلاح کلام سے مستفید ہوتے تھے۔
غالب آپکی لیاقت شاعری کی تعریف کیا کرتا تھا۔ آپ نے کلام [illegible] و نیز [illegible] کو
لکھکے بھیجتا تھا۔ آپ بذلہ [illegible] تھے۔ جو کہنے مین فرد و یکتا تھے۔ جب کسی پر ناقدرت
ناخوش ہوتے تو فوراً اسکی ہجو لکھتے تھے۔ اسی سے [illegible] حفظ نہین کرتے تھے۔ آپ
ظریف الطبع و لطیف المزاج تھے۔ محفل احباب مین آفتاب کی طرح جلوہ افروز رہتے تھے
آپ کی ذات سے شگفتگی [illegible] ہوتی تھی۔ آپکا کلام بامحاورہ ہے۔ قدما کے کلام سے
مساوی ہوتا ہے۔ آپکی لیاقت و استعداد کا اندازہ کلام سے ہوتا ہے۔ آپکی نظم و نثر اگر
دیکھنا مطلوب ہے تو [illegible] مین دیکھو۔ اسی کتاب کی تقریظ خود غالب نے

بیجاپور دکن مین علی عادل شاہ کے زمانہ مین آیا بادشاہ کی قدردانی سے اہل مناصب مین منسلک ہوا۔ مدت العمر عادل شاہ کی ملازمت مین رہا۔ بیجاپور کو وطن بنا لیا تہا ہمیشہ بادشاہ کے دربار سے انعام واکرام پاتا رہا۔ قماربازی مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا تمام اپنے ذاتی سرمایہ کو اسی قماربازی مین برباد کردیا۔ باوجود منصب وآمدنی انعام وصلہ مفلس و تہیدست رہتا تہا۔ آخر بیجاپور ہی مین فوت ہوا۔ کسی تذکرہ نویس نے سنہ وفات نہین لکہا۔ ہرچند کہ تذکرون مین تلاش کیا گیا پتا نہین ملا۔
اب چند اشعار جو دستیاب ہوے ہین گزارش کرتا ہون۔ **ہو ہذہ**

همه چه شد سایهٔ فلک سایه‌نشین من بودم — هر کجا پائے ستم رفت زمین من بودم
دست در دامان ... زن گریبانی بدر — خجلت عشق ست بے چاک گریبان بسین

ذہین - روپ نرائن

ذہین تخلص - روپ نرائن نام لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کا حقیقی بہائی تہا۔ چوتہی تاریخ جمادی الاولی سنہ ۱۱۹۲ ہجری شہر اورنگ آباد مین پیدا ہوا۔ نشو ونما کے بعد شہر مین علما و فضلا کی صحبت مین تعلیم پائی۔ فارسی عربی مین لیاقت پیدا کی موزون الطبع تہا شاعری کا شوق دلمین پرجوش تہا۔ شعر کی مشق شروع کی حضرت آزاد و بہیرو کا سے اصلاح لینے لگا۔ رفتہ رفتہ ترقی کی۔ امیر الممالک آصف الدولہ مرحوم نے منصب سے سرفراز فرمایا۔ صیغۂ منصب مین دولے چند نام سے مشہور ہوا آخر سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین فوت ہوا۔ **من اشعارہ**

جو دستش کند رنگین حنا آہستہ آہستہ — کند پرواز رنگ از روئے ماہ آہستہ آہستہ

تاکہ میرا تذکرہ صاحب ترجمہ کے کلام سے خالی نہ رہے ۔

من اشعارہ الفارسی

زکوی او بهمت قاصد انشانی چند — همی تپند بهر گوشه نیم جانی چند
نشسته اند بکوی بلاکشانی چند — که میکشند بجای نفس فغانی چند
دماغ کار ندارم بعشق ورنه ز کار — زدود دل فکنم طرح آسمانی چند

وله

دل برد که برد دستان برد — دل بود از آن او از آن برد
هجران تو طاقت و توان برد — فریاد که تا به فغان برد
دست تو ز هر که خواست جان برد — از دست تو جان نمی توان برد
صبر و دل و دین که جمع کردیم — عشقت آمد یگان یگان برد
دل در خور نقد بوسه اش بود — صد حیف که این نداد و آن برد

وله

غم نیست گر ز دیده دشمن فتاده ام — گویی که من بقصد فتادن فتاده ام
برخاستن به حشر هم آسان نبوده است — با این فتادنی که ز کا من فتاده ام

وله

نه پای آن که بکویت سفر توان کردن — نه رای اینکه از آن در گذر توان کردن
خدا نکرده جدا گر شوی چه خواهی کرد — تو آن نه ای که ز قهرت حذر توان از ن

وله

میخورم سیلی دربان کسی — می برم ناله بر ایوان کسی

ذہنی - ملا حیدر کاشانی

ذہنی تخلص - ملا حیدر نام - کاشانی الاصل ہے - سید شریف النسب جامع علم و ادب شاعر خوش فکر و شیرین کلام تہا - وطن مالوفہ سے بطور سیر ہندوستان میں

اختیار کیا۔ موزون الطبع و خوش فکر و خوش خیال و صاحب تصانیف تہا۔ ثمرات الحیات
ملفوظات شیخ کو جمع کیا۔ مثنوی مہر و ماہ ہم وزن مثنوی مولا روم۔ و رسالۂ امواج بی
و قصۂ راجہ رتن سین پدماوت مسمی شمع و پروانہ و مثنوی عشق راجہ منوہر۔ آخر سنہ ۱۱۰۸ ہجری
دہلی مین فوت ہوا۔ میرزا بیدل نے ایک غزل اُس کی مرثیہ مین لکہی غزل کے ہر ایک
مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ بہارستان کے مولف نے تاریخ وفات سنہ ۱۱۰۰ ہجری لکہی۔
اول روایت صحیح ہے ثانی کو سہو کاتب پر محمول سمجہنا چاہیے۔ ـــــہ

وای پیوند سخن سنجان نماند ... تکیہ گاہ صاحب عرفان نماند
مجمع استاد بے شیرازہ ماند ... مہدی جمجاہ عاقلخان نماند

من اشعارہ الفارسی از مثنوی شمع پروانہ

رازہا در جہان بروسے زہ بین ... نی رتن ماند و نی علاء الدین
نی پدم ماند نے جمال پدم ... برد با خود رتن خیال پدم
لیکن از عشق داستانے ماند ... زان وفا پیشگان نشانے چند
ای بسا چون رتن ہندوستان ... آمد و رفت نیست نام و نشان
ہشتصد سال شد ز عشق رتن ... لیکن این داستان نگشت کہن
در ہمہ حال نغمۂ عشاق ... سخت پیچیدہ است در نہ طاق
بلکہ نہ طاق پردۂ عشق ست ... زانکہ بنیاد کردۂ عشق است

من مثنوی عشق منوہر

زان کردم من این ہنگامہ بنیاد ... کہ دل شاگرد بود و عشق استاد
ز لوح ہندوی این نسخۂ راز ... بنقش فارسی شد جلوہ پرداز

خدا نخواسته اگر بیمار شد از دوری این ره
گل از کویش رسد باد صبا آهسته آهسته

وله
همچو قمری در جهان شادیم ما
با وجود طوق آزادیم ما
یاد ما تصویر جانان می کشد
عشق می داند که بهزادیم ما

وله
چهره زیبای یار خویش شب دیدم بخواب
صبحدم چون چشم وا کردم برآمد آفتاب
اشتیاق دیدن رویت جگر خون کرده است
ای بقربانت روم یکدم برون آ از نقاب
انتظارت میکشد امشب مین از حد فزون
گر تو فرمائی کرم بهتر بود ای ماهتاب
افسوس ز دولت دیدار تو دورم
تقدیر چنین بود قضا را چه کند کس

حرف الراء المهمله

رازی میر عسکری المخاطب بعاقل خان خوافی

رازی تخلص۔ میر عسکری نام عاقل خان خطاب۔ سادات خواف۔ عالمگیری امراسے ہیں بادشاہی عنایت سے دلّی کی صوبہ داری پر معزز و ممتاز تھا۔ مدت تک خدمت صوبہ داری پر مامور رہا۔ عمدہ طرح سے انتظام کرتا تھا۔ خوش مزاج خلیق تھا۔ امیر درویش دوست وارستہ مزاج نیت پرور تھا۔ صوفی المشرب زندہ دل تھا۔ خوشگو اپنے تذکرہ میں لکھتا ہے کہ مرزا بیدل نے رازی کی صحبت میں تمام مسائل تصوف حاصل کیا۔ مرزا جب شعر پڑھتا تھا تب یہی اسکی تحسین کرتا رہا۔ مرزا اٹھکر تسلیم بجا لاتا تھا۔ یہ تسلیم روئے بزرگی تھی نہ بوجہ ماننے رازی استادی کا مدعا۔

۔۔۔ برہانپور میں آیا اور حضرت شیخ برہان الدین شطاری راز الٰہی برہانپوری المتوفی ماہ شعبان سنہ [illegible] ہجری کا مرید ہوا۔ مرشد کے نام کی مناسبت سے رازی تخلص

بیت کے سننے سے بادشاہ کے دل مین بہت رقت ہوئی۔ چند مرتبہ بیت کو پڑھوا کے سنا
اور یاد کر لیا۔ اور پوچھا کہ یہہ کسکی طبع زاد ہے۔ عرض کیا کہ یہہ ایسے شخص کی ہے
کہ وہ حضور کے سامنے شاعری کے نام سے مشہور ہونا پسند نہین کرتا ہے مسکرایا۔ اور
رازی کی تربیت ترقی کو مد نظر رکھا چند ہی روز مین منصب چار ہزاری کو پہنچا دیا۔
سفر دکن کے وقت صوبہ داری شاہجہان آباد پر مامور فرمایا۔

آپکا دیوان شگوفہائے معانی دلنشین و گلہائے مضامین رنگین سے نمونہ گلزار پر بہار ہے
ہر ایک شعر لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے
کہین عاشق کا سوز و گداز ہے۔ کہین معشوق کا ناز و انداز ہے۔ کہین صوفیائے کرام کا
وجد و حال ہے۔ کہین وحدت الوجود ماہیت ہویت کی دلیل قال ہے۔ آپکے اشعار سے
ثابت ہوتا ہے کہ آپ صوفی المشرب تھے۔ آپکو خاص فن تصوف سے دلچسپی تھی۔ درویش
و فقرا دوست تھے۔ اکثر طلبہ آپکے چشمہ فیض سے سیراب ہوتے تھے۔ آپ طلبہ کے ساتھ حسن
سلوک فرماتے تھے۔ آپکے شعر و شاعری و مذاکرہ علمی سے دلاویزی تھی۔ بناءً علیہ آپکے پاس
علما و شعرا کا مجمع ہوتا تھا۔ آپ شعرا و علما کے انجمن کے آفتاب روشن تھے۔ اور تمام
شعرا و علما بھی آپکی محفل کی رونق تھے۔ آپکے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ
اسقدر بیشمار ہین کہ زبان قلم و قلم زبان سے ادا کرنا محال ہے۔ اب مین آپکے بوارق
طبع کو بطور نمونہ گذارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ معنوی سے خرم ترین

من اشعارہ الفارسی

خشک کنم ز سوز دل دیدۂ اشکبار را — چند در آب افگنم آئینۂ نگار را
قبلۂ مست میکند خانۂ میفروش را — آنکہ بکعبہ می برد سالک ہوشیار را

کشیدم نالهٔ چند از دل ریش — بود در عهدهٔ مهدی کم و بیش
نباشد این مثل پوشیده از عقل — که کفری نیست هرگز کفر را نقل
اگر نیک و بد آوردم فراهم — نه در گلبن گل و خار است باهم
گلم در دست یاران باد دسته — بجانم باد خارا این شکسته
ز طبعم راست گر خار است و گر گل — بباغ خوش سرایم چو بلبل
تهی‌دستان ایم و طلبکار چون خود دیدیم — ولہ — مکتوب [illegible] باد بعد قا و [illegible]

گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ رازی صاحب ترجمہ کے اشعار پر کلمات الشعراء کا مولف افضل خان اکثر اعتراضات کرتا ہے۔ بلکہ بعض اشعار مین کمی بیشی کر کے درست کرتا ہے جیسا کہ رازی کے شعر کو ؎ عشق که آسان نمود آه چه دشوار بود * ہجر که دشوار بود آه چه آسان گرفت * سرخوش اسطرح درست کرتا ہے ؎ عشق که آسان نمود آه چه دشوار بود ہجر که دشوار بود بارچه آسان گرفت * انتہی کلامہ۔

شمع انجمن کے مولف نے لکھا کہ میر عسکری سادات [illegible] خوانین عالمگیری سے تھا۔ عالمگیر کے شاہزادگی کے زمانہ مین ایک خاص پرستار فوت ہوئی تھی جسکی جدائی کا شاہزادہ کے دل پر سخت صدمہ گذر رہا تھا۔ جس شاہزادہ [illegible] ہو کر زمین دوسرے دن شکار کے لئے برآمد ہوا۔ رازی صاحب ترجمہ نے خلوت مین عرض کیا کہ باوجود رنج و ملال شکار کو جانا کیا حکمت ہے۔ شاہزادہ نے اس بیت کی طرف اشارہ کیا ؎

نالہائے خانگی دل را تسلی بخش نیست — در بیابان می توان فریاد خاطر خواہ کرد

اُسی وقت عاقل خان نے اپنی طبع زاد یہ بیت پڑھی۔

عشق چه آسان نمود آه چه دشوار بود — ہجر تو دشوار بود بارچه آسان گرفت

سلطان حسین مرزا شاہ ایران کے طرف سے فرخ سیر والی ہند کی خدمت مین ایلچی ہوکر آئے ۔ مراتب اعلیٰ پر پہنچے ۔ چند روز دلی مین رہے پھر نواب آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت مین دکن مین وارد ہوئے ۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدردانی کی ۔ منصب و خطاب سے سرفراز فرمایا آپ نواب صاحب کے سایۂ عاطفت مین زندگی نہایت خوشحالی و فارغبالی سے بسر کرتے رہے ۔ دکن کے امرا مین معزز و مکرم تھے ۔ پھر تمام شہر اورنگ آباد کے داروغہ ہوئے ۔ تا زندگی نواب صاحب بدستور کام پر مامور فرماتے رہے ۔ نواب آصفجاہ کی وفات کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر لی ۔ عاقبۃ الامر نواب سراج الدولہ بہادر حاکم ارکاٹ نے آپکو بلایا ۔ آپ انکار کرتے رہے مگر نواب کے اصرار سے ارکاٹ کی طرف عازم ہوئے ۔ یکایک اجل پہنچ گئی چبیس تاریخ ربیع الاول ۱۱۸۰ھ مچھلی بندر مین جہان فانی سے عالم بقا کیطرف روانہ ہوئے آپ کی نعش مچھلی بندر سے اورنگ آباد لائے ۔ بیرون شہر آپکے باغ خاص مین دفن کئے لچھمی نرائن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ۔ ؎

نوازش خان راز آن نکتہ پرداز | چو نام خود ازین عالم نہان شد
طلب کردم ز ہاتف سال تاریخ | ندا آمد گلگشت جہان رفت

گل رعنا مین لچھمی نرائن لکھتے ہین کہ آپ سخن سنج و شعر فہم تھے ۔ آپنے ایکروز غائبانہ نواب خاندوران خان بہادر سالار جنگ کی مجلس مین فقیر کی اس بیت پر ؎

رسید بادشان از نو بہار خوشحالی | کہ آمد ابر سیہ مد ظلہ العالے

اعتراض کیا کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے بلکہ ابر سفید ترشح کرتا ہے ۔ شرابخوار ابر سفید کو چاہتے ہین کہ اس سے ترشح ہوتا ہے اور یہی انکا مقصود ہے ۔ پس لفظ ابر سیہ شراب خوارون کی خواہش کے مخالف ہے ۔ اور ابر سیاہ کی سند چاہی ۔ قدمائے

چند غم جهان خوری دل چه نهی بتن چمن — باد خزان در پی ست جلوه این بهار را

بست گره ز خون دل نافه آهوی یمن — تا بگشاد آن غزال طره مشکبار را

وله

هرست جام نیست دل جرعه نوش ما — مستی ماست از نگه می فروش ما

وله

سر چو کشیدم ز جیب عشق گرفت — پا چو کشادم ز بند راه بیابان گرفت

هر که بکف جام دید دولت جمشید یافت — هر که ز دنیا گذشت ملک سلیمان گرفت

وله

سالها شد که دلم معتکف روی تو بود — روی چون قبله نما از همه سو سوی تو بود

در جهان هیچ دل از وسوسه آزاد نماند — مگر آن دل که اسیر خم گیسوی تو بود

هر گل تازه که بشگفت همه رنگ تو داشت — غنچه نافه چو بشگفت پر از بوی تو بود

سامری کیست که جان در تن گوساله دمد — ساحری چیست همه فتنه جادوی تو بود

کشته غمزه تو نیست همین رازی و بس — بس سلیمان بستم کشته هندوی تو بود

وله

ای حسن ترا هر دم صد جلوه نقاب اندر — صد موج زند دریا هر لحظه حباب اندر

درد تو مرا در سر چون روح بود در تن — سوز تو در اشک من چون بوی گلاب اندر

تا زلف ترا دیدم در دست صبا پیچان — می پیچم و می کاهم چون رشته بتاب اندر

احوال دل رازی گفتند درین مصرع — در کارم و بیکارم چون مد بحساب اندر

وله

عشق از معموره میخواند بویرانی مرا — عاشق ویرانه کرد این گنج پنهانی مرا

من همی سازم بغم تو هرچند میسوزی دلم — دل نمی رنجد ز تو هرچند رنجانی مرا

از نظر پنهانی و در دل تو در دل آشکار — آشکارا می کند این درد پنهانی مرا

راز ۔ میر میران اصفہانی اورنگ آبادی

راز تخلص ۔ میر میران نام ۔ آپ علی مردان خان اصفہانی کے خلف الصدق ہیں

وله
نگر آمد برون از کان حیا امشب
که چون آئینه لبریز است از حیرت تو ما امشب

وله
بدانکه روز روشن بجهان را رسیده است
فانوس آسمان چو تو شمعی ندیده است

وله
باد صبا شمرده بکویش قدم گزار
اینجا ز طبع گل دل هر خار نازک است

وله
اگرچه روز مرا تیره ساخت گیسویت
تمام عمر خوشم همچو من پریشان است

عقیق را چو مرا گشت مهر نام علی
هزار بار به از خاتم سلیمان است

وله
صبح بی گل روشن است ای پای داغ گل سرخ
خار گردید بچشمم همه باغ گل سرخ

نصل گل شد بچمن چشم تو بلبل روش
که برافروخته شد باز چراغ گل سرخ

وله
بکوی یار ندانم چسان رسیده شود
مگر چو اشک براهش ز سر دویده شود

ز گریه های بافراط خویش می ترسم
مباد از اثر داغ تو آب دیده شود

وله
اگر از پرده آن شور قیامت بیرون آید
بحشر بنشسته هنگامه محشر برون آرد

وله
ز غفلت عمرها باشد که با خشت لحد خوشم
بیا ای غم که گردد بستر راحت فراموشم

وله
از سوز نوای شمع بتان سوخت ما غم
برگ حنا گشته پروانه سرا غم

وله
چون کمان رفته ام بقربانت
وقف پیری جوانی کردم

وله
تا خیال قامت آن سرو رعنا کرده ایم
عالم بالا بزیر پا تماشا کرده ایم

عبیر نرگسی برون آید گلی از نهال ما
بسکه یاد ساغر آن چشم شهلا بوده ایم

بسکه برداشت لاله داغ مرا
گشت هر لاله باغ باغ ز من

چنین که دیده من از داغ هجر تیره شده
سحر نمی کند و شام من چسان بشود

نگاریان شوق را بری طاقت قبله گاه
دیده قربانیان کوی نازنت عیدگاه

کنیم من توان صید بدام غم گرفتاری
بدرد و داغ شادی حیات خویشتن زاری

کلام ہے۔ انتہی کلامہ۔ جب اس اعتراض کی خبر مجکو معلوم ہوئی۔ مین نے جواب مین لکھا۔ ابر کو لفظ سیہ سے مقید کرنا بلحاظ رعایت و مناسبت ظل ہے۔ اور جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے محض غلط ہے۔ دیکھو سکندرنامہ مین نظامی گنجوی لکھتا ہے ؎ بہنگام سختی مشو ناامید۔ کہ ابر سیہ بارد آب سفید۔ از مرزا صائب

طاعت کند رشک ندامت گناہ را ریزش سفید می کند ابر سیاہ را

صائب کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ ابر سفید نہین برستا ہے ؎

گر چہ می گویند باران نیست در ابر سفید از طراوت می چکد از پرتو مہتاب آب

یہ بات کیونکر ثابت ہوتی ہے کہ ابر سیاہ نہ برستا ہے۔ ان کے خلاف مزاج ہے۔ بلکہ ابر سحرا مطلق ابر کے خواہان ہوتے ہین سفید ہو یا سیاہ + انتقال انکا ... آپ خوش مزاج و خلیق تھے۔ اشعار موزون اپنے تئین ملا اصلاح طالب نہ تھے۔ لیاقت زیادہ کے مدعی تھے تا زندگی اصلاح نہین لی۔ میر آزاد بلگرامی کے دوستون مین سے تھے ان کے فوت ہونیکے بعد چند اجزا جنمین انکے اشعار تھے میر صاحب کو ملے چنانچہ جب اکثر اشعار کو قلم اصلاح سے درست اور مرحوم کی محبت و آشنائی کا حق مرنیکے بعد ادا فرمایا۔ اور ریختہ مین کہتے تھے۔ ریختہ مین تخلص ... کرتے تھے۔ مگر بہت ہی کم کہتے تھے۔

من اشعاره الفارسی

صفحہ آئینہ دارد بہ اثر غنچہ نگاہ
ز بسکہ می بارد رخ او از نزاکت نگہا

آرزو اگر با آئینہ روی خود پرست
داند درست حال دل پر شکست ما

زخاک کربلا پوشان لباس زنا... یار را
برنگ رشتہ تسبیح چشم ناتوانم را

اے عزیزان نقد جان حاضر کنید
یوسفی در کاروان داریم ما

ملاحت جب سخن کی تجھ لب شور سین ٹپکی — بجائے مے نمک سر دانۂ انگور سے ٹپکی
لگے تجھ شعلہ خو کا تیر کاری جسکو اے ظالم — بجائی خون شرر اس زخم کے ناسور سین ٹپکی

ولہ

ازبسکہ تو جانا سمجھے جانا مشکل — جاؤن تو خود سے مگر جان پہرنا مشکل

چڑھا کس مرتبہ پر حکم منصور — یہہ ملک عشق کی سرداریان ہین
نہ کتنا سجے ... کا تم یہ نہ سمجھو — جنون کی شوق کے گلکاریان ہین
ہمارا غم دل بیکل رہا ہے — یہ بیچارہ دکھون مین پل رہا ہے
نہ ... اس داغ کو دیکھ ... — دل و پروانہ دے کر جل رہا ہے
آہ کے داغ مین ... خزان گذرے — اشک قمری کا گلستان مین طوفان گذرے
ہے آتش غم ... مین مرے — ناوک ناز تیرا دل مستی سوزان گذرے

رنگین - نورالدین علیخان

رنگین تخلص - نورالدین علیخان نام - آپ ضیاءالدین حسین خان صاحب الصدر دکن کے صاحبزادہ تھے - اور قاضی کریم الدینخان قاضی بلدہ اورنگ آباد کے داماد تھے آپ کے والد ماجد کو صدارت کے سوائے سرکار بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خانسامانی کی خدمت بھی تھی - آپ نہایت لائق و مستعد تھے - والد کے فوت ہونیکے بعد اضافہ منصب اور خطاب ضیاءالدین حسین خانی سے سرفراز و ممتاز رہے تھے شاعر رنگین طبع ظریف المزاج تھے - نیک سیرت ستودہ عادت تھے - حریفان ہم مشرب یاران ہم مذہب سے خوش اخلاقی و نرمی سے ملتے تھے - عزیز دل تھے - ذکی الطبع و تیز فہم تھے - شعرگوئی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے - آپ کے

خواہد ببزم یار اگر جا کند کسے	رباعی	مانند شمع گریہ شبہا کند کسے
آنرا کہ خیال زلف خوبان باشد		روز و شب و ہمیشہ یکسان باشد
آشفتگیش چو مو بود عین مراد		از جمع شدن دلش پریشان باشد

لچھمی نرائن صاحب اورنگ آبادی چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ جناب نواب میر میران الملخاطب بنوازش خان۔ فارسی ہندی دونون زبان مین شعرگوئی کرتے ہین۔ میر تقی نے لکھا کہ آپکا تخلص ہیچ ہے۔ اور فتح علیخان نے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ آپکا تخلص میر میران ہے۔ فقیر کو شک واقع ہوا۔ رفع شک کے لئے نواب صاحب کی خدمت مین ایک رقعہ بھیجا۔ اور نواب صاحب نے جواب بھیجا۔

جواب رقعہ۔ کہ اینجانب را صاحب سخنان خواہی نخواہی داخل ریختہ گویان نمودہ و حالانکہ این بے بہرہ را اصلاً بہرہ درین فن نیست۔ دست روز بالا نام این گمنام سید عبد الحسین است و والد مرحوم نظر براو نام ملقب بمیر میران نمودہ۔ تخلص فارسی چون راز فراریافتہ۔ لہذا دو سہ بیتے کہ بعنوان ریختہ موزون شدہ بود در تخلص ہیچ ترقیم یافت و میر تقی ہر دو بیت کہ نوشتہ اند از صحبت است۔ خود نوشتہ اند کہ تذکرہ را چمنستان شعرا موسوم نمودہ ام انصاف باید نمود کہ کار خار در چمنستان ہست یا نہ اگر ہست اشعار مرا باید داخل نمود۔ و اگر نیست خیر انتہی کلامہ۔

من اشعارہ الہندی

دیکھی صبا نے شاہد گلرو کا مسکرانا	ولہ	سیکھی ہے ان لبان سے گل کی کلی کھلانا
دیکھا ہے دل نے جب سے بادام سی نین کا	ولہ	ہر صبح و شام کرنا شکرانہ یکا دوگانا
کوئی گر زلف تیری خواب مین ایک شب دیکھے	ولہ	اس بیچارے کی سبھی عمر پریشان گذری

مہربانان حاضر تھے۔ ایک مصرع فی البدیہہ کہا ؎ باجل رفت از جہان رنگین +
جب مصرع کے عدد نکالے تو بے کم و کاست پوری تاریخ برآمد ہوئی۔ پھر مہربان نے
ایک قطعہ مرتب کیا۔ چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے۔ اور یحیٰی نرائن لکہتا ہے کہ
تذکرۂ چمنستان شعرا کے اتمام کے بعد رنگین کے خادمون کی زبانی معلوم ہوا کہ رنگین
۲۴ جمادی الآخر ۱۱۷۰ھ ہجری مین روز جمعہ بلدۂ ایلچپور مین فوت ہوا ہے۔ تو
فقیر نے ایک قطعہ تاریخ لکہا ؎

سخن سنج معنی گزین خان رنگین ۔۔۔ چو شد بہر گلگشت گلزار عقبےٰ
ندا داد ہاتف پے سال فوتش ۔۔۔ بمرگ مفاجات او شد ز دنیا
۱۱۷۰

من اشعار الہندی

نہین ہے آواز سے خالی یہہ بیستان میرا ۔۔۔ کرتا ہے سدا یہہ سلسلہ نالان میرا
سبز نہین جو تیرا موسم خط میرے پر ۔۔۔ دام مین مور کے نہین ہے یہہ سلیمان میرا
رشتۂ عمر کے نزدیک ہے مقراض اجل ۔۔۔ بے سبب چاک نہین ہے یہ گریبان میرا

مناظرہ رنگین و مہربان

میر عبدالقادر مہربان قاضی دولت آباد ابتدا مین رنگین تخلص کرتے تھے
ایک روز مجلس مشاعرہ مین ایک غزل پڑہی جسکا مطلع یہہ ہے ؎
خمارم بر نیاید منت صہبا کشیدنہا ۔۔۔ ز فیض چشمۂ نازم سرخوش بیخود طپیدنہا
یاران ہم مشرب نے غزل مذکور میر ضیاءالدین حسین خان رنگین سے سنی تہی۔ مہربان کو
سرقہ سے منسوب کیا۔ مہربان مع مجموعہ یاران رنگین کے مکان پر گیا دفع سرقہ کے لئے
مباحثہ شروع ہوا۔ رنگین نے فرمایا کہ مین نے اس غزل کو اپنے طرف منسوب کر کے

اشعار رنگین سے تازہ تازہ مضامین عیان نظر آتے ہین۔ دیکھنے اور سننے سے لطف آتا ہے آپکا انتقال ۱۱۷۲ ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

ولہ	
تو با آئینہ گشتی گرم صحبت دل طپید اینجا	چہ شد دورم خبرہائے نو بی قاصد رسید اینجا
داریم تو دیدہ گریبان و آستین	زما مپرس حال گریبان و آستین
دارم گل شگفتہ بدامان و آستین	گم کردہ ام با خطش دست و پای خویش
میرانم این مگس بگریبان و آستین	ہم رعشہ دست رہ ہوش گشت ہم نفس
از ما مپرس حال گریبان و آستین	افغان مجنون دل شدہ رنگین نوائی ما

مؤلف گلستان شعرا مین لکھتا ہے کہ رنگین کی طبیعت غزل گوئی کے ساتھ مناسب نہین تھی۔ مثنوی مین صاحب کمال تہا۔ روضۃ الشہدا کو بطور وقائع نظم اسنے نہین پایا کہ عین عالم شباب مین ۱۱۷۲ ہجری مین فوت ہوا۔ میر عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے تاریخ وفات لکھی ہے

از جہان رفت خان رنگینی — نتوان یافت مرزائی چنین
سال فوتش شنیدم از ہاتف — با اجل رفت از جہان رنگین
۱۱۷۲

غرابت تاریخ مرحوم

[illegible] اگر کوئی شخص بے اجل نہین مرتا۔ لیکن مرحوم کی رحلت کی تاریخ [illegible] یہ ضرورت واقع ہوئی کہ ایک وزیر سب یاران ہم مشرب مجلس مین [illegible] رنگین نے [illegible] معلوم [illegible] انہون نے کہا کہ کسی نے [illegible] تو ایسے جوان کا [illegible] مجلس مین

کتب درسیہ سے فارغ ہوکے فرخ سیر بادشاہ کے عہد مین بندر سورت کی قضا پر مامور ہوئے۔ آپ نہایت ہی لائق و ہوشیار متقی و پرہیزگار تھے۔ چند سال اسی خدمت پر مامور رہے۔ قضا کا کام عمدہ طرح سے انتظام فرماتے رہے۔ بہارستان کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب آصفجاہ اول کے آخر عہد مین بندر مذکور سے حیدرآباد دکن مین آئے اور حضور کی ملازمت مین باریاب ہوئے۔ امیدوار تھے کہ کوئی خدمت بزرگ پر مامور ہو جائیں لیکن اجل موعود نے فرصت مہلت نہ دی کہ کامیاب ہو جائین آخر آپ نے ۱۱۴۷ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تہی۔ کبھی کبھی شعر موزون فرماتے تھے۔ آپکا کلام نہایت متین و شیرین ہوتا تہا

من اشعار دالفارسی

نیاید درد بیدرد ہیچ ہمنشین دل بستۂ صحبت	وله	اگر پروانہ زنی رشتے بشتو را رد جلاجل را
بہ ازلہ آئینہ اغنیار روئے و اد	وله	بغیر خویش کسے درمیان نمی بیند
راحت ہیچ است ما رنج بود	وله	پائے چون خوابید صاحب بستر ست
بادہ چون جان بہ بست شیشہ بزن ریختنہ		محتسب بگذار کہ خون ریختہ
[illegible] و تشہیر ما		وحشی حرفیم و خاموشی بود زنجیر ما
[illegible] خفتہ گریبانم		نگہ کج کردہ پیمانہ لبریز ہمان را
[illegible] نالم		جو بوئے گل ہوائے کسے پریشانم

رسا - جان مرزا حیدر آبادی

رسا تخلص - جان مرزا نام - مرزا خان حسینی خطاب تہا - سادات حسینی ہمدان سے ہین

نہیں پڑا۔ اس فساد کا منشا اشتراک تخلص کے سبب تھا۔ مجلس برخاست ہونیکا خان رنگین
نے مہربان کی خدمت میں رنگین تخلص ترک کرنیکی نسبت ایک قطعہ منظوم لکھا وہ یہ ہے

برادر از تو چشم عنایتی دارم	ز بارگاہ تو امید راحتی دارم
کہ یک تخلص رنگین من بمن بگذار	ز اشتراک تخلص دلم ہست فگار
ترا کہ قدرت چندین ہزار مضمون است	ز آب و تاب کلام تو جملہ مشحون است
اگر تو خواستہ باشی تخلصت بسیار	کہ لفظہا بجناب تو می دہند ہزار
شنیدہ ام کہ در ایام سابق استادان	نمودہ اند عنایت تمامی دیوان
عجیب نیست ز اشفاق عام امیدوارم	گر از تخلص من بگذری تو دست لزوم
ہمین بس است مرا از رحمت و الطاف	دل مرا بکن از این دغدغہ صاف

مہربان نے خان رنگین کی خاطر سے رنگین تخلص ترک کیا۔ اور ایثار اختیار کیا۔
غزلوں کے مقاطع کی تبدیل و تحریف میں محنت پڑی۔ پھر میر آزاد بلگرامی نے
براہ مہربانی مہربان تخلص عنایت فرمایا۔ بعض غزلوں میں تخلص مہربان کی گنجائش
نہیں ہوتی ہے تو ایثار کو اختیار کرتے ہیں۔

روشن۔ قاضی محمد صالح

روشن تخلص۔ محمد صالح نام۔ تحفۃ الشعراء کے مولف نے لکھا کہ آپ کے بزرگان سلف
سلاطین گجرات کے عہد سے قصبہ جمبوسر متعلقہ بھڑونچ میں سکونت پذیر تھے۔ اور خدمت
قضا پر مامور تھے۔ آپ کی ولادت اسی قصبہ میں ہوئی۔ اور وہین کی آب و ہوا میں پرورش
پائی۔ نشو و نما کے بعد عالم عقل و شعور میں آپ نے طالب علمی شروع کی۔ چند مدت میں

صد بار گر نگہ زدہ باز کن لحاظ + اعتراض کیا کہ نگہ زدن نہین سنا یا گیا۔ سند دیجیے میر صاحب نے فی الفور نظامی کا شعر شیرین خسرو سے پیش کیا ؎

نگہ چون بر جمال نازنین زد ۔ کلہ بر آسمان سر بر زمین زد

فرمایا آج یہہ فائدہ مجکو آپکی برکت سے حاصل ہوا۔ کیا منصف مزاج و حق پسند تھے کہ سنتے ہی تسلیم کیا اور اپنی لاعلمی کے مقر و معترف ہوئے۔ فی زماننا کے ملاؤن سے ہوتے تو کبھی تسلیم کرتے۔ بیفائدہ شور مل مچاتے۔ مقابل کے قول حق کی تسلیم کو کسر شان سمجھتے۔ حالانکہ واقع مین تسلیم حق کی شان ایسی بلند ہے کہ آسمان ہفتم سے برتر ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خوش سلیقہ و خوش طریقہ ہے۔ سخندان سنجیدہ و شاعر پسندیدہ۔ مودب مہذب رنگین صحبت ستودہ سیرت ناظم و ناثر تھے۔ نثر خوب لکھتے تھے۔ نثر کیا لکھتے تھے گویا موتی رولتے تھے۔ و نظم بھی خوب کہتے تھے۔ آپکے اشعار لالی آبدار ہین۔ سخن گوئی و شعر فہمی مین یگانۂ زمانہ تھے۔ آپ آخر عمر مین دار الانشا سے محکمہ کروڑگیری بلدہ حیدرآباد مین منتقل ہوئے۔ آپ اس عہدہ پر زمانۂ وفات تک مامور رہے۔ آپ خلق مجسم تھے۔ اسوجہ سے اہل شہر آپکو عزیز دل سمجھتے تھے۔ آپ ایک ساتہہ نیک خلق و لطف سے شب و روز عوام کی تالیف قلوب مین بہت ہی مستعد و سرگرم رہتے تھے۔ آخر آپ ۱۱۷۴ سنہ ہجری مین شہر حیدرآباد مین فوت ہوئے۔ میرزا آزاد نے رحلت کی تاریخ کہی ؎

شیرازۂ نظم میرزا خان	جم شہر لعسکر او مباہی
تاریخ وفات او خرد گفت	پیوست برحمت الٰہی
	۱۱۷۴ھ

آپ کے نسب کا سلسلہ سید علی ہمدانی سے پہنچتا ہے۔ آپ کے اجداد مین میر شاہ طاہر اکبر بادشاہ کے زمانہ مین وارد ہوئے۔ بادشاہ ہند نے آپکی بڑی قدر و منزلت کی چند مدت کے بعد دکن مین آئے۔ سلاطین دکن نے بھی آپکی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ و غنیمت کبریٰ جانکر بڑی عزت و آبرو کی۔ آپکی آل و اولاد گجرات احمد آباد مین متوطن ہوئے۔ اور ارباب فضل و کمال کے مرجع ہوئے۔ مشائخ کے طریقہ پر قائم تھے۔ اکبر بادشاہ نے چند مواضع جاگیر مقرر کر دئے تھے۔ اُسکی آمدنی کو محتاج مین صرف کرتے تھے۔ بادشاہ اسلام کی دعاگوئی اور خلائق کی ہدایت مین زندگی بسر کرتے تھے۔

آپ کے والد ماجد سید میر جان عالمگیری زمانہ مین بابا صاحب کے رہ ہین۔ خدمات عمدہ پر ممتاز و سرفراز۔ علوم متعارفہ و فنون عربیہ سے واقف ماہر تھے۔ مرزا جان کا مولد حیدرآباد دکن ہے۔ اور نشو و نما نواب آصفجاہ بہادر کے لشکر مین پایا۔ کتب درسیہ کی تحصیل اور علم ادب کی تکمیل والد ماجد کی خدمت مین کی تھی۔ عالم و فاضل و ادیب کامل تھے۔ افضل و افضال تحفۃ الشعرا مین لکھتے مین ابتدا مین نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کی مدد کار تھے۔ نواب کی عالی ہمتی سے اُس مقام برار مین زندگی فراغت و آبرو سے بسر کرتے تھے۔ آصفجاہ بہادر کے آخر عہد مین دار الانشا مین موسوی خان جرأت کی جگہہ میر منشی ہوئے۔ حضور آصفجاہ کے خاص مقربون مین داخل ہوئے۔ دلّی کے سفر مین حضور آصفجاہ کے ہمرکاب تھے۔ اکابر و مشاہیر دلّی سے مستفید ہوئے۔ اور شعرا کی صحبت سے بھی فیضیاب۔ میر آزاد بلگرامی سے نہایت خلوص و محبت رکھتے تھے۔ اکثر اوقات علمی مباحثے و مناظرے باہم ہوا کرتے تھے ایکروز میرزا نے میر صاحب کے اس شعر مین ؎ آزاد از سواد سخن سرسری مرو

در سراپردهٔ دل هر نفس آوازے هست — ولہ — که درین خانه نهان خانه براندازے هست

ترسیم اگر بنبرمش ز هجوم نارسائی — ولہ — بخیال آشنا نش من و مشق جبهه سائی

که برد پیام ما را بحریم خوش نگاهان — رقمی نموده آهم دو سه مصرع هوائی

گلشن دل پر داغ سیرها دارم — معاشران چمن انتظار من مبرید

نمی توان انفلاک طرح اختلاط انداخت — مرا ز صحبت این سفله ننگ می آید

خو بعزت کرده را در بیکسی هم عالمی است — بلبل ما در قفس هم میکند یاد وطن

روشن - محمد روشن خان حیدرآبادی

روشن تخلص - محمد روشن خان نام - آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے - ذہین مستعد اور لائق تھے - طبیعت میں چستی و چالاکی تھی - جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان میں اقران و امثال سے شائق و فائق تھے - کلام سے متانت و لطافت نمایاں ہے - ہر ایک شعر و مصرع سے ملاحت و عذوبت عیاں ہے ہمکو آپکے دیوان کے دو ایک ورق متفرق ملگئے - اسمین سے چند اشعار ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں - آپ سنہ ۱۳ تیرہ سو ہجری کی ابتدا مین زندہ تھے سنہ ۱۳۰۴ ہجری کے قریب آپکا انتقال ہوا - ہمکو آپ کی تاریخ مین شک ہے . اور آپکا حال ہی پوری طور سے معلوم نہین ہوا - مگر آپکا اسقدر حال و تخلص کا نشان وپتا آپکے اُسی دیوان کے دو ورق سے جسقدر معلوم ہوا گزارش کیا گیا - چونکہ آپکا نام روشن ہے اُسی کی برکت سے آپنے اُس دیوان کے دو ورق سے یہہ روشنی دکھلائی - **ھو ھذہ**

ضلع کو یکدم میں پھر کرتا ہے جنگ — وہ گل رعنا عجائب ہے دو رنگ

من اشعاره الفارسی

تا جلوهٔ تو بد نظر می شود مرا — تا رنگ گاه سلک گهر می شود مرا

یار از نظر رفته زمین گیر می شوم — روزی که داغ درد کمر می شود مرا

ممنون ناله ام که درین بزم بیکسی — گاهی رفیق دیدهٔ تر می شود مرا

ما را رسا ز خاک محبت سرشته اند — بر جان و دل شکست اثر می شود مرا

وله

خون چکاند از دیده ام نظارهٔ دست حنا — آن کف پا میرود تا با گلگشت حنا

وله

جرات پا بوسم آخر انتقام خود کشید — رنگ ما نگرفت پایش تا نه بنشست حنا

وله

از غم برس بدل فریاد می آید مرا — شیشه هر جا بشکند دل یاد می آید مرا

وله

رحم کن ای باغبان تقصیر در گلشن — [illegible] زنجیر در گلشن

نبینم نازکیها بس قلم چون بید میلرزد — [illegible] تصویر گلشن

چه لازم عندلیبان شکوه سنج باغبان بودن — [illegible] گلشن

وله

در رقص آمد آن قیامت ایجاد — چون شعله بلند [illegible]

می آید و میرود خدا خیر کند — این برق بجز من [illegible]

وله

در گلشن دهر بسکه تاب [illegible] — چون لاله [illegible]

کیفیت حال من تماشا دارد — چون [illegible] شمع انتخاب [illegible]

وله

چشمت سیاه مستی ما را ندیده است — زلفت درازدستی ما را ندیده است

بسیار بلا خطه پیمانه می زند — ساقی هنوز مستی ما را ندیده است

از گلرعنا و سرو آزاد

خود را ز تنگی قفس آزاد میکنم — این مشت پر تواضع صیاد می کنم

وله

بتون کے گھر طرف زہّاد کو لانیکا کیا حاصل
مسلمانون کو بتخانے مین لیجانیکا کیا حاصل

دل حیران حقیقت کو دل حیران کی کیا جانے
اے جان آئینہ کو آئینہ دکھلانیکا کیا حاصل

لیجا تو جوہر معنی کو کوئی جوہر شناس کے آگے
ارے روشن آئینہ اندھے کو دکھانیکا کیا حاصل

وله

پاس پاتے ہین ترے پہلو نہین ہم
پوچھتے ہین ان کو مقبولون مین ہم

اب رقیبون کے اوپر لاحول ہیچ
دیکھ نہین سکتے تجھے غولون مین ہم

عاقبت ہوتا ہے صحبت کا اثر
بہول گئے مین بیٹھہ کر پہولون مین ہم

ہاتھ سے مژگان کے جا سکتے نہین
کیا کرین اب سول مین سولون مین ہم

تا کہ ہوویں نقش پا اُس شوخ کے
روشن اب مل جاینگے دہولون مین ہم

وله

پیار نہین پاتے ہین اب یارون مین ہم
یاریان نہین دیکھتے یارون مین ہم

ملی خلافت عشق کی فرہاد سے
تکیہ باندہا غم کے کہسارون مین ہم

غنچۂ دل کیون نہووے باغ باغ
دلبری دیکھین ہین دلدارون مین ہم

اب خدا جانے جئین یا نہین جئین
ہین ترے آنکھون کے بیمارون مین ہم

کہین نظر آوے بت جادو فروش
ڈہونڈتے پہرتے ہین بازارون مین ہم

رفیقی آملی

رفیقی تخلص - آپکا اصلی وطن شہر آمل ہے مستعد و لائق طالب علم تہا - فارسی انشا پردازی و فن معما و تاریخ مین مہارت کامل رکھتا تہا - وطن سے حج و زیارت کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہوکر اکبری زمانہ مین ملک دکن مین آیا چند مدت حیدرآباد و بیجاپور مین بسر کیا - قطب شاہیہ و عادلشاہیہ سلاطین کی مدائح مین

اُس کے آگے بلہوس چھوڑے ہوس
دیکھکر سختی تری روشن اُپر

خدا کیواسطے آ اے گل باغ شباب دل
اگر کوئی طفل تو خط اُسکو لے یار یہ تو ہے بر جا
نکوئی رمساز رکہتا ہے نکوئی ہمراز رکہتا ہے
دل سنگین پہ اُسکے جا اثر کر کچھ خدا سے ڈر
جلایا تلملا یا تڑپھڑا یا بات کیا آیا
دیکھو نماز نرگان کے دیکھو دن ساز چشمان کے
گریبان چاک کر روشن ہوا نا ہو کہان جاوے

برنگ گل گریبان چاک ہے دل
پتنگا ہو گیا اُس شمع رو کا
برا ہے یا بھلا ہے کچھ تو ہے گا
سدا رہتا ہے مست و لا اُبالی
علاج اُسکا اے روشن کیا کرون مین

کر مجھکو بخت نہال رہے تو نہال مل
خط دار لب کو دیکھکے یاقوت تنگ ہے
ہے چلبل مین آج مرا دل اے چنچل
اتنا نہ کم نما ہو کہ یا کہا ہی کر
روشن کے ریختے کو پڑھ مین شمع رو گر

ولہ
برنگہ ظالم کی ہے تیغ فرنگ
ہو گیا رقت سے پارہ پارہ سنگ

ولہ
لے آیا ہون تیری خاطر تبرک کباب دل
چلا ہون آج مکتب کو بغل مین لے کتاب دل
خطاب دل جواب دل جواب دل خطاب دل
ستم کرتا ہے مجھپہ کیا آتا لے اضطراب دل
قیامت مین اے ظالم تو کیا دیگا جواب دل
یہی ہے انتخاب دل یہی ہے انتخاب دل
جانماز نجیر مین رکہتا ہے اسکو پیچ و تاب دل

ولہ
جیون شبنم دیدہ نمناک ہے دل
کہ جی دینے مین کیا چالاک ہے دل
میرے پیو کے قدم کا خاک ہے دل
سراپا جستجو و بیباک ہے دل
کبھو خوش ہے کبھو غمناک ہے دل

ولہ
اپنا غلام تو جہ اے صاحب جمال مل
کیا خوشنما ہوا ہے زمرد سے لعل دل
ہین دلبری مین رو نہ ترے خط و خال مین
یک لحظہ میرے سات ہے اے ابرو ہلال مل
عشاق جیون پتنگ کرین جلد و صال مل

بدراس مین آمد و رفت فرماتے تہے۔ آخر سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین عزم جزم کیا کہ غربت کی شام سے جدا ہو کر صبح وطن مین آرام لینا چاہئے۔ پس مشاعرہ اعظم مین شریک ہوئے اقسام سخن مین خوب استعداد رکہتے تہے۔ اکثر محافل مین شعر فی البدیہہ کہتے تہے آخر بسبب ضعیفی و کم طاقتی گوشہ نشینی اختیار کی۔ ذکر الٰہی مین مشغول ہوئے مزاج مین آزادی تہی زندانہ روش مین زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر حیدرآباد مین فوت ہوئے سنہ وفات کو کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہا۔ ہم بہی مجبوراً انہین تذکرہ نویسونکی پیروی کرتے مین هو هذه

طبع آزادان نشود وارستۂ زبند خطر
در گداختن آتش و آب ست یکسان سایہ را

دریا یابان ہمسری باکوہ دارد خیرہ ست
بر لب دریا نسیمے کرد لرزان سایہ را

بعد شد معلوم آن ستمگر بیوفائی سنگدل
پا نہد بر سینہ و گوید کہ دشمن زیر پا

نیست کس در جانگدازی مثل آن ثابت قدم
شمع سیارا مدکہ آخر ہست مدفن زیر پا

رخ تو در نظر آئینہ دار می آید
بہ سادگی چہ قدر از تو کار می آید

شب از آسایشے فرصت ندارم
کہ آن نماز مرا انجام کردند

گریبانرا عجب تسخیر دلہا ست
خطوط دست احسان دام کردند

با آتشین نفس نتوان ہمزبان شدن
کم می کند تجلی خود ماہ در سحر

متاع سود و زیان بار خاطر ست اینجا
چو کرد قافلہ کاروان ہم برخیز

ہوس سرو قدت بعد فنا ہم نرود
قمری می کنم اینجا در خاکستر خویش

کہ بآسانی دہم از دست دامان فراق
بعد ازین دست من و چاک گریبان فراق

شد بکوی او وطن ما از فیض چشم زار
٨١
بار منت ما بسر داریم از گرداب تنک

قصائد لکھے پھر اکبری دربار میں پہنچا۔ بارگاہ اکبری میں ملازم ہوا۔ کسی تذکرہ نویس نے سنہ وفات کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔

من اشعارہ

بستم بر رخت پردۂ چشم نگران را	تا چشم بروئے تو نیفتد دگران را
زخم شمشیر جفائے تو بمرہم بستم	تا ازو چاشنی درد تو بیرون نرود

رونق - عارف الدین خان برہانپوری

رونق تخلص - عارف الدین خان نام۔ آپ حافظ محمد معروف برہانپوری کے فرزند ہیں۔ حافظ صاحب موصوف نواب والاجاہ کے عہد میں برہانپور سے مدراس میں آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ نواب کی سرکار میں ملازم ہو گئے۔ سنہ ۱۱۹۲ ہجری میں رونق مدراس میں پیدا ہوئے۔ اوائل سن شعور میں کتب درسیہ مولوی محمد اسمعیل صاحب و مولوی حاجی محمد نعیم صاحب کی خدمت میں تمام کیں۔ کتب متداولہ فارسیہ غلام محی الدین المتخلص بہ معجز سے پڑھیں۔ طبع موزون فکر رسا رکھتے تھے۔ سخن کی اصلاح مولانا آگاہ سے لیتے تھے۔ مدت تک میرزا محمد صادق شیرازی المتخلص بکوکب سے صحبت رہی۔ آپ کو محاورات فارسی کی تحقیقات میں نہایت ہی دلچسپی تھی رات دن اسی تلاش میں مصروف رہتے تھے۔ بیس برس کی عمر میں نواب عمدۃ الامرا بہادر کے ملازم ہوئے۔ ابتداءً ملک تاج الامرا کی خدمت میں متعین ہوئے۔ عمدۃ الامرا کے انتقال کے بعد مدراس سے کڑپا کرنول میں پہنچے۔ مدت تک سر طامس منرو گورنر مدراس کی سرکار میں منشی گری کی خدمت پر مامور رہے پھر بسبب کشش آب و دانہ حیدرآباد دکن میں آئے۔ زمانہ دراز تک [illegible] حیدرآباد

رضا تخلص۔ محمد رضا بیگ نام۔ قوم مغل چغتائی برلاس سے تھے۔ آپکے جد بزرگوار بدخشان سے ہند مین آئے۔ آپکے والد دلی مین پیدا ہوئے تھے۔ جد بزرگوار کا انتقال دلی مین ہوا۔ والد با جد عالمگیر کے آخر عہد مین وارد دکن ہوئے۔ بادشاہی ملازم ہوکے شہر اورنگ آباد مین متعین تھے۔ محمد رضا کی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی۔ اور اسی شہر مین تعلیم و تربیت بھی پائی۔ کتب درسیہ فارسیہ فضلا و علما کے خدمت مین نہایت تحقیق سے حاصل کین۔ مستعد طالب علم ہوئے۔ طبع موزون و فکر رسا سے موصوف تھے۔ شعرگوئی شروع کی۔ شاہ سراج اورنگ آبادی سے کلام کی مشق کرتے تھے آپکا کلام شیرین و رنگین ہے۔ لچھمی نرائن چمنستان مین لکھتے ہین کہ مین نے تالیف کتاب کے وقت ایک رقعہ اشعار کی طلب مین آپکی خدمت مین بھیجا۔ آپنے رقعہ کا جواب نظم مین لکھکر بھیجا۔ ؏ یار کا جور و ستم کیون نہ مین برداشت کرون + اس سے آیندہ مجھے چشم کرم باقی ہے + بعد مرنے کے رہیگا مین کفن مین بیتاب + بسکہ سینے مین رضا یار کا غم باقی ہے + انتہی کلامہ۔

من اشعارہ الہندی

ہے کسقدر میرا خود نما دو رنگ
آئینہ اس کے سامنے آکر ہوا دو رنگ

چھپا ہو مت دو رخ بے نقاب پردے مین
نہین رہا ہے کہین آفتاب پردے مین

رکھا ہون الفت ساقی کو اسطرح سے نہان
کہ جسطرح سے ہے کوئی شراب پردے مین

کار دنیا کیجئے یا فکر عقبی کیجئے
عمر کا عرصہ بہت تنگ اسمین کیا کیجئے

گرچہ ہمکو جلوہ دیدار کی طاقت نہین
ایکدم جو کچھہ کہ ہونا ہو تماشا کیجئے

اے رضا نہین تمناؤن سے دل با نکل اٹھا
عشق کی راہ مین تسلیم و رضا لازم ہے

گرہ شود چو طباشیر اشک در مژہ ام	اگر بفرقت آن نے سوار گریہ کنم
ربطی چو گوہرست مرا با گریستن	ہستی من چو اشک بود تا گریستن
شوخی مکن نسیم بزلف نگار من	فہمیدہ نہ قدم مشب تار اندکے

رائے ۔ کنول کشن

رائے تخلص ۔ رائے کنول کشن نام ۔ قوم کا یتہ ۔ آپکا اصلی وطن پنجاب ہے آپکے والد بہرہ مند خان عالمگیری کے زمانہ میں عمدہ خدمت پر مامور تھے ۔ آپ پنجاب سے دکن میں آئے ۔ نواب آصفجاہ مرحوم کی سرکار میں خانساماں کے پیشکار تھے مدت تک سرکار موصوف کی خدمت میں سرفراز رہے سنہ ۱۱۷۵ ہجری میں میر معروف حسین خان بہادر خانساماں آصفجاہ ثانی کی خدمت میں پیشکاری پر مامور ہوئے ۔ صاحب مردم دیدہ اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں جبتک فقیر اورنگ آباد دکن میں رہا تب تک معزالیہ فقیر سے محبت و اخلاص کے ساتھ ملتے تھے ۔ صاحب حسن و خوش خلق و متدین تھے ۔ کبھی کبھی شعر کی فکر کرتے تھے ۔ باوجود کم فرصتی جو کچھ کہتے تھے خوب کہتے ہیں ۔ نواب نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی نے ماہ شوال سنہ ۱۱۷۵ ہجری میں قلعہ بیدر کو فتح کیا ۔ آپنے اسکی تاریخ کہی

آورد ہاتف مژدہ از فتح بلدۂ سترگ   زودہ بود با ہفت و یک از ماہ شوال بزرگ

ثانی مصرع میں سنہ ۱۱۷۵ ہجری برآمد ہوتے ہیں ۔ انتہی کلامہ ۔ سنہ ۱۲۰۸ ہجری میں آپکی وفات واقع ہوئی ۔ آپکا کلام سوائے اس تاریخ کے ہمکو نہیں ملا اسوجہ سے صرف اسی تاریخ پر اکتفا کیا گیا ۔

رضا ۔ محمد رضا بیگ اورنگ آبادی

زمانہ مین شاہ ایران کیطرف سے سفیر ہوکر آئے تھے۔ شاہ جہان آباد مین چندروز رہے پھر وہان سے دکن مین رونق افزا ہوئے۔ بندگان آصفجاہ کی خدمت مین پہنچے۔ عنایت و رحمت شاہی سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ پھر بعارضۂ طبعی فوت ہوئے۔ آپکے خلف الصدق میان رازنوازش خان کا خطاب پاکر نام بلدۂ اورنگ آباد کی خدمت داروغگی پر مامور ہوئے۔ جوان صالح متقی و پرہیزگار تھے۔ موزون الطبع و شعرفہم تھے۔ زور طبیعت سے شعر کی فکر کرتے تھے۔ آپکا کلام بامزہ ہے۔ تازہ تازہ مضامین سے شگفتہ و خندان ہے۔ کم گو تھے۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ تمام اشعار کا مجموعہ ہوگیا۔ ایک مختصر دیوان بنگیا۔ صاحب دیوان مشہور ہین۔ آپکا انتقال ۱۱۸۷ سنہ ہجری مین ہوا۔

من اشعار الفارسی

دربزم تو تاز پا نشستم	چون نقش بدر عاشستم
چون گرد بشوق پابوسی	درکوے تو جا بجا نشستم
از بہارش گلے نچید رقیب	خار شد آن چنان کہ می باید

ربط۔ بالا پرشاد حیدرآبادی

ربط تخلص۔ بالا پرشاد نام۔ آپکے بزرگ مشاہیر لکھنو سے تھے۔ آپکی ولادت بھی شہر لکھنو مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب فارسیہ استاد ون سے تمام کین تحریر و تقریر مین عمدہ لیاقت حاصل کی۔ شعرگوئی کا نہایت ہی شوق تھا طبیعت چستی و چالاکی مین جولانی کررہی تھی۔ دماغ مین نازک خیالی جوش مار رہی تھی کہ

رنگین - لعل چند اورنگ آبادی

رنگین تخلص - لعل چند نام - قوم کایتھ - اورنگ آباد ہی المولد ہے - رنگین مزاج و خوش گفتار تھا - شروع جوانی مین لہو و لعب عیش طرب مین مشغول رہتا تھا - آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا - آخر سنبہل گیا - اور اپنی گذشتہ حالت پر افسوس کرنے لگا - معاش و قوت بسری کی فکر پیدا ہوئی - پڑہنے لکہنے کا شوق پیدا ہوا - شاہ سامی اورنگ آبادی کے خدمت مین حاضر ہونے لگا - چند روز استفادہ کیا - طبع موزون و فکر رسا رکہتا تہا - ریختہ مین شعر گوئی شروع کی - اور شاہ صاحب سے اصلاح لینے لگا - تہوڑے ہی زمانہ مین شاعر یکتا ہو گیا - لچھمی نراین شفیق کا معاصر ہے - آپکا انتقال ۱۱۹۵ھ ہجری مین ہوا -

من اشعارہ الہندی

آج وہ شوخ رنگیلا جو چمن مین آوے
سرو چلنے کو لگے غنچہ سخن مین آوے

ناصحون کی ہی نصیحت نہین اسکو بھاتی
بات ٹک آپ وہی سکے جو من مین آوے

زاغ کو کبک کی رفتار نہین آنے کی
بوالہوس کو کبھو عشق کے فن مین آوے

جسکے نین ہو بیگی خواہش سخن رنگین کی
ہنر سے نہین ہے عجب گر وہ کس مین آوے

عشق مین کوئی نہین آج میرے آنے کا
کہ گرفتار ہون مین سلسلہ رنگین کا

کام مین اپنے ہون سرگرم نہین کسسے کام
ہجو سے ورق نہین مشتاق نہین تحسین کا

راز - نوازش خان اورنگ آبادی

راز تخلص - نوازش خان نام - ایرانی الاصل ہین - آپکے والد جد علی مردان خان محمد فرخ سیر کے

یون تو یونہی صحیح منکر ہین مرے قتل سے پ
وہ جو خنجر مرے مژگان کیطرح ہے پرخون

سرخی پنجۂ نازک کو حنا کہتے ہین
یہہ جو دامن پہ ہین چھینٹے اسے کیا کہتے ہین

رضا ۔ محمد رضا خان مدراسی

رضا تخلص ۔ محمد رضا خان نام ۔ آپ نواب حسین دوست خان رئیس جاگیردار قلعہ ولکنڈہ مدراس کے فرزند ہین آپکے جد بزرگ نواب شمشیر الدولہ مبارز جنگ چندا صاحب کے فرزند تھے ۔ چندا صاحب کرناٹک کے والی رئیس تھے ۔ آپ فن شعر گوئی مین مرزا دبیر لکھنوی کے شاگرد ہین ۔ آپ فارسی اردو دونون زبان مین شعر کہتے ہین ۔ اور آپ استاد کی طرح مرثیہ گوئی مین بھی بے نظیر ہین ۔ آپکا اکثر کلام گلدستون اور اخبارات مین مطبوع ہوتا ہے مشہور و معروف ہے آپکی عمر ما بین ۳۰ سال کی ہوگی ۔ نیک طینت و پسندیدہ سیرت ہین ۔ خاندانی شرافت و نجابت کے یادگار ہین ۔ طال اللہ بقاہ ۔ ہم کو یہ بات نہین معلوم ہوئی کہ آپ مدراس مین سکونت پذیر ہین یا لکھنؤ مین ۔

من اشعارہ الہندی

دوست دشمن عدو یکا نہ ہوا
منقلب کسقدر زمانہ ہوا

ہم اسی بیوفا پہ مرتے ہین
جسکا وعدہ کبھی وفا نہ ہوا

ولہ

سفاک کی گلی مین تھا خون ناکمر روان
تقدیر نے دکہائی نئی کربلا مجھے

من اشعارہ الفارسی

شور شش محشر فتد گر شبے غوغا کنم
تازہ قیامت شود صبح چو نالا کنم

شعر کہنا شروع کیا۔ آپکے اشعار اوائل ہی مین سنجیدہ و برجستہ ہونے لگے چند روز کی مشق مین پختگی و شستگی نظر آنے لگی۔ آپ وطن سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ راجہ خوشحال چند بہادر کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوئے۔ راجہ صاحب کی وجہ منصب مناسب پر بھی مقرر ہو گئے۔ آپ شعر و سخن کے شیفتہ تھے۔ حیدرآباد سے بغرض ملاقات شعرای ہند لکھنو روانہ ہوئے۔ وہان شعرای معاصرین سے ملے مشاعرہ مین شریک ہوئے۔ شعرا کی طرح پر غزلین موزون کئے۔ مجمع شعرا مین اپنا کلام پڑھا اور سبکو سنایا۔ سب نے پسند اور آپکو مواہیر سے وثیقہ اسباب کا مرحمت کیا کہ آپ سے شاید ہی فرد یگانہ ہین۔ اور آپکے اشعار فرائد ہین۔ آپ خوش کلام جادو بیان تھے۔ آپکے اشعار مین مضامین گلدانہ ہوتے ہین۔ آپ خوش اخلاق صاحب مروت و سخاوت تھے آخر سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ حیدرآباد مین ایک بیٹے چھوڑ گئے۔

من اشعاره الہندی

شاید تو ان و مہ کے رنگ ساتھ تھا
تب جلوہ بار کشتہ تھے منا ... ہین
قاتل سے اب تو یہ نہین کہتا کہ دو قدم
مرسے کفن لپیٹے تھے پیچھے مین ابلا
کر تجلی تمنا کو ہمارے نظر آوے
تصویر اگر شمع بسالت کی آنکھون مین
طوفان مرے اشکونکا اگر پھر پر آوے

ولہ

محفل تھی یہ صاحب محفل کے ساتھ ساتھ
کچھ دن پھر انکو کیجئے قاتل کے ساتھ ساتھ
تو بھی تو چل جنازہ بسمل کے ساتھ ساتھ
منزل اشتیاق مین قاتل کے ساتھ ساتھ
شمشیر کا پھل پھول ہیکل نظر آوے
خامہ سے نکل جلوہ شق القمر آوے
کردون مثل نوح کی کشتی نظر آوے

مائل ہے مشق کی ہے۔ مزاج مین شاعرانہ شوخی و ظرافت ہے۔ شگفتہ جبین خندان رو ہین۔ یاران ہم مشرب کی مجلس کے رونق ہین بارک اللہ فی عمرہ۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً چھبیس برس کی ہوگی۔ معلوم نہین آپ کس محکمہ مین ملازم ہین

من اشعارہ الہندی

گر تجکو رسا بار تیرے دیدار کا ہے شوق
وقت آرائش نگہ پڑتے ہی مضطر ہو گیا
ہان جواب ہمسل کی تکرار رہتی ہے مرا
ذرہ ہائے خاک ہی زنجیر جوہر سے نکلے

ولہ

آنکھون مین عینک خوف رشید وقمر ہے آج
خود تڑپ کر عکس آئینہ سے باہر ہو گیا
آپکا انکار بھی فتنہ مکرر ہو گیا
نقش پائے یار مرأت سکندر ہو گیا

رشید محمد شکر اللہ خان لکھنوی

رشید تخلص محمد شکر اللہ نام۔ آپ لکھنو کے مشاہیر شرفا سے ہین۔ اما نیہ سبب مین علم و فضل سے آراستہ لیاقت و قابلیت سے پیراستہ ہین۔ شاعر خوش بیان و شیرین زبان ہین۔ آپکو مرزا دبیر مرحوم سے تلمذ ہے۔ آپ استاد کے ہمقدم ہیروں مین مرثیہ و سلام نہایت ہی خوب کہتے ہین۔ اور ایسی خوبی سے پڑھتے ہین کہ سننے والے نہایت محظوظ ہوتے ہین۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً ساٹھ برس کی ہوگی۔ آپ کسی زبردست توسل و ذریعہ کی وجہ سے مدار المہام سرکار عثمانی کے حکم سے بلائے گئے۔ آپ لکھنو سے حیدرآباد مین آئے۔ اور اورنگ آباد صوبہ دکن مین تحصیلداری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کس ضلع و تعلقہ مین ہین جہان ہون اللہ تعالے اُن کو خوش حال رکھے۔

مشرب من دگر و مشرب مجنون دگر ❊ نیست جنونم چنان خواہش لیلا کنم

راز۔ مولوی حسان الحق دہلوی

راز تخلص۔ مولوی احسان الحق نام۔ دہلوی الاصل ہین۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین متوطن ہین۔ سرکار عالی نظام سے یومیہ مناسب پاتے ہین۔ عالم فاضل ہین شعرگوئی مین بہی ہوشیار و چالاک ہین حکیم نواب مرزا احمد خان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین۔ شعر خوب کہتے ہین۔ کلام سنجیدہ ہوتا ہے۔ آپ خوش طبع و خوش فکر ہین۔ پاکیزہ طبیعت و پسندیدہ سیرت ہین۔ صوم و صلوۃ کے پابند خدا و رسول کے اوامر و نواہی پر کاربند ہین۔ خدا تعالی آپکو خوش خرم رکہے۔

من اشعارہ الہندی

بلبلو سایہ پڑا کس کے گل رخسار کا ❊ رنگ آتا ہے نظر بدلا ہوا گلزار کا
کیا اطبا ہم تجویز کیونہ بتائینگے یہان ❊ ہو نہ جب ممکن علاج اس عشق کے بیمار کا
گرمئ بازار یوسف کی کہان تہی اسقدر ❊ اک جہان دل دیکے طالب ہے ترے دیدار کا
یہ صدا پازیب کی جہنکار سے آتی ہی صاف ❊ فتنۂ محشر ہی بندہ ہے تری رفتار کا

رسا۔ محمد وجیہ الدین خان حیدرآبادی

رسا تخلص۔ محمد وجیہ الدین نام۔ آپ محمد بہار الدین خان حیدرآبادی کے فرزند ہین۔ فارسی نوشت خواند مین ہوشیار و مستعد ہین۔ ذہین و فطین ہین سخن سنجی و شعرگوئی مین خوش کلام و شیرین بیان ہین۔ آپنے ڈاکٹر احمد حسین صاحب

رہی گرمی نہ باقی نام کو خورشید محشر مین
قیامت کی تری تہی میکشون کے دامن تر مین

خیال عارض جانان نہین اس دیدۂ تر مین
حریر شعلہ کا پیوند ہے یا انکی چادر مین

وہ مرغ خوشنوا ہون ایک عالم سننے آتا ہے
رہا کرتا ہے جب سے راتدن صیاد کے گہر سے

انہین کے منہ کا لقمہ تو غیر ہوتا ہے
جو مثل آسیا آٹہون پہر پستے ہین چکر مین

رضا اب چادر گل بہی نہین ہے انکی تربت پر
لدے رہتے تہے جو نازک بدن پہولونکی زیور مین

رائق حکیم باقر حسن خان

رائق تخلص ۔ باقر حسن خان نام ۔ آپکا مسقط الراس قصبہ اودگیر ضلع مدرس ہے ۔ آپ معززین نوائطہ سے ہین ۔ آپ عربی و فارسی مین استعداد کامل رکہتے تہے ۔ فارسی کی نظم و نثر لکہنے مین فرد فرید شمار کئے جاتے تہے ۔ آپکو تلمذ مولوی باقر آگاہ سے تہا ۔ آپکا کلام نہایت فصیح و بلیغ ہوتا ہے ۔ نواب اعظم جاہ بہادر کی مصاحبت تہے ۔ نواب صاحب آپکی بہت تعظیم و تکریم فرماتے تہے ۔ آپ نواب صاحب کے عنایت و کرم سے خوشحال فارغ بال تہے ۔ جب تک زندہ رہے خوش و خرم رہے ۔ تذکرہ گلدستۂ کرناٹک آپ کی تالیف سے ہے ۔ شعر و شاعری کے فریفتہ تہے ۔ آخر آپ ۱۲۴۷ ہجری مین اس دار فانی سے عالم آخرت مین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بزاری حرف مطلب کن اجابت گر ہوس داری
اثرہا در گرہ باشد دعائے وقت باران را

ہمین ادائے تو تنہا نہ آفت جان ست
بہ پردۂ چشم تو فتنہ ہائے پنہان ست

از تماشائے جمالت چہ بلا جوشد اشک
حشر طفلان شود آنجا کہ تماشا باشد

من اشعاره الهندی

کیجیے امتحان ہمارا عدو کے سامنے
مارا ہے تیغ ناز نے اک شوخ چشم کے
رفتار ناز سے کہین محشر بپا نہ ہو
بوئے وفا کچھ آتی نہین اے غیرت چمن
ساقی کے فیض عام سے ہے دور آفتاب
تصویر یار نے مجھے غافل بنا دیا

ولہ

دریائے نور کہدون کلیجہ نکال کے
بہائے ہون زخم دل بہ زبان غزال کے
اوترک رکھ زمین پہ قدم دیکھ بھال کے
دل ہے سپاٹا یا گل تصویر ہاتھ مین
جام سفال لے فلک پیر ہاتھ مین
الفت کا نقش ہے پتہ تسخیر ہاتھ مین

رضا حسین رضا لکھنوی

رضا تخلص ۔ رضا حسین نام ۔ آپ شیخ مہدی علی لکھنوی کے خلف الصدق ہین آپکے بزرگ شاہان اودھ کے زمانہ مین معزز و مکرم تھے ۔ عہدہائے جلیلہ پر مامور رہے اور لکھنؤ مین جناب نواب تاج الدولہ کے عہد مین عزت آبرو سے بسر کرتے تھے ۔ آپ والد ماجد جناب مولوی ناظر علی صاحب اتالیق مرحوم اور مولوی عبد الغفور [illegible] سے کتب درسیہ تحصیل کین ۔ [illegible] شعر گوئی مین جناب امیر لکھنوی کے شاگرد ہین ۔ چند سال سے حیدرآباد مین ہین اور یہان وکالت کرتے ہین ۔ خوش تقریر خوش طبع ہین ۔ آپکا کلام رنگین شیرین ہوتا ہے ۔ اس وقت آپکی عمر تخمینا چالیس برس کی ہوگی ۔ مجھے ابیات کا پتا نہین ملا کہ صاحب ترجمہ حیدرآباد مین کس محکمہ مین ملازم ہین ۔ صرف اس قدر جانتا ہون کہ شاعر لائق ہین اور میرزا [illegible] کا دیوان جدید [illegible] سے معلوم ہوا ہے ۔

آہ حسرت می کشد از رشک ما باد صبا	از دم ما غنچہ تصویر خندان می شود

راغب میر مبارک اللہ خان

راغب تخلص - میر مبارک اللہ خان نام - بلخی الاصل ہیں - آپکے بزرگان سلف قصبۂ امام علاقۂ بلخ میں متوطن تھے - آپکے جد امجد سید معصوم خان دادا سید عبید اللہ خان وطن مالوفہ سے حضرت آصفجاہ اوّل کے عہد میں حیدرآباد دکن میں آئے - حضور کی ملازمت سے مشرف ہوئے - حضور آصفجاہ نے آپکو منصب مناسب سے سرفراز کرکے اپنی مصاحبت میں رکھا - حضور کی زندگی تک خوش رہے - صاحب ترجمہ کے والد ماجد سید عاصم خان بہادر مبارز جنگ حیدرآباد سے نواب امیر الہند والاجاہ محمد علیخان بہادر کی خدمت میں مدراس گئے - نواب نے آپکی بہت خاطرداری و مدارات کی اور عرض خدمت پر مامور فرمایا - آپکے والد ماجد حسن خدمت کے ذریعہ سے درجۂ مدار المہامی پر پہنچ گئے - بہادری جنگی خطاب سے مخاطب ہوئے - مدراس میں راغب صاحب ترجمہ کی ولادت سنہ ۱۲۰۳ ہجری میں واقع ہوئی - آپنے سن شعور کے بعد اساتذۂ بزرگ سے کتب علوم و فنون تحصیل کیں - تحصیل و تکمیل کے بعد سخن سنجی و شعرگوئی کی طرف مائل ہوئے - چند روز کی مشق میں کلام سنجیدہ موزون فرمانے لگے - آپکے کلام سے نقادان سخن محظوظ ہوتے تھے - آپکی رنگین بیانی و شیرین معانی کی تعریف کرتے تھے - آپکے کلام سے فصاحت و بلاغت نمایاں ہوتی تھی - آپکی سنہ وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہوئی - آپکی تالیفات سے ایک ساقی نامہ - دوم فراقنامہ سوم دیوان ہیں - اب میں آپکے چند اشعار گزارش کرتا ہوں **ھو ھذہ**

گرد بیہوش مرا گردش چشم سیہش	من ازین ساغر سرشار بسے مست شدم

راقم - محمد حسین قادری

راقم تخلص - محمد حسین نام مشربا قادری - آپ نجم الدین حسن خوشنویس کے صاحبزادے ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین واقع ہوئی - مسقط الراس مدراس ہے - آپ سنہ شعور کے بعد تحصیل علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے - مفتی بدر الدولہ بہادر کی خدمت مین تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوئے - آپکو شاعری کا شوق ہوا مولوی محی الدین واقف و ابو طیب خان والا و شائق کی خدمت مین مشق کلام کی - اساتذہ کی توجہ و اصلاح سے شاعر کامل ہوئے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے لطافت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے - شائقین کو مطالعہ سے لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہ الفارسی

گداخت شعلۂ روئیت دماغ آئینہ را	شکست مستی چشمت ایاغ آئینہ را
زجور چرخ نرستند خوبرویان ہم	نگاہ کن کلف ماہ و داغ آئینہ را
بسان خط شعاعی نتاب در رخت	نگہ بدیدۂ من رعشہ دار میگردد

رام - لالہ رام پرشاد

رام تخلص - لالہ رام پرشاد نام - قوم کایتہ ساکہ سینہ - ساکن برہانپور - شاعر خوش فکر و سنجیدہ طبع تہا - کلام صاف و پاکیزہ کہتا تہا - معانی تازہ کو ایجاد کرتا تہا - سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین فوت ہوا - من کلامہ

دیباچہ مین لکھا۔ ہم اُسکا ترجمہ بجنسہ لکھتے ہین۔ اور اُس منتخب کا نام ریختی (منتخب دیوان ہمارا) ہے ۱۱۰۶۹ھ
یہہ فقیر بارہ برس کی عمر مین جوش جذبہ و غلبۂ شوق سے سات برس تک برہنہ تن
و برہنہ سر رہا۔ اکثر اوقات عالم بیخودی مین حضرت شاہ برہان الدین غریب دولت آبادی
کے روضہ کے اطراف مین گھومتا تھا۔ اسی دور و طواف مین رات دن بسر کرتا تھا
اور اسی حالت مستی مین اکثر اشعار فارسی زبان سے بہر آمد ہوتے تھے۔ مگر تحریر کے
دائرہ مین نہین آتے تھے۔ اگر اتفاقاً کوئی شائق حاضر ہوتا تھا تو لکھ لیتا تھا
کاش اگر وہ تمام اشعار موجود ہوتے تو ایک ضخیم و بزرگ دیوان مرتب ہو جاتا۔ اور اُنکے
دیکھنے سے عالم کو تعجب ہوتا۔ اور اُن کو الہامات سے تصور کرتے۔ بعد مدت مذکورہ کے
بعد حضرت خواجہ سید شاہ عبد الرحمن چشتی المتوفی سنہ ۱۱۶۱ ہجری کی خدمت مین
پہنچا۔ حسن ارادت سے مرید ہوا۔ ان دنون مین بپاس خاطر عزیزی عبد الرسول جناب
جو فقیر کے برادر طریقت تھے اکثر اشعار ریختہ زبان مین لکھے گئے۔ چنانچہ ان
جواہر متفرق کو جو تخمیناً پانچ ہزار اشعار تھے۔ حرف تہجی مین ترتیب دیا۔ اور کل
دیوان شائقین کی خدمت مین پہنچا۔ شہر مین دیوان کی شہرت ہوئی۔ یہ فقیر نے
بمقتضائے الفقر فخری فقیری اختیار کی۔ اور مرشد کے حکم سے شعرگوئی ترک کی۔
اسوقت سترواں سال ہے کہ اتنک ایک فرد بھی نہین لکھی انتہی کلامہ۔

چمنستان و تحفۃ الشعراء۔ والفین نے لکھا کہ جناب مرح صاحب بزرگزادۂ فقرائے کبار
تھے۔ مقبول درگاہ دنیا۔ مسافر دوست غریب نواز تھے۔ گوشہ نشین و خلوت گزین
پاکیزہ دل و پاکیزہ دین تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری اسقدر تھی کہ ہر کس
کے سامنے جھکے جاتے تھے۔ بلکہ روح مجسم تھے۔ بوڑھون مین بوڑھے جوانون مین

وله
چون گل نرگس نمی آید بهم مژگان ما — در تلاش کیست یارب دیدهٔ حیران ما
آتش عشق که یارب شعله زد در جان ما — شورها دارد کباب آسا دل بریان ما

وله
در چمن کردم چو وصف نکهت گفتار او — با زبان لال شد سر در گریبان غنچه را

وله
هلال عید قربان تا ز تیغ ابرویش دیدم — برنگ نیم بسمل میکنم مشق طپیدن‌ها

وله
ز بس دارم بسر سودای عشق لاابالی را — رگ برق از طپیدن کرده‌ام تار نهالی را

وله
چون شاخ گل پیاله بکف باش در بهار — دستی که بی می است قلم زن [illegible] خاریست

وله
راغب امروزم مجال لب کشائی ها نماند — من چگویم فکر نقش سرمه‌ام در کام ریخت

وله
کس نکند ز بیکسی وقفه بپهلوی من آه — ناوک او هم از دلم برق صفت گذار کرد

وله
چسان شهید ترا از طپش امان باشد — تبسم تو نمک پاش زخم جان باشد

وله
حصار عافیت بر مسند و قالین چه میجوئی — من از [illegible] نقش بوریای خود زره پوشم

وله
آنچه در یک جام صهبا دیده‌ام در بزم یار — ساقیا باید که بیند در طلسم جام جم

وله
[illegible] کار [illegible] بهار از غبار من — بیهوده نیست گشتن گل گرد مزار من

وله
ز اضطراب خود آرام یافتم راغب — بسان جنبش گهواره شد طپیدن من

وله
[illegible] جانگداز عشق چو شمع — گریم [illegible] باش تا باشی

وله
[illegible] مضمون خط روشن ما — گلرخان [illegible] حسن یا [illegible]

حرف السین المهمله

سراج - سید سراج الدین حسینی اورنگ آبادی

سراج تخلص - سید سراج الدین نام - آپ سادات حسینی خاندان مشائخ سے تھے - [illegible]بیت و تعلیم اسی شہر فیض بہر مین پائی - آپنے اپنا حال منتخب دواوین کے

سیر کا لطف ہوتا ہے۔ اور پڑہنے سے قند و نبات کا مزہ آتا ہے۔ اور بعض اشعار مین توحید و معرفت کا نقشہ اور بعض مین محویت کا تماشا ہے۔ جو عارف ہین اُن کے مطالعہ سے بیتاب و بیخود ہوتے ہین۔ ہوش سے بیہوش ہوتے ہین۔

چمنستان کے مولف نے لکھا کہ سراج دکنی ریختہ گوئی مین ولی کا قائم مقام تہا۔ اس ملک مین استادی کے رتبہ کو پہنچا تہا۔ ولی نے اس مین جو کچہہ پودے جمائے تہے اور جو کچہہ سبزے لگائے تہے۔ سراج نے اُن کو اپنی توجہ کے پانی سے سیراب و شاداب کیا۔ خوب پہولے اور پہلے۔ اہل دکن نے کمال رغبت سے چنے اور اُن سے مزے اُٹہائے۔

ولی کے بعد دکن مین سراج کا چراغ روشن ہوا۔ اسی کی روشنی نے دکن کو گہیر لیا اور خاص و عام کو چمکا دیا۔ اطراف و اقطار مین انہین کے اشعار کی چمک دمک تہی اور کوچہ و بازار مین انہی کی خوشبو لپک رہی تہی۔ شہر مین کوئی محفل ایسی نہ تہی جسمین آپ نہون۔ ہر ایک محفل مین آپ ہی صدر ہوتے تہے۔ مشائخ و علما آپکی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپ چشتیہ طریقہ کے پابند تہے۔ ہفتہ مین ایک روز محفل سماع فرماتے تہے۔ اسمین شہر کے اکثر علما و مشائخ جمع ہوتے تہے۔ قوال و گویے آپکی غزلین سناتے تہے۔ کبہی سامعین کو رلاتے کبہی اپناتے تہے۔ کوئی وجد و حال مین تڑپتا تہا۔ کوئی وحدت کی دریا مین ڈوبتا تہا۔ صوفیائے کرام لطف و مزہ پاتے تہے آنکھون سے آنسو بہاتے تہے۔ مجلس مین آپکا وہ رعب و داب تہا کہ سب اہل مجلس با ادب عالم سکوت مین ہوتے تہے۔ سانس لینا بہی خلاف ادب سمجہتے تہے۔ آپکی نظر و توجہ مین وہ جلال و اثر تہا جس پر توجہ کرتے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تہا اور جبہہ پاتہہ رکہتے لوٹ پوٹ ہو جاتا تہا۔ بڑے صاحب کمال و صاحب وجد انکے قائل تہے

جوان بچون مین بچے بنتے تھے ۔ نہایت خوشی ہنسی سے ملتے تھے ۔ اہل دکن کیا امیر کیا
فقیر سب آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے ۔ جناب میر صاحب نے نکات الشعرا مین
لکھا کہ سید سراج سید حمزہ کا شاگرد ہے ۔ شاید ہو ۔ مگر مشہور ہے کہ آپکی شاعری خداداد
تھی ۔ آپنے کسی سے اصلاح نہین لی آپ خدا کے شاگرد تھے ۔ آپنے کلام کو اس خوبی
و خوش اسلوبی سے ترکیب پایا کہ استادانہ کلام معلوم ہوتا ہے مضامین پاکیزہ و معانی
تازہ کو اس انداز سے بیان کیا ہے کہ پڑھنے سے لطف مزہ آتا ہے ۔ ولی اورنگ آبادی
کے بعد شعر ریختہ کا بازار آپ ہی کی بدولت گرم ہوا ۔ اور شعر و سخن کا افسردہ چمن تازہ دم ہوا
آپ ہی کی سخن کا آوازہ اطراف دکن مین عالم بالا کو پہنچا ۔ اور کلام کی قبولیت نے وہ رتبہ پایا
کہ خاص و عام کے نزدیک قبول ہوا ۔ اور آپ فارسی شعر گوئی مین بھی شعرا کی محفل مین
روشن چراغ ۔ خوش کلام و عالی دماغ تھے ۔ فارسی کلام کی بندش بامحاورہ اور
ہر ایک شعر مین لطف خوبی کا ذخیرہ ۔ کلام کی چستی و زبان کی درستی نے وہ رنگ
دکھایا کہ اہل زبان بول اٹھے کہ یہ ایرانی الاصل ہے ۔ دیکھو کلام بھی زبان حال سے
کہہ رہا ہے کہ یہ بزرگ ہندی الاصل نہین ہے ۔ آپ دونون زبان مین صاحب دیوان
ہین ۔ مثنوی معنوی کو نہایت تلاش و محنت سے جو ہے ہندی دیوان کامل ملا ہے ۔ افسوس فارسی
دیوان نہین ملا گو منتخب اشعار ملے ہین لیکن وہ بھی موسی ندی کی طغیانی مین گل آلودہ ہو گئے
مین ہم آپکے احوال کے خاتمہ پر ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھین گے ۔
آپکا کلام بھی ولی کیطرح ایہام و ذو معانی الفاظ سے پاک و صاف ہے ۔ سیدھا سادہ بیان
ہے ۔ تکلف و بناوٹ کا نشان نہین ۔ اکثر غزلون مین حسن و عشق کے کرشمے و معشوق
کے غمزے ہین ۔ خط و خال کے سبزے لب و رخسار کے بہاریہ ہین ۔ دیکھنے سے گلزار کی

کھرے اور کھوٹے کو خوب پرکھتے تھے۔ دواوین مین جو اشعار جاندار تھے انتخاب کئے جو نوادر جواہر تھے چن لئے۔ منتخب مین جو شعر ہے بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے مین جو اشعار جاندار تھے انتخاب کئے جو نوادر جواہر تھے چن لئے۔ منتخب مین جو شعر ہے بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے لِلّٰہِ دَرُّہٗ۔ صاحب چمنستان نے لکھا کہ آپنے سنہ ۳۷ الہجری مین ایک مثنوی مسمی بہ بوستان خیال لکھی جسکی ایکہزار ساٹھہ ابیات مین مثنوی ریختہ زبان مین ہے۔ آپنے اسمین جوش طبیعت و شوق دل سے خوب ہی حرف ریزی کی۔ مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کے جمع کرنے مین نہایت ہی دلسوزی کی۔ گل و بلبل کا فسانہ ہے۔ گل پہ بلبل دیوانہ ہے۔ ان دونون کا قصہ ہے کہین گل کے ناز و انداز ہین کہین بلبل کے سوز و گداز ہین۔ کہین نالہ جان خراش کے جولانیان کہین شب فراق کی طولانیان ہین۔ غرض یہ نسخہ شروع سے آخر تک عاشق و معشوق کے حالات کا نقشا ہے۔ خزان و بہار و لیل و نہار کا تماشا ہے۔

عقائد — خوش عقیدہ۔ سنن و فرائض کے پابند تھے۔ ائمہ دین کے اقوال و افعال پر کاربند۔ پیر و مرشد سے نہایت ہی خلوص ارادت رکھتے تھے۔ فنا فی الشیخ کے مرتبہ مین تھے آپکا شعر شاہد حال ہے

اے سراج اپنی خودی کو بیخودی مین محو کر
یار کا دیدار پا کر اے سراج
شغل جاری کہہ ہر اک دم مین ہو الرحمان کا
شکر رحمان کر کے تو واصل ہوا

تعلی و فخریہ — آپنے بھی تعلی و افتخار مین غزلون کے قطعون مین شعرا سلف و خلف کی پیروی کی ہے ہم دیوان سے چند فخریہ اشعار لکھتے مین **ہو ہذہ**

نہین ہے ہا سخن آبدار کا موتی
سراج طبع کے سب جوہران کو رول چکا

جو کچھ پاس ہوتا تھا یا نذرانہ آتا تھا وہ سب قوالون کے نذر ہوتا تھا۔ زندہ دل خاکسیر باطمینان تھے۔ زندگی توکل و قناعت پر بسر کرتے تھے۔ تا بمرگ کسی سے سائل نہین ہوئے۔ نہ دنیا و ما فیہا کے طرف مائل ہوئے۔ اکثر امرا آپ کی مدحت کرتے تھے۔ آپ کو کسی کی پروانہ تھی۔ اُسوقت دکن مین آپکے معاصرین مین سے میر غلام علی آزاد بلگرامی و عبدالوہاب افتخار دولت آبادی و ظفر بیگ ظفر اورنگ آبادی محمد فقیہ دردمند اورنگ آبادی۔ مرزا محمد باقر شہید و جان مرزا رسا۔ و موسوی خان جرات اورنگ آبادی۔ عبدالقادر سامی اورنگ آبادی و عارف الدینخان عاجز۔ و موسوی خان معطر۔ ثانی خان۔ و لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی و میر اولاد محمد ذکا بلگرامی وغیرہ شعرا و علما و مشائخ تھے۔ خوب نباہتے و جلسے حریفان ہم مشرب کے ہوتے تھے۔ آپ باوجود گوشہ نشینی بزرگون کے اور اساتذہ شعرا کے مشاعرون مین ضرور شریک ہوتے تھے اگرچہ درویشی کے بعد شعرگوئی ترک کردی تھی مگر کبھی کبھی یاران ہم جلسہ کے اصرار سے کہدیتے تھے۔ شعرا کے کلام کو نہایت شوق سے سنتے تھے۔ غور و فکر کی ترازو مین جانچ لیتے تھے۔ نقاد سخن تھے۔ منصف مزاج و حق پسند تھے۔ سخن سنجیدہ و کلام پسندیدہ کی داد دیتے تھے۔ شعرا کے دیوانون کا انتخاب کرتے تھے۔ جناب آزاد بلگرامی و میر اولاد محمد بلگرامی و لچھمی نراین اورنگ آبادی سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ آپنے ۱۱۶۱ھ ہجری مین اساتذہ کے دواوین فارسی کا منتخب بنایا۔ اسمین متقدمین و معاصرین کا کلام جمع کیا۔ کتاب مین شعرا کے نام حروف تہجی پر لکھے اور ردیف کی رعایت بھی کی ہے اور مجموعہ کا تاریخی نام (منتخب دیوانہا) رکھا۔ مجموعہ ضخیم ہے اسمین لاکھ ہزار اشعار ہین۔ منتخب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نقاد سخن تھے۔

معاصرین حضرت والا

نتیجۃ الافکار تصنیف

چراغ دودهٔ آل عبا سراج الدین — که بود روشن ازو محفل سخندانی
نمود چارم شوال و صبح آدینه — بشمع انجمن عمر دامن افشانی
ز تیره بزم جهان فنا بدار بقا — فروغ ناصیهٔ خویش کرد ارزانی
کشید شعله تاریخ سر ز طبع ذکا — سراج بزم ارم نموده نورانی

طبع زاد لچهمی نراین شفیق اورنگ آبادی سے

سید خوش پرست معنی سنج — که ازو یافت شعر حسن رواج
سال فوتش شفیق کرد رقم — رو بر آسمان نمود شاه سراج

اب ہم یہاں سے اُن کے اشعار آبدار لکھتے ہیں ۔

من اشعاره الفارسی

جلوهٔ دوست سر از پرده کشیدم دیدم — آنچه از نغمهٔ عشاق شنیدم دیدم
گل بیرنگ حقیقت که بدامانم بود — همچو اشک از مژهٔ خویش چکیدم دیدم
دانه سان ریشهٔ سرسبزی من من بود — خاک گردیدم از خاک دمیدم دیدم

ولہ

کار خوبان جگران قابل بسمل کردند — مژهٔ اشک فشان بچه گلچین کردند
تا بدامن که حیران پریروست بود — قبر دیوانه ام از آینه سنگین کردند
بوسهٔ چند هوس دارم ازین تنگ لبان — گرته ام در من آینه شیرین کردند

ولہ

شوق من با همه رخها که دغلبازی کرد — چون قد یار بمن شیوه طنازی کرد
حیرت دیده خبردار ز حالم باشد — پریان آینه را آینه غمازی کرد
هر که از سیر گلستان جمالش گل چید — آفرین بر نکتهٔ بلبل شیرازی کرد

ولہ

روی او از می گلگون عرق افشان شده است — در پری خانه آینه چراغان شده است

وہ شکر ہیں لب نے گوش دل سون تمام شکر یہ ریختہ کو
کہا یہ میٹھی بچن سے مجکو سراج تیرین کلام سنا

تجھے بنا اے سراج بعد ولی کے
کوئی صاحب سخن نہین دیکھا

اے سراج آرزوئے قند نہین
شعر تیرا ہے جیون نبات لذیذ

شاید کہ بعد مرگ کرین یاد خاص و عام
مشہور ہین سراج کا شیرین سخن ہنوز

سراج از بسکہ ہے اشعار رنگین میں
مثال گل ہر ایک طبع کو مرغوب تا ہے

ایکروز آپنے پچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی سے آزاد بلگرامی کے شعر میں ؎

ہمہ رنگ وحشت است پری از آئینہ
زاہدا چرا ارادۂ تسخیر می کند

رم کردن پری از آئینہ کی سند طلب کی۔ شفیق نے خاقانی کی بیت سند میں پیش کی ؎

ساقی بزم چون پری جام بکف آئینہ
او نہ ید جام اگر ز آئینہ می رمد پری

آپ بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا آج ہمکو یہہ فائدہ حاصل ہوا۔

آخر چوتھی تاریخ شوال یوم جمعہ ۱۱۷۷ھ گیارہ سے ستہتر ہجری میں آپکی ہستی کا چراغ ہوائے نیستی سے گل ہوا۔ اور چمن بہشت کا رونق افزا ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین کے لئے شہر کے عمائد و مشایخ آئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ مبارک کو اٹھائے عظمت و شان سے چوک کی مسجد میں لائے۔ جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ جنازہ کی نماز میں دو ڈہائی ہزار آدمی تھے۔ مقبرہ میں دفن کئے گئے۔ شعراء و معاصرین نے آپ کی رحلت کی تاریخیں لکھی ہیں۔ ازانجملہ غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھی ؎

شمع شعرا سراج خوش فکر
در ماتم او سخن سیہ پوش

تاریخ وفات او خرد گفت
ہے ہے مصباح بند خاموش

میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نزیل اورنگ آبادی نے کہی ؎

وله
ای آنکه بخویشتن گرفتاری تو — بیجاست که در تلاش بیداری تو
کی جلوهٔ مهر پرتو پر تو فکند — تا در کف سایهٔ دیواری تو

وله
تا بوالهوس عشق پریشان شده است — از کردهٔ خویشتن پشیمان شده است
آن شوخ بجز مهرهٔ جمد بر نخرید — بی سودهٔ لخت دل چه ارزان شده است

وله
مردم و در دل تمنای گل دشمنا دماند — تا قیامت ستم بر گردن صیاد ماند

وله
جوهری دانسته بودم قدر دل نشناختی — آخر لعل گران قیمت نمک انداختی

وله
ترا که آئینه از هر جلوه در کار است — دلم هر آئینه مشکن زبان سرکار است
دلم که تازه اسیر غم تو شد رحمی — جوان قابل و اصلش ز شهر دیدار است

من اشعاره الهندی

وله
یاد رکھیو دل خون گشتہ کہ جنون تک لعل — جامہ زیبون کے گریبان کا گلوگیر نہو

وله
ہوا شب دست بیعت خان وادی مین تیرے غم کے — رہیگا سلسلہ آنسونکا جاری روز محشر تک

وله
مجھ نگین دل داغ دار پہ نقش ہے حرف وفا — عشق کے امت مین ہون ہو نہ ہوت کی قسم

وله
بہار ساقی ہے بزم گلشن مین سطر یا سمن ابی — پیالہ گل سر بسر شیشہ شراب اور گل گلابی

وله
شعر رنگین کے غزلون کو کیا صید مراج — رشتۂ دام ہے تار نگہ چشم خیال

وله
کافر ہوا ہون رشتۂ زنار کی قسم — تجھ زلف حلقہ دار کے ہر تار کی قسم
ہرگز مریض ہجر کو بن وصل نہیں علاج — اُسکی ادا کی نرگس بیمار کی قسم
اُس گلبدن کی کاکل پر پیچ کا جال — زنار مجھ گلے کا ہوا ہار کی قسم
تیرے بھون کی یاد نے مگر کیا ہے دل — ہے ذوالفقار حیدر کرار کی قسم
دل ہے مثال بلبل و پروانہ شعلہ تند — اُس شمع رو کے چہرۂ گلنار کی قسم

گل بهر دار دو واز سیر چمن می آید | چشم بد دور که امروز گلستان شده است

وله
از ابروی کج تو دلم کی رها شود | نشنیده ام که گوشت ز ناخن جدا شود

وله
رنگ گل بوی سخن دارد ولیکن شعله جو | لاله سان در سینه دارم داغ نا فرمایش
نور ایمان نیست شیخ معرفت اظهار را | قشقه کفر است داغ سجده بر پیشانیش

وله
سبزه صحن چمن خار کف پای من است | سایه پرورد خط پشت لب بام تو ام

وله
بنیم شه م وصال و محو خیالم می کند | شکر لله نیستم شرمنده روی کسی
طرفه باشد در خزان شور نوا شب خیر باد | دیده در خواب بلبل سر گل روی کسی

وله
سخن کز دهن تنگ تو بیرون آید | نکهت غنچه تصویر عدم میدانم
همچون چراغ سحر از جان شده ام بیمراج | دامن افشاندن او عین کرم میدانم

وله
سینه صافان ملامت خود نمائی نیستند | بهر عرض رخ خانه آئینه می آئیم ما

وله
دل چو در صفت دهن تنگ تو می گردد تمام | زیر مشق از رقت دیده عنقا میکرد

وله
نماز عشق ادا کردنیست عاشق را | خونم که دست ز جان شستم و وضو کردم

وله
بیگانه است زین چمن سر به خزان | هر کس چو غنچه بپاس دم آشنا است
هر صید دیده ام ز صیاد دام کند | صیاد را ز صید ربط رم آشنا است

وله
جان داده اند زمین جگران بی نسبتت | از گوشه ابروت تو ایما شده است

وله
شده ام پاس من از خط شعاعی روشن | هر هر موی تنم نامه تصویر که بود

وله
آتشی در دل و اسوختنها فنا ده اج | باز سیماب خاکستر اکسیر چکید

رباعی
ای آنکه بهار گلشن امکانی | در پرده نهان بصورت انسانی
با ذات احد توئی صفات احمد | جان ابدئی و همه بدن را جانی

شہر حیدرآباد مین آئے۔ مقالات غرائب کا مولف لکھتا ہے کہ نواب صمصام الملک بہادر
صارم کے دربار مین فقیر سے ملاقات ہوتی ہے مجھہ سے اتحاد دلی رکھتے مین۔ آپ علم
عربی مین مہارت رکھتے ہین فارسی مین بھی لائق ہین۔ خوش خلق کشادہ رو بدیہہ گو
سخن شناس معنی رس ہین۔ مین نے تذکرہ مقالات غرائب آپ ہی کی تحریک سے لکھا
قاضی صاحب مسودات کے صاف کرنے مین ولدہی فرماتے تہے۔ خداتعالے ان کو
جزائے خیر عطا کرے۔ آپکو تلمذ میر اولاد محمد خان ذکا سے تہا۔ آپکی طبیعت شعر گوئی
مین برق تھی۔ کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا۔ نزاکت لطافت مین ڈوبا ہوا تہا
اور آپکی ولادت معلوم نہین ہوئی نہ سنہ وفات کا پتا ملا

من اشعارہ الفارسی

او نہ از سوے چمن گلدستہ می آرد بدست	صد دل بلبل شکستہ بستہ می آید بدست
بعد مردن ہم نوا نم گشت دامن گیر او	از مزارمن بجائے سبزہ خار آید برون
گر امی شعلہ روز در دلم یارب چنین نگین	امیر بزم سہ شنبہ مین چو خون از چشم تر نگین
نہم جائے صدف برگ گل و تنگ ظرف بیایم	بوصف لالہ روئے گر کنم حرفے رقم رنگین
بہر صید دل بہ تحیلہ می آئی خوش است	رسم شوخی تحفظ زحجاب تحفہ

من اشعارہ الہندی

تن شہرین پہ چھپایان جسنے دیکہا ہے جوڑا	اُسی دم کو کن سا تیشہ حسرت سے ہر جوڑا
کنارے زلف کے نزدیک کیا بل کہا کے گرتے ہین	کہ کالے ناگ نے گویا الٹ کر کے چلے چہوڑا
گذر گئی عمر سب خوش قامتوں کے ٹھوکرین کہاتے	ہما ایسہ ہی سالم ہے گویا اس باٹ کا ۔ وڑا
خاک میری مت بیابان سے اڑا اے گردباد	ان غزالون کی مجہے ہر نقش پا آوین بے یاد

درشن دکھا کے آتش غم کو مرے بجھا
میں تشنہ لب ہوں درشن دیدار کی قسم

ورنہ کرونگا فریاد جنہہ آنکھوں میں رکھ قدم
ہے تجکو میرے دیدۂ خونبار کی قسم

اس گلبدن کے شوق سے گلشن میں اے سراج
گلزار لالہ زار ہے گلزار کی قسم

اس سبز خط کی یاد اگر دل میں لائے
لخت جگر تراش زمرد بنائے

نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا
طوق قمری ہے حلقۂ شمشاد

آہ سوزاں سے میرے دامن صحرا میں سراج
قبر مجنوں پہ چراغاں نہوا تھا سو ہوا

ڈورے نہیں ہیں سرخ ترے چشم مست میں
شاید چڑھا ہے خون کسی بیگناہ کا

بجلی میں عیاں ہے سبزۂ خط
میرے عارض میں سبزہ مانی ہے

تیرے جو لب پہ نمودار ہے سیاہی خط
خبر نہیں ہے اثر دود آہ کس کا ہے

زندگانی درد سے ہے یار بن
کوئی بتا دے ہمکو آکے جہاں رہتے

خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو میں رہا نہ تو تو رہا جو رہی سو بیخبری رہی

شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

شب ہے ہنوز [illegible] جدائی کی تحریم
ہے میں [illegible] موج [illegible]

سالم - محمد کرم بخش

سالم تخلص - محمد کریم بخش نام ہے - آپ [illegible] الاصل ہیں - آپکا نسب [illegible] بتیس واسطہ سے حضرت عمر فاروق خلیفۂ دوم سے منتہی ہوتا ہے - پرگنہ [illegible] جو اورنگ آباد سے ساتھ کوس فاصلہ پر ہے - خدمت قضا پر مامور تھے - خدمت مذکورہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے - آخر آصفجاہ ثانی کے عہد میں معزول ہوئے - بحالی خدمت کیلئے

کہ اگر تمام عالم کے اشعار ایک طرف رکھیں اور سالک کا یہہ شعر مندرجۂ ذیل کو دوسری طرف
اور مجھکو ممیز قرار دیں تو میں سالک کے شعر کو تمام پر ترجیح دونگا وہ یہہ ہے

از بس بدشت کردہ ام آشفتہ نالہا
چون زلف ابتر شدہ شاخ غزالہا

انتہی کلامہ

من اشعارہ الفارسی

شکست شیشۂ خاطر ز ساغرم پیداست
چو لالہ داغ دل از کاسۂ سرم پیداست

جواب نامۂ من غیر ناامیدی نیست
ز دست سودن بال کبوترم پیداست

ولہ
در ہوائے عشق پروردم دل دیوانہ را
چون سپند از بہر آتش سبز کردم دانہ را

ولہ
ناخن توفیق نکشاید گرہ از کار ما
چون رگ سنگ است محکم رشتۂ زنار ما

ولہ
آشنائی کہنہ چون گردید بے لذت شود
کوزۂ نو بکند و روزی سرد سازد آب را

ولہ
دشت [illegible]
[illegible]

ولہ
[illegible]
دیوانہ از بس پر شدہ زنجیر کار [illegible]

ولہ
[illegible]
با شکست تلخ [illegible] گویم جواب [illegible] را

ولہ
نوای نالۂ من میرسد بغارت ہوش
تو برق تازی این نے سوار دریاب

ولہ
در خور خرج بود دخل دیوان [illegible]
[illegible] نفسے کے نفسے می آید

ولہ
زبان [illegible] توان [illegible] نیست
کہ [illegible] باشد

ولہ
از دو عالم گوشۂ چشم بتان ما را بس است
تیرہ بختان را چو داغ لالہ یک گل جا بس است

ولہ
نہ تنہا گرد باد از شوق او بیتاب میگردد
کہ مستی می کند بحر و برابر داب می گردد

خوبرویونکو نہین پردیمین ہرگز اعتبار
دُرِ صدف کے قید سے نکلے پہ پاتا ہے وقار

ولہ

دیکھئے آتا ہے قاتل کسطرح خنجر بکف
ایک مین ہون سو تو آوے لے رہا ہون سر بکف

کس بہت طامع سے آنکھ نیند سوئے ہے تجھے
ہر سحر دیکھا تو آتا ہے لئے تو زر بکف

ولہ

مجھے تو بے عبث کیون نیم بسمل کر دیا قاتل
نہ جیتا ہون نہ پورا مر چکا یہہ کیا قاتل

بچے کسطرح جو دستے ابرو کا ہو مارا
نہین بہی تیغ زہر آلود کا زخمی جیا قاتل

ولہ

زیب دیتا ہے زری جوڑا سنہری رنگ پر
شعلہ رویون سے مناسب ہے رکہے گر پاس راہ

اس حنائی دست پر دیکھا ہون سالم دست بند
کر لیا ہے پنجہ مرجان سے کیا الماس راہ

سالک ۔ مرزا سالک یزدی

سالک تخلص ۔ مرزا سالک نام ۔ یزدی الاصل ہے ۔ شاعر خوش مقال و نازک خیال تہا ۔ آزادانہ مشرب تہا درویشانہ زندگی بسر کرتا تہا ۔ مدت تک عراق و فارس مین سفر کرتا رہا ۔ اور وہان سے ہندمین وارد ہوا ۔ حیدرآباد دکن مین عبداللہ قطب شاہ کی خدمت مین پہنچا ۔ قطب شاہ نے سالک کی بڑی عزت کی اور منصب مناسب مقرر کر دیا چند مدت تک خوش خرم رہا ۔ جب قوم مغل بوجہ فساد حیدرآباد سے نکالی گئی ۔ اسوقت بیچارہ سالک بہی مقیسو اپنی قوم کے ساتہہ نکالا گیا ۔ وہان سے نکلا ۔ دلّی مین آیا شاہجہانی ملازمت مین شریک ہوا ۔ مدة العمر بادشاہ ہند کی مدح کرتا رہا ۔ آخر سنہ ۱۰۸۱ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا ۔ دہلی مین مدفون ہوا ۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکہتے ہین کہ سالک کا کلام شستہ و ہموار ہے لطافت و خوبی سے خالی نہین ہے ۔ اور یہہ بہی نقل کیا کہ حکیم رکنا کاشی کہتا تہا

وملازمت مین تہا۔ راجہ اسکے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔ ایکروز سپاہ نے تنخواہ کی بابتہ راجہ سے تکرار کی۔ باہم بحث وتکرار مین تیر وتفنگ کی نوبت پہنچی۔ چنانچہ سبقت کا تیر راجہ کے ہاتہہ پر پہنچا۔ راجہ زخمی ہوا سخت غضبناک ہوا قیامت برپا ہوئی۔ باقی بیگناہ افغان مع پچاس سوار سبقت کا رفیق رہا۔ رفاقت کا حق پورا ادا کیا۔ سبقت نے مع رفقا خوب مقابلہ کیا۔ آخر ضرب تیر سے زمین پر گرا۔ اسیر دستگیر ہوا۔ راجہ گردہر نے اسکو قتل کیا۔ حکیم چندندرت نے اوسکی تاریخ ایک سال کے تفاوت سے کہی ہے ہادی سکہراج زما سبقت کرد ۔ اور منشی لچہمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے مصرع تاریخ کو درست کیا۔ برابر عدد برآمد ہوتے ہین ہے گردسکہراج زما سبقت ہے اسکا کلیات ضخیم تہا تخمیناً دس ہزار ابیات تہین۔ اسی معرکہ مین تلف ہوگیا۔ تذکرہ خوشگو سے چند ابیات نقل کی جاتی ہین

من اشعارہ از جنگ نامہ

کنائی ست رنگین سواد چمن — که داده ز نام خدا سر سخن
چه معنی که در نسخه ام درج نیست — برنگینی حرف شنجرف نیست
کجا شاعری معنی اندیشه — تتلمذ سوی حق خرد پیشه
خرد پیشه ام حرف حق میزنم — نقاب از رخ تحقیق شق میزنم

بیان آمدن امیر الامرا

در اقلیم و آفاق افتاد شور — که خورشید بر ظلمت آورد زور
سپاه از شمار کواکب فزون — چو در موج تیغ آب داده بخون
چه گویم که غیرت شبیخون زده ست — بعصیان فلک خیمه بیرون زده است

سبقت - لالہ سکھراج لکھنوی

سبقت تخلص - لالہ سکھراج نام - وطن لکھنو - قوم کاینتہ اناپہ سے تھا - لالہ صاحب کے بزرگان سلف عمدۃ الملک اسد خان وزیر اعظم عالمگیری کی سرکار مین معزز خدمات پر مقرر تھے - سبقت ایام جوانی مین علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل و کسب علوم مین مشغول ہوا - چند مدت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوکر شاعری کیطرف مائل ہوا - کلام موزون کرتا تھا اور میرزا بیدل سے اصلاح لیتا تھا - میرزا اصلاح کیوقت فرماتے تھے کہ سبقت نام منور پر سبقت کہتا ہے - رفتہ رفتہ ایسا نامور ہوا کہ معاصرین نے اسکو لائق شعرا کے گروہ مین شمار کیا -

سید اسد اللہ خان عرف نواب ابا عمزادہ قطب الملک بارہہ کے سرکار مین ملازم تھا اور چند روز مہمات سلطانی کا کام انجام دیتا رہا - بعد مین خدمت دیوانی پر مامور ہوا - دکن کے محاربات مین امیر الامرا حسین علیخان بارہہ کے لشکر مین تھا - اکثر نمایان کام کئے - جب امیر الامرا اور خان عالم پر برہانپور مین فتح پائی - فتحنامہ نظم مین منظوم کرکے پیش کیا - تقریباً اسکی سالانہ مواجبات ہوئے - بادشاہ نے پانصدی منصب اور انعامات سے سرفراز کیا - سادات بارہہ کی تباہی کے بعد صوبہ مالوا مین بصیغہ جمعداری بسر کرتا تھا - اسکے ماتحت مین سو سوار تھے - لالہ خوشگو اپنے تذکرہ مین لکھتا ہے کہ فقیر اوائل جوانی سے آپکی خدمت مین آیا جاتا ہے - اور آپ سے تلمذ حاصل کیا ہمعمری کیوجہ سے بے تکلفانہ صحبت رکھتا تھا - انتہی کلامہ

آخر ماہ شعبان فی سنہ [illegible] ہجری مین صوبہ مالوا مین راجہ گردھر بہادر ناگر گجراتی کی خدمت

زرنگ باختن یا بخت حیرانم
خدنگ او بدلم ناشکسته بیرون رفت
ببزم وصل بتان به که شمع سان سبقت
بسکه محو سعی بیجا حمل بود اندیشه ام
چون تصویر از بساط وهم چیدم بزم بیرنگی
خموشی ساز آرام است تا کی هرزه نالیها
بداهت یکطرف تسلیم با صحبت ها اثر دارد
اسی از نگه گرم تو بینا سی داغ
تو چشم خس پوشی و خس هم بیجا

برنگ آینه شد گرد و چار کسی
سهی قدان بنشینند در کنار کسی
کنیم نقد دل و جان خود نثار کسی
درد و بدن شد برنگ موج قطع ریشه ام
فشاندم دامن هستی بقدر گردش رنگی
شنیده ام اینقدر از پرده گوش گرانگی
بود شیخ عصا در دست من سبقت کهن لنگی
دیدی تو ز کوری لت داد شراغ
سیلی ست که شد سرمه کش چشم چراغ

سجاد ۔ میر سجاد علیخان بہادر حیدرآبادی

سجاد تخلص ۔ میر سجاد علیخان بہادر نام ۔ آپ مشاہیر امرا حیدرآباد سے تھے ۔ شاہ میار الملک سے آپکی قرابت قریبہ ہے ۔ آپ پگین پلی کے جاگیرداروں میں سے ہیں آپنے فارسی میں عمدہ لیاقت و استعداد حاصل کی تھی انشا پردازی اور سخن طرازی میں بے مثل تھے شعر خوب کہتے تھے ۔ کلام صاف و شستہ ہوتا تھا ۔ مہاراجہ بہادر چندو لعل نے آپکو بندگانعالی سے سو روپیہ ہوار مقرر کرایا ۔ خانی و بہادری کا خطاب دلوایا ۔ آپ خوش طبع و خوش فکر تھے ۔ صاحب ہمت و سخاوت تھے ۔ مہمان نواز و آشنا پرور تھے ۔ آخر آپ سنہ ۱۲۴ ہجری میں بہشت بریں کو روانہ ہوئے ۔ آپ میر عباس علیخان بہادر متخلص کافی کے بھائی حقیقی تھے ۔

مخالف ز می چشم عبرت کشاد — که شتی در عه دیوار قلعه فتاد
تو گفتی که معراج حق رو نمود — در آسمان بر پیمبر کشود

چونکہ اُس کے نوکر کا نام اسد اللہ تھا۔ بحر مین نہین آسکتا تھا۔ مگر بکتہ اس حسن ادا سے ادا کیا۔ ؎

بنامش که شیر خدا ز الهی است — ادب سکته معذور اسد اللهی است
چو نوبت بعالم علیخان رسید — ظفر آفرین آفرین خوان رسید
ببالای فیل آن جوان غیور — نمایان چو رخ تجلی ز طور

از غزلیات

مده تکلیف همی آن دلبر گیسو مسلسل را — که هم در دم سر شد بر جبین آن خوش صندل را
ببیادت از کتاب دل کجا حرفی بود ظالم — لطیفی خوانده بودی این گلستان باب اول را
بفقر آمادگان هرگز نسازد ننگ سوای — بگو با تاج تا پوشد همان جیب سر کل را
وله
کلفت انجامد و بیرانی چه و تعمیر چیست — گر ز مستی آن نباشد خاک دامنگیر چیست
عیب آخر ز اهل جز گناه کاری نیست — خون مادر خورده‌ای نا قابل از خود شیر چیست
وله
چه خون در دل نمی کرده ظالم — بباغ رفتی و شمشاد هم قد رسا ست
وله
هر که نظاره بر آن مصحف رخسار کند — یاد گیرد سبق بوسه و تکرار کند
وله
او بفکر من است و من فارغ — بندگی هم خدای می دارد
وله
چو نقش پا بسر کوی انتظار کسی — نشسته ام که شوم خاک رهگذار کسی
مرا چو رشته رگ جان بخویش می پیچد — خدا نکرده که افتد گره بکار کسی
شد از خطوط شعاع این سخن بمن روشن — که هست در دل خورشید خار خار کسی

شہر اورنگ آباد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ من اشعارہ

مرا گنجفہ بازی بود نظر بازی   کہ میکند ورق آفتاب آئینہ را

سخن۔ سید محمد خان بہادر اصفہانی

سخن تخلص۔ سید محمد خان نام۔ اصفہانی المولد ہے۔ شاعر خوش کلام و شیرین بیان تہا۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تہا۔ خلیق و لئیق تہا۔ یاران ہم مشرب کے ساتہہ خوش صحبت تہا۔ اصفہان سے شہر مچھلی بندر مین پہنچا۔ تجارت کرنے لگا۔ شہر مذکور سے مدراس مین آیا نواب امیر الامرا بہادر والی مدراس کی ملازمت مین مشرف ہوا اور خطاب خانی سے ممتاز۔ پہر چند روز کے بعد والاجاہی زمانہ مین دیوانخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور بہادری کے خطاب سے سرفراز۔ حیدر آباد دکن مین بطریق سیر آیا ہے۔ صاحب دیوان ہے دیوان مختصر ہے اسمین چند قصائد و غزلین ہین۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین سخن گوئی سے خاموش ہوا یعنی فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

بداں خانۂ زعشق گلعذار کردہ ام پیدا   ازین خواری بعالم اعتباری کردہ ام پیدا

اشک خونین سراپردۂ دل   میرسد موسم گلکاریہاست

در شب ہجر خیال رخ دوست   سرمۂ دیدۂ بیداریہاست

آسمان ہرگز دل اہل وفا را خوش نکرد   کار او در بیوفائی چون دل آزار من

ساقیا فصل گل بعیش بستان خوش است   میکشان را روی گل با نغمۂ مستان خوش است

حسرت دوریت ز دیدۂ من خواب ربود   اینقدر شد کہ بہ خمیازہ ہم آغوشم کرد

من اشعاره الهندی

دعوے کرے جو خال لب لبرا سے مشک
آوے اگر اُسکے کوچہ گیسوئے باغ مین
ہے جو مریض خال و خطِ یار اسے مسیح
فقط سرو چمن شکل سنان ہے مجکو
گر نہوئے نو بہار عین خزان ہے مجکو
ساکن کوچہ جانان کو چمن سے کیا کام
ناصحا مغز خراشی تو عبث کرتا ہے

ولہ

تا حشر منفعل رہے اپنی خطا سے مشک
ٹپکے بجائے دانۂ شبنم قبا سے مشک
بہتر ہے اوسکے خون مین تمہاری دوا سے مشک
اثر دہا بن ترے ہر نہر روان ہے مجکو
نکہت تختہ گل موج دخان ہے مجکو
باب جنت دہن شیر ژیان ہے مجکو
پند سننے کی ترے تاب کہان ہے مجکو

سوز۔ میان عالم خان

سوز تخلص۔ میان عالم خان نام۔ واقع مین آپکی نسب کا سلسلہ شہنشاہ سے منتہی ہوتا ہے۔ لیکن مصلحتہً آپ اس نسبت سے انکار کرتے تھے۔ اور خود کو سوز ہی مشہور کیا۔ عالمگیری زمانہ مین منصب مناسب پر مقرر ہوئے۔ چند مدت کے بعد تارک الدنیا ہو گئے۔ بلدۂ اورنگ آباد مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ مدت العمر عبادت الٰہی مین ہمہ تن مصروف رہے۔ گوشہ نشینی کی بدولت درجۂ کمال کو پہنچے۔ امرا و سلاطین کی صحبت مین قبولیت کا مرتبہ پایا۔ بہادری دلیری مین مشہور تھے۔ تلاش معاش سے دست بردار ہو کے کسی امیر یا فقیر کے پاس نہین جاتے تھے۔ جب تک زندہ رہے آفتاب عزت و آبرو کے ساتھ رہے۔ چونکہ طبیعت مین شعر و شاعری کا شوق جولانی کر رہا تھا۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ آپکا انتقال ۱۱۹۰ ہجری مین ہوا۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

خوش نویسی مین استاد تہا اکثر خطوط حسن و خوبی کے ساتہہ لکہتا تہا - عالمگیری زمانہ مین ولایت سے ہند مین وارد ہوا بادشاہ نے کتب خانہ کی داروغگی سے سرفراز فرمایا - اکثر مضامین شاہی اسی بزرگ کے قلم سے لکہائے جاتے تہے - بادشاہ نے خوشخطی کیوجہ جواہر رقم خان کے خطاب سے ممتاز فرمایا تہا - اکثر اوقات بادشاہی مسودات کو بتبیضہ کرتا تہا سنہ ۱۱۶۸ ہجری مین فوت ہوا - اور اورنگ آباد دکن مین دفن ہوا - **من اشعارہ**

من آن مرغم کہ نوحی در قفس دارم   صفیری می کشم تا نعرہ واری نفس دارم

سرخوش - محمد علیم الزمان

سرخوش تخلص - محمد علیم الزمان نام - آپ مولوی شیخ وجیہ الزمان مرحوم کے خلف الصدق ہین - فارسی عربی مین مستعد - طالب العلمی مین تکمیل کی فکر رہے تہے کہ شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا - تکمیل کتب کی فکر جاتی رہی - بندش و تلاش معانی کی فکر کرنے لگے - آپ میر احمد امیر لکہنوی سے مشق کرتے رہے - رفتہ رفتہ آپکا کلام پاکیزہ و شستہ ہونے لگا - آپ جو کچہہ کہتے ہین اسمین شستگی و پختگی نظر آتی ہے سنہ ۱۳ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوتے تہے - چند مدت تلاش معاش مین متردد رہے آخر محکمہ عدالت مالگذاری مین صیغہ دار ہوگئے تہے - چند مدت کے بعد عازم ملک بقا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون -

من اشعارہ الہندی

قضا ہی ہوگئی مقتل مین مضطرب سرخوش   اگر نہ تہا تو تمہین کو کچہہ اضطراب نہ تہا

ایک پہلو مین پری ایک وہ حور رہے   ایک طرف نار رہے ایکطرف نور رہے

بلبل آنکہ ترا نغمہ سرا کرد مرا — در چمن قمری آن سرو قبا پوشم کرد

نازِ رخصت بیدا دمدہ اے طناز — کہ دل سوختہ آہنگ میدن دارد

شکوہ از دست تو ہرجا نتوانم کرد — زاری من بسر کو شنودیدن دارد

سعدی

سعدی تخلص - شعراء دکن سے مشہور ہے۔ اُسکی زبان روزمرہ دکن سے آشنا - دکنی لب لہجہ اُسکے کلام سے ظاہر ہے۔ اُسکا مزار خاندیس مین - برہانپور کے قریب جوار مین مشہور ہے۔ صاحب نکات الشعراء نے اُسکے دو تین اشعار لکھے ہین - انکے سوائے کوئی اور نہین ملے۔ ہم بھی نکات الشعراء سے انہین اشعار کو نقل کرتے ہین - بعض تذکرہ نویسون نے سعدی دکنی کو سعدی شیرازی لکھدیا - انہون نے بڑی غلطی کی

من اشعارہ الہندی

ہم نا تمن کو دل دیا تم نے لیا ہور دکھ دیا — تم یہ کیا ہم وہ کیا ایسی بھلی یہ ریت ہے

رونین گے گھر مین بھرون رو رو بجو دلکو بھرون — پیش سنگ کوہ سر ان پانچا و دو مہیت ہے

سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ — در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

سید - سید علیخان

سید تخلص - سید علیخان نام - جواہر رقم خان خطاب - سید صحیح النسب ایرانی الاصل تہا فضائل و کمالات سے آراستہ انشا پردازی و نظم و نثر مین بلند پرواز تہا - سخن سنجی و شعر گوئی مین نہایت ہی ہوشیار و چالاک تہا - آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا

اورنگ آباد دکن مین بادشاہی لشکر کے ہمرکاب آئے۔ محمد اعظم شاہ کی سرکار مین کتب خانہ
وجواہر خانہ و خوشبو خانہ کے داروغہ مقرر ہوئے۔ آپکے والد ماجد بہی اعظم شاہ کے بعد
نوکری چہوڑ کر فقیر ہوگئے۔ نواب غفرانمآب کے زمانہ مین ہفصدی منصب پر سرفراز تہے
آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابہی آپ آغوش مادر مین تہے کہ والد بزرگوار نے
رحلت کی۔ آپکا نشو و نما جد بزرگوار کے سایہ محبت مین ہوا۔ اور آپنے بقدر ضرورت
تربیت و تعلیم بہی پائی۔ پہر جد بزرگوار بہی بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ آپ عالم تنہائی
مین بجز افسوس و حسرت کے سوائے کوئی یار و غمگسار نہ تہا۔ خانہ داری خاندان پرورش کا
بار آپکے سر پڑا۔ بامر مجبوری سر لیا جسقدر آفتین اور مصیبتین پیش آئین سہتے رہے
زمانہ کی گردشون کو جہیلتے رہے۔ مگر باوجود ان مصائب تکالیف آپکو علم کی تحصیل کا شوق
تہا۔ ولیکن ولولہ و جوش تہا۔ موہمارتے جب گہر کے انتظام سے فرصت ملتی تب
علما کی مجلس مین جاتے جہانتک ہو سکتا استفادہ حاصل کرتے۔ اسیطرح ایک مدت تک
ملازمت کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ تحصیل کتب سے فارغ ہوکر علما کے سلسلہ مین داخل ہوے
معاشی منصب تہے گذر اوقات کے لئے کافی ہوا پاتے تہے۔ زیادہ کی ہوس نہین
کی۔ قناعت گزین ہوئے۔ باحصول شاکر و صابر رہے۔ موزون الطبع تہے جوانی کی
طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین پیش قدمی کی ابتدا ہی مین ایسی چستی و چالاکی
سے قدم ڈالے کہ اپنے ہمعصرون سے کہین زیادہ آگے بڑہ گئے۔ اور شعرا ہی کو اپنی ہیبت بٹہا
دی کہ ہر ایک مجلس مین آپکی شاعری جلوہ افروز تہی۔ اور آپکے کلام سے حیرت کہ کہر
ہونے لگے۔ اتفاقا ان سخن غور و فکر سے پڑہنے لگے۔ سب نے آپکو کہا پایا۔ آپکی لیاقت
واستعداد کو مان لیا۔ موجودہ شعرا مین ایسی شہرت پائی کہ استادی کے درجہ کو

کریں گے دہر میں ہم صنم کو تلاش ہم
لیں گے نہ جا کے کعبہ میں احسان خلیل کا

سخی ۔ میر خیرات علیخان حیدرآبادی

سخی تخلص ۔ میر خیرات علیخان نام ۔ آپ میر امیر علیخان حیدرآبادی کے فرزند ہیں آپ بزرگ امراء حیدرآباد سے ہیں ۔ نواب روشن الدولہ بہادر مغفور نے آپکو اپنا متبنی کیا تہا ۔ آپ حضور بندگانعالی کے منصبداروں میں شریک ہیں ۔ تہوڑی ماہوار بالفعل پاتے ہیں ۔ فارغ البال خوش حال ہیں ۔ آپکی عمر پچاس برس کی ہوگی مرزا ستیا بیگ منتہی کے شعرگوئی میں شاگرد ہیں ۔ ہم شعر اچہے خوش کلام ہیں [illegible] ۔

من اشعارہ الہندی

رہے چمن میں نہ بلبل کا نام تک باقی
دیا ہے حکم یہ گلچیں نے جب [illegible]

یہہ آہ وہ ہے نہ رکے گی کبہی روکے سے
یہہ تیر وہ ہے کہ توڑیگا آسمانوں کو

اب آرزوئے رہائی نہیں رہی صیاد
قفس میں بہول گئے اپنے آشیانوں کو

اگر وصال نہیں تو خط و پیام سہی
برائے صبر دل اتنا بہی کچہہ تو ہو

مجہے ہے فکر سخن اسلئے سخی دل سے
جہان میں بعد فنا یادگار کچہہ تو ہو

سامی ۔ سید عبدالقادر اورنگ آبادی

سامی تخلص ۔ شاہ غلام قادر نام ہے ۔ اورنگ آباد وطن ہے ۔ سادات صحیح النسب سے تہے ۔ آپ کے جد بزرگوار سید فیض اللہ المخاطب بسید ہدایت اللہ خان شاہجہان کے عہد میں جلیل القدر خدمات پر مامور تہے ۔ اور عالمگیری زمانہ میں آخر عمر میں

اقرار مع الشرط ہونا چاہیے۔ آپنے قبول کیا۔ اور یہ شرط ٹھہری کہ آئندہ جب سفارش
کروں تو مجھکو شہر بدر کر دینا۔ امیر بھی راضی ہوا۔ دس پانچ جو مسافر تھے اُن کی سفارش
کی۔ وہ سب آپکی بدولت نوکر ہو گئے۔ پھر چند روز تک خاموش رہے۔ اسی عرصہ مین
چند بزرگ آپکی خدمت مین آئے اور گذارش کی کہ حضرت ہمارے لئے کچھ تدبیر کیجیے۔ خدا
و رسول کے لئے سفارش کیجیے ہم غریبونکا کام آپکی عنایت سے حاصل ہوگا۔ آپنے فرمایا
اچھا چلو۔ سب کو ساتھ لئے اپنا بستر و بوریا بھی باندھ لئے۔ امیر کے پاس آئے اور فرمایا کہ مین
اپنے اقرار پر قائم ہون مجھے اُس سے انکار نہین۔ ان غریبون کا کام تحفہ مین کر دیجئے
اور فقیر کو رخصت کیجیے۔ فقیر سفر کے لئے مستعد و تیار ہے۔ بستر و بوریا دکھا دیا۔ امیر قدم بوس ہو
کر پڑا۔ اول سے زیادہ معتقد ہوا۔ اور فرمایا۔ آپ یہین رہیے۔ آج سے آپکو اجازت عام ہے
ہر کس و ناکس کی سفارش کرتے رہیے۔ واہ رے امیر واہ رے فقیر دونون آفرین کے
لائق ہین۔ اکثر عوام الناس بیجے موقع و محل مین کہتے ہین کہ اگلا زمانہ متبرک تھا۔ اور
اہل زمانہ بھی بزرگ تھے۔ عوام کا یہہ قول غلط خیال ہے کیونکہ زمانہ ایک ہی ہے مگر نیکی
و بدی سے بلحاظ اہل زمانہ موصوف ہوتا ہے۔ زمانہ ٹھیک درست ہے۔ اہل زمانہ بھی
اچھے مین ہان اتنا فرق ہے اُسوقت کے لوگ نہایت عمدہ و درست تھے۔ اکثر اولیا علما
و کبار مشائخ نیک طینت ہوتے تھے۔ اب بھی کچھ مرد نیکو و خوش خو ہین۔ آجکل امرا مین
بہ نسبت فقرا و علما کے خصائل زیادہ نکلین گے۔ ہمکو تو فخر ہے جو ایک واقعہ ہمارے فرزند دلبند
امیر بن الامیر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ مدار المہام سرکار عالی کے پاس گذرا۔ وہ یہہ ہے
کہ تھوڑے دن گذرے کہ حیدرآباد مین مشہور ہوا کہ وزارت بدلنے ہی کو ہے کوئی دوسرا وزیر مقرر ہونے والا ہے
اس عمومی خبر سے عام کے دلون مین تردد واقع ہوا۔ شہر کے کسی امیر نے ایک خواست

پہنچے۔ اکثر طلبہ آپکی شاگردی کے سلسلہ مین آئے اور درجہ کمال کو پائے۔
آپ شاعر پرگو خوش مزاج ظریف الطبع سلیم الوضع تھے۔ صاحب خلق خندان جبین
و شگفتہ رو تھے۔ صلح کل صاحب توکل مستغنی از جز تا بکل تھے۔ درویش دوست
غریب آشنا حق شناس حق نما تھے۔ آپکو قادریہ طریقہ مین بیعت و اجازت حاصل تھی
پیری مریدی کا طریقہ جاری تھا۔ آپ بافیض تھے۔ خلائق آپکی فیض نعمت سے فیضیاب
ہوتی تھی۔ ایک جہان آپکے چشمہ فیض سے سیراب ہوتی تھی۔ آپکی خانقاہ کیا امیر و فقیر کیا
شاہ و وزیر سب کا مرجع تھی۔ حصول آثار و مقاصد کا مجمع تھے۔ آپ صوفی باصفا تھے
راضی برضا تھے۔ جامع کرامات و حاوی خرق عادات تھے۔ عاشق رسول اللہ صلعم
شائق فنا فی اللہ تھے۔ اہل بیت و اہل اللہ کے مداح تھے۔ خدا کی راہ مین جان نثار اور
اسکی محبت و عشق مین زار و نزار تھے۔ آپکی ہمدردی و رفاہ عام کا عام مین نام تھا۔
خلائق کی حاجت روائی آپکا کام تھا۔ اکثر شہر کے عماید و امرا آپ کے مرید و معتقد تھے
جو کچھ آپکی نظر مین آتا تھا سب فقرا و غربا پر تقسیم ہو جاتا تھا۔ شہر مین آپکی خانقاہ
اور شاہ مسافر کا تکیہ مسافرون کی فرودگاہ تھی۔ دونون مقام مین مسافرون کو گھر سے
زیادہ آرام ملتا تھا۔ آپ مہمان نواز و غریب پرور تھے۔ مہمان کی دلداری و غمخواری
کرتے تھے۔ جو مسافر طالب دنیا ہوتا اسکی سعی سفارش کرکے ملازم کرا دیتے تھے۔ جو طالب
خدا ہوتا تھا اسکو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ نقل مشہور ہے کہ آپ ہمیشہ سفارش کرتے
تھے۔ اور یہی آپکی عادت مستمرہ تھی۔ ایک دن ایک امیر سے کسی مسافر غریب کی سفارش
کی امیر نے اس لحاظ سے کہ آپ آیندہ کسی کی سفارش نکرین فرمایا کہ حضرت اسوقت
جسقدر سفارش کرنا ہو کیجیے۔ اور اقرار کیجیے کہ آیندہ کسیکے بارہ مین نہین کہون گا۔

چشمہ ہے۔ غزلہائے نمکین و کبتھائے دلنشین و مخمسات و مستزاد و رباعیات و قطعات و قصائد لائق تحسین و آفرین کا کشکول ہے۔ آپکے اکثر قصائد خدا و رسول صلعم و اہل اللہ کے فضائل و مدائح مین ہین۔ چمنستان شعرا مین شفیق اورنگ آبادی لکھتے ہین کہ دکن مین اکثر اہل دکن آپکے معتقد ہین تھے۔ آپ اورنگ آباد و حیدرآباد و بیدر و ارکاٹ و سورت و کوکن و برار مین دورہ فرماتے تھے۔ اور فقیر سے محبت دلی رکھتے ہین۔ فیما بین مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ باہم جاری ہے۔ فی الحال یعنی سنہ ۱۳۲۵ ہجری اورنگ آباد مین سکونت فرما ہین۔ مین اکثر اوقات آپکی خدمت مین آمد و رفت کرتا ہون۔ اور آپ بھی کبھی کبھی میرے غریب خانہ پر تشریف لاتے ہین۔ انتہی کلامہ

آپ پاکیزہ رو و پاکیزہ دل تھے۔ روشن ضمیر و دستگیر تھے۔ اعانت و ہمدردی مین تصور نہین فرماتے تھے۔ آپکی عنایت بادشاہ و فقیر پر مساوی تھی۔ ہندو مسلمان سے موافق تھے۔ صلح کل کا طریقہ مرغوب تھا۔ ہر ایک کو خوش رکھنا مطلوب تھا۔ دلجوئی و دلداری آپکا کام تھا۔ دکن کے ہر کوچہ و بازار مین آپکا نام مشہور و معروف ہے۔

گزارش فقیر مولف

مین ناظرین کی خدمت مین نہایت افسوس کے ساتھہ گزارش کرتا ہون کہ آپکا دیوان و قصیدہ و شمشاد میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تھا۔ میرا کتبخانہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا۔ صاحب ترجمہ کا دیوان و قصیدہ و شمشاد بھی کتبخانہ کے ساتھہ آب و تلف ہوگئے۔ چونکہ مین نے آپکی سوانح عمری کے خاتمہ پر آپکے اشعار انتخابی نہین لکھے تھے۔ اسوقت اشعار کی بابت

بچوں کی منٹھائی کے لئے نواب صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ اور نواب صاحب سے کہا کہ
آپ جلد منظور کیجیے۔ نواب صاحب نے درخواست رکھ لی۔ پھر صاحب درخواست نے
عرض کی۔ آپ نے کہا اچھا پھر عرض کی نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ جلدی نہ کیجیے میں کر دونگا
آخر مصداق صاحب الغرض مجنوں پھر عرض کیا جلدی کا ... تو کیا کروں۔ نہیں معلوم
کل کیا ہوتا ہے۔ شاید آپ نہ رہیں۔ نواب صاحب خاموش ہو رہے۔ اسی اثنا میں کوئی جواب نہیں ملا
جو کچھ کام تھا پورا کر دیا۔ دیکھئے نواب صاحب کا کیا حلم و کیا رحمت کہ کچھ نہیں کہا اور
اس غریب کا کام کر دیا۔ فی زماننا بھی ہمارے شہر میں اسی طرح کے بہت سے امرائے قدیم
موجود ہیں جن کا خمیر ہمدردی غربا و فقرا سے ہے افسوس ہے کہ ایک حالات عادات مجنون با
تذکرہ امرائے دہلی کے نام سے لکھے ہیں۔ ابھی یہ تذکرہ طبع نہیں ہوا ہے تذکرہ مذکور بعد
طبع ہو گا۔ چمنستان شعرا میں مرقوم ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۹۶ھ ہجری میں واقع ہوئی
اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ اور آپ نے ایک قصہ سرو شمشاد
کے بیان میں لکھا۔ اسکے اشعار چند ایسے ہیں۔ اب وہ قصہ نادر الوجود ہے۔ جہاں سے ہو
کیا اردو ... حصہ میں اسکا پتا نہ پایا۔ ہم انہیں سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کرینگے
آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے آپ نے ایک سرو شمشاد کا قصہ لکھا۔ مثنوی کی
طرز پر تھا۔ کئی ہزار اسکے اشعار تھے۔ اکثر تذکرہ نویسوں نے ... قصہ مفقود ہو گیا۔
آپ کو اسکے لکھنے میں بڑی دقت پیش آئی۔ جب آپ نے ۱۱۰۰ ہجری میں یہ قصہ تصنیف
فرمایا۔ آپکا کلام نہایت رنگین ہے۔ بہ لحاظ تکلف پاک صاف ہے استعارہ و کنایہ سے
مملو ہے۔ الفاظ شستہ با معانی ہیں۔ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب دیا ہے
مطالعہ سے لطف حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح آپکا دیوان بھی مضامین شیرین و معانی رنگین کا

اس کے طبع و ترتیب کا اہتمام کرتے تھے۔ رسالہ مین اکثر مضامین مفیدہ مطبوع ہوتے تھے۔ اگر وہ رسالہ اب تک جاری رہتا تو ایک عمدہ ذخیرہ تاریخی ہو جاتا افسوس ہماری مصلحین قوم نے اسکے بقا کا لحاظ نہین کیا حیدرآباد مین ہر ایک چیز کے ایجاد کرتے وقت نہایت جوش کے ساتھہ اہتمام ہوتا ہے لیکن آخر چند ہی روز مین اسکا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ فقیر مولف کو بجز اسبات کے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی ہے۔ موجدین کی غرض ایجاد سے نمائش ہوتی ہے۔ اگر واقع مین نمائش ہو تو اسکا وجود و عدم مساوی ہے ہان موجد کی اسیقدر نمائش و شہرت تو ہو جاتی ہے واقعی ہمدردی و جوانمردی وہ ہے جس کام کی ابتدا کرین اُسکو خوبی کے ساتھہ درجہ کمال کو پہنچائین۔ تاکہ قوم کے خاص عام اس سے مستفید ہو جائین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت و دلچسپی و خوبی سے خالی نہین ہے۔ آپکی رحلت ۱۲۹۱ھ سنہ ہجری مین واقع ہوئی۔ آپکی عمر تخمیناً ساٹھہ پینسٹھہ برس کی تھی۔ باوجود ضعیفی مزاج مین چستی و چالاکی تھی۔ جس کام کا ارادہ فرماتے تھے اُسکو پورا کرتے تھے۔ خوش اخلاق و بامروت ہر ایک سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کے ساتھہ ملتے تھے۔ خاص حیدرآباد مین آپکے اکثر تلامذہ موجود ہین۔ آپکا ایک فرزند محمد مرزا متخلص بہ عابد وظیفہ خوار سرکار عالی نظام موجود ہے۔

من اشعارہ الہندی

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا	خدا کو کرکے چلا تا ہون نگہبان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین	گویا ہمارے واسطے کچھہ بھی بنا تھا
رہے آشنائی فقط نام کی	وہ نام آشنائی زبان رہ گیا

بہت کچھہ پریشان ہوکے کتبخانہ آصفیہ و کتبخانہ مختاریہ مین دیوان و قصہ کو تلاش کیا۔ نہین پایا۔ بامرلاچاری اشعار کے لکہنے سے معذور رہا۔ لیکن دیوان و قصہ کی تلاش مین ہمہ تن مصروف ہون۔ اگر ملجاٸین گے تو اسمین سے آپکے نتائج طبع کو ضمیمہ مین لکہہ دون گا۔ العذر عند کرام الناس مقبول۔

سالک۔ مرزا قربانعلی بیگ

سالک تخلص۔ مرزا قربان علی بیگ نام۔ آپ نواب مرزا عالم بیگ کے خلف الصدق ہین۔ آپ مولداً حیدرآبادی و سکناً دہلوی تہے۔ لیکن آپکی تربیت و تعلیم دہلی مین ہوئی۔ تعلیم و تربیت سے فارغ ہونیکے بعد مہاراجہ الور کی ریاست مین خدمت وکالت پر متقرر تہے۔ چند مدت کے بعد الور سے قطع تعلق کرکے حیدرآباد دکن مین آئے صیغہ تعلیمات مین سر رشتہ داری کی خدمت پر متعین ہوئے۔

آپکو اولاً تلمذ مومن خان دہلوی کی خدمت مین تہا۔ ثانیاً مرزا غالب کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ ابتدا مین بمناسبت نام قربان تخلص کرتے تہے۔ آخر مرزا کی شاگردی مین سالک تخلص اختیار کیا۔ ذکی الطبع و سخن سنج و سخن فہم تہے۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین۔ شعر و شاعری کے فنون سے ماہر۔ و محاورات فارسی و ہندی سے واقف۔ فلسفی مشرب۔ ہمدردی و بہتری قوم کے خواہان ہوتے تہے۔ مخزن الفواٸد نام کا ایک رسالہ حیدرآباد مین شائع کیا۔ اسمین اکثر مضامین مفید ہوتے تہے۔ اصل مین رسالہ کے موجد و سرپرست مخدومی جناب مولوی سید حسین صاحب المخاطب بہ نواب عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات سابق تہے۔ اور ہمارے سالک صاحب مرحوم

سرمد۔ حکیم سعید۔ المعروف بہ صوفی سرمد

سرمد تخلص۔ حکیم سعید نام۔ آپ اصل مین قبائل ارامنہ سے تھے تحصیل علوم سے فارغ ہونیکے بعد پیشہ تجارت مین مصروف ہوئے۔ تجارت کیوجہ عراق عرب وعجم مین اکثر اوقات سیاحت فرماتے تھے۔ چندمدت کاشان مین سکونت پذیر رہے۔ آپ کی طبیعت تصوف و تعرف کیطرف مائل تھی۔ آپ سیاحت مین بزرگان بلاد و امصار سے ملتے تھے۔ ہرایک بزرگ کی خدمت سے مستفید ہوتے تھے۔ بزرگان صاحبدل کی توجہ سے آپکے دل مین عشق ومحبت کی آگ مشتعل ہوئی۔ پھر آپ کاشان سے برآمد ہوئے۔ سیر وسیاحت کرتے ہوئے شہر ٹتہ سندہ مین پہنچے۔ وہان ایک ہندو بچے پر جسکا نام ابہی چند تہا فریفتہ ہوئے۔ چنانچہ خود صوفی کہتا ہے ؎

نمیدانم درین چرخ کہن دیر خدائے من ابہی چندست یا غیر

اسی لڑکے کے عشق مین تمام مال واسباب کو مساکین پر تقسیم کردیا۔ جو کچھ میسر تہا کل لٹا دیا۔ بقدر ضرورت بہی کوئی چیز باقی نہین رکہی۔ یہانتک کہ جامہ پارچہ ستر عورت وبدن کیلئے بہی نہین رکہا برہنگی اختیار کی۔ آپکا لڑکے پر فریفتہ ہونا صادقانہ تہا لڑکے کے والدین آپ کی پارسائی وپاک طینتی دیکہکے چند روز آپ کو اپنے گہر مہمان رکہا آپ محبوب کے در پر پڑے رہتے تہے۔ ہروقت محبوب کے دیدار و درشن مین محو رہتے تہے آپنے لڑکے کو توریت و زبور پڑہائی۔ لڑکے کو اپنی محبت کی کشش سے اپنے طرف کہینچ لیا۔ لڑکا آپسے ایسا مانوس ہوگیا کہ تمام خویش واقارب سے برخاستہ ہوکے آپکے ساتہہ ہی خاک نشین ہوگیا۔ بہارستان سخن کے مولف نے لکہا کہ آپ مع ہندو بچہ ٹتہ سندہ سے

میرا ہوا آشیانہ اور آدھا جلا ہوا | وله | بجھ بھی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا

میں نکلتا تری محفل سے اکیلا اے کاش | وله | غم یہ ہے ساتھ میرے غیر کا ارمان نکلا

سالک جو کوئی عشق میں مجھکو برا کہے | وله | تکتا ہوں منہ کو اور یہ کہتا ہوں ہاں درست

مایوس و ناامید ہیں کیا مدعا سے ہم | وله | کہتے ہیں اور کہتے ہیں کس التجا سے ہم

کاش اے پیر تجھ سے ہی کہتے تو تھا نہیں | | وہ خواہشیں کہ کہتے ہیں اہل وفا سے ہم

فرط نشاط وصل سے ہے ڈر کہ مرنجائیں | | ذکر غم فراق سے چھوٹے بلا سے ہم

تیرے کوچہ کی مجھپر راہ ہے تنگ | وله | رہ نہ بات نگاہ پاسبان میں

طالب وصل پہ کہتے ہوئے نکرا ہیں | وله | خوش ہوں ان دو نقیضوں میں اثبات ہی نکلا نہیں

شکر کیجے کہ افسردہ سے ہو کر بیٹھے | وله | تا وہ صورت ہی بنی جانے کہ کالا کیتے ہیں

لا ہی سے نظر آتا ہے تجھے نہیں | وله | تیر چلے تو کمان دار کی تقصیر نہیں

اغیار کو نالہ سے کیا کیا اون کو | | قتل کو آتے ہیں ورنہ تہ میں شمشیر نہیں

وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو | وله | اجل بگڑی کوئی مہربان ہو

شکر کیجے کہ نہیں تاب نکلے مجھ سکو | وله | ورنہ اے صبح ہی جو حیا مدگہو تم جھکو

مسکو دیکھ کہ وہ شب مجھے ہوا اے دشمن | | آسمان تنگ ستانا نہ کہیں تم مجھکو

کوئی تو بات بنسی کی نکلے | | خندہ صبح قیامت ہی سہی

جان ہی ہے عشق نے رہ لی ہے | | آ گیا کچھ لیا دیا آسکے

ہوں میں وہ صید کہ رو یا کرتے صیاد | | ہوں زمین وہ کشتہ کہ پیٹا کرے جلاد

آمادہ ستم فلک یار کینہ جو
پیغام موت کا مجھے اب جا بجا ہے

حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کہتے تھے کہ داراشکوہ بادشاہ ہوگا آپکا قول غلط ہوا۔ صوفی نے کہا غلط نہیں ہے وہ بادشاہ ہوگا۔ صوفی کا جواب مجذوبانہ تھا۔ پھر بادشاہ نے سوال کیا کہ کلمہ لا الہ سے زیادہ نہ کہنا کیا وجہ ہے۔ صوفی نے فرمایا۔ کہ میں ابھی نفی میں مستغرق ہوں۔ نفی کے بعد اثبات ہے۔ پھر برہنہ عورت و توبہ کی بابت کہا گیا قبول نہیں کیا۔ اور یہہ بیت پڑھی ؎

عمریست کہ آن جلوہ منصور کہن شد	من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

آخر ملا عبد القوی نے باتفاق علما و اہل شرعی کے ساتھ قتل کا فتوی تیار کیا۔ بادشاہ نے سرمد کے قتل کا حکم دیا۔ صوفی کو قتل گاہ میں لائے۔ اسوقت زبان سے یہہ بیت پڑھتا تھا ؎

سر جدا کرد از تنم شوخی کہ با ما یار بود	قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

جب جلاد آیا تلوار کھینچ کے صوفی کے طرف متوجہ ہوا۔ صوفی جلاد کیطرف دیکھ کے کہتا تھا تو جس صورت میں جلوہ نما ہوتا ہے میں تجکو پہچانتا ہوں وہ یہہ بیت پڑھی ؎

رسیدہ یار عریان تیغ امیدم	بہر رنگے کہ آئی می شناسم

اور یہہ بیت بھی پڑھی ؎

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم	دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

قتل کیلئے چاہتے تھے کہ دستور کے موافق اسکی آنکھیں بند کریں۔ صوفی نے منع کیا۔ مردانہ سر تہ تیغ کیا۔ جلاد نے ایک ہی وار میں سر تن سے جدا کیا۔ کہتے ہیں کہ سر تن سے جدا ہوتے وقت تین مرتبہ لا الہ کہا۔ یہہ واقعہ سنہ ۷۲ ہجری میں واقع ہوا۔ دہلی کی جامع مسجد کے مقابل مدفون کیا گیا۔ بزار و تبرک یہ مشہور ہے کہ صوفی کا سر جب تن سے جدا ہوا یہہ بیت

حیدرآباد دکن مین آئے۔ چند مدت قیام پذیر رہے۔ پھر یہان سے دار الخلافہ دہلی مین پہنچے۔ شاہزادہ داراشکوہ جو فقرا کے طرف زیادہ مائل تھا آپ کو مصاحبت مین رکھا۔ اور اعلیحضرت قران ثانی کے خدمت مین صوفی کی تعریف و مدح کرتا تھا۔ اعلیحضرت قران ثانی نے ایکروز عنایت خان آشنا کو صوفی کے حالات دریافت کرنیکے لیئے بھیجا۔ خان مذکور حال دریافت کرکے آیا۔ عرض کیا۔ اور یہ بیت پڑہی ؎

بر سرمد برہنہ کرامت تہمت است ۔۔۔ کشفے کہ ظاہر است ازو کشف عورت است

پس ایسی اثنا مین زمانہ مین انقلاب پیدا ہوا۔ داراشکوہ اسیر و قتل ہو گیا۔ اور سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین اورنگ زیب عالمگیر اورنگ نشین ہوا۔ صفحہ عالم سے اکبری و جہانگیری رسوم محو ہوئے مرادبخشی و داراشکوہی بدعتین مٹ گئین عالمگیر کے خوف و رعب سے تمام اہل بدعت و زندقہ مشرب توبہ و اصلاح کے طرف متوجہ ہوئے۔ اکثر دیوانے و برہنہ تن ہشیار و صاحب لباس ہو گئے۔ شرع و دین کا بازار گرم ہوا۔ لہو لعب کا چراغ بجھ گیا۔ حسب الحکم بادشاہ شہنشہ عالمگیری مین قاضی عبدالقوی صدر نے صوفی سرمد کو لباس کی تاکید کی۔ صوفی نے قبول نہین کیا۔ ہرچند کہ کہا گیا۔ راضی نہین ہوا۔ قاضی نے سوال کیا کہ آپ برہنہ کیون رہتے ہین۔ جواب دیا کہ شیطان قوی ہے۔ اور یہ رباعی پڑہی ؎

خوش بالائے کرد چنین پست مرا ۔۔۔ چشمے بدو جام برد از دست مرا
او در بغل منست و من در تلاشش ۔۔۔ دزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا

قاضی مذکور صوفی کے جواب سے نہایت غضبناک ہوا۔ بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ عرض کیا کہ وہ واجب القتل ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ صوفی کو دربار مین حاضر کرین۔ تمام علما اس سے بحث کرین۔ اگر واجب القتل ثابت ہو جائے تو قتل کرین۔ حسب الحکم صوفی دربار مین

شعر و شاعری مین چست و چالاک تہا مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا موجد تہا۔ مدت تک اکبری دربار مین پانصدی منصب پر ملازم رہے۔ ہمیشہ بادشاہ و شاہزادون کی مدح مین قصائد منتظمہ لکہتے تہے۔ خوب انعام و اکرام پاتے تہے۔ آخر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کی خدمت مین آیا۔ اُسوقت شکستہ حال و پراگندہ بال تہا۔ عادل شاہ نے اسکے شکستہ حال کو ملتفت کرکے مومیائی سے درست فرمایا۔ ایک زمانہ تک خوش و خرم رہا۔ اشعار مین اکثر زمانہ کی شکایت کرتا ہے۔ پس چند مدت کے بعد شاہ عباس ماضی کا فرمان مع خلعت فاخرہ اسکے نام سے صادر ہوا۔ لیکن فرمان کے وصول ہونے سے قبل جہان اُسکی اجل کا فرمان پہنچ گیا۔ فوراً عالم بالا کو روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین واقع ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

شہر حسن است بہر جانب بازار مرا ۔ تو نخواہی دگری ہست خریدار مرا

ولہ
نہ تاب دیدن و نی طاقت شکیبائی است ۔ تو چون نقاب کشی ہمہ تماشائی است

ولہ
محققان کہ دریای علم در جوش اند ۔ چو کوہ تا کمر شان بہ آب خاموش اند

ولہ
آتش خرمن منی شبنم کشت دیگران ۔ دوزخ من چرا شدہ ہی بہشت دیگران

ولہ
تو خود ناخواندۂ ای شوق تبسم بروبند امروز ۔ نمیدانم کہ خواہد خواست فردا عذر غیرت را

ولہ
اے غم چہ بخش ازین جا کہ نیست دردالم ۔ یا گنبد را بہ سہ پا بہ تماقبالہ را

ولہ
ما بجز توحید و حد ایمان زبون للب ۔ اے خون ہا بلرزین طبع غیبوت ما

ولہ
ست مہ باد ای اہل مجلس سحر مقدر را ۔ تا یکی ناخواندہ آید چند با خرصت ورد

ولہ
بہ گ مہ تمام بیاور ہی شب بطالعی ۔ از گلستانی کہ یک گل من می کند

ولہ
جمعی کہ از تقرب او گفتگو کنند ۔ ترسم تجلی شنوند اگر رو برو کنند

مقتول کے جسم بے سر نے اپنے انگشت دست کی قلم و خون کی سیاہی سے یہ شعر دیوار پر لکھا۔ میرے نزدیک یہ الحاقی معلوم ہوتا ہے۔ کسی معتبر تاریخ سے اس بات کا پتا نہیں ملتا شاید خرق عادات سے ہو۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ھو ھذہ

سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد — این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

من رباعیاتہ

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند — سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار — این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

ولہ

سرمد گلہ اختصار می باید کرد — یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد — یا قطع نظر زیار می باید کرد

ولہ

سرمد کہ ز جام عشق مستش کردند — بالا بردند و باز پستش کردند
میخواست خدا پرستی و ہشیاری — مستش کردند و بت پرستش کردند

ولہ

آنکو کہ سر حقیقتش باور شد — خود پہن تر از سپہر پہناور شد
ملا گوید کہ بر شد احمد بفلک — سرمد گوید فلک باحمد در شد

بعض مورخین نے لکھا کہ یہی رباعی سرمد کے قتل کی باعث ہوئی۔ اس لئے کہ اس رباعی سے معراج کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ رباعی

سرمد اگرش وفاست خود می آید — گر آمدنش رواست خود می آید
بیہودہ چرا درپئے او می گردی — بنشین اگر او خداست خود می آید

سنجر۔ میرزا سنجر

سنجر تخلص۔ میرزا سنجر نام تھا۔ آپ میر حیدر معمائی کاشانی کے فرزند ہیں۔

محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے جد امجد بغداد سے ہند میں تشریف لائے۔ اولاً ملک دکن کیطرف متوجہ ہوئے۔ قلعہ جنیر میں جو دکن کے مشہور قلعجات سے ہے سکونت پذیر ہوئے۔

بہارستان سخن کے مولف نے لکھا کہ آپکے اجداد اسلاف سے ایک بزرگ بطریق سیاحت بغداد سے ہندوستان میں آئے۔ صوبہ پنجاب میں پہنچ کے پرگنہ بھیرہ میں سکونت پذیر ہوئے خلائق کو ہدایت و ارشادات جہانگیری زمانہ تک سرفراز فرماتے رہے۔ اہل ہنود جوق جوق حسن عقیدت سے دائرہ بیعت میں داخل ہوتے تھے۔ سالک صاحب ترجمہ کے جد امجد سید محمد اسحق قادری یتیم تھے۔ اور اپنے جد محمد یعقوب کی خدمت میں تربیت تعلیم پاتے تھے۔ جد بزرگوار ہی یتیم کے مربی و سرپرست تھے۔ حسن اتفاق سے سید محمد یعقوب نے سیاحت عرب کا عزم بالجزم کیا۔ سید محمد اسحق بھی دادا کے ہمراہ بغداد شریف وغیرہ مقامات متبرکات میں گئے حج و زیارت روضۂ منورہ و دیگر مقامات متبرکہ سے مشرف ہوئے۔ شاہجہانی زمانہ تک عرب میں رہے۔ وہاں علم حدیث و فقہ و تفسیر سے فارغ التحصیل ہوئے پھر آپ عرب سے سنہ ۱۳ جلوس شاہجہانی میں ملک دکن میں وارد ہوئے۔ آپنے قلعہ جنیر میں سکونت اختیار کی۔ اشاعت اسلام و ہدایت دین میں مصروف ہوئے۔ مدۃ العمر اسی کام میں مشغول رہے۔ اکثر ہنود بت پرست آپکی ہدایت سے خدا پرست ہوئے۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۸۰ ہجری میں اس دنیا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ سالک صاحب ترجمہ کے والد حضرت شہاب الدین ہی عالم شباب میں عارضۂ وبا سے فردوس بریں روانہ ہوئے۔ سالک والد کی رحلت کیوقت طفل شیر خوارہ تھے۔ جنکی پرورش نشو و نما نے ... سن ... کو پہنچے اسوقت آپکو تحصیل علوم کا شوق دل میں متمکن ہوا۔ وطن سے برآمد ہوکے دار العلوم گجرات میں

ما هم ز آزرده بستهٔ بهارت رسیده‌ایم — خوبان صواب نیست که فکر دیت کنند

وله — ناخوانده گرچه آمده‌ام زود میروم — طبع ترا ز باده مکدر نمی‌کنم

وله — الماس بدل باشم و منت کش سرانگشت ز خود — من لذت این زخم بسوزن نه پسندم

وله — اگر از دامن محمل کشیدم دست بیتابی — بپای ناقه افتادم بگرد ساربان گشتم

وله — امشب ای همسایه او مهمان من از خود رفته‌ام — گر کسی احوال من پرسد بگو در خانه نیست

وله — مه آمد بتماشای تو با تیغ و ترنج — گو بیا گر هوس دست بریدن دارد

وله — مرا که سینه زمین نمک فروشان است — و داغ سوزی مرهم بداغ من غلط است

وله — نیست ور اهم آزادی این مرغ اسیر — ورنه صد مرتبه گرداند بگردم سر خویش

وله — این زبان بی‌نسبتم سنجر گر نه بیش از این — دست من بزلف و گستاخ ترا از شانه بود

وله — میگذارد گر نگاه گرم در کار نیش کم — سخت محجوب ست محجوبم که میخواهش کنم

وله — وقت است که چون صبح با سینه آتش فی — شمع سحرم کلید و نفس [illegible] بیش ندارم

وله — ناخن زده مست بوسه لب بر دشنام ما — یاران [illegible] نصیبت حلاج ز کام ما

وله — بیکسیت چراغ خلوت ما نمی‌توان شدن — ما که چو صبح خنده توان زد بشام ما

واغم بخاک خشک شد و چشم ز ماس — آب کن از این تجربه مهم طلبان را

حاجت روا نگشت مرا حاصل ولوث — حرف چراغ مسجد و شمع مزار شد

سالک - سید غلام حسن القادری الرضائی

سالک تخلص - سید غلام حسن نام آپ سید شهاب الدین بن سید محمد صحیح قادری کے خلف رشید ہیں - آپکی نسبت کا سلسلہ حضرت سید عبدالرزاق فرزند دوم حضرت سید

گجرات احمدآباد سے اورنگ آباد مین آیا - اور یہان متوطن ہوا - آخر دوم تاریخ جمادی الاولی روز جمعہ قبل مغرب سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین فوت ہوا - بروز شنبہ قریب مسجد و خانقاہ مین جو آپکی تعمیر کی ہوئی ہے دفن ہوئے - چنانچہ مولف تذکرہ نے مرحوم کی تاریخ کہی **ھو ھذہ**

سیدی حضرت غلام حسن — در شہود اله مستغرق
بست رخت سفر ازین عالم — داد بزم بہشت را رونق
وقت تحریر خط بخرد و کلان — بر سر نامہ می نوشت سر حق
زین سبب سال و شفیق نوشت — عاشق حق بحق شده ملحق

من اشعاره الفارسی

نثار پردازد ما عمر شب کہ سیراب بود — بادبان کشتی می چادر مہتاب بود
گردش چشم تو از بس بیقرارم کرده است — پنبۂ بالین خوابم چشم سیماب بود
نمی دانم کدامین ماه رو آمد در آغوشم — کہ چون ہالہ سراپا حلقہ می گردد بر دوشم
کمان ابروئے رنگین ادائے تا بہ بر آید — تمنا جوش چون قوس قزح یک عالم آغوشم
بسکہ دیباد قدش مضمون مثالی کرده ام — مصرع ہر سرو گلشن شعر خالی کرده ام
پیش ازین بود صفا و تازگی برق حسن — شب ز پشت پاش نقش قالی کرده ام
مست و سرشار دو بالا نشۂ جام لبت — بوده ام از بوسہ کر بی اعتدالی کرده ام
اے بیا آرام جان جائے ترا مانند خواب — با وجود مردم اندر دیده خالی کرده ام
خورده ام سالک فریب وعده در دنیائے وصل — پختہ کار عشق بودم خورد سالی کرده ام
اے لالہ زار از گل داغ تو سینہا — رنگین پر از مہار زر و صفت سفینہا

وہان علمائے معاصرین کی خدمت مین تہوڑے زمانہ مین کتب درسیہ متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بموجب استعداد فطری و ذکاوت جبلی لائق و فائق ہوئے۔ اور حضرت شاہ علی رضا صاحب گجراتی کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور احمد آباد گجرات سے مع عیال و متعلقین شہر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ اور خاص و عام کو فیض ہدایت سے مستفیض فرماتے تھے۔ اہل شہر امرا و خوانین آپکے ساتھہ حسن اعتقاد رکھتے تھے۔ آپکی خانقاہ غربا و فقرا کی ذود گاہ۔ اور امرا و وزرا کی سجدہ گاہ تھی۔ امیر الامرا حسین علیخان۔ و عضد الدولہ بہادر قسورہ جنگ و نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ وغیرہم آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپ فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے۔ ذہین و فطین تھے۔ حکیم و واعظ تھے۔ وعظ و نصیحت مین فرد کامل تھے۔ سامعین و معتقدین آپ کی جادو بیانی سے مسخر ہوجاتے تھے۔ اور مسائل و امر و نواہی سے واقف۔ آپ قوی الحافظہ تھے۔ قرآن شریف کو چہہ مہینہ کی مدت مین حفظ کرلیا۔ جسکے حفظ کی تاریخ یہہ ہے (حفظ حسن ۱۱۰۶) ہر سال ستائیسوین تاریخ رمضان کو شبینہ قرآن ختم فرماتے تھے آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ آپکا دیوان مشتہر ہے۔ اور آپنے ایک مثنوی مثل مثنوی مولوی روم لکھی ہے عربی و فارسی دونون زبان مین کامل مہارت رکھتے تھے اخلاق و عادات مین فرشتہ۔ و انسان برگزیدہ تھے۔ علم تصوف و تعرف مین فرد کامل تھے۔ فطرۃً آپکی طبیعت موزون تھی۔ اس لئے اقتضائے طبیعت کبہی کبہی بہ پیرایہ ظہور سے جلوہ نما ہوجاتا ہے۔ جو کچہہ نتیجہ طبع مبارک ہوتا ہے برجستہ و شگفتہ ہوتا ہے۔ پژمردہ کو تازہ و مردہ کو زندہ کردیتا ہے۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ سالک کی ولادت سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین ہوئی۔ آپکا مولد و منشا احمد آباد گجرات ہے۔ اور آپکو بیعت حضرت شاہ علی رضا بن خواجہ فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید بن شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

تمام رات دوست کے گھر پر بسر کیا۔ حضرت شوریدہ صاحب ترجمہ حسب عادت عشا کے بعد دستر خوان بچھا کے کھانے کے خوان چنے ہوئے مہمان کے انتظار مین بیٹھے۔ اور گھر کے تمام متعلقین بھی حضرت کے ساتھ تھے۔ اکثر بھوکے پیاسے سو گئے۔ تمام رات گذر گئی۔ صبح مہمان آیا۔ آپنے کشادہ روئی سے فرمایا۔ آپ شب کہان تھے ہم تمام آپکے انتظار مین دستر خوان بچھائے ہوئے رہے مہمان آپکے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی حضرت مسکرائے۔ اور مہمان کی تالیف قلوب کرکے فرمایا پروا نہین۔ بزرگان سلف کی تہذیب و عادت آفرین ہزار آفرین کے لائق ہے۔ ہمکو سلف کے اخلاق و عادات سے سبق لینا چاہئے۔ فی زماننا اس قسم کے خلاق و عادات عنقا صفت ہین۔ خدا تعالے ہمکو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کی پیروی کرین

من اشعارہ الہندی

یک رنگ مین لئی رنگ بتاتا ہے رنگیلا
ہر طرح من کی طرح دکھاتا ہے رنگیلا

تجھ زلف کے دیکھے ستی سنبل کو گیا بھول
مین خود ہی سے بیخود ہوا ایسا دلکو گیا بھول

رنگین ادا سے جب تو گیا باغ مین سجن
ہر نقش پا زمین پہ ہنستے گل کے دستے تھے

چشم دریا سے کیون نہووے طوفانی
اشک یاران ہنوز جاری ہے

شورش۔ مرزا محمد منعم ندرباری

شورش تخلص۔ مرزا محمد منعم نام۔ آپ بدخشانی الاصل ہین۔ مرزا محمد اکبر طپش کے برادر زادہ ہین۔ حضرت شاہ یٰسین صاحب ندرباری قادری کے مرید و متبنی تھے۔ زندگی مجردانہ بسر کرتے رہے دنیا و مافیہا سے کچھہ تعلق نہین رکھتے تھے مزاج مین

یکرنگی تو نا شدہ برق دوئی گداز | نگرفتہ رنگ عکس شخص آبگینہہا

سپہری نظام شاہ بجری

تذکرہ مجمع الفصحا مین لکہا۔ نظام شاہ نام۔ سپہری تخلص۔ منہ

خالت خلیل و چہرہ گلستان آتش است | خطت سیاہے کہ بداماں آتش است
پیش رخ تو دیدہ سپہرے بہم رزو | آتش پرست مین کہ حیران آتش است

باب الشین معجمہ

شوریدہ شیخ سلطان الدین برہانپوری

شوریدہ تخلص شیخ سلطان الدین نام۔ برہانپوری المولد ہے۔ صاحب لیاقت و ذی استعداد تہا۔ خوشنویسی مین استاد خط نستعلیق نہایت ہی خوش لکہتا تہا۔ شعرگوئی و شعرفہمی مین مشہور تہا۔ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد مین آیا۔ چند مدت رہکر پہر وطن مالوفہ کو واپس گیا۔ لچہمی نرائن و غیرہ شعرا کا معاصر تہا اولا سلطان تخلص کرتا تہا۔ پہر شہیر قرار دیا تہا آخر لچہمی نرائن و اورنگ آبادی کے کہنے سے شوریدہ اختیار کیا۔ سنہ ۱۱۹۵ ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔

تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپکی مزاج مین ہمدردی قوم مرکوز تہی۔ اکثر کتب احادیث و صحائف لکہہ کے مساجد و خوانق مین وقف کرکے رکہتے تہے۔ اور علما و طلبا کی خدمت کو فرض سمجہتے تہے۔ مہمان نوازی مین مشہور ہے۔ نقل ہے کہ ایکروز آپکے گہر ایک مہمان آیا۔ آپنے اُسکی مہمان داری کا اہتمام کیا۔ مہمان ایک رات نماز مغرب کے بعد بغیر اطلاع کسی دوست کے ملنے کو گیا۔ دوست نے خاطرداری و مدارات کی

اجداد مین تھے۔ آپ کشش آب و دانہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے۔ عالم فاضل وادیب کامل تھے۔ شہر کی خدمت احتساب پر مقرر ہوئے۔ اور حضرت شاہ نظام الدین بلگرامی جو دکن کے مشاہیر مشائخ سے تھے۔ اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ اور اس شہر کو اپنا وطن قرار دیا۔ نہایت خوشی و خرمی سے رہنے لگے۔ سرکاری خدمت احتساب کا انتظام عمدہ طرح سے مدت تک کرتے رہے۔ شہر کے مشائخ و امرا آپ سے نہایت ہی رضامند و شکر گزار تھے۔ آپ شریف النفس و کریم الطبع تھے۔ حسن اتفاق مین بیمثل۔ مروت و سخاوت مین بیبدل تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ شعر فہمی و انشا پردازی مین یگانہ۔ کبھی کبھی شعر بھی موزون فرماتے تھے۔ ایک کتاب غوث الصمدانی محبوب سبحانی کے مناقب مین لکھی۔ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تھے۔ قریب سنہ ۱۱۸۲ھ ہجری بہشت برین کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

مین روتا ہی رہا غم نے کیا جاری وراج اپنا — کرے مد نظر کسکو آخر کام کاج اپنا
بگولے کو نہین ہے سربلندی خاک بن کر — سریر سلطنت کیا چاہئے ہم خاکسارون کو
ہو گئی آنے سے تیری لگے میخانہ مین ہم — چشم مین مجتی ہے جیسی کیف کے آئینے مین ہم
وصل مین بھی نہین ہے ہرگز چین بینا تو نگین — عشق سے ڈالا ہے دیکھو شمع پروانے مین ہم
ایک تیرے جلوہ حسن آراستی — شور کعبہ مین پڑا ہے اور بتخانہ مین ہم

شہید۔ ملا باقر

شہید تخلص۔ ملا باقر نام۔ بقول مولف گل رعنا آپ طہرانی الاصل قوم ترک سے تھے

عجز وانکساری تہی۔ علم موسیقی مین خوب ماہر تہے۔ اس فن مین متقدمین سلف سے بڑہ گئے تہے۔ سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر شعرگوئی پر فریفتہ عم بزرگوار طپش سے مشق کرتے تہے۔ چندہی روز مین اُستاد سے ایسے بڑہ گئے کہ آخر طپش اپنا کلام شورش کو دکہلاتے تہے۔ آپ درست کردار و وضعدار تہے۔ سن شعور سے تا بمرگ لباس سرمئی زیب بدن فرماتے رہے۔ کبہی دوسرے قسم کے لباس کی خواہش نہین کی۔ آپکا کلام نادرالوجود ہے اُسکی وجہ یہہ ہے کہ آپ جو کچہہ کہتے تہے۔ اُن سب اشعار کو چراغ کی نذر کردیتے تہے۔ طپش نے جو چند اشعار مخفی رکہہ لئے تہے وہی ہے۔ باقی کا پتا نہین ملا۔ اکثر تذکرون مین وہی چند شعر دائر و سائر ہین۔ ہم بہی تذکرون سے نقل کرتے ہین آخر آپ ۱۲۰۲ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ لچہمی نراین نے آپکی رحلت کی تاریخ لکہی

شاعر خوب مرزا منعم	سمت جنت کے جب گیا دوم
دل نے تاریخ کو کہا مجہ سے	مرگیا آہ شورش ہمدم ۱۲۰۲ھ

من اشعارہ الہندی

ہمارے پاس یہہ آیا نہ آیا	بہروسہ کیا ہے جی آیا نہ آیا
جب ستی بہرا ہے برین جامہ اُجلا و سبز	تب سے پایا گلشنونمین سرو نے ایجاد سبز

شرافت ۔ سید شریف الدینخان اورنگ آبادی

شرافت تخلص ۔ سید شریف الدینخان نام ۔ آپ کے جداد سادات موسویہ نیشاپور سے ہین ۔ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ ہند مین آئے ۔ قصبہ کنتور ملک اودہ مین متوطن ہوئے ۔ قاضی محمود کنتوری خلیفہ شاہ بدیع الدین مدار آپکے

بعد ازان زمانہ دراز گذرا کہ اتفاق ملاقات ہوا۔ پہر یہہ بیت آزاد کی خدمت مین بہیجی
ع میان اہل سخن سد آمد و رفت است : مگر سخن برود بہر بازدید سخن
پہر جناب آزاد شہید کے پاس گئے اور ملے اور باہم خوش ہوئے۔ اور مین بہی اسیوقت
شہید کی ملازمت سے مشرف ہوا انتہی کلامہ

شہید سخنور صاحبدل درویش کامل تہا۔ تارک الدنیا۔ طالب فقر و فنا تہا۔ خوش
گفتار و خوش کردار تہا۔ آخر ۱۱ تاریخ رجب سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین
فوت ہوا۔ اپنے مکان کے صحن مین دفن کیا گیا۔ جناب آزاد بلگرامی نے تاریخ رحلت کہی
ع کرد رحلت مقیم گوشۂ فقر تیز در فن شاعری ماہر
گفت تاریخ فوت او آزاد گشت نابود مولوی باقر
شہید مغفور صاحب دیوان ہے۔ دیوان ضخیم ہے۔ لچہمی نرائن گل رعنا مین لکہتے ہین
کہ آپکے اکثر اشعار اصلاح طلب تہے۔ جناب آزاد نے درست کئے۔ لیکن فقیر مولف نے
طوالت کی وجہ سے اشعار اصلاح شدہ و اصلاح طلب کو قلم انداز کیا۔ اگرچہ مولف گل رعنا
نے تمثیلاً چند اشعار اصلاح طلب و اصلاح شدہ بہی نقل کئے۔ انتہی کلامہ۔

من اشعارہ الفارسی

الہی استقامت در شہادت دہ دل ما را		ہمیشہ سرخ رو از خون ما کن قاتل ما را
جز صبا نیست درین گلشن ایجاد شہید	ولہ	کہ بیاید نفسی بہر ہوا خواہی ما
مرا صحبت مدام آن نرگس بیمار می بخشد	ولہ	چو مژگان برنگردانم ازین رہ اشتفا خود را
نہ تمکین او گردم نمی بیند بعجز من		مگر گرچہ می بندم بپایش چون حنا خود را
ندارم بہتر از تسبیح دست آویز محشر		بصد رہ میرسانم تا شہید کربلا خود را

وبقول مولف گل عجائب اصفہانی الاصل آپکے جد بزرگوار طہران یا اصفہان سے ہند مین وارد ہوکر احمد آباد گجرات مین متوطن ہوئے۔ شہید کی ولادت احمد آباد مین ہوی۔ عالم شباب مین ضروری لیاقت و استعداد حاصل کرنیکے بعد نوکری اختیار کی چندمدت تک سلسلہ ملازمت مین رہا آخر نوکری ترک کرکے شہر اورنگ آباد مین آیا اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ چندروز کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اورنگ آباد سے روانہ ہوا۔ اسی سفر مین بندر ٹھٹہ سندہ مین شیخ محمد علی حزین سے ملا شعرگوئی مین شیخ سے تلمذ حاصل کیا۔ پھر حرمین شریفین کی زیارت و حج سے فارغ ہوکر اورنگ آباد مین واپس آیا بدستور خانہ نشین رہا۔ گھر سے کبھی باہر نہین آتا تھا۔

صاحب مردم دیدہ لکھتے ہین فی الواقع مینے اسکو فقیر پایا۔ ہرچند کہ شیخ محمد علی حزین سے طرز درویشی اختیار کیا تھا۔ لیکن شیخ سے کچھہ نسبت نہین رکھتا ہے۔ بزرگ ساختہ نظر آیا۔ عندالملاقات بہت سے اشعار سنائے۔ اور اکثر ایام مین کہ مین ان کی خدمت مین صرف ایک ساعت بیٹھکر رخصت ہوا۔ انتہی کلامہ۔

لچھمی نرائن گل رعنا مین لکھتے ہین کہ شہید سخن مین شیخ علی حزین کا شاگرد تھا۔ اور طریقہ سلوک شیخ سے اخذ کیا۔ چنانچہ ایک غزل مین کہتا ہے ؎

در سخن حزین سو ختہ   آب رنگ معنی تصویر ماست

خط نسخ خوب لکھتا تھا۔ اورنگ آباد مین خانہ نشین تھا کبھی گھر سے نہین نکلتا تھا۔ آزاد بلگرامی سے محبت رکھتا تھا۔ آزاد شاہ محمود کے تکیہ مین رہتے تھے۔ اسوقت شہید نے ایک رقعہ لکھا۔ سر رقعہ یہہ بیت تھی ؎

اے صبا بہر خدا کن گوش فریاد مرا   یعنی از من بندگی گو سرو آزاد مرا

مرا لیاقت این کو که با تو جهره شوم ولہ همین بروی تو گریه و بندگی بس

زداغ من دل بلبل اگر بسوخت بجاست ولہ برنگ گل زده ام آتشی بخانهٔ خویش

غافل مشو چو شمع ز سوز دلت شهید ولہ در خنده هم ملاحظه کن گریه های خویش

در جهان هرگز ندیدم هیچکس کمتر ز خویش هر کرا من وا رسیدم یافتم بهتر ز خویش

زلف او خود را ز من تا میتواند می کشد چون پریشانی که می بیند پریشانتر ز خویش

ز خود بیخود شو و مستانه میرقص ولہ بگرد شمع چون پروانه میرقص

روشن سواد مردمک دیده می کند ولہ هر لحظه مصحف رخ تو از غبار خط

پی نیاز تو جان دگر بکف دارم ولہ سرم چو شمع گر از تن جدا کنند چه باک

جان من غم مخور از بی سر و سامانی دل ولہ زیادگار سر زلفیست پریشانی دل

بره عشق تو در هر قدمی می ماند پر تنگ آمدم از دست گرانجانی دل

در بحر زندگی چه سبک راه میروم ولہ از خویش چون حباب بیک آه میروم

چون حبابی از غبارم پایمال کیستم ولہ من ندارم جرم هستی خون حلال کیستم

جا بچشم خویش میدادند این مردم مرا ولہ همچو نرگس تا نفس خود گر سیم و زر میداشتم

از گدا کار گدا صورت نمیگیرد شهید ولہ هر چه خواهی یافتن از شاه خواهی یافتن

ز فرق تا بقدم از ادا نئی خالی ولہ خمیر مایهٔ نازست سرو قامت تو

از بسکه داشت شوق در سر آئینه ولہ چون جان کشید عکس ترا در بر آئینه

از وضع شیخ و برهمن از بس ملول شد بر رخ کشید قشقه خاکستر آئینه

قربان آن دمم که ز ابرو کمان کنی ولہ مژگان خدنگ سازی و دل را نشان کنی

من اشعاره الهندی

ای ماه تابان یک شبی مهمان کن مرا
چون هاله گردم گرد تو برخویش قربان کن مرا

گوید شهید تو ببین با ناله و آه حزین
گر از شهیدان نیستم خاک شهیدان کن مرا

جان محبوس تن بسکه تنگ است اینجا
نمی توان گفت که در قید فرنگ است اینجا

وله

از تو تا دور کرده اند مرا
زنده در گور کرده اند مرا

با دل سرد گرم می سوزم
شمع کافور کرده اند مرا

من کجا شوکت سلیمان کو
کمتر از مور کرده اند مرا

وله

جدا ز آتش لعل تو شد کباب شراب
بیا که چشم پر آب است از حباب شراب

خم سپهر تهی نیست از می مهرت
هنوز می چکد از چشم آفتاب شراب

وله

فهمیده راه رو که ره یار نازک است
آهسته پا گذار رهروا نازک است

دارم دلی که خود بخود آزرده می شود
مانند طبع یار چه بسیار نازک است

پژمرده می شود ز نسیم سخن شهید
از گل زیاده لعل لب یار نازک است

وله

کار دنیا همه ناساخته می باید رفت
همچو اشک از نظر انداخته می باید رفت

حسرتی بدتر ازین باز چه خواهد بودن
که ره کوی تو نشناخته می باید رفت

وله

هستی و بخت مرا کلک قضا توام ریخت
بلب یار رسیدیم سیاهی باقیست

نه اشک بر رخ و نی آه در جگر باقیست
شده است زاد سفر آخر و سفر باقیست

وله

بیهوده دست بر سر خود عمرها زدم
کاری ز من نیامد و دستم ز کار ماند

وله

در خیالش رفته ام از خود خبر دارش کنید
بخت من عمریست تا خوابیده بیدارش کنید

وله

از شکست دل صدا بیرون نیاید جز خدا
تا بود ممکن ز خود هرگز دلی را نشکند

وله

حاصل زندگانیم نیست بجز انفعال
همچو حباب میروم کیسه تهی و چشم تر

ششدر۔ عباس حسین خان حیدرآبادی

ششدر تخلص۔ نواب عباس حسین خان نام۔ آپ نواب میر عاشق حسین خان مرحوم کے فرزند ہین۔ آپ حیدرآباد دکن کے مشاہیر امرا سے ہین۔ نواب مختار الملک مرحوم کے قرابتداروں مین سے ہین۔ آپ فارسی مین لائق ہین اور عربی مین بھی صرف نحو سے واقف ہین۔ شعرگوئی مین کامل استاد۔ اور اس فن مین آپکے اکثر شاگرد ہین آپ کی ذات چشمۂ فیض ہے۔ آپ مولوی حافظ میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ ہجری کے شاگرد رشید ہین۔ اور حافظ مشتاق شاگرد میر درد سے بھی استفادہ کیا ہے آپ صاحب دیوان ہین۔ خوش مزاج و شگفتہ طبع ہین۔ ہمدرد قوم و مہمان نواز و دوست پرور ہین۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی ہوگی۔ بارک اللہ فی عمرہ

من اشعارہ الہندی

طوفان اُٹھا ہے خنجر قاتل کی آب کا
چشمہ ابل پڑے نہ کہین آفتاب کا

اغیار بوسۂ شیرین نہ پائینگے
یہ انگبین تو رزق نہوگا ذباب کا

ولہ

اے مدعی وحشتین تری مجنون کی ہین ہری
جو آبلہ ہے آنکھ ہے جنگلی غزال کی

کیا کر سکے گا اُس گل رعنا سے ہمسری
ہے گل کی پاس ایک قبا سرخ شال کی

ولہ

رقم کرتا ہون مین اوصاف گیسوے دوتا تیرے
قلم جنگل مین رہجاتا ہے مار دو زبان ہوکر

ہما کو جب ہوس ہوتی ہے اُسکے دست بوسی کی
لپٹ جاتا ہے قوس بازو سے زاغ کمان ہوکر

ولہ

جامۂ گل پر یہ اُتنا بولنا اے عندلیب
ململجی اُتری ہوئی تن سے قبائے یار ہے

تب پہ لب ہنستا ہے ششدر دختر رز مدام
منہ لگانا منع ہے جسکو وہ یہ مردار ہے

بہار درد کو اس غنچۂ دل مین تو مخفی رکھہ	نکر پہر گل خرابی چہرۂ راز نہان میرا
شہید اوراق ہستی جمع کر خونبہا پان تو	یہ رنگین ہیں سے شاہد کہ لعل یار کو پہنچی
تو قانون عمل با ہمت توڑ	کمر طاعت سے خم جنگ ہو جا
شہید اس نفس کافر کیش کو مار	حقیقت کا مظفر جنگ ہو جا

شریف ۔ مرزا شریف کاشانی

شریف تخلص ۔ مرزا شریف نام ۔ کاشانی الاصل ہے ۔ اوائل شباب مین علوم وفنون مین کمال حاصل کرکے فقیری اختیار کی ۔ اور سیاحت کا ارادہ کیا وطن سے نکلکر چند مدت ہرات وسیستان مین رہا ۔ عبداللہ خان اوزبک نے سنہ ہجری مین ہرات کا محاصرہ کیا ۔ اُسوقت ہرات سے فرار کرکے ہند مین آیا ۔ گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین پہنچا ۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی خدمت مین نامبرد رہا ۔ قطب شاہ نے شریف کے لئے منصب عمدہ مقرر کردیا تہا ۔ مدت تک خوشحال فارغ بال رہا آخر سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین فوت ہوا ۔ گولکنڈہ مین مدفون ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

چون نے زبسکہ سینۂ تنگ از فغان پُرست	گریا بروز حشر بنالم ہمان پُرست
حاشا کہ شریف در رہ عشق	تا سر نہ نہد ز پا نہ نشیند
خزان مباش کہ برگ ہر چمن بہ بری	بہار باش کہ شاخ گلے ببار آری

بعقل کعبہ نوردم بعشق دیر نشین
چراغ ہر دو زیکقطرہ خون من سوزد

شوق۔ غلام محمد حیدرآبادی

شوق تخلص۔ غلام محمد نام۔ آپ حیدرآبادی المولد ہین آپکے آباو اجداد کا اصلی وطن ملک یمن تہا یمن سے حیدرآباد مین آئے۔ اور سرکار عالی کی پیشگاہ مین ملازم ہوئے۔ خانی و بہادری کے خطاب سے ممتاز و سرفراز ہوئے۔ آپ بہی خاندانی اعزاز کے لحاظ سے مدار المہام سرکار عالی کی عدالت مین ملازم ہین۔ لائق و ہوشیار ہین تخمیناً پینتالیس برس کی عمر ہوگی۔ شعر و شاعری کے شیفتہ مضامین رنگین و تازہ کے فریفتہ ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کہتے ہین فارسی مین مولوی عبد العلی والا اور اردو مین محمد سلطان عاقل دہلوی المتوفی ۱۳۰۳ ہجری کے شاگرد ہین۔ خوش مزاج و پسندیدہ سیرت ہین۔ میانہ قد و گندمی رنگ و چیچک رو ہین۔ اللہ تعالی خوش و خرم رکہے۔

من اشعارہ الفارسی

آئینہ بند قصر تو جلوہ عکس جا بجا — من ہمہ تن بحیرتم خانہ چنان نگین چنین
نام تو اے نگار من کندہ شدہ بلوح دل — آفرین بر نوشت من نقش چنان نگین چنین
گفتہ گم شدہ است دل باز ز دل نگاہ تے — شوق چہ آفت است این ہم چنان یقین چنین

من اشعارہ الہندی

بدر کامل تو ہوا عارض تابان نہوا — ماہ نو گھٹکے ہوا ابروے جانان نہوا
لاکھون فتنے اٹھے ہنگامہ ہوا صور پہ ہنگا — عرصہ حشر مگر کوچہ جانان نہوا
جلوہ افروز کوئی مہر یہان سے ہوتا — صبح کی طرح مرا چاک گریبان نہوا

شیفتہ۔ محمد کاظم حسین کنتوری

شیفتہ تخلص۔ محمد کاظم حسین نام۔ آپ مولوی خادم حسین مرحوم کنتوری کے فرزند ہین۔ صاحب علم و فضل ہین۔ شعر و سخن کے شیفتہ اور مضامین رنگین کے فریفتہ ہین آپکو ناسخ مرحوم کے خاندان سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام صاف و شستہ ہے۔ مضامین کی بندش اور الفاظ کی نشست سے شستگی و پختگی نمایان ہے۔ آپکی ہر ایک شعر سے نزاکت و لطافت عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا ایک دیوان جو غزلیات عاشقانہ و رباعیات صوفیانہ پر شامل ہے۔ اور دوسرا دیوان قصائد نعتیہ مین ہے۔ سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے تھے۔ مدت تک مقیم رہے۔ اب معلوم نہین کہ فی الحال کہان ہین۔ یا یہین سرکار عالی نظام مین کسی خدمت پر مامور ہین۔ جہان ہو اللہ تعالی انکو خوش و خرم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

دیوانہ ترا صبح سے ٹکراتا ہے آج ۔۔۔ ٹوٹین گئے ہی سیکڑون دیوارین و در آج
ابرو سے کرین قتل وہ ہم آنکھہ لڑا مین ۔۔۔ تلوار پڑی لیہہ بہہ ہے مد نظر آج
حسن رخ دلدار پہ یون محو ہوی ہے ۔۔۔ پہرتی نظر آتی نہین آنکھون مین نظر آج

ولہ

خوشبوئے جان فزا جو تمہارے بدن مین ہے ۔۔۔ بہہ بو بہلا کہان سمن و نسترن مین ہے
پہولون نہین سماتے ہین غنچے سرور سے ۔۔۔ آمد بہار کی جو دوبارہ چمن مین ہے
ہے رنگ روز حشر کا فرقت کی رات مین ۔۔۔ غربت کی شام صبح دیار وطن مین ہے
اے شیفتہ نماز ہے واجب کسوف کی ۔۔۔ رخسار زلف مین ہے کہ سورج گہن مین ہے

مدراس کے علماء سے کتب درسیہ پڑہین - لائق و مستعد ہوئے - شعر و شاعری مین شریف مدراس کے شاگرد خوش فکر خوش طبع ہین - آپکا کلام نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے - الفاظ سلیس با محاورہ ہوتے ہین -

من اشعارہ الہندی

پردیسے یہہ پیدا ہے کہ میخانہ ہے اُسکا
ہر آنکہہ سے ظاہر ہے کہ پیمانہ ہے اُسکا

آبادی مین لگتا نہین رہتا ہمارا دل
شاید کہ بیابان جنون خانہ ہے اُسکا

اللہ رے اُس شمع شب افروز کی گرمی
شعلہ کی طرح دیکھئے پروانہ ہے اُسکا

پہر کیا ہے مجہے ہجر مین رونیکے سوا کام
زیبا ہے پس مرگ کفن آب روان کا

آنکہین جو کہلی نہین تو پس مرگ اُسی نے
جہر بیسے کفن سر سے اُٹھا کر یہین ڈہانکا

سینہ کے چمن مین ہین گل داغ شگفتہ
یہان دخل نہین کچہہ خلش خار خزان کا

شادان - راجہ راجایان راجہ چندو لعل بہادر

شادان تخلص - چندو لعل نام - راجہ راجایان - و مہاراجہ بہادر خطاب ہے خود مہاراجہ اپنی کتاب عشرت کدۂ آفاق مین لکہتے ہین کہ میرے آبا و اجداد قوما کہتری مہرہ دار الخلافہ لاہور مین متوطن تہے - شاہان متقدمین کے عہد مین خدمات مناسب پر مامور رہے - اکبر بادشاہ ہند کے عہد تک ہمارے خاندان سے کوئی بزرگ وطن سے برآمد نہین ہوا - جب راجہ ٹوڈرمل کتہری تن دن اکبر کے ملازمون مین نوکر ہوئے - درجۂ وزارت کو پہنچے - پس مذکور نے وزارت کے زمانہ مین اپنے برادران قوم کو بلایا - ہر ایک کو اُسکی حسب لیاقت مناسب خدمت پر مقرر کرایا - چونکہ میرے بزرگون ورائے موصوف کے

قامت یار سے کیا سرو چمن کو نسبت | سامنے اُسکے وہ اک گام خراماں نہوا

شکیب ۔ نواب مرزا دہلوی

شکیب تخلص ۔ نواب مرزا نام ۔ آپ دہلی کے باشندہ ہین ۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین آئے ہین قانون دانی مین ہوشیار و لائق ہین ۔ خوش طبع و شگفتہ جبین ہین ۔ فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہے ۔ طبیعت مین ذکاوت و فطانت خداداد ہے ۔ شعرگوئی مین اولاً منشی محمد کاظم کنتوری کے شاگرد ہوئے ثانیاً حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کی خدمت مین مشق کرتے رہے ۔ اور کبھی کبھی محمد کاظم حسین شیفتہ سے بھی اصلاح لی ہے ۔ کلام دلچسپ مرغوب ہوتا ہے ۔

من اشعارہ الہندی

یوسف کی چاہ چھوٹی ممکن نہین نہایہ
تو خون آرزو ہی کیا ہے رقیب نے
کافی اُسکو سایۂ گیسو ہے آپکا
آتے ہی اُسکے دور ہوا کیون مرض مرا
کیون اپنے پاؤن توڑکے بیٹھے ہوا ہے شکیب

زنجیر عشق کی تھی زلیخا کی پاؤن مین
مہندی لگاکے اُس گل رعنا کے پاؤن مین
زنجیر ڈالئے کانہ شیدا کے پاؤن مین
پنہان نہ تھی شفا جو مسیحا کے پاؤن مین
خار الم چبھے مین تمنا کے پاؤن مین

شعلہ ۔ محمد عبدالوہاب خان مدراسی

شعلہ تخلص ۔ محمد عبدالوہاب خان نام ۔ نواب نعمت الملک رئیس مدراسی کے فرزند ۔ اور نواب عظیم جاہ رئیس ارکاٹ کے نواسہ ہین سن شعور کے بعد آپنے

اسمائے فرزندان لچھمی رام مرحوم

رائے نانک رام۔ رائے نرائن داس۔ رائے رگہناتہہ داس۔ رائے بہوانی داس
رائے موہن لعل۔ یہہ تمام لڑکے صاحب استعداد تہے۔ ہر ایک منشی بے نظیر تہا۔ حساب
وکتاب مین فرد فرید۔ اولاً سرکار عالی کی عنایت وبندہ پروری سے نانک رام جو تمام
بہائیون مین بزرگ لائق تہا۔ تعلقہ موروثی مذکورہ سے سرفراز ہوا۔ اٹھارہ برس تک
تعلقہ کا کام نہایت دیانت و امانت کے ساتہہ ادا کرتا رہا۔ عیش پسند و عشرت دوست تہا
راتدن عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ فیاض و فراخ دست تہا۔ فقرا پرست تہا
فقرائے اہل اسلام و اہل اصنام کی خدمت حسن اعتقاد سے بجالاتا تہا۔ براہمہ و گوسائیون
وجوگیون کی زیادہ خدمت کرتا تہا۔ ہنود کے متبرک مقامات یعنی جگناتہہ بالاجی
وبنارس۔ وبندرابن۔ وپراگ وگیا۔ وغیرہا مین لنگرخانے وسدابرت قائم کر دیے
تہے۔ لنگرخانون وغیرہ کے صرف کیلئے اٹھارہ لاکہہ روپیہ ساہوکارون کے نزدیک
جمع رکہہ دیا تہا۔ جو نفع رقم سے حاصل ہوتا تہا خرچ کیے جاتا تہا۔
صوفی مشرب علم دوست تہا علما و فقرا کی صحبت مین اکثر رہتا تہا۔ تذکرۃ الاولیا و نفحات الانس
سنتا تہا۔ اور پڑہتا تہا۔

مہاراجہ صاحب ترجمہ کی ولادت سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین واقع ہوئی۔ اعزہ و اقارب نے بہت
خوشی منائی۔ تربیت تعلیم دکن کی آب وہوا مین ہوئی۔ کسی مورخ نے صراحتاً یہہ نہین لکہا
کہ آپکا مسقط الراس مولد و منشا کس خاص مقام مین ہوا مگر بزرگان سالخوردہ کی زبانی
سینہ بسینہ منقول ہے کہ آپکا مسقط الراس دار السرور برہانپور ہے۔ اور آپکی نشو و نما بہی
بلدہ مذکور مین ہوئی آپکے والد ماجد مدت تک برہانپور مین تہے۔ پہر نانک رام کے تعلقداری

درمیان علاوہ قومی تعلق قرابت سببی کا سلسلہ قائم تھا۔ بناءً علیہ صاحب نے میرے
بزرگان سلف کو اپنے پاس بلایا۔ اور خدمات لائقہ پر مقرر فرمایا۔ تمام بزرگان سلف نسلاً
بعد نسلٍ دہلی مین محمد شاہی زمانہ تک آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب حضرت نواب
فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر عازم دکن ہوئے۔ اسوقت میرے جد اعلیٰ مول چند
نے ایک معروضہ پیش کیا۔ اور اسمین حضور کے ہمرکاب ہونیکی درخواست کی۔ نواب
مغفرت مآب نے درخواست منظور کی۔ پس میرے جد اعلیٰ حضور کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ انتہی کلامہ
مولف فقیر کو ہمراہی کی درخواست کی اصل کیفیت بجز نقل مہاراجہ صاحب ترجمہ کسی تاریخ
آصفیہ سے معلوم نہین ہوئی۔ عجب نہین کہ یہ روایت مہاراجہ بہادر کو سینہ بسینہ پہنچی ہوگی
حضور کے دکن مین کامیابی و فیروزی کے بعد آپکے جد اعلیٰ کو حیدرآباد کی کروڑگیری کی
خدمت پر مقرر فرمایا۔ تا بہ زندگی تعلقداری کروڑگیری پر مامور رہے۔ جد اعلیٰ کے
فوت ہوتے ہی مہاراجہ کے دادا لچھمی رام بن مول چند کو تعلقہ کروڑگیری موروثی پر مقرر فرمایا
پھر مہاراجہ کے جد نواب ناصر جنگ شہید کے ہمراہ سفر و حضر مین رہے۔ اور امیر الممالک
نواب صلابت جنگ کے عہد مین بھی بدستور موروثی خدمت کروڑگیری پر آگئے۔ آپکے
جد بزرگوار اپنے والد مرحوم کی طرح خدمت مفوضہ کا کام امانت و دیانت کے ساتھ ادا کرتے
رہے۔ آخر آصفجاہ ثانی کے عہد مین بسبب ناواقفیت دیوان نوکری ترک کرکے گوشہ نشین
ہوگئے تھے۔ چند مدت بیکاری گوشہ نشینی مین بسر کئے۔ جب رکن الدولہ بہادر دیوانی کی
خدمت پر معین ہوئے تب راجہ صاحب کے جد بزرگوار کو بذریعہ شمشیر جنگ بہادر خدمت موروثی
پر بحال و برقرار فرمایا۔ پھر آپکے جد بزرگوار چند ہی ایام کے بعد فوت ہوئے۔ مرحوم کے
باقیات الصالحات پانچ فرزند مندرجہ ذیل تھے۔

آپ ہی کے نام پر رہی۔ نیابتاً آپکے برادر حقیقی راجہ گوبند بخش کروڑگیری کا کام انجام
دینے لگے۔ آپنے ممالک محروسہ کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ اکثر باغیان سرکش کو
خوب سزائے واجب دیکے دائرہ اطاعت مین انکے حلقہ بگوش بنایا۔ اور ملک کو سرکشون
کے ہنگامہ فساد سے پاک صاف کیا۔ رعایا کو بلاکی کے دلدل سے کنارہ عاقبت پر
پہنچایا۔ اُسی زمانہ مین قحط سالی کے آثار نمایان تھے۔ غلہ کی قلت تھی آپنے فراہمی غلہ
مین بے انتہا کوشش و جانکاہی کی بجد غلہ جمع کردیا۔ آپ کی اس کوشش و عرق ریزی
سے حضور پرنور بہت خوش ہوئے۔ ہر وقت بجد نوازش و تلطف شاہانہ سے
سرفراز و ممتاز فرمانے لگے۔ بعد ازین ۷ تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ ہجری مین حضرت
غفران مآب آصفجاہ ثانی بہشت برین روانہ ہوئے۔ حضور سکندر جاہ نظام الملک
آصفجاہ ثالث تخت نشین ہوئے۔ اور اسطوجاہ مدار المہام۔ ایک سال نہین گذرا کہ بتاریخ
۲۸ ماہ محرم ۱۲۱۹ھ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ راجہ اندر بہادر جو مدار المہام کے پیشدست
تھے انتظام کرنے لگے۔ مگر اس بار گران کے متحمل نہین ہو سکتے تھے۔ گورنر جنرل بہادر کی
سفارش سے ۱۲۱۹ھ ہجری مین میر عالم بہادر خلعت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے۔ اور مہاراجہ
بہادر صاحب ترجمہ حسب سفارش صاحب عالیشان سدنم صاحب رزیڈنٹ بہادر خدمت
پیشکاری پر مامور ہوئے۔ اور میر عالم کے انتقال کے بعد ۱۲۲۳ھ ہجری مین منیر الملک بہادر
داماد میر عالم عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ منیر الملک بہادر اگرچہ دیوان تھے
لیکن ملکی و مالی مہمات کے مختار کل مہاراجہ بہادر صاحب ترجمہ تھے۔ ۱۲۳۵ھ ہجری مین
سکندر جاہ بہادر کے عہد مبارک مین آپکو مہاراجہ بہادر خطاب ملا۔ اور ۱۲۳۷ھ ہجری مین
ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار و پیادہ و نوبت۔ و گھڑیال و جواہر گران بہا

کروڑگیری کے زمانہ مین بلدہ حیدرآباد مین آئے ۔ چند سال کے بعد ۱۱۸۹ سنہ ہجری مین
فوت ہوئے ۔ تم النقل۔

مہاراجہ بہادر عشرت کدۂ آفاق مین لکھتے ہین جب میرے والد ماجد نے دنیائے فانی سے
عالم بقا رحلت کی اسوقت میری عمر دہ سالہ تھی ۔ ہماری تربیت و تعلیم کے سرپرست عمّ
بزرگ نامدار ہوئے ۔ اور ہمارے حال پر نہایت محبت و الفت رکھتے تھے ۔ پدرانہ ہمارے ناز
اٹھاتے تھے ۔ ہم کو ایسے آرام و عیش سے رکھا کہ ہم باپ بھول گئے ۔ ہم چچا ہی کو باپ سمجھتے
تھے ۔ انتہی کلامہ ۔ آپ کی طبیعت فطرۃ چست و چالاک تھی ۔ ابتدا ہی سے ہونہار
معلوم ہوتے تھے ۔ عمّ بزرگ کی تربیت و تعلیم سے عین عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوئے
تحریر و تقریر و حساب و کتاب مین لائق مانے گئے ۔ اور آپ فارسی مین منشی بے مثل تھے ۔ نثر
و نظم کے لکھنے مین قوت مستحضرہ رکھتے تھے ۔ عمّ بزرگ کی توجہ سے ملکی انتظامات کی مشق
خوب حاصل کی تھی ۔ آپکو انتظام امور کا عمدہ سلیقہ و بہتر ملکہ ہو گیا تھا ۔ چچا کی زندگی مین
کروڑگیری کے محکمہ مین کسیقدر کارآموزی کرتے تھے ۔ یا کوئی صیغہ مین مختارانہ کام
نہ کرتے تھے جب آپ عمّ بزرگ کے فوت ہونیکے بعد اُن کے تحت جگہ لکھپت رائے ۔ بجائے پدر
کروڑگیری کی خدمت موروثی پر مامور ہوئے ۔ دو برس کروڑگیری کا کام انجام دیکے فوت ہوئے
نواب عقاد الدولہ شمشیر جنگ بہادر ناظم بلدہ حیدرآباد کی سفارش سے مہاراجہ بہادر
صاحب کے جمعہ خدمت موروثی کروڑگیری پر مقرر ہوئے ۔ آپ کا معہ عوضہ ایک زمانہ
دراز تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے ۔ سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین ارسطو جاہ کی توجہ و سفارش سے
راجہ بہادر خطاب سے مخاطب ہوئے ۔ اور ممالک مفتوحہ کڑپہ و سدہوت و قلعہ گنجی کوٹہ
کے انتظام کے لئے مع جمعیت سواران و تجمل شایان ادھر بھیجے گئے ۔ اور خدمت کروڑگیری بھی

سخاوت و قدردانی علم و ہنر نے برامکہ و اکاسرہ کے نام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ جو کوئی مسافر نابلد و غریب ناآشنا شہر مین وارد ہوتا تہا۔ تو آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب و معدن جود سے کامیاب ہو کے جاتا تہا۔ آپ علم و ہنر کے نقاد تہے۔ ہر ایک کے کمال کو عقل کے ترازو مین تول کے امتحان کی کسوٹی پر خوب پرکہتے تہے۔ اور ہر ایک کے کمال کی داد دیتے تہے۔ حسب لیاقت انعام و صلہ یا مواز و ظیفہ سے سرفراز فرماتے تہے۔ آپ کے دربار مین پہنچا کیا تہا کہ گویا اقبال کے درجہ پر عروج کرتا تہا۔ جو دربار مین باریاب ہوا فوراً کامیاب ہوا۔ کبہی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ باریاب شدہ محروم ہو۔ اسیطرح ہمارے ظل اللہ حضور افضل الدولہ مرحوم کی باریابی بہی قطعی کامیابی تہی۔ مرحوم نے مقرر کر دیا تہا۔ جو باریاب ہوا اور اس سے تکلم کیا جائے تو اس باریافتہ کو ہزار روپیہ صلہ دیا جائے۔ تا بہ زندگی یہی طریقہ جاری رہا۔ باقی ظل اللہ مرحوم کے پورے حالات فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین مفصل لکہے ہین ابہی یہہ حصہ طبع نہین ہوا ہے۔ زیر تجویز طبع ہے۔ انشاء اللہ تعالی بشرط زندگی زمانہ قریب مین جلوہ نما ہوگا۔

نقل بابت کرم و جود مہاراجہ

فقیر مولف نے پیران سن رسیدہ و سالخوردہ کی زبانی سنا کہ ایکوقت راجہ صاحب کے ملازم خادم نے یہہ مصرع پڑہا ع ترا دیدہ و حاتم را شنیدہ + فوراً خادم کو ایک لاکہہ روپیہ عنایت کیا۔ بعض نے روایت کی کہ لاکہہ سے کم دیا تہا۔ ثانی قول صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ منقول ہے کہ اکثر مہاراجہ عالم خوشی و مسرت مین فرماتے تہے۔ کہ مجہے دنیا مین ایک آرزو باقی رہگئی۔ اگر وہ بر آتی تو مین خدا کا شکر بجا لاتا۔ مقربین نے

وجاگیر سے سرفرازی حاصل ہوئی۔ اور سنہ ۱۲۴۵ ہجری مین ناصرالدولہ بہادر کے عہد مین
راجایان راجہ مہاراجہ راجہ چندو لعل بہادر خطاب سے سربلند ہوئے۔ حضرت غفران منزل
ناصرالدولہ بہادر آپکے حال پر بہت ہی نظر مرحمت مبذول فرماتے تھے۔ اکثر تقریبات
مین خود راجہ صاحب کے مکان پر رونق افزا ہوتے تھے۔ راجہ صاحب کو اس ریاست مین
ایسا اقتدار و اختیار حاصل تھا کہ مقدمات مالی و ملکی و فوجداری خود ہی فیصل
کر دیتے تھے۔ کوتوالی و عدالت کی پروا نہین فرماتے تھے۔ جسکو چاہتے تھے صاحب جاہ
وحشمت و ذی نقارہ و نوبت و جاگیردار کر دیتے تھے۔ حیدرآباد مین قوم عرب و افاغنہ
مہدویہ و سکھان نانک شاہیہ کا عروج آپ ہی کی توجہ و عنایت سے تھا۔

آپ سخی المزاج تھے۔ روز ازل مین قضا و قدرت نے آپکا خمیر جود و کرم کے مادہ سے بنایا تھا
آپنے لاکھون روپیہ بلکہ کرڑون روپیہ فقرا و علما و مشائخ و براہمہ و صاحبان علم
و ہنر وغیرہم پر تقسیم کر دیا۔ آپکا معمول تھا علاوہ بذل و کرم روزانہ فقرا و مساکین کو نقد
دو ڈھائی ہزار روپیہ۔ اور چند تھیلے غلہ بھی تقسیم فرماتے تھے۔ اور خاص ہر دوشنبہ کو خود
تین ہزار روپیہ تقسیم فرماتے تھے۔ واقع مین یہہ سخاوت و بخشش ہماری سرکار عالی نظام
خلد اللہ ملکہ ہی کی تھی۔ اسلئے کہ اگر حضور مہاراجہ کو ایسا اقتدار و اختیار نہ دیتے تو آپکا
بذل و جود کا وجود عالم شہود مین جلوہ افروز نہ ہوتا۔ مہاراجہ کیا کرتے محدود آمدنی
مین حد سے باہر قدم نہین رکہہ سکتے۔ اور غفران منزل لاکھون روپیہ کے جواہر وقتاً
فوقتاً عنایت فرماتے تھے۔ مہاراجہ جواہر بیش بہا و آمدنی جاگیرات و نذرانہ و پیشکشہا
کو بھی فقرا و مساکین کے حوالہ کر دیتے تھے۔ ذخیرہ و گنجینہ نہین فرماتے تھے۔ سخاوت و کرم
کی بدولت آپنے ایسی نیکنامی و شہرت پائی کہ تمام دنیا مین مشہور ہو گئے۔ اور آپکی شہرت

منجمین سے ستارون کی گردش اور اُن کے آثار نحس و سعد کی بابت گفتگو فرماتے تہے
جس فن کا ماہر ہوتا تہا اُس سے اُسی فن کے متعلقات مین بحث و تلاش کرتے تہے
اسی بحث و تکرار اور باہمی اقرار و انکار مین دو ڈہائی ساعت گذر جاتی تہین۔ آخر جلسہ
برخاست کر کے دولتخانہ مین رونق افزا ہوتے تہے۔ اور بستر خواب پر لیٹ جاتے تہے
اور صبح اول ہی وقت بیدار ہو کے بدستور قدیم ورد وظائف سے فارغ ہو کے امور ملکی
کے انتظام مین مشغول ہوتے تہے۔

آپ کے فرزند بالا پرشاد کی شادی کا ذکر

۱۲۲۷ھ ہجری مین آپ نے اپنے لخت جگر کی شادی کی تیاری کی۔ شادی کی تیاری مین
زر و جواہر۔ دینار و درم بیشمار خرچ کئے۔ شادی مین قسم قسم کے تکلف ہوئے۔ امرا و وزرائے
ریاست و خاص و عام مملکت کو جوڑے و توڑے تقسیم کئے گئے۔ تمام شہر آرائش و زیبائش
سے رشک ارم ہو گیا تہا۔ روشنی و آتشبازی کا وہ رنگ تہا کہ تمام شہر کے کوچہ و بازار
نمونۂ گلزار ہو رہے تہے۔

تشریف آوری حضور ناصر الدولہ بہادر بمکان مہاراجہ بہادر بتقریب شادی

آپ کے فرزند کی شادی مین اعلیحضرت مع محلات مجلس نشاط مین رونق افزا ہوئے
محلات مین کمخواب و طلس کا فرش بچھایا گیا تہا۔ جب حضور دولتخانہ مین تشریف لائے
مہاراجہ نے چند کشتیان جواہر و اشرفی سے بہری ہوئین اور متعدد کمخواب و طلس کے
طاقے نذر گذرانے۔ حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔ مجلس نشاط مین دیر تک
نشست رہی۔ لولیان حور وش و پریزادان دلکش کا رقص و سرود و نوائے نغمہ داؤد کو بہلا

دریافت کیا وہ آرزو کیا ہے۔ آپنے فرمایا۔ وہ یہہ ہے کہ مین چاہتا تہا کوئی سائل مجہہ سے ایک لاکہہ روپیہ طلب کرتا تومین اُسکو دیتا۔ اور دلی آرزو بر کامیاب ہوتا

آپ کی شعروشاعری

آپ علم دوست تہے۔ اور شعروشاعری کے میدان مین سبقت کرہے تہے۔ شعرا وعلما کی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپکے عہد مین ایران وہندوسندہ کے اکثر شعرا آپکے دربار مین مجتمع تہے۔ تمام شعرا ماہوار وظیفہ معقول پاتے تہے۔ شعرا کی ماہوارین معتدبہ ہوتی تہین کسی کی ہزار۔ کسی کی پانسو و دوسو و سو ہوتی تہی۔ یعنے ہزار سے زائد و سو سے کم نہین ہوتی۔ آپکے دربار مین تین سو شعرا سے زائد تہے۔ آپ مشاعرہ نصف شب کے بعد فرماتے تہے۔ آپ شعرفہم وسخن سنج کامل تہے۔ آپکا کلام نہایت سنجیدہ ومضامین شگفتہ و معانی پسندیدہ کا ذخیرہ ہے۔ آپ کی ذات مجمع کمالات تہی آپ صاحب دیوان ہین آپکے تین دیوان ایک فارسی اور دو اردو ہین۔ اردو دیوان مطبوع ہوچکے ہین۔ آپ کو ہر ایک علم وفن سے دلچسپی تہی۔ آپ علما کی مجالست مین علم وفضل کا ذکر فرماتے تہے۔ اور علما سے متفرق مسائل تحقیق کرتے تہے۔ اور صوفیان کرام سے وحدت وطریقت کے مسائل مین بحث وتکرار فرماتے تہے کبہی ولیاء عظام کے خرق عادت وکرامت کی بابت سوال فرماتے تہے۔ شعرا سے قافیہ وردیف اور شعر کی خوبی ولطف ومحاورہ واستعارہ کا تذکرہ۔ اور شعرائے متقدمین کے حالات کا چرچا ہوتا تہا۔ اور سماع کے وقت راگ ونغمہ وسرود وزمزمہ کا دور چلتا تہا۔

مورخین سے بزرگان سلف وخلف کے حالات وواقعات سنتے تہے۔ اسلاف کے نمایان کامون سے سبق لیتے تہے۔ اور اُن کے ظلم وستم کے مضامین سے عبرت کرتے تہے۔ اور

دیوانی تھی۔ آپ کو تالیف کا شوق تہا۔ آپ کی تالیف سے ایک کتاب مسمی عشرت کدہ آفاق ہے آپنے کتاب مین اپنے خاندان و ملازمت کا حال لکھا ہے۔ اور چند حکایتین مختلف المضامین بطور پند و نصائح لکھے ہین۔ اور ہر ایک حکایت کے آخر ایک شعر لکھے ہین جس سے حکایت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ کتاب مطبوع ہو چکی ہے۔

وفقیر مولف نے آپکے حالات کتاب مذکور و دیگر تذکرون و تواریخ سے لکھے ہین۔

آپکے دربار مین مشاہیر شعرا مندرجہ ذیل تھے

شیخ حفیظ دہلوی۔ مولوی ابوتراب مولوی محمد حسین۔ و مولوی غلام حسین۔ و ملا محمد فائض و حاجی محمد علی ساغر و میرزا محمد طاہر نیتری۔ و حسین علیخان ایما۔ و حافظ تاج الدین مشتاق۔ و ذوالفقار علیخان صفا و میر عنایت علی و خواجہ ہمت علیخان ہمت و میرزا عابد بیگ خان ظہور۔ و غلام ضامن اکرم۔ و میر مفتون وغیرہم تھے۔ گلزار معاصرین مین راجہ بالاپرشاد مخاطب بہ دہراج بن مہاراجہ نے اکثر شعرائے مشاہیر کا تذکرہ لکھا ہے۔ چونکہ فقیر مولف ہر ایک شاعر کا حال کلام اسکے تذکرہ مین گزارش کرتا ہے لہذا یہان اسما پر اکتفا کیا۔

مہاراجہ بہادر کی تقسیم اوقات مرتبہ سنہ ۱۲۳۴ ہجری

قریب چار بجے خواب راحت سے بیدار ہوکے عبادت الٰہی تا طلوع آفتاب	عبادت سے فارغ ہونیکے بعد فقرا کو طعام دوام تقسیم فرماتے تھے۔
خیرات سے فارغ ہوکے دربار مین حاضر ہوتے تھے۔	دربار سے مراجعت کرکے ملکی انتظام مین مشغول ہوتے تھے اسیوقت امرا وسپاہ کا سلام و مجرا بھی ہوتا تھا۔

وثنا۔ پھر خوان نعمت برآئے۔ اقسام اقسام کے کہانے و طرح طرح کے حلوے و میوے ترتیب و حسن اسلوب سے چنے ہوئے تھے۔ نوش و تناول فرماکے مبارکبادی خوشی کا اظہار فرمایا۔ چند جواہر و خلعتہائے زرین مرحمت کئے۔ مہاراجہ بہادر نیازمندانہ آداب و تسلیم بجالائے۔ پھر حضور مع الخیر و دولتخانۂ شاہی پر مراجعت کرکے آئے۔ مہاراجہ نے تشریف آوری کی خوشی میں بہت سا روپیہ و زر غربا و فقرا کو دئے۔ اور مہاراجہ نے امرا عظام کو بھی جوڑے دئے۔ اور شعرا کو صلات و انعامات و تحائف نوازش عطا کئے۔ شعرا نے قصائد تہنیت میں پیش کئے بوجہ طوالت کے قلم انداز کیا

آپ کے زمانہ کے عمارتیں

آپ کے متعدد مکانات مشہور ہوئے۔ منجملہ ان کے جدید خانہ [illegible] بہجت محل وغیرہ مکانات قابل دید ہیں۔ اگرچہ مکانات پرانی زمانہ کے ہیں وہ عالم شباب نہیں ہے لیکن اب بھی خوبی و خوشنمائی سے خالی نہیں ہیں۔ ان مکانات کی عبارت سے بہت معلوم ہوتی ہیں۔ ۱۲۳۱ ہجری میں نصیر الملک کے بعد ان کے فرزند راجہ [illegible] دیوان ہوئے۔ پھر ۱۲۳۲ ہجری میں کوئی تبدیلات واقع ہوئی کہ مہاراجہ بہادر خدمت مفوضہ سے مستعفی ہوئے۔ آپ کا استعفا حضور میں پیش کیا گیا۔ نواب ناصر الدولہ بہادر نے استعفا منظور فرمایا اور آپ کے لئے تیس ہزار روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اور راجہ رام بخش بن راجہ گوبند بخش ۱۰ شعبان ۱۲۶۰ ہجری روز یکشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفراز ہوئے۔ آخر مہاراجہ بہادر نے ۷ تاریخ ربیع الثانی ۱۲۶۱ ہجری روز سہ شنبہ بعمر ۸۲ سالہ بقول بعض ۸۰ سالہ اس دار فانی سے بعالم بقا روانہ ہوئے۔ مہاراجہ بہادر پیشکاری عہدہ کو کم و بیش پچاس برس تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ دکن کی پیشکاری بمنزلہ

عہدمین مرہٹے پامال ہوئے۔ اور برار رکھوجی بھونسلہ سے لیا گیا۔ پنڈہاروںکا فتنہ دور کیا گیا
آپ ہمیشہ اسباب کی کوشش کرتے رہے کہ سرکار انگریزی و سرکار عالی نظام مین باہم
اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم و مستحکم رہے اور حکام انگریزی و اہل دکن نے آپکو لائق تحسین
مانا انتہی کلامہ۔ واقعی مہاراجہ بہادر کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے۔ مہاراجہ کی
ذات جامع الصفات تھی اعظم الصفات یہہ تھی کہ سخی المزاج و فراخ دست تھے
آپکی داد و دہش سے فقرا مالا مال تھے۔ اسی صفت کی وجہ سے مہاراجہ بہادر کو مقبولیت
عامہ حاصل ہوئی۔ بعض حکما نے اس صفت مین مبالغتاً کہا ہے۔ کہ یہہ صفت انسان
کے لئے ستار العیوب و غفار الذنوب ہے۔ اب مین آپکے دیوان فارسی و ہندی سے
اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ آپکے دونون دیوان مطبوع ہو چکے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

ز چون بید لرزد گرے داد بود پیشهٔ ما — که پی دفع ستم کار کند تیشهٔ ما
بسکه در ناز و نعم جان و دلم پرورد است — تاب هر رنگ بلا زرد که برد شیشهٔ ما
ما که در ذکر تو باشیم همین می خواهیم — غیر یادت نبود در اندیشهٔ ما
قول سعدی است که در بیشه گمان خالی — نبری شیر بود خفته درین بیشهٔ ما
شکر شادان بسجه عنوان بقلم نظم کند — دائم از لطف تو ملو است رگ و ریشهٔ ما

وله

درکوئے تو یکدم گذر فند مارا — بزیر پائے گزارم حصول دنیا را
تمام دولت دنیا نثار روے سازم — اگر بدام من آرد غزال رعنا را
شبے ز لطف ہم آغوشم از شود دلبر — شب برات نمایم تمام صحرا را
ز عشق و ولولہ دارم بہائے می پویم — کہ کے بدست آرم وصال لیلیٰ را

قیلولہ ایک گھنٹہ فرماتے تھے	قیلولہ سے فارغ ہو کے نماز مغرب تک حاجتمندان خاص و عام کی حاجت روائی فرماتے تھے۔
شام کیوقت ورد و وظائف پڑھ کے نصف شب تک سرکاری امور مین مصروف رہتے تھے۔	نصف شب سے آخر شب تک مشاعرہ و مذاکرہ علوم و فنون و حل عقد مسائل مشکلہ و سماع و سرود
آخر شب سے صبح کاذب تک آرام فرماتے تھے۔	

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد جو ۱۲۲۴ سے ۱۲۳۳ تک شہر مین تھے

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد دکن نے اپنے سکونت کے زمانہ (۱۲۲۴ سے ۱۲۳۳ ہجری تک) مین مہاراجہ کی لائف لکھی ہے۔ فقیر اس سے مختصراً گزارش کرتا ہے ھو ھذہ

صاحب بہادر لکھتے مین کہ مہاراجہ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ تھے۔ ذہین و فہیم تھے نہایت ہی مستعد و تجربہ کار ہوشیار تھے۔ سرکاری کام مین بہت چالاک تھے۔ محنتی و جفاکش تھے۔ ہر ایک کام کو بذات خود انجام دیتے تھے۔ صبح سے بارہ بجے رات تک مہمات سلطنت کے انتظام مین مصروف رہتے تھے۔ بارہ بجے رات کو مہمات سے فارغ ہو کے شعرا و علما کے ساتھ مشاعرہ و مذاکرہ فرماتے تھے۔ شعرا اشعار شیرین، علما مضامین رنگین سناتے تھے آپ رغبت سے سنتے تھے ہر ایک کی داد دیتے تھے۔ اسی گفتگو مین دو ڈھائی بج جاتے تھے پھر آپ جلسہ برخاست کرکے خوابگاہ مین آرام فرماتے تھے۔ آپ سرکارین یعنے سرکار عالی نظام و سرکار انگلشیہ کے خیرخواہ تھے۔ اور سچے وفادار آپ نے ملکی انتظامات مین اپنے عمر کا بڑا حصہ یعنے تیس برس صرف کئے۔ آپ ہی کے زمانہ مین اہم مہمات کا تصفیہ ہوا۔ مثلاً آپ ہی کے

موسم بہار است مرا میل بہا — دل درین وقت خیال وی مینا می کرد
فضل نور رہبر شود یا کہ بہر سو نہم — شکر بجا آورم گوہر دل را نثار
وی کہ شادان شو از غیب بشارت آمد — فی الحقیقت کرمش بود کہ ایما می کرد

وله

دستم کند سر بگردن یار — در چشم رقیب می خلد خار
پروانہ کہ گرد شمع گردد — جانم شده مبتلای دلدار

وله

دانی چہ گویم من مرا بجان جانان در بغل — باشی ہمہ عالم بدر برم چون پاسبانان در بغل
قربان احسانت شوم کی می توانم شکر تو — شاہد بر آن دارم عیان صد گونہ احسان در بغل

وله

بیا در محفل ہی جانان کہ در پایت سر اندازیم — اگر آئی پی جلوه براہت گوہر اندازیم
مکان لامکانی از بجز دل جا کجا آرم — ندا از غیب می آید کہ اینجا لنگر اندازیم

وله

آن ماه شد میسر و سیہ بہار ہم — ساقی پیالہ آر و مئی غمگسار ہم
دل از فراغیست چو سیمای روز و شب — یا رب پیالہ دہ بمن و گلعذار ہم

وله

سر من زیر پایت اوفتاده — دلم در ظل رایت ایستاده
زبان را کی بود یارای وصفت — نگوشادان ز باده بر زیاده

وله

من نخواہم کہ تو با یاد من از یاد روی — بردلم جور روا داری و آزاد روی
ولو از شوق تو از جاده برون می آرد — نگہی دار تو ایجاد تو ایجاد روی

من اشعاره الہندی

بنده ہون دل و جان سی مین اپنی صنم کا — سایہ ہے مرے سر پہ تو اسکے ہی قدم کا
خورشید مین ہے نور تری مہر و عطا سے — یہ وجہ ہے ہر ذره جو خورشید سے چمکا
شادان ہون اسی واسطے مین صبح تا شام — بندے کو بھروسہ ہے ترے فضل و کرم کا

ز لطف دولت جاوید عمر شادان ‌‌‌‌ کجا خیال که نامه برم مسیحا را

وله

قاصد مپرس تا بکجا می فرستمت ‌‌ در کوی یار بهر دعا می فرستمت

ابریست و سبزه زار درین موسم بهار ‌‌ ای یار گلعذار قبا می فرستمت

من شرح راز عشق چگونه بیان کنم ‌‌ ای پیک خوشخرام پیامی فرستمت

دست تو نازک است و دلم جوش میزند ‌‌ بهر نگار دست حنا می فرستمت

وله

چو بهر دل ربودن راه خود سوی وطن گیرد ‌‌ مشام عالمی از زلف و بوی ختن گیرد

بزلف تو گرفتارم نمی خواهم رها گشتن ‌‌ رقیبم را هوس باشد که خود راه من گیرد

ز لطف بی نهایت آنقدر مسرور شادانم ‌‌ هوس از فرحت من خاطر شاه زمن گیرد

وله

آنانکه راه دوست بما آشنا کنند ‌‌ صد لطف و صد کرامت احسان بما کنند

در راه دوست جان و دل خود فدا کنند ‌‌ آنها ز فخر خاک پی نقش تو تیا کنند

سیر چمن نموده چون غنچه گل شدم ‌‌ هر برگ بهر دست تو رنگ حنا کنند

شادان مدام شاد بود در ثنای او ‌‌ امیدوار را اینکه مراد عطا کنند

وله

در چمن دست حریفانه که سنبل زد و برد ‌‌ هوش مینا ز ظریفانه سر قلقل زد و برد

این نسیم از چمن رفت بمن کرد گذر ‌‌ به چمن چاک مست ز گل بود و برد

وله

دلبرم دارم رهی صنوبر ‌‌ ز ابرو چانه گداز دارد

دارم ترا دم خط طلا می ‌‌ دانی که دل آرایانه دارد

وله

صنمی اگر بیاید بجهان خواهی آمد ‌‌ قدمت اگر بیاید ز دو دیده خواهی آمد

نه قرار ما نه تو باشد نه شکیب بی تو دیدم ‌‌ اگر اینکه من نمانم بچکار خواهی آمد

وله

قطره دریاست ولی دور افتاده است ‌‌ هیچ گرداب تمنا پی دریا می گردد

ہے کام یہاں عاشق صادق کا وگرنہ

وله

کرتا ہے کوئی خیر تو ایمان کے باعث

ایمان دیا جان بھی دی کیوں نہوں ممنون

وله

اگر ہو دیدۂ بینا تو ہر طرف دیکھے

میان عاشق و معشوق کہہ گیا شادان

وله

دل کو فرصت ہو رنج و غم سے آج

کر رہا ہے جو بات ہم سے آج

باغبان خود لٹا رہا ہے دیکھہ

وله

جامۂ یار کو کیا جامۂ گل سمجھا ہے

ہے یہی بات نصیحت کی اگر گوش کرے

وله

جگا دیتی ہے یکسر غافلون کو

تہ دل سے ہو تو صرف مناجات

وله

کہا ہے مرشد کامل نے گوش دل مین مرے

بغل مین بچہ ہے اور شہر مین ڈھنڈورا ہے

وله

اے مرے بادشاہ اسکندر

کیون نہ مداح ہو ترا دل سے

اس نے بھیجا ہے مجکو اب کاغذ

دلکو جب تک نہ کچھہ علاقہ ہو

وله

یا الٰہی یہ عا شادان کی ہے شام و سحر

اٹھتا ہے کسی سے یہہ بھلا بار محبت

ایمان ملا اسکو یہ قرآن کی باعث

انسان ہوئے ہم ترے احسان کے باعث

اسی کا نور چمکتا ہے بحر و بر مین آج

پڑا ہے رشتۂ محبت کا جون گھر مین آج

یہ خوشی ہے ملے وہ ہم سے آج

دل ہے خوش اسکے اس کرم سے آج

بھر دے جھولی کو تو ثمر سے آج

خار کی طرح سے دامن دلدار نہ کھینچ

رنج تو کھینچ مگر منت اغیار نہ کھینچ

بڑا احسان کرتی ہے مگر صبح

دعا ہوتی ہے اکثر با اثر صبح

تو ڈھونڈتا ہے کہاں اس نگر مین وہ شوخ

نہ ڈھونڈ اسکو کہ تیرے ہی بر مین ہے وہ شوخ

تیری دولت سدا رہے آباد

کہ بدولت تری ہے شادان شاد

لطف سے اپنے بے طلب کاغذ

کوئی لکھتا ہے بے سبب کاغذ

شاہ اسکندر رہے آباد تا دور قمر

جب غنچے نے سر اپنا گریبان سے نکالا
صانع نے خط لب جو زمرد سا کیا سبز
صوفی کو عطا جس نے کیا مذہب صافی
چہرہ اسکا کیا کہون ہین ہے وہ شعلہ نور کا
نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا
صبح کو جو کچھ وہ کہتا تھا سراسر لاف تھا
ہر کسی کو کسطرح معلوم ہو کہو تا کہرا
حسن قامت کا بیان ہو کہ نزاکت اسکی
نہین دیکھا ہے کہین اور نہ سنا ہے ہم نے
آفرین اسکو محبت کی جس سے ہوئی
یاد اللہ کی کرتا ہے جہان مین شادان
آتا ہے کس ادا سے بت نازنین مرا
اے دوستو مین کیا کہون کسکی تلاش ہے
نشان اللہ و پردت سے اگر دلدار ہو پیدا
اگر غواص سا عالی پہ ہے تو ہاتھ کیا آئے
سخن کی منزلت وہ ہے ملے ہی مرتبہ جس سے
کہتے ہین کرے ہے ذکر دل سے
ہوتا ہے سرور سو طرح کا
شادان تو سنا یار کو اک مطلع رنگین

ولہ
بلبل نے قدم پھر نہ گلستان سے نکالا
کیا رنگ نیا لعل بدخشان سے نکالا
نخوت کو اسی نے سر زندان سے نکالا

ولہ
مین تو ہون عاشق اسی معشوق رشک حور کا
کچھ تو اے موسی کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

ولہ
کیون نہ آیا رات کو کر لین ہم ہے صاف تھا
جس نے پرکھا نقرہ خالص کو وہ صراف تھا

ولہ
ہے گلستان مین بھلا سرو خرامان ایسا
کیون نہ حیران رہین دیکھ کے جانان ایسا

ولہ
کیا پسندیدہ زمانے مین یہ اسلوب ہوا
صوفیون مین وہ اسی واسطے محبوب ہوا

ولہ
کرتا ہے مہر و ماہ کو خجل یہ جبین مرا
مین ڈھونڈتا ہون یار ملے یان کہین مرا

ولہ
زمین و آسمان سے روشنی اکبار ہو پیدا
ہزارون کھائے غوطے جب در تنہا ہوا پیدا

ولہ
مزہ جو کچھ تھا اے شادان وہ مین نے در سخن کہا

ولہ
ہر برگ درخت پر ملے جب
سطے ہوتے مین سائے مرحلے جب
گر آج کرے تجھسے وہ گفتار محبت

دیکھنے مین گرچہ ہے خوشتر اجی روئے چراغ
مغز کرتی ہے پریشان یار من بوئے چراغ

خوبرو معشوق پر شادان کا یون آتا ہے دل
جسطرح جائے پتنگا دوڑ کر سوئے چراغ

وله
شیرین کی طبع آئی جو بیداد کی طرف
جز عشق تھا نہ کوئی بھی فرہاد کی طرف

شادان وہان بھی کیا ہے حسینونکی انجمن
جاتے ہین لوگ کیون عدم آباد کیطرف

وله
اُس سے اے باد صبا کہیو سلام عاشق
ملول دے دیکھ بیان کیجو پیام عاشق

وله
سبکدوشی آپکو کہنا ہے ہتھیار دنیا مین
نہین کوئی اٹھا سکتا جو پہنچا بار گردن تک

وله
کس طرح سے فدا نہو یہ دل
دل مرا تجھپہ ہو گیا مائل

کیون بھٹکتا ہے دربدر بیجا
ہو ہدایت اگر ملے کامل

وله
ہو کل کی خبر آج کسیکو نہین ممکن
کیا ہو نیکو ہے ہوویگا کیا کچھ نہین معلوم

نیکی کا کوئی کام بن آیا نہین مجھسے
کیا ہوویگا انجام مرا کچھ نہین معلوم

شادان طلب یار کچھ آسان نہین ہے
ہم ڈھونڈین کہان اُسکو پتا کچھ نہین معلوم

وله
نہین معلوم مجھکو مین کدہر ہون
تجھے دیکھا ہے جیسے بے خبر ہون

تو ہی غفار ہے مجرم ہون تیرا
خطا کیونکر نہو آخر بشر ہون

اجی بچہ بغلمین اور ڈھنڈورا
تجھے مین ڈھونڈتا ادہر اُدہر ہون

وله
خداوندا ترا فضل و کرم مجھپہ کماہی ہو
مرے دلکا جو مطلب ہے بخوبی یا الٰہی ہو

خدا نے دی ہے کیا تاثیر وقت صبح ذی کو
اثر رکھتی ہے اکثر جو دعائے صبح ذی ہو

دعا شادان کی ہر دم ہے یہ درگاہ الٰہی مین
کہ زمیندار مرے آقا کے سر پر تاج شاہی ہو

وله
کیون نہ دن رات کرے خلق کی مہمانداری
سب مین مہمان آکے وہ ہے حسب نمانہ

پردہ چشم اُٹھا دیدہ تحقیق سے دیکھ
جب یگانہ وہ ہوا کوئی نہین بیگانہ

بات مین ادنی کو وہ اعلی بنا دیتے ہین اب
ہے شہنشاہ دکن کی بات مین ایسا اثر

وله

بہہ گنہگار سنا نام ترا ہے غفار
حشر مین فاش نہ پردہ ہو کہ تو ہے ستار

وله

سخن اقرب ہے یہ سمجھے کہ عجب بھول پڑی
دلمین تو بستا ہے پر تجکو نہ پایا دلدار

تو ہر اک شے مین ہے اور پھر ہے منزہ سب سے
کبھو شادان کو دکھاویگا تو اپنا دیدار

وله

منتظر ہون نہین آیا ہے مرا یار ہنوز
کیون نہ خورشید ہوا آج نمودار ہنوز

پردہ غفلت کا مگر آنکھہ مین چھایا ہی رہا
تو جو ہوتا ہی نہین خواب سے ہشیار ہنوز

وله

جسے کہ ڈھونڈتے ہو تم وہ ہی تمہارے پاس
تمہارے پاس ہے جیسے کہ جی ہمارے پاس

ترے بغیر گزرتی نہین ہماری رات
اگر تو جان ہماری ہے آ ہمارے پاس

وله

نہ کرون کیون مین بار بار تلاش
دل کو رہتی ہے تیری یار تلاش

وہ جو پنہان ہے سب کی آنکھون سے
کب ملے ہے کرین ہزار تلاش

وله

کیا کرے گر ہے وقت سحر خاص
مگر تجھ پر پڑے اسکی نظر خاص

وله

رکھنا نہ زینہار تو اغیار سے غرض
کیا کام دوسرے سے جو ہو یار سے غرض

غفلت نہ روا ہے کام رکھے جہان مین
رکھے غرض تو عاقل و ہشیار سے غرض

وله

کیونکر رہے نہ اسکو ہر انسان کی احتیاط
رہتی ہے باغبان کو گلستان کی احتیاط

لازم ہے اسکو ہووے جو دنیا مین ہوشمند
رکھے ہر ایک خار سے دامان کی احتیاط

وله

کیون نہون سنکے ترے نام کو ہر دم محظوظ
ایک مین ہی نہین محظوظ ہے عالم محظوظ

آرزو بس یہی شادان کی ہے کچھ اور نہین
ہم سے محظوظ ہو تو تجھسے ہین ہم محظوظ

وله

دلکو سمجھا رہا ہون مین دلدار کی متاع
اپنی جو ہے متاع وہ ہے یار کی متاع

حنظل کا جس طرح سے ثمر کام کا نہین
جائے ہے رائگان جو ہے بیکار کی متاع

کرنے لگے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے . سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا . ابتدا مین رائے بچو لعل
تمکین سے اصلاح لیتے رہے - کلام مین روز بروز شستگی و پختگی نظر آنے لگی - تھوڑی ہی
مدت مین درجہ کمال کو پہنچ گئے . آپ شاعری مین متعدد اساتذہ مشاہیر سے مشورہ
فرماتے رہے آخر آپنے اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کی خدمت مین شاگردی کا شرف
اور شاعری مین تکمیل کی سند حاصل کرکے سخن سنجی کے انتہائے درجہ پر جلوہ افروز ہوئے
آپکا کلام صوفیانہ توحید و وحدت الوجود کے بیان مین ہوتا ہے آپکے ہر ایک شعر کے مضمون سے
صوفیان کرام و مشائخ عظام وجد و حال مین رقص کرتے ہین اور عالم خودی سے بیخود
ہوتے ہین - اور اپنی ہستی کو عین نیستی سمجھتے ہین - آپ صحیح فی المشرب صلح کل مذہب مین
اہل اللہ و اہل کمال کے مدارج درویشی و خدا طلبی کے راغب ہین - آپکے نزدیک
اہل اسلام و اہل اصنام دونون آنکھون کی طرح مساوی ہین - ہر دو مین مساوات کا لحاظ
فرماتے ہین - خوش اخلاقی مین مجسم اخلاق ہین - خوش اخلاقی کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک
ادنی و اعلی آپ سے براہ راست ملسکتا ہے . ہفتہ مین ایکروز آپکا دربار بارگاہ عام
ہے کسیطرح کی روک ٹوک نہین ہے - آپ نہایت اخلاق سے ملتے ہین - حاضرین دربار
کی تالیف قلوب فرماتے ہین . جو دردمند ہوا اسکو دوا سے جو محتاج ہوا اسکو دینار و درم
سے سرفراز فرماتے ہین - حاجتمند کی حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے . بعض شعرا
و مولفین آپکے پاس گئے . اور آپ سے درخواست کی کہ سرکار آب ہمارے دیوان یا رسالہ
کی تاریخ کہدیجئے یا تقریظ لکھدیجئے - آپ سائل کی درخواست منظور کرکے تاریخ و تقریظ
لکھدیتے ہین - عذر و بہانہ نہین فرماتے - اس امر سے آپکی نیک نیتی و ہمدردی ثابت
ہوتی ہے اس لئے کہ آپنے تاریخ و تقریظ لکھنے مین دریغ نہین کیا - آپ اس خیال سے

جدھر دیکھو اُدھر جلوہ ترا ہے | نہین خالی ہر اک شے مین بھرا ہے
موحد ہے تو یکتائی سے مت ٹل | نہ کہہ اپنی زبان سے دوسرا ہے
برائی مین نہ رکھ ہرگز قدم تو | بھلائی کر کہ آخر کو بھلا ہے
ہمین کیا کام ہے دونون جہان سے | ترا ملنا ہمارا مدعا ہے
سکندر شاد تم دنیا مین دائم | رہو قائم ہماری یہ دعا ہے
ارے شادان نہ ڈر ہرگز کسی سے | کسی کا کوئی ہے تیرا خدا ہے

شاد - راجہ کشن پرشاد

شاد تخلص - راجہ کشن پرشاد نام - راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر جی - سی - آئی - ای - یمین السلطنت پیشکار و مدار المہام سرکار عالی خطاب ہے آپ راجہ ہری کشن بہادر کے فرزند اور راجہ نرندر بہادر کے نواسہ مین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین ہوئی - آپکا مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے آپکی تربیت و نشو و نما یہان کی ہی آب و ہوا مین ہوئی - چونکہ راجہ نرندر بہادر لا ولد تھے - آپ ہی گویا ان کے فرزند تھے - جد بزرگوار نے آپکی تعلیم و تربیت کا عمدہ انتظام کر دیا - آپنے نانا کی حسن توجہ سے فارسی عربی علماے ادیب سے پڑھی - دونون زبان مین لائق ہوئے - مدرسہ عالیہ مین انگریزی زبان کی تکمیل کی - علاوہ این مرہٹی و تلنگی مین بھی لیاقت حاصل کی - خوشنویسی مین بھی ماہر ہوئے - جب آپنے عالم شباب مین قدم رکھا اسوقت آپکے دل مین شعرگوئی و سخن سنجی کا ولولہ پیدا ہوا - طبیعت مین موزونی و جولانی مرکوز تھی شعلہ جوالہ کیطرح عروج کرنے لگی - زور طبیعت و جولانی خداداد سے کلام موزون

آپکے ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہوتے ہین اور ہر ایک فقرہ و لفظ سے
کنوز وحدانیت و معرفت عیان۔ آپکا کلام کیا ہے۔ دریائے معرفت ہے۔ یا بحر مواج
حقیقت ہے۔ آپنے مسائل تصوف و نکات تعرف کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے
گویا دریا کو کوزہ مین بہر دیا ہے۔ یا عالم اکبر کو عالم اصغر مین نمود کیا ہے۔ عالم تصوف کا خاکہ
صفحۂ کاغذ پر ایسا کہینچا کہ جام جم کی طرح مسائل و نکات کا نقشہ دکہا دیا۔ ہر ایک طالب
مبتدی و منتہی آسانی سے مسائل مشکلہ کو سمجہہ لیتا ہے۔ ہمارے ہمارے جد کے کلام سے
مترشح ہوتا ہے کہ آپ موحد کامل ہین۔ اور مذہب صلح کل کے سالک۔ فقرائے
کملا کے پیرو حکمائے فلاسفہ کے قدم بقدم ہین۔ پیر کامل کے جویا۔ کلام حق کے گرویدہ
رہتے ہین۔ جہان پاتے ہین بمصداق خذ ما صفا اخذ فرماتے ہین۔ آپ قال کو دیکھتے
ہین۔ من قال سے اغماض کرتے ہین۔ آپکے علم و فضل کا دائرہ نہایت وسیع ہے
دائرہ علم مین علوم و فنون کا ذخیرہ بیشمار ہے آپ کو متعدد علوم خاص علم تصوف
و تاریخ و شعر و شاعری سے دلچسپی ہے۔ باوجود کثرت مہمات اہل علوم سے مجالست
فرماتے ہین۔ آپکی مجلس مین اکثر علوم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ آپ ہر ایک سے حسب علم و فن
سے اُس کے مذاق کے موافق مکالمہ فرماتے ہین۔ مثلاً طبیب سے اسباب و مرض
و شاعر سے قافیہ و ردیف و عیوب شعریہ و محاورات فارسیہ مین اور صوفی باصفا سے
تصوف و تعرف مین گفتگو کرتے ہین۔ فقرائے کملا خواہ اہل اسلام سے ہون
خواہ اہل اصنام سے ہون ہر ایک فریق کے ساتہہ اعتقاد رکہتے ہین۔ اور حسن سلوک
و خدمت مین دریغ نہین کرتے۔ بعض کوتاہ بین متعصب آپ پر نکتہ چینی کرتے ہین
میرے نزدیک آپکی نسبت نکتہ چینی کرنا فضول ہے۔ بیفائدہ تعصباً ناتابان بر

تقریظ و تاریخ لکھدیتے ہین کہ میری تقریظ سے مولف کی تالیف خلائق کی نظر مین معتبر ہوگی۔ بیچارہ غریب کو فائدہ ہوگا۔ آپ علما دوست و فقرا پرست ہین۔ دونون فریق کے بزرگون کو مرشد مانتے ہین آپ انگریزی و فارسی و عربی مین استعداد کامل رکھتے ہین۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر ہین۔ اہل زبان کے ساتھہ بے تکلف مکالمہ و مکاتبہ کرتے ہین۔ فقیر مولف نے آپکی فارسی نظم دیکھی ہے۔ نہایت ہی درست و بامحاورہ و رنگین بامزہ ہوتی ہے۔ عربی مین بھی لکھہ پڑھہ سکتے ہین۔ اردو بھی آپکی اہل زبان کیطرح صاف و شستہ ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپ کے دونون دیوان ایک فارسی و دوسرا اردو مطبوع ہو چکے ہین۔ فی الحال دواوین فارسی و اردو کے علاوہ آپکا ایک دیوان مسمی بہ خمکدۂ رحمت مطبوع ہو چکا ہے۔ یہہ دیوان حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت مین ہے۔ مین نے اسکو شروع سے آخر تک دیکھا۔ آپکا کلام نعتیہ کے دیکھنے اور سننے سے دلمین جوش جمال محمدی صلعم و ولولۂ عشق جلال احمدی موجزن ہوتا ہے۔ اور آتش آرزوے زیارت مدینہ آتشکدۂ دلمین مشتعل ہوتی ہے۔ بیساختہ دل بھی چاہتا ہے کہ سفر مدینہ کا احرام باندھنا۔ اور ناقۂ شوق پر کجاوہ رکھہ کے سفر کرنا یہہ جوش و خروش ثابت کرتا ہے کہ آپکا کلام صدق دل سے ہے۔ اور اثر رسانی بھی صداقت قلبی کا مؤید ہے۔ ضرور ہے کہ مہاراجہ صاحب حال ہین۔ اور رموز باطنی کے عالم عامل ہین مین ایسی حالت مین مہاراجہ کو موحد کامل سے ملقب کرتا ہون اور مہاراجہ کا شعر تائید مین لکھتا ہون ؎

کافر نکہو شاد کو ہے عارف و صوفی — **شیدائے محمد ہے وہ شیدائے مدینہ**

میرے نزدیک اگر عارف و صوفی کے مقام مین عارف کامل کہین تو بیجا نہوگا۔

چست و چالاک و کارگزار ہین سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین راجہ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے
اور سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین موروثی خدمت پیشکاری پر مشاہرہ چھہ ہزار روپیہ سکہ محبوب شاہی
ممتاز ہوئے - اور وزارت فوج کی خدمت سے بھی معزز ہوئے - اور سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین
بتقریب جشن سالگرہ مبارک جاپان راجہ و مہاراجہ بہادر - ہفت ہزاری منصب پنجہزار
سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار - و چھہ عدد جواہر سے سربلند ہوئے - اور آپکو جاگیرات
مین دیوانی و فوجداری کا کامل اختیار رہا - اور نیز آپکے تمام جاگیرات پر ورانتہً قابض
و متصرف ہوئے - نواب سر وقار الامرا مرحوم مدار المہام کے رخصت کے وقت منصبانہ
آپنے وزارت کا کام عمدہ طرح انجام فرمایا تھا - چونکہ آپ کی ذات بابرکات مین مالک کی
اطاعت و تابعداری فطرۃً متمکن ہے کبھی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین کہا
آپ کی تابعداری و اطاعت اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے دل مبارک پر
موثر مثل نقش کالحجر ہوئی - جب سنہ ۱۳۱۹ ہجری مین وقار الامرا بہادر مرحوم نے رحلت
کی اعلیحضرت نے آپکو دس تاریخ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین بموجب حکم مندرجہ
ذیل منصرم مدار المہام فرمایا - پھر آپ سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین حسب الحکم اعلیحضرت مستقل وزیر
ہوئے - آپ منصرمی کے زمانہ مین وزارت کا کام نہایت خوبی سے انجام دیتے رہے
ملک کی سرسبزی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین - آپنے بموجب
حکم اعلیحضرت تابعداری و فرمانبرداری مین سرمو فرق نہین کیا - آپ کو مالک کی اطاعت
و رعایا کی رعایت کی برکت سے قبولیت عامہ حاصل ہوئی - اور آپ کے انتظام
کی شہرت عالمگیر ہو رہی ہے - اللہم زد فزد

نقل احکام سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

خاک ڈالنا ہے - فقیر مولف جو کچھہ لکھتا ہے مشاہدہ ہے نہ خیالی فسانہ ہے - اولاً مشاہدہ
سے کام لیتا ہے ثانیاً قرائن حالات سے معانی کیطرف سبقت کرتا ہون جو کچھہ
خیال ناقص مین صورت متخیلہ کو ظاہری صور متشکلہ سے مقابل کرکے میزان عقل مین
خوب تولتا ہون جب دونون مین مطابقت پاتا ہون تب زبان قلم سے بیان کردیتا ہون
اسیطرح مین نے مہاراجہ کے حالات ظاہری کو آنکھون سے دیکھے اور کانون سے
سنے - اور اُنکی باطنی کیفیات کو کلام بلاغت التیام سے اخذ کیا - اور دیدہ دل
وگوش باطن سے خوب دیکھا سنا - مجھے یقیناً ثابت ہوا کہ مہاراجہ صوفی مشرب
وصلح کل مذہب ہین - اکثر کوتاہ بین میری تحریر کو تملق و خوشامد پر محمول کرینگے
اور مجھکو نشانہ ملامت بنائینگے - یہہ نہین کرینگے کہ فقیر کی تحریر کے مطابق مہاراج
کے کلام اور ان کے عادات کو منصفانہ دیکھین اگر عقل وشعور سے کام لین تو مجھپر
کبھی اعتراض نہین کرینگے - اور نہ مجھکو حقارت سے دیکھینگے - مین سچ کہتا ہون
مین تملق و خوشامد سے کوسون دور رہتا ہون - گوشہ گمنامی مین بیٹھہ کے دکن کے
بزرگان سلف کو زندہ کرتا رہتا ہون - بزرگان کرام وامرائے باخیر کے حالات دیکھہ کے
تازہ دل ہوتا ہون اور اُن کے باقیات صالحات کو اسبات کی ترغیب دیتا ہون
کہ بزرگان متقدمین کی پیروی کرین اور ان کے اخلاق و عادات کو اختیار کرین
اگرچہ فقیر مولف نے آپکا تفصیلی حال بابتہ انتظام ملک جلد چہارم محبوب انجمن تذکرہ
امرا و وزرائے دکن مین شرح و بسط کے ساتھہ لکھا ہے - لیکن یہان بھی انتظام ملک
کی بابت قدرے ازکثیرہ گذارش کرتا ہون - **ھو ھذہ**
آپ حسن تدبیر ورائے صائب سے موصوف ہین - ملکی انتظام مین ہوشیار و تجربہ کار ہین

پھر اعلیحضرت نے آپکو بروز عید الضحی ۱۳۲ سنہ ہجری مین یمین السلطنت خطاب سے سرفراز فرمایا آپکو اعلیحضرت خلداللہ ملکہ کے ساتھ خادمانہ نیازمندی و وفاداری حاصل ہے آپ ہمیشہ دیانت و امانت کیساتھ خدمت مدارالمہامی کا کام ادا کرنا اور ملک و رعایا کی آبادی و بہبودی کا خیال رکھنا مدنظر رکھتے ہین۔ علم دوست و ہنرپرور اور غریب پرست و دادگر ہین۔ اخلاق و سیر مین بزرگون سے کم نہین ہین۔ آبا و اجداد کے طریقہ پر قدم بقدم چلتے ہین۔ آپ مین اکثر صفات مہاراجہ چندو لعل بہادر کے پائے جاتے ہین۔ آپکو دیکھنے سے مہاراجہ مرحوم یاد آہی جاتے ہین۔ کیون نہون اسی درخت کے پودے ہین اور اسی چراغ کی روشنی ہین۔ شاعری مین اگرچہ مہاراجہ مرحوم کے قائم مقام ہین لیکن آپکے پاس شعرائے مشاہیر کا مجمع نہین ہے۔ مہاراجہ کے دربار مین اکثر شعرائے نامور صاحبین کے زمرہ مین داخل تھے۔ مہاراجہ بہادر متوفی کی زرپاشی بیحد و بیشمار تھی فی زماننا اس زرریزی کا عشر عشیر بھی نہین ہے۔ جو کچھ ہے غنیمت ہے۔ اب مین یہان آپکے بوارق طبع و نتائج فکر بطور نمونہ گزارش کرتا ہون

من اشعاره الهندی

عرش عظیم پرگیا تہ آسمان نہ تھا — یا رب ترے حبیب کا جلوہ کہان نہ تھا
معراج مین حضور ہوے جبکہ باریاب — بس آپ تھے اکیلے کوئی اور وان نہ تھا
احمد کے در پہ اس لئے ہین جبہہ سا رہا — سجدے کے لائق اور کوئی آستان نہ تھا
معراج مین حضور جو مدعو خدا کے تھے — خلوت تھی کوئی اور وہان میہمان نہ تھا
حضرت کے دم قدم سے یہ رونق بڑھی ہے سب — اسلام کا جہان مین پہلے نشان نہ تھا

چونکہ نواب وقار الامرا بہادر نے چھہ ماہ کی رخصت بلا تنخواہ کی درخواست کی ہے
اور خدمت مدار المہامی سے اپنی سبکدوشی چاہی ہے۔ لہذا بذریعہ ہذا وہ بعطائے
رخصت ششماہہ بلا تنخواہ سبکدوش کئے گئے۔ انکی جگہ پر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
بالفعل باماہوار موجودہ امتحاناً تاحکم ثانی پیشکار و منصرم مدار المہام مقرر کئے گئے ہیں
چنانچہ مہاراجہ بہادر پندرہ مہینہ تک خدمت مدار المہامی کو منصرمانہ عمدہ طرح سے
انجام دیتے رہے اور اس منصرمی حالت میں حضرت اقدس و اعلیٰ کی فرمانبرداری و اطاعت میں
ذرہ برابر فرق نہیں کیا۔ اور دادگستری و رعایا پروری میں مستعد و سرگرم ہے۔ وقتاً
فوقتاً رعایا کی بہتری و ملک کی آبادی میں دلسوزی و عرق ریزی فرماتے رہے۔
آپ کی عرق ریزی و دلسوزی درجۂ مقبولیت کو پہنچی یعنے آپ ۲۶ رجب سنہ ۱۳۲۰ ہجری
میں حسب فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ عہدۂ وزارت
پر مستقل ہو گئے۔ چنانچہ اب تک مدار المہامی کی خدمت پر مقرر ہیں۔ مہمات مدار المہامی
کو نہایت دیانت و امانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے ہیں۔ اعلیحضرت قدر قدرت
اسی فرمان استقلال میں فرماتے ہیں۔ "مجھے کامل اطمینان ہو گیا ہے کہ آئندہ بھی
ایسا ہی بلکہ اس سے بہتر اہم فرائض کو ادا کرکے اپنے کو میری خوشنودی کا مورد
بنائے رہیں گے لہذا میں آپ کو میری ریاست کے عہدۂ مدار المہامی پر باضابطہ
طور سے مستقل کیا چاہتا ہوں اور بالکل یقین کے ساتھہ امید کرتا ہوں کہ آپ
اسکا شکریہ صدق و وفاداری کے ساتھہ میری ریاست و رعایا کی ترقی و بہبودی کے
کاموں میں مصروف رہکر ہمیشہ عملاً ادا کرتے رہیں گے" انتہی خلاصۂ احکامات
اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی۔

کیا کرے لیکے جو ہو عاشق حضرت جنت — واعظا تیرے لئے ہے یہ غنیمت جنت

کیا کرین لیکے مکان گر نہ ملے ہمکو مکین — گر نہین طالب ہو لی کو یہ دولت جنت

جسکو حاصل ہو مدینے کی زیارت ایدل — اسی طاعت کے عوض ہوگی عنایت جنت

بیٹھکر تنہا ذکر و گوشے مین اللہ اللہ — مل ہی جائیگی تمہین روز قیامت جنت

وله

یا نبی بھیجین ہمین پھر زیارت الغیاث — پھر اوج معرفت ماہ رسالت الغیاث

آپ ہی کا ہے وسیلہ عاصیون کیواسطے — الغیاث اے شافع روز قیامت الغیاث

ق

کہتے ہین اکثر مسلمان مجھکو کافر یا نبی — مجھپہ تہمت یہ دہرتے ہین اہل شریعت الغیاث

میرا مسلک اور ہے اور انکا مذہب اور ہے — کیا یہہ جانین گے بھلا رمز طریقت الغیاث

وله

کیا تم سے کہون راز کہ کیا تہا شب معراج — تہا عرش پہ وحدت کا تماشا شب معراج

کہتے ہین احد کسکو کسے کہتے ہین احمد — عالم پہ ہوا حل یہ معما شب معراج

خود ذات ہی تہی احمد و محمود و محمد — آئینہ عرفان مین جو دیکھا شب معراج

اک قرب نوافل ہے دگر قرب فرائض — یہ دونون کے دونون ہوے یکجا شب معراج

ارواح کا اجماع تہا افلاک پہ اس شب — وحدت مین تہا کثرت کا تماشا شب معراج

عاشق مجھے احمد کا نہین کہتے مسلمان — دے آکے گواہی تو خدارا شب معراج

وله

بطحی کو جانیکے لئے ہے تیری کیا صلاح — اے بیقرار دل تو خدارا بتا صلاح

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست — واعظ سے جاکے کیا مین بھلا پوچھتا صلاح

سوئے مدینہ کھینچ رہا ہے یہ جذب شوق — ایدل بتا تو کوئی بھی بہر خدا اصلاح

پیر مغان سے چلکے کرو نشاد مشورہ — مجھکو یقین ہے کہ وہ دیگا بجا صلاح

وله

اللہ کا دربار ہے دربار محمد — اعلی سے بھی اعلی ہے یہ سرکار محمد

سانگا را پنا زمانا ہو گیا
ہند سے طیبہ کو جانا ہو گیا

دفن یثرب مین ہوا لاشہ مرا
اب مسافر کا ٹھکانا ہو گیا

بت پرستی اب کہان باقی رہی
اُسکو چھوڑے اک زمانا ہو گیا

کفر چھوڑا پی کے مے توحید کی
رنگ شاد اب عاشقانہ ہو گیا

وله

جنکو کہتے ہین محمد وہ ہین اپنے سلطان
جسکو کہتے ہین مدینہ وہ ہے کشور اپنا

کیون نہین روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی
کیون بگڑ جاتا ہے بن بن کے مقدر اپنا

نعت گوئی کا شرف ہمکو خدا نے بخشا
اوج پر بخت ہے یاور ہے مقدر اپنا

وله

آپ ہی کے نام ہین شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
آپ ہی کا ہے لقب خیر البشر یا مصطفےٰ

کچھ تو بیمار جدائی کو تسلی چاہیے
خواب ہی مین لیجیے آکر خبر یا مصطفےٰ

یا نبی صل علیٰ صل علیٰ صل علیٰ
ورد میرا ہے یہی آٹھون پہر یا مصطفےٰ

شاد ہے اک عمر سے امیدوار پائبوس
حال پر اُسکے ہو رحمت کی نظر یا مصطفےٰ

وله

مین دور ہون مدینے سے فریاد یا نصیب
اتنک حضور مین نہوئی بار یا نصیب

تو اور مدینے جائے رہے طالع بلند
مقبول شاد تیری ہو فریاد یا نصیب

وله

میرے آقا میرے مولا مرے سلطان عرب
میرے محبوب خدا پیارے نبی جان عرب

کیا کہون بعثت پیمبر ہوئی اس عالم مین
کون حضرت سا ہوا شان عجم جان عرب

بلغا مان گئے سارے بلاغت کو تری
اور قائل ہین فصاحت کے فصیحان عرب

ہند تک دھوم ہے مکی مدنی سب سے شاد
جان و دل سے ہین مطیع شہ ذیشان عرب

سوئے طیبہ مجھے بلوائین آپ
یا کبھی خواب ہی مین آئین آپ

اور کچھ کہنے کی طاقت نہ رہی
اب تو خادم کو نہ ترسائین آپ

مرے نالے مین ہو یارب اثر خاص
جہان پہونچے وہین بستہ جما یا
خیال طیبہ مین خود رفتہ ہونا
نہ کیون ہون ذکر مین مصروف طائر
دلکو ہے روئے پیمبر سے غرض
دولت عشق نبی درکار ہے
دل کو اپنے یاد حضرت سے ہے کام
ہجر مین رکہتا ہے دل رونہان سے ارتباط
گلشن طیبہ سے میری روح یون مانوس ہے
یاد احمد کیون نہ آئے میرے دلمین بار بار
پند تیری سنون مین کیا واعظ
ذکر حور و قصور تا بکجا
ہے جو مطلوب منزل مقصود
کیا کرے لیکے تیری جنت کو
قصد طوف مزار اقدس سے
شوق پابوس یہ کہتا ہے کہ چل تیز کوب
آپ نے سبکو بلایا نہ کیا یاد مجہے
نیچلے تجہے مرے اعمال سونا ر مجہے
نعت کے باغ لگا تا مین ہزارون استاد

ولہ
کہ کہین شاہ دین مجہپر نظر خاص
فقیرون کا نہین ہے کوئی گہر خاص
یہ ہے عشاق احمد کا سفر خاص
کہ سب وقتون مین ہے وقت سحر خاص

ولہ
آئینے کو ہے سکندر سے غرض
مال سے کیا کام کیا زر سے غرض
لب کو اپنے ذکر سرور سے غرض

ولہ
آنکہ رونے سے زبان آہ و فغان سے ارتباط
جیسے ہو بلبل کو اپنے آشیان سے ارتباط
جو مکین ہے اسکو لازم ہے مکان سے ارتباط

ولہ
ہے محبت مری غذا واعظ
وصف محبوب کچہہ سنا واعظ
ہے مدینہ کا راستا واعظ
در محبوب کا گدا واعظ
اسمین ہے رائے تیری کیا واعظ

ولہ
کیا کرون بس نہین چلتا کہ ہے قسمت مانع
ہوگئی اسمین کوئی اللہ کی حکمت مانع
ہوگئی دوڑ کے اللہ کی رحمت مانع
مجکو ہوتی نہ اگر تنگی فرصت مانع

ہین پھول اسی باغ کے سب گل و سوسن — یہ گلشن ایجاد ہے گلزار محمد
جو بندے ہین خاص وہی جانتے ہین کچھ — ہر کوئی نہین جانتا اسرار محمد

وله

رضائے خدا ہے رضائے محمد — ثنائے خدا ہے ثنائے محمد
کھلا عقدہ قرب نوافل کا دلبر — صدائے خدا ہے صدائے محمد
وجود ایک ثابت ہوا جب تو پھر کیا — لقائے خدا ہے لقائے محمد

وله

یا محمد ہے غم الفت لذیذ — تیرے سودائی کو ہے وحشت لذیذ
دیکھنے والے جو ہین صورت تری — انکو ہر دم ہے فقط حیرت لذیذ
چاہنے والون کو تیرے یا حبیب — ہو نہ کیونکر عشق کی دولت لذیذ

وله

افسوس یہ فقیر ہو شاہ زمن سے دور — بلبل پہ ہے ستم کہ رہے وہ چمن سے دور
عاشق ہے شمع روئے محمد کا دل مرا — پروانہ ہو کے حیف رہے انجمن سے دور
جب مین نے کہدیا کہ تمہارا غلام ہون — ہو جاؤنگا بھلا مین کب اپنے سخن سے دور
پہونچونگا جب مدینے تو مصرع پڑھونگا یہ — نزدیک ہون وطن سے مگر ہون دکن سے دور

وله

موت کو ہے حبیب حضرت پہ ناز — مجھے آپکی ہے محبت پہ ناز
تجھے چارہ سازی پہ ہے چارہ ساز — مرے دلکو ہے درد الفت پہ ناز

وله

جز عشق اور کیا ہے دل مبتلا کے پاس — رہتی ہے اپنی جان رسول خدا کے پاس
کہتا ہے بار بار یہی مجھ سے شوق دید — اٹھو چلو مدینے کو اب مصطفے کے پاس
عقدہ نہین کھلا شب معراج کا ہمین — فرمایا کیا خدا نے نبی کو بلا کے پاس

وله

دلدادہ ہون مین مجھکو ہے دلدار کی تلاش — مشتاق کو ہے احمد مختار کی تلاش
پایا ہے جسکو مین نے اسے جانتا ہون شاد — تھی اک زمانہ سے اسی سرکار کی تلاش

فرقت کے صدمے ہند مین کبتک اُٹھائین ہم
جی مین ٹھنی ہے یہ کہ مدینے کو جائین ہم

اپنی نظر مین جو ہے تعین ہے شان ہے
کسطرح اپنے دل کو ظاہر مین لائین ہم

کحل البصر ہے خاک مدینے کی اے صبا
لادے ذرا کہ آنکھون مین اُسکو لگائین ہم

ہو بخت سازگار تو پہر دیکھیے گا لطف
چلکر مدینے حال سب اپنا سنائین ہم

ولہ

یا محمد کی ہم اُس در پہ صدا دیتے ہین
حاضری اپنی اُنہین روز سناتے ہین

ہو کے محتاج جو آتا ہے حضور مین کوئی
دو جہان سے وہ غنی اُسکو بنا دیتے ہین

دستگیری وہ کیا کرتے ہین مجھہ بیکس کی
پہر کشتی کو وہی پار لگا دیتے ہین

بخشواتے ہین گنہگار کو اللہ سے وہ
شان یون اپنی کریمی کی دکھا دیتے ہین

ولہ

جسکو ہم سب شہ مکی مدنی کہتے ہین
اہل جنت اُسے سرو چمنی کہتے ہین

اسکے دہوکے مین نہ آنا نہ لگانا دل کو
اہل دانش اسے دنیائے دنی کہتے ہین

شاد کو طنز سے کہتے ہین مسلمان کافر
اسے بہتان اسے طعنہ زنی کہتے ہین

ولہ

پیمبرون مین کوئی ایسا آفتاب نہین
حضور احمد مختار کا جواب نہین

نبی کے عشق مین جسنے کہ موت پائی ہو
... ہو سکے لئے عیش ہے عذاب نہین

ولہ

ہاتہہ آجائے جو محشر مین تمہارا دامن
گنہگار کو ... زندگی و نہو جائے سہارا دامن

پہر دیا دامن امید تو میرے اے شاد
پہر وہ آپ کے مشتاقان جسوقت پیارا دامن

ہین جب پہر شفاعت کرین احمد مجھکو
میرا اللہ کریگا نہ ... شہی رد مجھکو

مشغلہ نعت نبی کا ہے مجھے شکر خدا
بعد مدت کے یہ ہاتہہ آیا ہے مقصد ہو

ثروت و جاہ و حشمت کی کسے خواہش
یہی کافی ہے کہ ہے الفت احمد مجھکو

خادم غوث بہی ہین اور غلام خواجہ
میرے مولا نے دیا رتبہ بیحد مجھکو

وله

جو حضرت نے محبت کا دیا داغ   مین سمجھا ہے چراغ مدعا داغ
خیال روئے احمد کا ہے یہ فیض   چمک کر مہر انور بنگیا داغ
یہ بو دینے لگا عشق نبی کی   رہے یارب سدا پھولا پھلا داغ
جب آیا ہمکو طیبہ کا چمن یاد   ملا اسے شاد دلکو اک نیا داغ

وله

ہے آپکی جو گرمی بازار ہر طرف   یوسف سے پھر رہے ہین خریدار ہر طرف
کوچہ نبی کا یاد جو آتا ہے بار بار   پیش نظر ہے خلد کا گلزار ہر طرف
قیدی تو بیشمار ہین زنجیر ایک ہے   زلف رسول کے ہین گرفتار ہر طرف
دیوانہ وار پھرتے ہین عشاق رات دن   پھر تلاش احمد مختار ہر طرف

وله

کبھی نہان ہے کبھی اشکبار ہے عاشق   تمہارے واسطے کیا بیقرار ہے عاشق
صبا یہ اُس شہ خوبی سے عرض کر دینا   نگاہ لطف کا امیدوار ہے عاشق
خدا کرے کہ ہو میری طلب پنے سے   اسی خیال مین لیل و نہار ہے عاشق
وہ شہسوار عرب ہین وہ تاجدار عجم   خدنگ ناز کا جنکے شکار ہے عاشق

وله

رنج و غم درد و الم دلپہ اٹھائین کبتک   ہجر مین آپکے ہم شور مچائین کبتک
دیکھیے وہ مجھے شکل نہی دکھائین کبتک   میری بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کبتک
اے فلک روکے نہ تو کوچہ احمد سے ہمین   طالب یار ہین جنت مین نجائین کبتک

وله

دیتا جو وہ اک مجھے پروردگار دل   کرتا خوشی سے مین شہ دین پر نثار دل
اے شہسوار عرصہ طیبہ ترے سوا   کسکے خدنگ ناز کا ہوتا شکار دل
پروا نہین اگر نہین کوئی شریک حال   مین غمگسار دل ہون مرا غمگسار دل
ملتی مجھے جو دولت دیدار جو آہین   ہوتا نہ اسطرح سے مرا بیقرار دل

شہید۔ مولوی غلام امام

شہید تخلص۔ غلام امام نام۔ آپ شاہ غلام محمد مرحوم کے فرزند ہین آپکے والد ماجد مشاہیر مشائخ سے تھے۔ آپکا وطن اصلی قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ ہے۔ آپ سن شعور کی ابتدا مین کسب علوم کیطرف متوجہ ہوئے۔ کتب متداولہ درسیہ مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی مولف منتہی الکلام کی خدمت مین تحصیل کین۔ اور زبان فارسی مین بھی استعداد کامل پیدا کی۔ شعرگوئی مین ابتداءً مرزا قتیل و مصحفی و شیخ غلام مینا ساحر سے اصلاح لیتے رہے آغا سید اسمعیل مازندرانی سے فن شاعری مین تعلیم کامل پائی۔ آپکی طبیعت برق رخشان تھی آغا سید محمد اصفہانی و میرزا ناطق مکرانی کے ہم طرح و ہمسر تھے۔ ہر مشاعرہ مین سخنوران معاصرے میدان سبقت مین بڑھ جاتے تھے۔ آپ مداح حضرت رسالتماب و حاجی بیت اللہ و عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اکثر آپکے قصائد و غزلیات نعت و حمد مین مشہور و معروف ہین اور رسائل میلاد شریف بھی متداول ہین آپکے قصائد نعتیہ مضامین شیرین و معانی رنگین مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین ہر ایک شعر سے خوبی و خوش اسلوبی مترشح ہوتی ہے اور ہر ایک لفظ و فقرہ سے تازگی و شادابی واضح علاوہ ازین آپکا کلام نہایت دردآمیز و رقت انگیز ہوتا ہے کہ عاشقان جمال محمدی کے سننے سے وجد و حال مین نیم بسمل کیطرح پھڑکتے ہین اور ماہی بے آب کی مثل تڑپتے پھرتے ہین۔ کلام پر تاثیر شیفتگان محمدی کے قلوب پر موثر ہوتا ہے ہر ایک عالم بیخودی مین مستانہ وار محمد و احمد چلاتا ہے۔ مجلس میلاد مین آپکے قصائد خوانی سے وہ اثر ہوتا ہے کہ سامعین بیدل و خودی سے بیخود ہوتے ہین۔ آپ الہ آباد مین عہدہ پیشکاری صدر نظامت پر

وله

تری ذات پاک ہے اے خدا تری شان جل جلالہ — نہیں تجھسا ہے کوئی دوسرا تری شان جل جلالہ

تو کریم بھی تو رحیم بھی تو عزیز ہے تو معز بھی ہے — ترے نام پر دل و جان فدا تری شان جل جلالہ

وله

اس دل میں ہے مدت سے تمنائے مدینہ — یا رب کبھی مجھکو بھی نظر آئے مدینہ

زاہد کو ہے جنت کی تمنا تو مبارک — ہمکو بھی حسرت ہے کہ ملجائے مدینہ

پتھر پڑیں اس دل پہ وہ پتھر سے ہے بدتر — جس دل میں نہو شوق تمنائے مدینہ

کسطرح سے سرسبز نہو مزرع امید — دیکھوں جو کبھی گنبد خضرائے مدینہ

وله

اپنی خودی کو کھو کے اسے پایا آپ میں — یہ سیر کی ہے آگے عدم سے وجود کی

صل علی نہ کیوں کہیں احمد کے نام پر — پڑھنے کی ہے جگہ تو یہی ہے درود کی

وله

احمد سے سوا عشق کسی سے نکرینگے — ہم عاشق صادق ہیں تو ایسا نکرینگے

دنیا سے مرض عشق محمد میں اٹھینا — اس روگ کا ہم اور مداوا نہ کرینگے

مومن نہیں کہتے نہ کہیں لوگ ہمیں شاد — کافر ہی کہے کوئی تو پروا نکرینگے

وله

مدینہ ہی خداوندا عجب پر نور بستی ہے — جہاں ہر وقت و ہر دم تری رحمت برستی ہے

ترے رتبہ میں کسکو دخل ہے کیا کوئی دم مارے — تو محبوب خدا کا رتبہ پائے کسکی ہستی ہے

وله

تاج لولاک ہے شایان رسول عربی — پرتو شان خدا شان رسول عربی

انبیا جتنے ہیں آئے تھے سبھی شافع ہونگے — سب کے سب ہیں یہ ثناخوان رسول عربی

باغ احمد کے ہیں پھول حسین حسن — یہی دو ہیں گل ریحان رسول عربی

محمد پہ دل اپنا شیدا ہوا ہے — ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے

خداوند عالم ہے جسطرح واحد — حبیب خدا بھی تو تنہا ہوا ہے

فقط نعت گوئی سے اے شاد تجھکو — یہ عزت ملی ہے یہ بنا ہوا ہے

ناظرین کرتا ہون هو هذا

بخشد شکر بکام معانی بیان ما
گویا زبان تو بود اندر دهان ما

بسکه از نقش دوئی گشته تهی سینهٔ ما
عکس ما نیز نگنجد در آئینهٔ ما

چون بوی گل بدوش کسی نیست بار ما
بر دامن صبا ننشیند غبار ما

وله

نباشد از نزاکت تاب احسان طبع عالی را
حباب از آب بی پا پر نسازد جام خالی را

در آغوش تصور میکشم ساقی ترا هردم
فروزان می کنم زین شمع فانوس خیالی را

وله

غیرت عاشقی ببین رشک نگر جدائی را
سایه نیافریده اند آن قد دلربائی را

خسته دلان تو هر طرف منتظرند صف بصف
رخصت یک نظاره ده نرگس سرمه سائی را

وله

آن شوخ ستمگار بما هست و بما نیست
چون عکس که از آئینه جدا هست و جدا نیست

گر زنده کند گاه کشد خسته دلان را
طرز نگهش حکم قضا هست و قضا نیست

وله

دلرا بیک کرشمهٔ دلکش گرفت و رفت
سرگرم عشوه آمد و آتش گرفت و رفت

شمیم زلف تو در آستین صبا وزدید
تبسم دهنت غنچه در قبا وزدید

چو نافه بود نهان بوی زلف تو بدلم
نسیم وصل تو ز پیرهنم ندانم از کجا وزدید

حنا بران کف پا بسته بخون جگر
شهید دست تو مضمون پیش پا وزدید

وله

مرا بگوشهٔ ابرو سلام کرد و نکرد
وزان دو چشم سخنگو کلام کرد و نکرد

مرا بگوشهٔ چشمی بناز دید و ندید
به نیم جرعه سیه مست جام کرد و نکرد

وله

بر درش دیدم دل خود را بسوی من ندید
بسکه مصروفش بشغل بوسه چیدن یافتم

وقت پیری شد لقای آن بت سرکش نصیب
چون کمان پابوسی تیر از خمیدن یافتم

جان وقف سر راه کسی کردم و رفتم
همپای بانگ جرسی کردم و رفتم

مامور تھے۔ تقریباً بیس بائیس سال تک خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے آپ ادا کرتے رہے
حکام وقت آپ کے کام سے بہت خوش تھے۔ آپکی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آپ
حالت ملازمت مین بھی اکثر مجلس میلاد منعقد فرماتے تھے۔ اور مجلس مین عمدہ عمدہ
کھانے اور اقسام کے حلوے مہیا کرتے تھے۔ بزرگان کرام و فقرا و غربا و احبا کو مدعو فرماتے
تھے۔ اور مجلس مین خود قصائد نعتیہ کو نہایت خوش اندازی سے پڑھتے تھے۔ آپکے
پڑھنے سے مجلس مین حیرت کا عالم قائم ہو جاتا تھا۔

نواب محی الدولہ بہادر جو شیدائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپکے
رسائل میلاد و کلام نعتیہ کو دیکھکر آپکے دیدار کے مشتاق ہوئے۔ ایکہزار روپیہ زر راہ
بھیجکے شہر حیدرآباد دکن مین بلائے۔ آپ حسب طلب نواب صاحب نوکری ترک کرکے
شہر مین آئے۔ معزز و مکرم ہوئے۔ سرکار عالی نظام سے چارسو روپیہ ماہانہ بلا شرط
خدمت مقرر ہوا۔ شہر مین نہایت آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب آپ
دکن سے حرمین شریفین گئے۔ اسوقت مہاراجہ گردھاری پرشاد باقی نے زاد و راحلہ اپنے
جیب خاص سے عطا فرمایا۔ اور نواب سالار جنگ مرحوم نے بھی پانسو روپیہ اعانت
کی آپ حرمین ۱۳۰۲ھ مین پہنچ گئے۔ وہان مجالس میلاد متعدد مرتبہ مکہ و مدینہ مین منعقد
فرمائے۔ لکھنؤ آگرہ و مرادآباد و رامپور و الہ آباد و حیدرآباد وغیرہ مین آپ کے مریدین
تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تھے۔ نواب سر سالار جنگ مرحوم و نواب کلب علیخان والی رامپور
و سید عالم خان رئیس سورت آپکی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آخر سنہ ہجری
مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے رسائل و دیوان
نعتیہ متداول و معروف ہین۔ مین نہین رسائل و دیوان سے چند اشعار تبرکاً ہدیہ

ناظرین وسامعین کو دیکھنے وسننے سے حلاوت تازہ ولذت بے اندازہ بہت ہوتی ہے آپ وطن مین امثال اقران مین لائق وفائق مانے جاتے تھے۔ آپ بکشش آب وخورش ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے اسوقت نواب سکندرجاہ بہادر کا آخر عہد تھا۔ بارگاہ سکندر جاہی مین باریابی کے اہل مناسب کے سلسلہ مین منصب مناسب پر مقرر ہوکے غفران منزل نواب ناصرالدولہ بہادر کی خدمت مین معین ہوئے۔ جب سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین سکندرجاہ بہادر بہشت برین روانہ ہوئے۔ اور نواب ناصرالدولہ بہادر مسند نشین ہوئے تو نواب ناصرالدولہ بہادر نے آپکو خلعت وخطاب میرالشعرا و اضافہ منصب سے سرفراز کیا آپ تا زندگی عہدہ منصب داری پر معزز ومکرم رہے آخر آپنے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ آپ خوش خلاق وبزرگان سلف کی طرح وضع داری وخاکساری کے پابند تھے۔

من اشعارہ الفارسی

ساقیا معجزۂ حضرت موسی داری — ساغر بادہ بکف چون ید بیضا داری
ایدل اندیشۂ آن زلف چلیپا داری — در سر خویش ندانم کہ چہ سودا داری
ایدل از داغ چو طاؤس تماشا داری — نہ سر باغ نہ اندیشۂ صحرا داری
نعل و میخ است زکفش تو ہلال انجم — آسمان دگری زیر کف پا داری
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا و آنی — چشم بد دور کہ در خود ہمہ یکجا داری
دل من شاد کہ چون تو گل رعنا دارم — وقت تو خوش کہ چو من بلبل شیدا داری
تا زلب حرف زنی مرد ہا صد سالہ زید — کن مرا زندہ کہ اعجاز مسیحا داری
بسراغ کمرش نیست نشانت ای دل — گوشہ گیری بجہان شہرت عنقا داری

میرفت سحر قافلۂ بوے بہاران — من نیز چو شبنم ہوسے کردم و رفتم
گلبانگ زدم بر قدم جان چو سپندے — خوش ہمرہے ہم نفسے کردم و رفتم
صد شکر که صید ملک الموت نگشتم — جانا ہدف تیر کسے کردم و رفتم
ہر جا که ازان لعل شکر خا سخنے رفت — پرواز ببال مگسے کردم و رفتم

شہید۔ میر احمد علیخان دہلوی

شہید تخلص۔ میر احمد علیخان نام۔ آپ سید جعفر علیخان بہادر کے فرزند دلبند ہیں۔ آپ کے والد یا جد کے جد بزرگوار سید نوازش علیخان کا حسبی سلسلہ نواب سربلند خان بہادر دلاور جنگ مبارز الدولہ مبارز الملک صوبہ دار گجرات سے منتہی ہوتا ہے محمد شاہی امرا میں تھے۔ جاگیر و انعام سے سربلند۔ میر احمد علیخان کی ولادت شہر دہلی میں واقع ہوئی۔ اور دہلی کی سرزمین میں تربیت و تعلیم پائی۔ علوم عربیہ میں فراغت حاصل کرکے فن شاعری و انشا پردازی کیطرف متوجہ ہوئے۔ چند ہی مدت میں کامل ہوگئے۔ آپکو حضرت شاہ نصیر دہلوی مغفور سے تلمذ تھا۔ علاوہ علوم عربیہ و شاعری و رمل و عملیات میں بھی مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ فارسی میں ناظم و ناثر تھے۔ آپکی نثر منشیانہ فاضلانہ و نظم شاعرانہ شیرین و رنگین ہوتی تھی۔ نقادان سخن کو آپکے کلام بلاغت نظام سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔ اور آپ فارسی و اردو زبان میں بھی کلام موزون فرماتے تھے۔ آپکے اشعار نہایت ہی سنجیدہ و برجستہ ہوتے ہیں ہر ایک کا مضمون نازک خیالی و شیرین مقالی سے مملو ہوتا ہے کوئی شعر نزاکت و لطافت سے خالی نہیں۔ آپکے جملات و فقرات گویا شکر پارے ہیں

شہیر حکیم محمد عبداللہ خان صاحب

شہیر تخلص - محمد عبداللہ خان صاحب نام - آپ حکیم اللہ خان کے خلف الصدق ہین - آپ کے بزرگ خوانین بھکر سے ہین ملازمت کی وجہ سے ناگور مین آئے - اور وہان سکونت پذیر ہوئے - آپکے والد یا جد کی ولادت ناگور مین واقع ہوئی تھی اسوجہ سے ناگوری کہلاتے ہین - ناگور سے برار مین آئے - اور برار مین متوطن ہوئے - اور اسی ملک مین قضاۃ کے خاندان کی لڑکی سے شادی کرلی - آپکی ولادت برار مین واقع ہوئی اور نشو نما بھی اسی ملک کی آب و ہوا مین ہوئی - عالم شباب کے قریب آپنے مولانا مولوی عبداللہ صاحب بلمراونی کی خدمت مین تعلیم پائی - کتب درسیہ متعارفہ کچھ اُن سے اور دیگر اُستادون سے پڑہین صاحب فضل و کمال ہوے انشا پردازی مین بے نظیر نظم و نثر مین آفتاب منیر ہوئے - طبیعت مین جولانی اور دماغ مین نازکخیالی خداداد تھی - دل مین بینائی و دانائی کا دریا موجزن اور دماغ مین ذکاوت و فطانت برق افگن تھی - زور طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین قدم رکھا اقران و امثال سے کئی قدم آگے بڑہ گئے - اور سبقت مین بازی لیگئے - جو کچھ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سے شستگی و پختگی نمایان نازکخیالی و شگفتہ بیانی عیان ہے - آپ دونون زبان یعنی فارسی و اردو مین کہتے تھے ہر ایک زبان مین کلام بامحاورہ ہوتا تھا - آپکا ہر ایک شعر لطافت و نزاکت مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے - فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکے کلام رنگین و اشعار رنگین کے مطالعہ سے اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکی کلام رنگین و اشعار رنگین کے مطالعہ سے

لب اظہار تو چون غنچہ نہ از ہم وا شد — ایدل غمزدہ آخر چہ تمنا داری
نظر آنجا کہ فتد باز نگردد ز رخش / در چشم — ہمچو آئینہ چہ در تحبیب سر لیلا داری
کم ز فردائے قیامت نبود فردا یت — کہ بفردا متعلق پس فردا داری
دل صدپارہ ام البتہ گلوگیر تو شد — نہ حمایل بگلو از گل حمرا داری
بخیہ کردی دل مجروح مرا از مژگان — ہنرت بہ کہ بکف سوزن عیسا داری
روئے تو روشن و آویزۂ دُر در گوشت — جلوۂ حسن مہ و عقد ثریا داری
اے شہید از مئے عشق است ترا مدہوشی — نہ غم دین و نہ اندیشۂ دنیا داری

من اشعارہ الہندی

ہانک کا خورشید رو کے خط جو پیدا ہو گیا — دن دئے ظلمات کا موجود رستا ہو گیا
کیا کمال نسان مین تہا عشق کی تاثیر سے — سجدہ گاہ عرشیان ہستی کا ہیتلا ہو گیا

وله

گدا اسکو سایۂ بال ہما سے کیا مطلب — درخت خشک کو نشو و نما سے کیا مطلب
مریض عشق کو دار الشفا سے کیا مطلب — ہمارے درد کو عیسیٰ دوا سے کیا مطلب

وله

وصل ہے زلف و رخ یار مین اب — ربط ہے کافر و دیندار مین اب

وله

جو بیرنگی سے ہے صاحب تمہارے آئین — تو باقی کچھ نہین رہتا ہے جان جانہین
تو کس لئے مرے درپے ہوا ہے ایصیاد — حصول کیا تجہے اک مشت پر کے پانہین

وله

پان کہاکر ہونٹہہ دکہلانے لگے — مین شہید اور رنگ تم لانے لگے
نہ فکر زر کی نہ پروائے مال و جاہ رہی — فقط نظارۂ یوسف لقا کی چاہ رہی
سیاہ بختی مجنون خوش آئی لیلی کو — بنا کے آپ بہی اک خیمہ سیاہ رہی
شہید فکر کرو ورنہ آگے مشکل ہے — جو ایسا عشق رہا اور ایسی چاہ رہی

پہر داروغگی سے علیحدہ ہوکر نواب کے داماد میر مہدی علیخان کی خدمت مین بسر کرتے رہے
تمام نواب کی جاگیرات آپکی اختیار مین تہین۔ سفید و سیاہ کے آپ مالک تہے مہدی علیخان
مرحوم کے بعد آنکی اولاد کے نزدیک بہی رہے۔ اُن کے فرزندون نے آپکی کچہہ قدر نہین
کی اور نہ آپکے کام کی داد دی۔ آپ استعفا دیکر الگ ہوئے۔ نواب مختار الملک اول
کا زمانہ تہا آپنے نواب سے منصب کی درخواست کی۔ نواب صاحب نے قدردانی سے
۶۰ روپئے ماہوار مقرر کردئے۔ آپکی گذر اوقات کا مدار اُسی تنخواہ پر تہا۔

اوائل مین آپکے خیالات فلاسفانہ تہے۔ صوفیانہ طریق کے جویا تہے۔ صلح کل کے پیرو تہے
کیا ہندو کیا مسلمان سب سے ایک ہی طریق سلوک فرماتے تہے۔ آپ سے سب خوش تہے
آپکا کوئی شاکی نہین تہا۔ آپ بزرگان دین و صوفیان یقین کے معتقد ہی۔ اطیعوا الله
و اطیعوا الرسول کے مہتدی۔ آپ متشرع متدین متقی و پرہیزگار تہے۔ پاکیزہ دین و پاکیزہ
دل صوم صلوۃ کے پابند۔ قال الله و قال الرسول کے کاربند۔ رات دن عبادت الٰہی مین
مصروف تلاوت قرآن و وظائف و اذکار مین مشغول رہتے تہے۔

خوش مزاج۔ و خوش خلق ہر ایک سے نہایت کسر نفسی سے ملتے تہے۔ نیک سیرت پاکیزہ
صورت تہے۔ حلیم الطبع و سلیم الوضع استقلالی۔ وضع داری مین بے بدل زمانہ بدلجائے
مگر وہ اپنی وضع سے نہین بدلین گے۔ ہزار آفتین و گردشین سر پر آجائین وہ استقلال سے
ذرا نہین ہٹین گے۔ آپ متوکل و قانع تہے۔ کسی سے خواہان نہین ہوئے۔ کیا امیر کیا فقیر
آپکو کسی سے پروا نہین تہی۔ عزلت گزین تہے۔ گہر سے باہر نہین جاتے تہے۔ فقیر رؤف
کے اُستاد ہین۔ اوائل مین کتب فارسیہ و ابتدائی عربیہ آپ سے پڑہین اور مجہکو آپ ہی کی فیض
صحبت کی برکت سے طالب علمی کا شوق ہوا۔ اولاً آپ ہی کی ترغیب سے بہی گیا۔

اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے۔ آپ علم طب میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ آپ کی تشخیص نہایت درست تھی۔ مریض کی بیماری میں خوب غور و فکر کرتے تھے اور تمام حالات جزئیات سے واقف ہوکے سونچہ سمجھکر نسخہ تجویز کرتے تھے۔ ادویہ اسکے اوزان مزاج کے موافق لکھتے تھے۔ آپکا نسخہ سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا تھا۔ جو بیمار آپکی ہدایت کے موافق ادویہ کو استعمال کرتا دنوں میں شفا پاتا تھا۔ آپ ورا طبا کیطرح بغیر سونچے سمجھے نسخہ نہیں لکھتے۔ نہ کسیکو دوا دیتے۔ بیمار کے مزاج کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔ آپکے پاس اکثر مریض ایسے آئے ہیں جنکو ڈاکٹروں اور اطبانے نا امیدی کا جواب دیا۔ آپنے نبض و قارورہ ملاحظہ کرکے نسخہ دیا۔ عنایت الٰہی سے تیسرے دن ہی صحت کے آثار معلوم ہونے لگے۔ چند روز کے معالجہ میں صحت کامل پا جاتے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ آپکے ہاتھہ میں شفا ہے۔ یہہ قبولیت عامہ خداداد تھی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ آپ ملکی انتظام میں عقل کل تھے۔ جب تک سرکاری ملازمت کے صیغہ میں رہے اپنی خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے کبھی آپکے کام پر حرف گیروں کو حرف گیری کا موقع نہیں ملا۔ ہمیشہ پاک و صاف رہے کسی سے کوئی تعلق نہیں فرمایا۔ پیشتر نواب میر عالم علیخان بہادر جاگیردار جاموڑ کے خدمتمیں ملازم تھے اور انکی خدمت میں مدت تک رہے۔ آپ سنی اور جاگیردار صاحب امامیہ تھے۔ معاملہ ضدین تھا۔ مگر آپکی لیاقت و قابلیت اس درجہ کی تھی کہ نواب صاحب آپکو عزیزوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ نواب کی رحلت کے بعد چند مدت انگریزی عہد میں برار میں عدالت منصفی میں میر منشی گری کی خدمت پر مامور رہے۔ عدالت برخاست ہونیکے بعد انگریزی ملازمت میں داخل ہوئے۔ چند مدت تک داروغگی کی خدمت پر مامور رہے

آپکے جسقدر اشعار میرے پاس تھے۔ وہ تمام موسی ندی کی طغیانی مین تلف و برباد ہوگئے۔ اسوجہ سے صرف حال پر اکتفا کیا گیا اگر ملجائینگے تو آیندہ ضمیمہ مین لکھونگا۔

شفیق۔ لچھمی نراین اورنگ آبادی

شفیق تخلص۔ قوم کہتری کپور سے ہے۔ اورنگ آبادی المولد۔ آپکے جد بزرگوار بھوانیداس عالمگیری لشکر کے ہمراہ لاہور سے دکن مین آئے۔ اور اورنگ آباد مین متوطن ہوئے۔ نوکر پیشہ تھے۔ زندگی بصیغۂ نوکری بسر کرتے تھے۔ صاحب اولاد ہوئے۔ انکا متوسط فرزند رائے منسا رام تھا۔ جب منسا رام دس برس کا ہوا جد مذکور فوت ہوا یتیم مذکور لالہ جسونت رائے ہم قوم کے سایۂ عنایت مین رہا لالہ کی سرپرستی مین تعلیم و تربیت پائی۔ نواب آصف جاہ غفران پناہ کے زمانہ مین چھہ صوبجات دکن کا پیشکار رہا۔ چالیس برس تک خدمت مفوضہ پر مامور رہا۔ امانت دیانت سے اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ جناب آزاد نے نواب صمصام الدولہ بہادر مرحوم سے سفارش کرکے منصب سے سرفراز کرایا۔ اور دکن کے بخشی الممالک کی پیشکاری پر بھی مامور۔ منسا رام دونون خدمتون کو عمدہ طرح سے ادا کرتا تھا۔ محنتی و جفاکش تھا۔ مالک کی تابعداری مین سر مو فرق نہین کرتا تھا۔ دربار آصفی نام کا ایک رسالہ مختصر لکھا ہے۔ اسمین مغفرت مآب آصفجاہ اول کی تعریف اور انکے عہد کے قوانین لکھے۔ رسالہ مذکور مطبوع ہوچکا ہے۔ اور ایک دکن کا گوشوارہ بھی لکھا ہے۔ بست و دوم صفر ۱۱۵۸ھ ہجری مین شفیق صاحب ترجمہ کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابتدا تمیز سے حضرت میر غلام علی آزاد کے خدمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ آزاد کی توجہ سے صاحب استعداد ہوا۔ سفید و سیاہ سے واقف نواب

اور تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوا ایک مدت مین تکمیل کتب سے مشرف ہوا۔ مین آپکی توجہ وعنایت کا مشکور رہون۔ آپ حیدرآباد دکن محلہ مستعد پورہ مین سکونت پذیر تھے

آپکی رحلت کی کیفیت

آپکا خاتمہ بخیر ہوا۔ آن کے اعمال و افعال اسبات پر دلالت کرتے ہین کہ وہ بہشت برین مین داخل ہوئے ہون گے۔ آپکو تین روز تک سکرات کی شدت رہی۔ تیسرے دن عزہ و اقارب آپکے گرد جمع تھے۔ آپنے حاضرین سے پوچھا اسوقت کیا وقت ہے۔ حاضرین نے جوابدیا کہ ظہر کا وقت ہے۔ آپ سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے قریب تھا کہ زمین پر گرین حاضرین نے آپکو تھاما۔ اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین۔ فرمایا ظہر کی نماز ادا کرنا چاہتا ہون بعدازان آپ فرش پر بیٹھ گئے۔ تکیہ پر تیمم کیا۔ سمت قبلہ متوجہ ہوکے تکبیر تحریمہ شروع کی سورۂ فاتحہ وضم سورہ سے فارغ ہوکے رکوع کرکے سجدہ مین سر زمین پر رکھا۔ فوراً حالت سجدہ مین آپکی روح نے جسم عنصری سے عالم بقا کو پرواز کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاضرین نے آہ وزاری کی اور مرحوم کی رحلت پر افسوس و حسرت ظاہر کیا بعدازان تجہیز و تکفین کرکے آپکے گھر کی گلبند کے قریب دیول پٹہ مین دفن کیا۔ یہہ واقعہ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ہجری مین واقع ہوا۔

آپ کی عمر تقریباً اسی سال سے متجاوز تھی۔ آپکی باقیات الصالحات سے تین دختر نیک اختر مین تینون کی شادیان آپکی زندگی مین ہوگئی تھین۔ سرکار عالی نظام کے امتیازی منصبدارون کے صیغہ مین ملازم تھے۔ ساٹھہ روپئے وظیفہ پاتے تھے۔ مرحوم کی بیوی صاحبہ کوشش کررہے تھے کہ مرحوم کی تنخواہ اون کے نام پر منتقل ہوے اب تک فیصلہ نہین ہوا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے خدا انکو کامیاب کرے۔ آپکا ذاتی مکان مستعد پورہ مین ہے۔

شفیق صاحب ترجمہ آزاد کے ارشد تلامذہ سے ہے۔ شاعری وسخن سنجی وتاریخ نویسی وتالیف مین فرد کامل تہا۔ اسکے نتائج طبع نہایت صاف وشستہ وشفاف وبرجستہ ہوتے مین پرگو ہے آپکا دیوان فارسی واردو ضخیم ہین۔ ابہی تک مطبوع نہین ہوے ہین کل امر مرہون باوقاتہا کے انتظار مین گوشۂ گمنامی مین پڑے ہین۔ فقیر نے اکثر تذکرون مین ان کے اشعار چیدہ چیدہ دیکہے ہین۔ انہین منتخبہ سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون آپ کی تالیفات سے۔ مآثر آصفی۔ و مآثر حیدری۔ وتذکرۂ گل رعنا۔ وتذکرۂ شام غریبان وبساط الغنائم۔ ومرآت الہند۔ ونخلستان۔ وتذکرۂ گرو بابا نانک۔ وچمنستان شعرا وغیرہا مین۔ تذکرہ نویسی مین میر غلام علی آزاد کے قدم بقدم چلتا ہے۔ جو کچہہ لکہتا ہے نہایت تحقیق کے ساتہہ لکہتا ہے جس شخص یا جس چیز کی حالت اگر لکہتا ہے تو پورا پورا اسکا مالہ وما علیہ صاف صاف بیان کردیتا ہے شفیق کو یہہ لیاقت آزاد کی توجہ وعنایت کی بدولت حاصل ہوئی تہی۔ دکن مین اگرچہ آزاد کے اکثر تلامذہ صاحب تالیف ہین لیکن شفیق ارشد تلامذہ ہے۔

من اشعارہ الفارسی

مصرع ابروی او بسم اللہ عنوان ما — مصحف رخسارہ او دین ما ایمان ما
بسکہ از گفتار ما ریزند یاران رنگہا — گردہ صورت گران شد صفحۂ دیوان ما

ولہ

بردل ما التفاتی ہست چشم یار را — الفتی بسیار با مینا بود میخوار را
چشم او بر ما نگاہے گر ندارد غیبت نیست — می شود پرہیز لازم مردم بیمار را
گر خود آرائی ہوس داری شنو عرض شفیق — اندکے تحریف باید چہرۂ گلنار را
تعالی اللہ چہ دولت شد میسر ناگہان امشب — کہ آمد بر سر بالین من آن جان جان امشب

صمصام الدولہ کے زمانہ مین منصب خطاب ولی چندسے سرفراز ہوا۔ اور آزاد بلگرامی شفیق کے حال پر نظر شفقت و محبت رکھتے تھے۔ چنانچہ خود شفیق حضرت آزاد کی شان مین لکھتا ہے ؎

لامکان است مقام آزاد — فوق عرش است خرام آزاد
سبحہ گردان ز کواکب ہر شب — ملک رہبر است بنام آزاد
خرمن ہستی اعدا سوزد — برق رخشان حسام آزاد
در گلستان جہان ہر گل و خار — مورد رحمت عام آزاد
جدا و ساقی کوثر باشد — آب خضر است بجام آزاد
گل شنود گوش ہمہ تن بچمن — کہ برد باد پیام آزاد
پیش آئینہ ضمیر آن طوطی — میکند وصف کلام آزاد
اے خداوند جہان باد مدام — ساغر عیش بکام آزاد
صاحب ہر دو جہان است شفیق — ہر کہ گردید غلام آزاد

ابتدا مین شفیق کم کم کلام موزون کرنے لگا۔ اور کلام مین تخلص صاحب کرتا تھا۔ جب آزاد اس تخلص سے واقف ہوئے تو اسکو سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین شفیق تخلص عطا فرمایا اور آپنے فرمایا کہ میر محمد مسیح صاحب تخلص فارسی مین ایک شاعر گذرا ہے۔ چونکہ شفیق ہندی وفارسی دونون زبان مین کہتا ہے۔ زبان ریختہ مین تخلص صاحب بحال رکھا۔ اور فارسی مین شفیق۔ تاریخ مرحمت تخلص ؎

حضرت فیض بخش آزاد — کرد مرا تخلص انعام
گفتم تاریخ این عنایت — امداد شفیق شد مرا نام

ولیاقت خداداد سے کلام موزون کرنے لگے۔ اور والد یا جد سے اصلاح لینے لگے۔ والد کی
اصلاح سے روز بروز کلام کی خوبی بڑہنے لگی۔ چندہی ایام کی مشق و اصلاح مین کلام
سنجیدہ و پسندیدہ ہوگیا۔ پس آپ شعرا کے مشاعرے مین جانے لگے۔ معاصرین کے
ہمطرح و ہم سنگ ہوئے۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے مملو ہوتا ہے۔ اور صنایع و بدایع
لفظی و معنوی مین ڈوبا ہوا۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین
ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے ماہر و کامل تہے۔ کلام سے اہل زبان کی شان
دکہلائی دیتی ہے۔ آپ باوجود ملازمت سرکاری طلبہ کو درس و تدریس سے بہی مستفید
فرماتے تہے۔ اکثر طلبہ و نوآموز شعرا آپکی خدمت مین استفادہ کرتے تہے۔ آپ اساتذہ
جہاندیدہ مین شمار کئے جاتے تہے۔ آپ عدالتی امور مین بہی نہایت ہی لائق و فائق
تہے۔ متعدد محکمون مین حکام بالادست کی زیر دستی مین کام کرتے رہے۔ حکام نے
وقتاً فوقتاً آپکے انتظام و خوبی کام کی بابت خوشی کا اظہار کیا ہے۔ مولوی نصر اللہ خان
خورجوی ناظم عدالت فوجداری نے اپنے مولفہ تاریخ دکن مین آپکی کارگزاری و تجربہ کاری
و ہوشیاری کی بہت تعریف لکہی ہے۔ مدۃ العمر آپ سرکاری خدمات کو امانت
و دیانت کے ساتہہ ادا کرتے رہے۔ نیک محضر و خدا ترس تہے۔ وضعداری و ملنساری
کے پابند تہے۔ طلبہ کے ساتہہ ہمدردی سبقاً و طبقاً فرماتے تہے۔ فقیر مولف کو آپ سے
شناسائی تہی۔ بعض محافل مین کبہی کبہی باہم ملاقات ہو جاتی تہی۔ آخر آپ نے
بتاریخ ۲۰ ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۸ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاویدانی
رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے باقیات صالحات سے دو خلف
الصدق ہین ایک حکیم سید نوازش علی صاحب متخلص بہ لمعہ دوسرے حکیم سید نادر علی صاحب

ہم آغوش شد بجانان طالع بیدار نازم | گر در خواب نوشین است چشم آسمان امشب
غنچہ ہا شگفت و طفل گلعذارم برگشت | صد گریبان پارہ شد دامن سوارم برگشت
گریہ می آید مرا بر حال خود در فصل گل | گشت آب فتنہ ام در جو نگارم برگشت
ہر کسے را میرسد نوبت بدور آسیا | بر مراد خاطر من روزگارم برگشت
چہ ستمہا بدل از چشم سیہ مست تو رفت | شیشہ تحفۂ افسوس کہ از دست تو رفت
شکست توبۂ ما را بہار شد باعث | ہزار بار نوائے ہزار شد باعث
خدا گواہ کہ می را بلب نیالودم | برائے مستی من چشم یار شد باعث

شعلہ۔ میر کاظم علیخان دہلوی

شعلہ تخلص۔ میر کاظم علیخان نام۔ آپ میر احمد علیخان شہید دہلوی کے فرزند رشید ہین۔ آپکے بزرگان سلف شرفا و امرا کے زمرہ سے تھے۔ چنانچہ مولف تذکرہ نے خاندانی شرافت حسبی و نسبی کا ذکر شہید کے ترجمہ مین پورا بیان کردیا ہے۔ اب یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ صاحب ترجمہ کا ذاتی حال لکھتا ہون۔ آپکی ولادت ۱۰ تاریخ شہر رجب سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے۔ آپکی نشو و نما بھی یہان کی آب ہوا مین ہوئی۔ مدرسہ دار العلوم مین پانچ چھہ سال تک تعلیم پائی۔ کتب درسیہ متداولہ فارسی عربی سے فراغت حاصل کی۔ امتحان دیکر مدرسہ سے لیاقت نامہ و سند کامل بدست کی۔ علاوہ فارسی عربی بقدر ضرورت انگریزی بھی پڑھ لی۔ آپکی طبیعت فطرۃً شعلۂ جوالہ کی طرح ترقی کے اوج پر عروج کر رہی تھی۔ تحریر و تقریر کے دریا مین موجزن ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مین موروثی شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی۔ ذاتی استعداد

گر وصل بھی ہو جاتا اکبار تو کیا ہوتا — دامن مجھے قاتل کا دامان قضا ہوتا
دامن کش قاتل گر خون شہید ہوتا — یون قتل پہ آمادہ ظالم نہوا ہوتا
وہ شوق شہادت ہے سو بار اگر مرتا — قاتل ہی کے جانب کو لاشہ بھی پھرا ہوتا
کیون رشتہ محبت کا توڑا ہی عبث ظالم — یون قتل کیا ہوتا کچھہ تسمہ لگا ہوتا
پائی نہ شہادت جب دعوی ہے دیت کا کب — گر خون بہا ہوتا تب خون بہا ہوتا
اے ابر کرم گر تو رحمت سے برس جاتا — بہشت غبار اپنا ہرگز نہ اڑا ہوتا
گر قلقل مینا کو مجکو نہ سنایا تہا — تربت پہ مری ظالم اک گل تو چڑھا ہوتا
اس شکل بدلنے پہ عشق کے آجاتی — تصویر مین بھی رخ سے گر رنگ اڑا ہوتا
سننے کو نہ سننے وہ کہتا تہا ہمین لازم — آنے کو نہ آتے وہ شکوہ تو کیا ہوتا
اُس شعلہ بہبو کہ کی شکوہ جو کہلین رفین — سورہ کو در خان کی دم ال شعلہ کیا ہوتا

شہیدی - مرزا شہید قمی

شہیدی تخلص - مرزا شہید نام - آپکا وطن اصلی شہر قم ہے - جامع علوم و فنون تہا - فن شاعری مین استاد کامل - میدان سخن سنجی مین اقران و امثال سے سبقت کرتا تہا - اپنے مقابلہ مین کسی شاعر کو ہم سنگ ہم پلہ نہین سمجہتا تہا - اپنی شاعری و شگفتگی سے کلام پر نازان رہتا تہا - سلطان یعقوب والی تبریز کا مقرب مصاحب تہا - سلطان اسکی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا - بادشاہ کی قدردانی سے ملک الشعرا خطاب سے مخاطب تہا - معاصرین اُسکے جاہ و جلال و حشمت و اقبال کو دیکہہ کے رشک و حسد کرتے تہے - لیکن بادشاہ کی عنایت و توجہ کے سبب اُسکو کچہہ ضرر

التخلص بہ رعد مین۔ ماشاء اللہ دونون ہی مصداق الولد سر لابیہ لائق و فائق ناظم و ناثر ہین اللہم سلمہما اللہ بالخیر والعافیہ۔ اب مین شعلہ صاحب مرحوم کے چند اشعار فارسی و ہندی بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

در گلشن عشق است چو بلبل وطن ما — خرم چو بہشت است بہار چمن ما

خون در دل یاقوت بود از لب لعلش — زانست کہ رنگین شدہ شیرین سخن ما

بہار آمد بیا ساقی در میخانہ را بکشا — بزن مستانہ ساغرہا و شیشہ ہا بکشا

نہان تا کے بماند شمع اندر پردہ فانوس — نقاب از چہرہ ات اے شعلہ رو بہر خدا بکشا

آنکہ بخشید بتو حسن خود آرائی را — او عطا کرد بمن صبر و شکیبائی را

اسم حق ورد کن اے دل کہ ہمہ ذکر کنند — صبحگاہان بنگر طائر صحرائی را

سید ہاشمی و منبع جود و کرمی — نبی مکی و امی و شفیع الاممی

از نظر لطف شہا بر من مسکین فرمائے — کہ منم ذرہ بیتاب تو مہر کرمی

حبذا شان براقت کہ ز نہ چرخ گذشت — مرحبا شاہسوار عربی و عجمی

سائلے از حرم پاک تو محروم نگشت — بارک اللہ چہ کریمی و چہ عالی ہممی

زان سبب آمدہ در شان تو لولاک لما — کہ تو بر جملہ رسل اکرمی و محترمی

ہست از پرتو انوار تو عالم روشن — آفتاب رسل معنی لوح و قلمی

حبذا شان رفیعت کہ رسیدی تا عرش — شب معراج ز اعجاز زیادہ تو کمی

سرورا درد دلے دارم و بس رنجورم — دارو ئے درد عطا کن کہ تو باب حکمی

کن عطا خدمت جاروب کشی آن روضہ پاک — یا حبیب الصمدی انت و لی النعمی

بآب تلخ چو ما آشنا مباد کسے | کہ رو بفقر فنا دارد آشنائی ما
نہفتہ بزم غم ما ز چشم تیرہ دلان | توان مشاہدہ کردن بروشنائی ما
شہیدی از نظر فروش دور مرو | کہ او ز قید خودی میدہد رہائی ما

وله

ز اشک لالہ گون تا چند در خون افکنم خود را | نمیدانم کہ چون زین ورطہ بیرون افکنم خود را
خیال چشم جادوئیش چنانم ساخت دیوانہ | کہ خواہم از سر کوئے بہامون افکنم خود را
اگر بر تربت مجنون مرا روزی گذار افتد | درم پیراہن و بر خاک مجنون افکنم خود را

وله

خوش آن سوار کہ زد شد بلند پستی ما | بتازیانہ افشاند گرد ہستی ما
ز دست چرخ رہائیم بہ ساغر خور شد | بود بدولت عشق این درازدستی ما
تہی نگشت دمے کاسہ سر از می عشق | ز سر چگونہ رود مستی الستی ما
چنان ز شوق تو سرمست و بیہشانم | کہ محتسب بغلط می فتد ز مستی ما
یکے مشاہدہ کن اے شہیدی آن بت | بشوئے صفحہ انکار بت پرستی ما

وله

ز ہیچ سر لایق بنا شد بند فتراک ترا | چون کسے آلودہ سازد دامن پاک ترا
با غبار غم مخمور ز خشک سال آزادیش | می پرستان پرورند از چشم تریاک را
یار اگر یابد شہیدی بر سر خاکت قدم | گو منہ شمع و چراغے مجلس خاک را

وله

بیا اے عشق و آتش زن دل افسردہ ما را | بنور خویش روشن کن چراغ مردہ ما را
ملولیم از کدورتہائے مخموری بیا ساقی | بجامی تازہ گردان چہرہ پژمردہ ما را

وله

رفتیم نگشت باغ از آن نازنین جدا | افتاد گل بخندہ جدا یاسمین جدا
بے لعل یار تیرہ شد چشم روشنم | مانند خاتمی کہ بود از نگین جدا
تیغ فراق بند ز بندم جدا کند | از یار خود مباد کسے اینچنین جدا

نہین پہنچا سکتے تھے۔ ہمیشہ قابو جو رہتے تھے۔ بادشاہ کے فوت ہو [illegible] سدین
کے وجہ سے وہان قیام دشوار ہوگیا بامرلاچاری ہند کا [illegible] کر [illegible] بیسے
اولاً گجرات مین آیا۔ چندروز وہان قیام کرکے اسمٰعیل عادل شاہ کے عہد [illegible] بیجاپور مین
پہنچا عادل شاہ نے اسکی نہایت خاطر و مدا[illegible] تقرری [illegible] زمرہ [illegible]
تا بہ زندگی بیجاپور مین عیش و آرام کے ساتھ بسر کرتا رہا۔ تقریباً [illegible] عمر [illegible] مین
فوت ہوا۔ فرشتہ و گل غرائب کے موافق بمتابعہ قول [illegible]
بیجاپور کی زمین مین مدفون ہوا۔ محمد عارف [illegible] لکھا کہ [illegible] وفات [illegible]
واقع ہوئی۔ اور ملا قاطعی نے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ اسکا مدفن [illegible]
کے نزدیک فرشتہ و گل غرائب کا قول و سنہ وفات و مدفن کی بابت صحیح [illegible]
دونون مؤلف دکنی الاصل تھے۔ انکا لکھنا گویا مشاہدہ ہے اور [illegible]
سماعت پر ہے۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال۔ شہیدی صاحب دیوان [illegible]
ضخیم ہے کئی ہزار ابیات پر شامل ہے فقیر مؤلف کے مطالعہ مین گ[illegible]
ہے۔ نزاکت و لطافت سے بھرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر سنجیدہ [illegible]
صاحب ترجمہ کے دیوان سے چند اشعار گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

بطوف میکدہ ما روز بے نوائی ما — سفال چرخ [illegible]
چو تاج بر سر ما کو سبوئے بادہ بین — کسے کہ طعنہ زند بر برہنہ پائی ما
نہاد سر خم ز دست بادہ فروش — شکست شیشۂ تقوی و پارسائی ما
بیک قدح کہ کشیدیم صبح مخموری — ہم اندرون و برون شست صفائی ما

وله

دامن پاکت ز می گشته است نمناک از کجا
در گریبان تو افتادست این چاک از کجا

خاک بر سر کرده هر جا داد خواهی بنگرم
میرم از غیرت که بر سر کرده این خاک از کجا

وله

در چمن آن دست نازک سوی شاخ گل مبر
ترسم آزاری رسد تا کز گل چیدن ترا

ریختی خون شهیدی چند مرزم میکشی
عاقبت خواهد ز خونی پای نغزیدن ترا

وله

عزت عشق چون بود خواری او خویش ست هم
بر ره سلطنت نگر بندگی ایاز را

ناز ترا بجان خرند ای پری بر همه کس چه افکنی
سزد بند شاه من بر همه صید باز را

وله

نهادم سر براه عشق و کردم قطع منزلها
ز سر بگذشتم آسان ساختم بر خویش مشکلها

سزد گر خوشه خوشه شعلهٔ آتش برون آید
بخاک کوی خوبان بس که شد دانهٔ دلها

وله

چشمت به تیر غمزه دل و جان من نواخت
خوش با دو وقت مردم مسکین نواز را

خوشنودی شوکت بیشتر از خوی نیک بود
چندین قبول خاطر محمود ایاز را

بر من که سجدهٔ صنمی میکنم مخند
آگه نه حقیقت عشق مجاز را

دریافت هر چه بخت شهیدی ره عشق
سرمایه درد و داغ تو بس پاکباز را

وله

بشام عید کنم ساغر شراب طلب
طلب کنند همه من آفتاب طلب

هلال عید کنم کنج نامه که آن
کنند گنج ز ویرانه خراب طلب

وله

کمتر از پروانه نتوان بود در جان باختن
گر هوای آتشین رخسارهٔ خود پاک سوخت

فارغ است از دوزخ و گرمای روز رستخیز
بهر ماهی هر که در غمخانهٔ افلاک سوخت

صحرا خوش ست و باغ خوش ست و چمن خوش ست
جامی سه چار خورده ام و وقت من خوش ست

بس ناخوشی که عاشق بیچاره خوش کند
دشنام ناخوش ست ولی از دهن خوش ست

وله

ز خواب ناز چو آن سرو نازنین برخاست
علم کشید بلا فتنه از زمین برخاست

پامال رخش کن سرم از خاک بر مدار | می ترسم ای سوار که گردی ز زین جدا
همنشین جدا ز یار شهیدی چو عاشقی | صد پاره شو به تیغ وی آنگه نشین جدا

وله

داغ بتان چو لاله بود در سرشت ما | تا بت پرست و روسیهی سرنوشت ما
ترسم که زیب تربت ارباب بین کنند | خشت منقشی که فتد از کنشت ما
تخم نشاط از دل ما سبز کی شود | زینسان که پایمال غمت گشت کشت ما
عالم گرفت شور شهیدی و گو مکن | چون نیست بی غم نمکینان سرشت ما

وله

رسیدم اینک آن جاییکه روزی دیده ام ورا | درین منزل بسی برگرد سر گردیده ام ورا
مرا با وی شود هر دم بیا زی گرچه گویندم | کرا کنون رفت ازین ره بر کجا پرسیدم او را

وله

برلب آمد جان من زهجوی من بیمار را | خون چکان رخساره بنما تشنهٔ دیدار را
سوخت چون روی تو در کارگه چشم بیت | ای پری چندانکه می بینیم روی کار را

وله

از تو من دور و دل از تیغ غمت چاک آنجا | بی تو من خون خورم اینجا دل غمناک آنجا
جای پاکان بود آن کوی از آن دور آرم | چشم پاک و دل چاک و نظر پاک آنجا

وله

نا گنهکار و زیاری ز بیباری ما | خلق محشر همه حیران سیه کاری ما
گرچه از جرم گناهیم گرانبار آنجا | کوه بر باد رود چیست گرانباری ما
نا امید از کرم دوست شهیدی نشوی | نشگفاند گل امید جگرخواری ما

وله

عکس رخش در جام می دیدم کشیدم جام را | خوردم به روی دوست می از می گرفتم کام را
صد عیب اگر می را بود بس باشد این یک هنرش | کو میدهد رنگ گل رخساره گلفام را

وله

هرچند بتوانی چو گل پوشی رخ گلرنگ را | یکتا بروی هر کسی آن چشم شوخ و شنگ را
از غمزه میزنی و ز خنده لب را میگزی | در یکزمان کس چون کند هم صلح را هم جنگ را

وله

میروی ای شاه خوبان جانب شهر دگر	مسکنی خواهم که ای بی جرم زندان زنجیر

نیست بازیگی بهر در عشق بازی باختن	کار سربازان میدان بلا آسان نگیر

وله

زغم گداختم و جان زغم نرستن نتوان	خدنگ آه کشم بی جهت جسته نتوان

بر آستان تو عمری بنا مرادی رفت	دری مراد بروی نبست بسته نتوان

وله

خوش آن زمان که مرا همنشین تو باشی و بس	رقیب فتنه بکاری همین تو باشی و بس

چنانکه هست بر افلاک آفتاب یکی	بر اوج حسن بروی زمین تو باشی و بس

وله

سجاده ریا که بود بار اهل هوش	دلال معصیت نیم انداختم ز دوش

پیمانه که ماند شب از وجه خرقه ام	بهر خمار صبح سپردم بمی فروش

وله

ببال مرغ بستم نامه سر دادم سوی یارش	گران بارست می ترسم که نگشاید بمنقارش

میسر گر نشود بوسه کف پای گل اندامی	بمالم دیده ترسیم ز مژه در پا رود خارش

وله

کی از سفال گدا نان بما دهند آبی	عوام را نبود بهره ز فیض خواص

غزل سرائی ما هم قبول خاصان نیست	خوش است نظم شهیدی که نیست خالی از ...

وله

خوش آنکه من بسفال سگ تو بزم خوران	بمن شراب مستی برون زخانه عو...

برفت مرغ دل باز پس نمی آید	درین خرابه از و ماند آشیانه عو...

وله

تا نیفتد از دهنش ز زبان ایران	خبری از من سرزده چون حلقه ناخو...

شد شهیدی ام سربلند از دولت زلف بلند	پسته کی گرد ... نظم ...

وله

سفر گزیدم و گردم بهر که بود وداع	شدم مقید ... شاه است

هوای خدمت اگر ندارم از سر شوق	چو گرد باد چرا راه میروم بسماع

وله

جور دربانش بلا و طعنه دشمن بلا	میرسد بر من بلا بی ای خدایا از هر طرف

ز بزم لاله رخان چند عرق خون خیزم — نشست هر که باین قوم چنین برخاست

وله

بی پرده ام که منزل جانان من کجاست — آرامگاه سرو خرامان من کجاست

ناخوانده در رود همه جا همچو آفتاب — خودرای و سرکش است نفرمان من کجاست

وله

جواب طعنهٔ نااهل چیست خاموشی — فریاد بیهوده کردن دراز کاری نیست

میان خلق شهیدی چه میکنی خانه — ترا مقام به از گوشهٔ مزاری نیست

وله

ای محتسب مکن بمن درد خوار بحث — غوغا میار بر سر ما و گذار بحث

پروای بخت دینی و عقبی نباشدم — آنجا که حیرت است نباید بکار بحث

وله

گر بوسه خواستم ز تو شیرین دهن مرنج — نخورد ار عاشق و هستیم من مرنج

رنجیده بار بیرون ای تازه گل مشو — پوشند غیر چون تمنا به برون مرنج

وله

کلید میکده را یافتم بوقت صباح — برآمد از دل من بیخبر که یا فتاح

قدم نهادم و میخانه را گشادم در — درآمدند پی من هزار اهل صلاح

وله

من دوزخی ز سوز جگر تو بهشتی — مشکل بهم بروی تو مالم زیاده رخ

از خون دیده روی شهیدی منقش است — ما دور مانده از رخت ای نرگس ساده رخ

وله

خرم کسی که در چمن لاله میرود — می دیگری گرفت ز دنباله میرود

از مدرسه بمیکده یکشب که میروم — در کار می وظیفه یکساله میرود

وله

فغان که میگذرد و سوی ما نمی بیند — کشیده سرمه بگو از حیا نمی بیند

بسرخروی بیگانگان نظر دارد — سیاه روی یک آشنا نمی بیند

وله

ندارم کس که پیش یار حال زار من گوید — غم تنهائی و درد دل افگار من گوید

بتلخی جان شیرین میکنم شیرین زبانی کو — که بی رنجاندن خاطر شیرین کار من گوید

پرسی ز من که بیدل و شیدا چرا شدی — اغیار حاضرند چه گویم جواب تو
گر بود در دل تو عشق شهیدی اثر نکرد — وقت نظاره هیبت همه اضطراب تو

وله

تنی داریم در بار سر شکسته — دلی در زیر دیوار سر شکسته
ز بار دل شهیدی او فتاده — رسن بگسسته و داری شکسته

وله

تا کی باشم بداغ انتظاری سوخته — مانده چون خاک تری بر رهگذاری سوخته
اهل ناموس از کجا و رهرو عشق از کجا — عشق هر جا خرمن دلی غباری سوخته

وله

مرا بغیر دیار حبیب ماوا نه — غریب جائی و آنجا غریب را خانه
براه کعبه وصلت نقطع یافت منزل — ز پا فتاده و منزل هنوز پیدا نه

وله

منم رسوائی شهری نامه و سینه از آبرو شسته — بمی ز خرقه رنگ انگور به و تقوی فرو شسته
گرفته گوشئی و دست از دنیا گسسته — بپای خم فتاده دست از جام و سبو شسته

وله

نکوئی از غرور حسن این یک سخن روزی — بروز با گرفتارم بپرس احوال من روزی
چو افتد در غریبی نامرادی از دیار من — نکو نشناسم او را چون بفهم دم ز وطن روزی

بچه دل همه جا باده بی حجاب خوری — چه وقت نشست که با هر کسی شراب خوری
خمار شرب مبادا که زرد سر و مدت — ازین شراب که در عالم شباب خوری

گذر به بیماری من آمده خبر میداشتی — جانب افتاده گاهی گذر میداشتی
خوش آن ساعت که میرم بر سر بالین من باشی — زبانم رفته از کار و تو با من در سخن باشی
بگیری پای تابوت مرا خود در زنجانی — که من باشم گران از درد تو نازک بدن باشی
مرا در بزم خود ره دادی بازم بدر کردی — بهر یک جام می صد کاسه خونم در جگر کردی
براهم هر قدم صد خار غم راهی گلی خوش ماندهی — چرا از ره مرا بردی با خود همسفر کردی

بی بلا هرگز نهم گر از بلای نیکوان ‌ ‌ در کشم دامن رساند روز از هر طرف

وله

گفتی که بهتر است ترا مرگ یا فراق ‌ ‌ کارم اگر بمرگ فتد به که با فراق
شد روشنم که داغ جدائی چه بوده است ‌ ‌ تا جان من بسوخت جدا دل جدا فراق

وله

عاشق روی شدم هیچو زر دم سای سنگ ‌ ‌ چهرهٔ زرد از عشق نیکوتر که از می لاله رنگ
این غزل مطرب بهر مجلس که مستانه خواند ‌ ‌ شد شهیدی سرخ روئی دل سیه آید بچنگ

وله

عجب دارم ز استغنای این ترک ‌ ‌ که می آید چنین هیچواست در دل
ز غیرت خون آن ساغر خورم من ‌ ‌ که عکس آن زخش پیداست در دل

وله

بی تو هر شب جان ز دل از چشم خونبار آورم ‌ ‌ گه برای تو نهم گه رو بدیوار آورم
گر بگویم درد خود با کوه بی آن سنگدل ‌ ‌ کوه را از درد دل با خود از نشتر بار آورم

وله

چو ابر من بهوای تو از جهان رفتم ‌ ‌ گلی نچیدم و گریان ز گلستان رفتم
منم شهیدی و باشم علم بروز جزا ‌ ‌ ز چشم خلق چه نقصان اگر نهان رفتم

وله

آزرده ز طعنهٔ مردم برای من ‌ ‌ خوبی تو بلای تو هم شد جفای من
دامن بکش ز صحبت بیگانگان عشق ‌ ‌ تا آشنا کجا تو کجا آشنای من

وله

وحشی غزال من بکسی آشنا مشو ‌ ‌ ترسم که صید کس شوی از من جدا مشو
بگسل ز ما بغیر مشو رام شرم دار ‌ ‌ یکبارگی باهل وفا بی وفا مشو
آراسته ز خانه بیا زار در میا ‌ ‌ بالا بلند من همه کس را بلا مشو
تا چند بر شهیدی مسکین جفا کنی ‌ ‌ یکره ترحمی همه جور و جفا مشو

وله

غرق عرق شده رخ چون آفتاب تو ‌ ‌ طوفان حسنی همه عالم خراب تو
پاکان کشند بادهٔ حسنت بجام چشم ‌ ‌ آلوده را خبر نبود از شراب تو

شایان محمد اسلم خان

شایان تخلص۔ محمد اسلم خان نام۔ آپ علی احمد خان ناطق کے فرزند ہیں آپ کی ولادت بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ میں ہوئی۔ نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے زمانہ میں کتب درسیہ فارسیہ اپنے والد ماجد و محمد رضا سے تمام کین۔ فارغ التحصیل ہو کے مدراس میں وارد ہوئے۔ مولوی سید شاہ عبد القادر مہربان تخلص و مولوی محمد باقر آگاہ کی خدمت میں کتب عربیہ ابتدا سے انتہا تک ختم کین تھوڑے زمانے میں ہی کامل ہوئے۔ نواب امیر الامرا بہادر کے میر منشی ہوئے۔ فارسی میں عبارت چست و درست با محاورہ مثل اہل زبان لکھتے تھے۔ تحریر میں نادر و نئی طرز کا طرز اختیار فرماتے تھے۔ آپکا ہر ایک فقرہ برجستہ و شایستہ اور ہر ایک جملہ شگفتہ و بایستہ ہوتا تھا۔ امیر الامرا آپکی عبارت شیرین کو دیکھکے بہت محظوظ ہوتے تھے۔ اور آپکی لیاقت کی تعریف فرماتے تھے آپ نواب صاحب کی زندگی تک میر منشی گری کی خدمت پر مامور رہے۔ نواب کی رحلت کے بعد مختلف خدمات مثل بانات کی داروغگی اور دار الضرب کی امینی و جاگیرات نیاز حرمین شریفین کی تحصیلداری پر مامور ہوتے رہے۔ ہر ایک خدمت مفوضہ کو امانت و دیانت کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ حکام بالا دست آپ کے کام سے بہت خوش ہوتے تھے۔ آپ حکام کی تابعداری سے سر مو فرق نہیں کرتے تھے آپ موزون الطبع تھے۔ شعر و شاعری کے میدان میں جولانی کرتے تھے۔ جو کچھ موزون فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ صاحب التالیف و التصنیف بھی تھے۔ متعدد رسائل لکھے ہیں۔ مسائل التعلیم شرح منہج التقویم شرح فارسی منہاج و مثنوی گداز دل

من رباعیاته

ای با تو درست عهد و پیمان دلم — داغ طلب وصل تو درمان دلم
آسوده چگونه پا بدامن پیچم — آلوده بلای چشم دامان دلم

رباعی

عشاق دل از دو کون آزاد کنند — تا آینهٔ رخ یکی ساده کنند
آلوده و مستم از آن صحر و تیم — در ساغر آلوده کجا باده کنند

رباعی

جست و جو کرد سنگپاره زمین — یک ذره کاستی بملک اسکندر
دست سوی آزار بر دو گرفت — چیزی از سنگپاره محکم‌تر

رباعی

مردی چه بود خاک را افتادن — پا بر سر دنیای خود نهادن
ملک دو جهان بحجه نگرفتن — خود را دادن بآنچه باید دادن

من مراثیه

صافی دلان که جام محبت کشیده‌اند — زهر فنا چشیده و تلخی ندیده‌اند
چیدند ز باغ میوه که سخت است باغبان — وا مانده‌اند ز خامی و آسان رسیده‌اند
هما بجای ما همه تا بنگریم شان — پنهان ز دیده باشد چون نور دیده‌اند
دشوار نیست مردن ارباب انقطاع — آسان ز جان برند که در تن بریده‌اند
گشته بباغ صورت و بیرون نشده ز باغ — برگ هوس ز هیچ نهالی نچیده‌اند
جا ساخته ز راه تصرف بهر دلی — خود گفته‌اند راز دل و خود شنیده‌اند
بر اوج عرش بال زند مرغ روح شان — تن مانده بر زمین خور زمین آرمیده‌اند

دریای علم حضرت جامی جهان عشق
تن را گذاشت رفت سوی آشیان عشق

حاصل کی۔ اور کتب فارسیہ مولوی محمد باقر آگاہ و مولوی سید خیر الدین فائق سے ختم کیں۔ اور شعر و شاعری میں مرزا علی بخت اظفری و میر شاہ حسین حقیقت سے مشق کرتے تھے۔ آپکا کلام سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا ہے۔ معاصرین پر بڑھ گئے۔ اور آپ انشا پردازی میں ظہوری و طغرا کے ہم سنگ تھے بدیہہ گوئی میں ضرب المثل تھے۔ ایکدو ساعت میں تمام مورزون کردیتے تھے۔ چنانچہ حسب الحکم نواب اعظم جاہ تیرہ روز میں (۳۷) غزل نعت میں موزون کردئے۔ نواب صاحب بہت خوش ہوئے آپکے کلام کی داد دی بیحد تعریف و تحسین کی۔ آپکے اپنے ماموں سید شاہ منصور قادری سے بیعت تھی طریقت میں ثابت قدم و راسخ دم تھے سنہ ۱۲۳۳ ہجری میں بتقریب شادی اوگیر گئے شادی سے فارغ ہوکے مدراس میں واپس آئے۔ اسوقت نواب کا آخر عہد تھا تا زندگی نواب کے ملازمین میں رہے۔ انعام و خطاب مذکورہ سے سرفراز ہوئے۔ حسب الحکم نواب مدرسہ فارسی سرکاری میں ملازم ہوئے۔ شعر و شاعری میں مستغرق رہتے تھے آپکی تصنیف سے ایک دیوان مسمی مرج البحرین و روضۂ سبان و مثنوی رشک بہشت وغیرہ ہیں۔ فارسی و اردو زبان میں کلام موزون فرماتے تھے۔ کلام درست و صاف ہوتا ہے حشو و زوائد سے پاک۔ آخر آپکی رحلت سنہ ۱۲۴۹ ہجری میں واقع ہوئی۔ آپکے بھائی واقف نے رحلت کی تاریخ کہی هو هذه

بیدل عصر حضرت شائق — قدس اللہ السرہ السامی

کام دل جست چون بقرب الہ — کہ جہانست جائے ناکامی

ہاتفم سال رحلتش فرمود

رفتہ ہیہات ہمدم جامی

۴۹ ۱۲۰۰

ومثنوی ظفرنامہ ووقایع حیدری وعین المصادر وگلدستۂ مناقب وغیرہا - اور آپکا دیوان غزلیات وقصائد پر شامل ہے - آخر آپ ۱۲۳۴ سنہ ہجری مین واصل حق ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ

آفتابیست کہ از شام قیامت پیداست	یعنے آن عارض تابان بخم گیسوہا
ولہ	
نوبہار گلشن عشق تو نا افروخت شمع	سوخت یکجا بلبل و یکسو پر پروانہا
ولہ	
خود موج ست انگشت تحیر بر لب ساغر	ندانم گردش چشم کہ حیران میکند دل را
چشم او از بسکہ او مستی می دادہ است	جام تو بجز خون و سجدہ مینا کردہ است
خندہ برق جنون ریدن پنہان کسے	فتنہ وام پری سایہ مژگان کسے
ننگ دریا دل شایان ہمہ طوفان ارد	نمک چشم ترش ہشتن اان کسے

شائق - غلام محی الدین

شائق تخلص - غلام محی الدین نام - شائق علیخان خطاب ہے - آپ شاہ احمد ابو تراب قادری کے فرزند ہین - آپکے نسب کا سلسلہ تین واسطہ سے جناب اوی محمد حسین شہید المعروف بنام صاحب مسے منتہی ہوتا ہے - آپکے خاندان مین اکثر بزرگان روشن ضمیر گذرے ہین - آپکا اصلی وطن بیدر ہے - آپکے جد پدر کا مولد قصبۂ اودگیر ہے آپکا بھی مسقط الراس قصبۂ مذکور ہے - آپکی ولادت ۱۲۰۲ سنہ ہجری مین واقع ہوئی ایام طفلگی مین والد ماجد کے ہمراہ کالسنری مین آئے اور وہان سکونت اختیار کرکے مدراس مین آپہنچے - علمائے عصر کی خدمت مین کتب رسمیہ عربیہ ختم کرکے فضیلت کی سند

مدت تک انشا کی خدمت کو عمدہ طرح سے انجام دیتا رہا۔ خوش اخلاق و ذی مروت تھا سخن سنج سخن پرداز تھا۔ رسائی طبیعت سے کلام پسندیدہ موزون کرتا تھا۔ شعرائے عصر آپکے کلام کو پسند فرماتے تھے۔ انصافانہ داد دیتے تھے۔ قدرت اللہ خان صاحب نتائج الافکار کے دوستون سے تھا۔ خانموصوف نے آپکی رحلت کے بعد ایک مرثیہ آپکے رنج مین لکھا ہے تذکرہ مین مذکور ہے۔ آخر عمر مین آپکو عارضہ لاحق ہوا۔ مرض روز بروز بڑھتا گیا ہر چند کہ معالجہ کرتے تھے۔ لیکن مفید نہین ہوتا تھا۔ معالجہ کے لئے حیدرآباد دکن روانہ ہوئے۔ حیدرآباد کے قریب پہنچکے سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ کو تجہیز و تکفین کرکے شہر مین لائے محمود علی شاہ مجذوب لودی شاہ کے تکیہ مین دفن کئے۔ ھوھذہ

سر در بر من آرد نازی بہ این نشست — گویم سخن بوسہ کہ از سے باز بین بست
کارم آخر شد و از درد و غم گشتی آگہ — شیشہ اشکست و بگوشش تو صدائے نرسید

شفیع میر محمد شفیع

شفیع تخلص۔ میر محمد شفیع نام۔ آپ میر عسکری باقری ساکن ستہ آبادی کے فرزند مین گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکے اجداد و سلف سے میر حسن باقری ستر آباد سے سلطان عبد اللہ قطب شاہ والی تلنگانہ کے عہد مین وارد دکن ہوئے۔ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوئے۔ قطب شاہ نے بلحاظ سیادت و نجابت تعظیم و تکریم کی۔ اول ہی ملاقات مین انعام و جاگیر و منصب سے سرفراز فرمایا۔ اور جاگیر مری گنٹہ علاقہ حیدرآباد مین بطور التمغا مرحمت کیا۔ مولف مذکور لکھتا ہے کہ اب تک جاگیر ان کی اولاد پر جاری ہے۔

من کلامه

بوسهٔ قند لب یار بسیر مهتاب
میدهد ذوق دگر چون شکر و شیر مرا

وله

صفای جوهر ذاتم ز چشم تر شود پیدا
برین دعوی دلیل روشن از گوهر شود پیدا

وله

عشق عاشق در دل معشوق آخر جا کند
گل گریبان چاک رو از ولای عندلیب

وله

خط لعلم برگشته از سوی زاغ ابرست
سطرهای راست آید چون کجی در مسطر است

وله

شها بگرفت ملک عالم جمشید بو عشقت
هر نو نهال می نگرم خاک بر سر است

وله

مگر ز خاک نشان سوار ی جو بید
وگرنه چیست نه مین گنبدن فرس بدود است

وله

ز سودا چون بیاراش دل پیدا نخود برم
گلشنا کسی بسگیرد متاع اعدا را بجا

در حجاب زلف کن نظاره روی یار را
صبح امید از سواد این شب یلدا طلب

نمیدانم کدامی شعله در سینه جا دارد
که می جوشد تمرا ز چشم گریانی که من دارم

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ آپکا حسبی تعلق حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز سے منتہی ہوتا ہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے صرف نسبی سلسلہ لکہا۔ اور حسبی سلسلہ سے سکوت کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شوقی۔ مولوی غلام غوث

شوقی تخلص غلام غوث نام۔ وطنًا گوپاموئی۔ آپکا حسبی سلسلہ قاضی مبارک شارح سلم العلوم سے منتہی ہوتا ہے۔ کتب متداولہ فارسیہ عربیہ مین مہارت کامل رکہتا تہا ادیب فاضل تہا۔ انشاپردازی و سخن سازی مین خوشنود کا شاگرد تہا۔ ہندوستان سے سیاحت کرتا ہوا مدراس مین وارد ہوا۔ ضلع کنشور مین افتا کی خدمت پر مقرر ہوا۔

تاریخ طبع زاد مولانا جامع الفضل والکمال مولوی عبد الجلیل صاحب المتخلص بہ نعمانی سلمہ اللہ تعالیٰ

صوفی از بہر سخن سنجان نہاد
یادگارے ہمچو محبوب زمن

از برائے سال تالیف و شیوع
تذکرہ گفتم از روئے دکن
۱۳ ۲۹۱ ہجری

مولوی صوفی ملکاپوری
تذکرہ بنوشت بہر شاعران
کلک نعمانی رقم زد سال آن

از کمال جامعیت علم و فن
جامع انحاء تحقیق سخن
خوب دو تحسین محبوب زمن
۱۳۲۹ ہجری

تذکرہ سے آغاز تالیف کا اور دکن کے تعمیہ سے اتمام تالیف اشاعت کا سنہ نکلتا ہے

انتہی کلامہ۔ شفیع صاحب ترجمہ کے والد ابتدا مین تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔ اور انکا مستقر تجارت مچھلی بندر تھا۔ چند مدت کے بعد ضلع نیلور کے محکمہ مین منشی گری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ شفیع کی ولادت سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین ضلع مذکور مین واقع ہوئی سن شعور کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب متداولہ فارسی عربی ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین آپ کو تلمذ میر محمد حسن غریب تخلص سے ہے۔ جب آپ مدراس مین آئے میرزا عبد الباقی وفا کے بھی شاگرد ہوئے۔ مدت تک وفا کی خدمت مین تحقیق محاورات و اصطلاحات فارسی و اصلاح سخن مین مصروف رہے۔ پھر چند روز سیر و سیاحت مین گزارے آخر والد ماجد کے انتقال کے بعد دیوانی محکمہ مین خدمت سررشتہ داری پر مقرر ہو تا بزندگی خدمت مفوضہ پر مامور رہے۔ آپکا سنہ وفات دستیاب نہین ہوا۔ آپ علاوہ زبان فارسی عربی تلنگی و ہندی مین بھی مہارت کامل رکھتے تھے شعرگوئی و سخن سنجی مین مستعد تھے۔ آپکا کلام فصیح و بلیغ ہوتا تھا۔ صاحب انشا بند و تصنیف تھے۔ سوائے دیوان فارسی کوئی رسالہ یا نسخہ مولفات سے نہین دیکھا گیا۔ نہ کسی صاحب تذکرہ نے لکھا شاید گوشہ گمنامی مین ہون گے۔ واللہ اعلم بالصواب

من اشعارہ

خال بر عین صنم بس بہار انداز ست	،	الف کرست نگرتا الف قامت را
تا نیاید خال رخش سر بلندم	،	اعانت را اختر نباشد نباشد
مردمک ست تہی شدہ زر و لعل سنگ	،،	لعل خندان بنشے کہ ہر دندان بدری
نرگس و غنچہ و گل چشم و دہان و رخ ست	،،	عاشق شد روم جانب بستان کسے
ساقی ز فیض جام جہانی شدہ مست	،،	ما نیز آمدیم خبردار اند کسے

تمام شد حصہ اول محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

اعلان

چونکہ اس کتاب کا حق تالیف محفوظ ہے بغیر اجازت راقم
کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین بعوض نفع نقصان اٹھائین
ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون راقم سے طلب فرمائین ۔

نوٹ

جس کتاب پر مولف کی مہر یا دستخط نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جائے

المشتہر

محمد عبدالجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی صدر مدرس
فارسی عربی مدرسہ اعزہ